اجودھیا کانڈ

اوم اوم رمارمن زبان سے نکلے — جے سیتا جے لکھن زبان سے نکلے
لب پہ ہے اے اُفق بھرت جی کا نام — جے جے سری شترہن زبان سے نکلے

سرگ ۱

رامچندر جی کے راج تلک کی تجویز

سری والمیک جی زبان معجز بیان سے گل فشاں ہیں کہ راجہ کیکے (دالدرانی کیکئی) کو بھرت اور سترہن جان سے عزیز تھے۔ ہر وقت آئینہ کی طرح سامنے رکھتے پلکوں کی طرح آنکھوں سے اوٹ نہ ہونے دیتے تھے۔ دو نو برادران عالیشان کے واسطے کیکے پور میں تمام دلچسپی کے سامان مہیا تھے مگر اُن کا دل اجودھیا ہی میں رکھا رہتا تھا۔ وہ خیال کرتے تھے کہ راجہ دسرتھ کا بڑھاپا آگیا اُن کی خدمتگزاری کا یہی وقت ہے اولاد اسی روز کے لئے ہوتی ہے۔ بیٹے کو بڑھاپے کا سہارا اور عصائے پیری اسی واسطے کہتے ہیں کہ پیرانہ سالی میں اُس سے آسائش ملتی ہے۔ وہاں دو نو بھائیوں کو ننہال میں وطن کی یاد بےچین کئے تھی۔ یہاں اجودھیا میں راجہ دسرتھ کو اُن کے شربتِ دیدار کی پیاس کا چسکا تھا۔ راجہ دسرتھ چاروں فرزندوں کو عناصر زندگی سمجھتے اور رگ جان سے قریب رکھتے تھے لیکن سری رامچندر جی سے خاص اُلفت تھی۔ رامچندر جی کا جیوں جیوں سِن بڑھتا گیا شکل صورت دوج کے چاند سے پورنماشی کا چندرماں ہوتی گئی اُس وقت اُن کا حسن صورت کچھ اور ہی تھا۔ چہرے پر نیلم کے رنگ میں کندن کی دمک تھی رُخ پر کالی گھٹا میں بجلی کی چمک۔ اوصاف حمیدہ خصائل پسندیدہ۔ پاکباز۔ مہمان نواز۔ شیریں زبان معجز بیان۔ بُردبار۔ نیک کردار۔ ہر دلعزیز۔ صاحب تمیز۔ دریادل۔ عادل۔ نیک اعمال۔ خجستہ افعال۔ زندہ دل۔ عالم و فاضل۔ چاق و چست۔ تندرست۔ ثابت قدم۔ عالی ہمم۔

جوہر شناس - لیاقت اساس - راستی پسند - دانشمند - پابندِ اصول - عالمِ علوم - معقول و منقول - دور اندیش - وفا کیش - ہمدردِ یگانہ و بیگانہ - فرزانہ - متنفر خودستائی - شائق سخن سرائی - کاشفِ اسرارِ نہانی - واقفِ رموزِ جہانبانی - دوست پرور معدلت گستر عدو شکار - راست گفتار - مربی انام - کفیلِ خاص و عام - دردرس - دستگیر کس و ناکس رحیم و کریم - بیدار بخت - متحمل محنت کش - دشمنِ اہلِ دغل - عالم باعمل - دریائے نہنگ توانائی - شیر بیشہ معرکہ آرائی - مصیبت سے نہ گھبراتے تھے - جادۂ استقلال سے قدم نہ ہٹاتے تھے - خود رائی کی بُو نہ تھی - خود سرائی کی خو نہ تھی - زبان دی سے نہ پلٹتے تھے - قول سے نہ ہٹتے تھے - جھوٹ سے کلی نفرت تھی - راستی سے دلی رغبت تھی - پرایا دکھ درد بٹاتے تھے - مظلوم کے پسینے کے بدلے اپنا خون گراتے تھے - ظاہری اوصاف کے سوا بشن کے اوتار و میں نامی انتر یامی - کوئی خرچ[۱] شاستر کے خلاف نہ تھا - وزیروں کی صلاح سے انحراف نہ تھا - دولت علوم فنون سے غنی تھے - تیر تلوار کے دھنی تھے - شستر ودیا کو کمالات پر ناز تھا - پنجۂ قوی میں خاص اعجاز تھا - ناٹک ودیا میں صاحب کمال تھے - فن مصوری میں آپ اپنی مثال تھے - اول درجہ کے شہسوار - ہاتھی کی سواری میں یکتائے روزگار - رتھ اس طرح چلاتے کہ آندھی کے جھونکے پیچھے رہ جاتے - ہر ایک کا دل رکھتے - کسی کی بات نہ ٹالتے تھے - قناعت پرائی دولت پر کبھی نہ تھی - شجاعت ظالموں کی سرکوبی سے چوکتی نہ تھی - رعایا کو اولاد کی طرح عزیز رکھتے تھے - دور سے دیکھ کر کھرا کھوٹا پرکھتے تھے +

"رامچندر جی کے فضائل پر کون شیفتہ اور خصائل پر کون فریفتہ نہ تھا - چہرے پر

---

[۱] شاستر میں مصارف کی پانچ مدیں مقرر ہیں -

(۱) دھرم کارج -

(۲) جش کارج - جس سے ناموری اور ثواب ہو -

(۳) دھن بردھی (ترقی آمدنی) یعنی جس سے موجودہ آمدنی بڑھے -

(۴) شریر رکھشا - قیام زندگی و آسائش جسمانی -

(۵) اتتھی ستکار یعنی مہمان غریب غربا اور اہل خاندان کی پرورش -

جو انسان ان مدات میں اپنی آمدنی عمدگی سے صرف کرتا ہے - اُس کا دنیا میں بھی فائدہ ہے - در عقبےٰ میں بھی منافع (قول شاستر)

سورج کا سا جلال تھا۔ اندر کو تجلی رُخ سے انفعال تھا۔ زمین دعا کرتی تھی۔ کہ یہی اور رنگ آرائے جہانبانی ہوں اقبال مناتا تھا کہ یہی رونق افزائے تاج حکمرانی ہوں دسرتھ جی جب شکل دیکھتے کلیجہ پھڑک اُٹھتا۔ جب اوصاف سُنتے شعلۂ اُلفت بھڑک اُٹھتا ہزار برس گزر چکے تھے۔ جی بھر کے حکومت کر چکے تھے۔ سوچے کہ جیتے جی رامچندر جی کو راج دیدوں تخت و تاج دیکر زندگی کا آنند لوٹوں دنیا کے بکھیڑوں سے چھوٹوں طبیعت کا سچا نداق تھا۔ دل کا اصلی اشتیاق تھا۔ دربار عام کیا وزیروں سے کلام کیا۔ رامچندر سب طرح لائق ہو گئے۔ تمام اوصاف میں فائق ہو گئے۔ عقل میں برہسپت طاقت میں جمراج نیک طبیعت نیک مزاج۔ رعایا ان کی جاں نثار ہے۔ سایہ دامن دولت کی خواستگار ہے۔ اسلئے اپنی عزلت گزینی اور رامچندر جی کی تخت نشینی قبول کرتا ہوں +

وزرائے دولت و مشیران سلطنت نے ایک زبان ہو کر تجویز کی تائید بلکہ مودبانہ الفاظ اور پہلودار تقریروں میں تکمیل اغراض کی گویا تاکید اکید کی +

یہاں راج تلک کی بابت مشورہ ہو رہا تھا۔ وہاں دفعتہً آسمان کے ستارے آپس میں ٹکرانے لگے۔ اندھیرے نے زمین آسمان پر ایک کالا کمبل تان دیا۔ زمین اس طرح کانپنے لگی کہ گویا جوڑی چڑھی ہوئی ہے۔ راجہ دسرتھ کو ان علامات ارضی و سماوی سے سخت گھبراہٹ ہوئی ان کے دل پر جم گئی کہ کچھ نہ کچھ شدنی ضرور ہے۔ اسلئے ان کا دل چٹپٹایا کہ جتنی جلدی ہو سکے۔ رامچندر جی کو راج دیکر آزاد ہو جائیں پھر راج جانے اور رامچندر۔ میں بری الذمہ۔ اسی وقت وزرائے دولت و ارکان سلطنت کو بھیجکر روئے زمین کے فرمانروا طلب کئے۔ سب کی تشریف آوری پر راجہ دسرتھ نے شاہانہ اولوالعزمی سے خاطر و مدارات کے عالیشان ایوانات میں عیش و آرام کے سب سامان مہیا کر دئے اور ایک دربار گوہر بار منعقد فرمایا اس موقع پر پردہ دنیا کے فرمانروا رونق افروز تھے فقط راجہ جنک اور راجہ کیکے تشریف نہ رکھتے تھے۔ اُن کے نہ آنے کی وجہ دیوتاؤں کی مصلحت وقت تھی یعنی دیوتا لوگوں نے راجہ دسرتھ کی عقل پر پردہ ڈال کر کچھ ایسا کوتہ اندیش کر دیا تھا کہ اُنھوں نے دھرماتما راجاؤں کو خط نوید ہی نہ بھیجے اور واقعی اگر یہ دونو مہاراجے تشریف لاتے تو دیوتاؤں کی ساری مصلحتیں ایک سرے سے نذر ہو جاتیں۔ اور سارا منصوبہ بگڑ جاتا۔ خیر راجہ دسرتھ راج سنگاسن

پر رونق افروز ہوئے اور راجوں مہاراجوں نے اپنی اپنی نشستوں پر زانوے ادب تہ کیا
ہر ایک کی آنکھیں نیچے کو جھکی ہوئی تھیں۔ سب ہاتھ جوڑے ہوئے گوش بر آواز تھے
دربار کی عجیب رونق تھی۔ بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ راجہ دسرتھ نہیں بلکہ راجہ اندر اپنے
اندر آسن پر دیوتاؤں میں جلوہ آرا ہیں ✣

سرگ ۲

تاجداران عالم کی آمد انعقاد دربار رامچندر جی کی تخت نشینی کے لئے مشورت سب کا اتفاق رائے

راجہ دسرتھ کا دربار لگا ہوا ہے۔ راجوں مہاراجوں کی دورویہ صفوں میں دور تک
قسم قسم کے اور وضع وضع کے مکٹوں کا جڑاؤ آنکھوں میں چکاچوندھ پیدا کرتا تھا۔
آداب محفل کی یکسوئی ہونے پر راجہ دسرتھ نے بلند آواز سے یوں
درافشانی فرمائی ✣

اے تاجداران ہفت اقلیم و رونق آرایان تخت و دیہیم۔ آپ صاحب بخوبی
واقف ہیں کہ میرا احاطۂ سلطنت کس قدر وسیع اور میری شان فرمانروائی کی عظمت
کیا ہے۔ میرے بزرگوں میں جو اورنگ آرائے حکومت گزرے اُن سے تاریخی دنیا کو
خاص رونق حاصل رہی ہے۔ یہ رگھوبنس کے سرمایۂ فخر بڑے رعیت نواز اور خلق
پرور تھے۔ جہاں تلوار چمکائی فتح و نصرت نے دوڑ کر استقبال کیا۔ چنانچہ انہیں کے
فیض اقبال سے میرے عہد حکومت میں رعیت خوشحال ملک دولت سے مالا مال
ہو رہا ہے۔ میں نے بہت دنوں راج کیا ساٹھ ہزار برس اوج اقبال کی برکتوں سے
عیش و عشرت کے مزے لوٹے اب ہوس ہے کہ سری رامچندر جی کی تخت نشینی سے
آنکھوں کا سکھ دیکھوں۔ آپ لوگ یہ خیال نہ کریں کہ پیرانہ سالی سے میرے ہاتھ پاؤں نے
ست چھوڑ دیا۔ میرے دل و دماغ کی طاقتیں جواب دے گئیں۔ نہیں نہیں مجھ میں وہی
دم داعیہ وہی جوش و خروش ہے جو عالم جوانی میں کشورستانی ملک گیری رعیت پروری

جہانبانی کے ڈنکے بجاتا تھا۔ سری رامچندر کی اورنگ آرائی کا خیال صرف میرے ہی دل میں جاگزیں نہیں میرے مشیران باتدبیر و وزیران روشنضمیر کو بھی میری رائے سے اتفاق ہے۔ رامچندر چشم بدور صاحب قدرت و طاقت ہیں۔ علوم زمانہ میں کامل فنون جنگ سے کماحقہ ماہر ہیں بس میرا فرض ہے کہ ان کو راج گدی پر بٹھاکر ان کی لیاقتوں کا صلہ دوں۔ آپ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ میں راج سے بالکل دست کش و دست بردار ہوتا ہوں۔ نہیں نہیں میں بھی فرائض فرمانروائی میں رامچندر کا ہاتھ بٹاتا ہونگا اور یہ میری سرپرستی عامۂ خلائق کے لئے قند مکرر سے کم نہ ہوگی میری خواہش ہے کہ اس معاملہ میں آپ سب صاحبوں کی آزادانہ رائے سے استفادہ حاصل کروں امید ہے کہ بے تکلف منشائے خاطر ظاہر فرمائینگے۔ بالفرض آپ کو رامچندر جی کی لیاقت میں شک ہو تو آپ کا اول تو یہ خیال ہی خیال ہے دوسرے جب میں بذات خود موجود ہوں تو کسی بات کا اندیشہ فضول۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ منہ دیکھی اور لگی لپٹی کہیں خالی ہاں میں ہاں ملادیں نہیں اگر آپ کسی دوسرے راجکمار کو لائق جہانبانی و مستحق حکمرانی تصور فرماتے ہوں تو صاف صاف کہنے میں کچھ مضائقہ نہیں میں اس معاملہ کا تصفیہ آپ لوگوں کی رائے پر چھوڑتا ہوں سوچیہ کہ اپنے منصوبے پر اپنی عقل کو مقدم سمجھنا دانشمندوں کا کام نہیں۔ ایسے معاملوں میں اہل الرائے کی مشورت پر بھروسا کرنا چاہئے۔ آپ سب صاحبوں کو رامچندر جی کی نسبت چاہے جیسا خیال ہو مگر جہانتک میرا تجربہ یقین دلاتا ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ رامچندر بہمہ صفت موصوف اور رگھوبنس کے سرمایۂ ناز ہیں +

فرمانروایان روے زمین و سلاطین اورنگ نشین ہمہ تن گوش ہوکر راجہ دسرتھ کی تقریر دلپذیر سنتے رہے۔ اور جب رامچندر جی کی تاجپوشی کا ذکر آتا مارے خوشی کے جامے میں پھولے نہ سماتے تھے۔ سبنے متفق اللفظ ہوکر کہا:۔

مہاراج! ضرور رامچندر جی کو راج دیجئے۔ اس سے بڑھکر خوشی کی بات کیا ہے اس کے لئے کسی کے صلاح مشورے کی کیا ضرورت۔ رامچندر جی کا جلوس نکلے وہ ہاتھی پر سوار ہوں۔ چھتر مکلل سر پر سایہ زن ہو۔ وزراے اعظم چنور جھلتے ہوں جلو میں خدام بارگاہ و امراے خیرخواہ کا مجمع ہو۔ ہم لوگ بھی دیکھ لیں کہ شوکت شاہنشاہی و

عظمت عالم پناہی میں کیونکر چار چاند لگتے ہیں +

راجہ دسرتھ کے دل پر جو جمی ہوئی تھی اُس کو کون مٹا سکتا تھا۔ وہ جو بات سوچتے تھے امٹ ہوتی تھی۔ جو کہتے تھے کر کے دکھاتے تھے۔ مگر نہیں اُنہوں نے شرکائے دربار سے پھر فرمایا +

آپ میری رائے سے ضرور اتفاق کرتے ہیں۔ مگر میں اس اتفاق رائے کو سرسری سمجھتا ہوں۔ آپ لوگ ذرا غور فرمالیں۔ اگر رامچندر جی کی تخت نشینی پر کسی کو اعتراض ہو یا ان کی فرمانروائی کی لیاقت نہ تسلیم کی جائے۔ تو میں خوشی سے اپنا خیال پلٹ دونگا۔ رامچندر کو راج دینے کی ضرورت نہیں کاروبار جس طرح چل رہے ہیں چلتے رہینگے +

وزرائے سلطنت نے اس تقریر کے جواب میں دست بستہ گذارش کی :-

جہاں پناہ سری رامچندر جی کے خصائل حمیدہ و فضائل پسندیدہ پر کون حرف رکھ سکتا ہے۔ کہیں آفتاب پر بھی خاک پڑی ہے۔ شردیونو کے چاند کو کون کہہ سکتا ہے کہ چوتھ کا چاند ہے۔ رامچندر جی کے کمالات لیاقت کا کیا کہنا۔ پیکر عنصری میں (دیو گُن) دیوتاؤں کے اوصاف موجود۔ قالب انسانی میں (مانو گن) فضائل جسمانی و روحانی پیوست۔ حالانکہ رگھوبنس میں ایک سے ایک واجب التعظیم صاحب دیہیم گزرے مگر رامچندر جی کا قیافہ بتا رہا ہے کہ یہ سب سے بڑھ کر ہونگے عقل دیکھئے۔ علم و اخلاق پر نظر دوڑائیے۔ رحم و کرم کا خیال کیجئے۔ سعادت و لیاقت ملاحظہ فرمائیے۔ کس بات میں رامچندر یکتائے روزگار نہیں۔ بزرگوں کی فرمانبرداری۔ گرو کی اطاعت گزاری عامۂ خلائق کی رضاجوئی۔ ہر حالت میں راستگوئی۔ وہ وہ صفتیں ہیں کہ ان کو انسانوں سے افضل کیا بلکہ دیوتا ماننا پڑتا ہے غصے کی بھڑکی ہوئی آگ پر پانی ڈالنا۔ کسی کی شان میں حرف غلط نہ نکالنا خاصۂ خاص ہے میدان جنگ میں قدم ہمت گاڑنے نخل فساد کو جڑ سے اکھاڑنے میں یدطولےٰ رکھتے ہیں انکسار کا یہ حال کہ رعایا کی تقریبات میں شریک ہو کر ہردلعزیزی کا ثبوت دیتے ہیں اخلاق کی یہ کیفیت کہ ہمجنس و ناجنس یگانہ و بیگانہ گرویدۂ محبت رہتے ہیں۔ غرور چھو نہیں گیا۔ نخوت جانتے ہی نہیں کہ کیا چیز ہے۔ ہر ایک سے جُھک کر ملنا۔ خاص و عام سے ہنس کر بولنا دلوں کے تسخیر کرنے کے لئے بسی کرن سے کم نہیں۔ رامچندر جی بہادران زمانہ دو دلاوران یگانہ

کے سرتاج مانے جاتے ہیں۔ آنکھیں بعینہ یاقوت رمانی۔ طاقت کو جوش جوانی اور راجے اپنے زعم میں مست ہو ہو کر بے گناہوں پر بھی غصہ اُتارتے ہیں مگر رامچندر جی کبھی جادۂ انصاف سے نہیں گزرتے۔ ہمیشہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی کرتے ہیں۔ جس سے خوش ہو گئے وہ مالا مال ہو گیا۔ کسی بات کی ہوس باقی نہ رہی۔ اسی طرح جس پر جرم ثابت ہو گیا۔ اس کی بمصداق

نکوئی با بداں کردن چنانست کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

مروت نہیں کرتے اور شاستر کی ہدایت کے موافق مناسب و جائز سزا دیتے ہیں۔ شاستر کا قول ہے کہ جو راجہ واجب التعزیر مجرم کو سزائے اعمال نہیں دیتا وہ گرفتارِ عذاب ہوتا ہے۔ اُس کو نرک کی تکالیف سے مفر نہیں۔ رامچندر جی میں ایک خاص خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے دل پر حکومت رکھتے ہیں۔ مجال کیا کہ خواہشاتِ نفس کی چادر سے باہر پاؤں پھیلا سکیں +

دوسرے اورنگ نشین تخت حکومت پر بیٹھتے ہی ہیچمدان دیگرے نیست بن جاتے ہیں۔ مارے غرور کے زمین پر پاؤں نہیں پڑتا۔ مزاج آسمان سے باتیں کرتا ہے۔ کسی سے سیدھے منہ بات نہیں کرتے۔ دولت و حکومت کے نشے میں ایسے ہو جاتے ہیں کہ دوسرے کی حقیقت ہی نہیں سمجھتے۔ اور تو اور گرو بھائی بند دوست آشنا بھی اُن کی نظر میں ہیچ در ہیچ معلوم ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ دماغ میں وہ بوئے خودی سما جاتی ہے کہ جس کی نہ حد ہے نہ حساب مگر رامچندر جی میں یہ بات نہیں یہ ہمیشہ اور ہر حال میں ایک ہی روش پر چلتے ہیں۔ ان کے مزاج میں نہ تلون ہے نہ خیالات میں تغیر۔ یہی وجہ ہے کہ اہل زمانہ سچے دل سے ان کے سایۂ عاطفت کو قبول کرنے کے خواہشمند ہیں۔ یہی نہیں بلکہ تخت نشینی کے اشتیاق و انتظار میں اُن کی بے چینی ظاہر ہوتی ہے۔ اے مہاراجہ دسرتھ آپ کا سا خوش نصیب نہ دنیا میں ہوا ہے نہ ہوگا +

رامچندر جی ایسا جگر بند جس کو ملے اُس کے عروج قسمت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ برہما اپنے گلزار کائنات میں چراغ لیکر ڈھونڈھیں تب بھی رامچندر کا سا صاحب طاقت و لیاقت کہیں نہ ملے۔ پس اب ہم لوگوں کی درخواست

ہے کہ آپ رامچندر جی کو راج دیگر عامۂ خلائق کی دعائیں لیں۔ ہم لوگوں کو ممنون توجہات خسروانہ فرمادیں اور جس طرح برہما بشن اور مہیش اہل عالم کو کامیاب مقاصد کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ ابنائے زمانہ کو نقد آرزو سے مالامال فرمادیں ✤

سرگ ۳

سری رامچندر جی کی تخت نشینی کا تصفیہ مہاراج ممدوح کو راجہ دسرتھ کی نصیحتیں

سلاطین زمانہ زیب دہندگان مسند شاہانہ کا کلام فرحت فرجام سنکر راجہ دسرتھ کا غنچۂ دل کھکھلا اُٹھا۔ اُنہیں نہایت خوشی ہوئی کہ سب کو رامچندر کی اورنگ آرائی سے اتفاق ہے اُنہوں نے پھر اہل دربار سے خطاب کیا کہ

مَیں آپ کے اتفاق رائے اور اظہارِ خوشنودی کا شکر گزار ہوں میری نہایت خوش قسمتی ہے کہ مَیں رامچندر کو تخت حکومت پر جلوہ افروز دیکھونگا۔ آپ لوگوں نے جو کچھ رامچندر کی تعریف کی بجا ہے۔ یہ صرف رامچندر ہی کی تعریف نہیں بلکہ اس سے میری بھی عزت افزائی ہے ✤

اتنا فرماکر راجہ دسرتھ بششٹ جی سے مخاطب ہوئے اور ساتھ ہی واجب التعظیم برہمنوں اور اپنے ہواخواہوں کی طرف روئے سخن کیا کہ

رامچندر جی کی مسند نشینی قرار پائی اب انتظام واجب ہے۔ اچھے کام میں دیر کی ضرورت نہیں۔ جہاں تک جلد ہو جشن تاجپوشی منعقد کردینا چاہئے۔ چنانچہ مَیں اسی چیت کو اس تقریب مبارک کیلئے پسند کرتا ہوں وجہ یہ کہ یہ مہینہ سب مہینوں کا راجہ کہلاتا ہے۔ اس مہینے میں تمام ذیروح جاندار و بیجان خوشی میں محو اور درخت پھلوں پھولوں سے لدے رہتے ہیں۔ پس اس مہینے میں رامچندر کے قدموں سے سریر سلطنت کی زینت ہونا نہایت موزوں و مناسب ہے ✤

راجہ دسرتھ نے سلسلۂ تقریر ختم ہی کیا تھا کہ ہر صف ہر طرف سے نعرہائے خوشی

بلند ہوتے اور کانوں میں یہی آواز گونج رہی تھی کہ

رامچندر جی کا ضرور راج تلک کیا جائے۔چیت کا مہینہ بہت مناسب ہے۔

اس عام اظہارِ مسرت پر راجہ دسرتھ نے بششٹ جی اور بامدیو جی سے فرمایا کہ

آپ راج تلک کا انتظام شروع کرائیں۔سب سامان مہیا ہونا چاہیئے +

بششٹ جی کو اس گفتگو سے منہ مانگی مراد ملی۔چنانچہ اُنہوں نے کارپردازانِ سلطنت کو یہ ہدایتیں کیں +

گرہ پوجا کا سامان منگایا جائے۔دیوانات شاہی میں اس غرض سے پوجا پاٹ کیا جائے کہ اس مبارک کام میں کسی قسم کا خلل نہ واقع ہو۔سفید پھولوں کا ہار رتن مالا۔(جواہرات کا ہار) تال مکھانے کا لادہ۔شہد۔گھی۔اور عمدہ عمدہ قسم کے قیمتی کپڑے مہیا کئے جائیں +

رتھ۔ہاتھی۔گھوڑے۔ہتھیار آراستہ ہوں۔چترنگی سینا کے دل پیدل رتھ دل گج دل۔(سوار پیادے۔رتھ سوار فیل سوار) اپنی تیاری کریں ہتھیار چکنائے جائیں اور ایک خوبصورت کوہ پیکر ہاتھی زرکار جھول اور زیورات مرصع سے اندر کے ایراپت کا نقطۂ مقابل بنایا جائے۔عماری میں ایک سفید رنگ کی تیاکا اور ایک مرصع طلائی چتر آویزاں کیا جائے دو قیمتی طلاکار چنور ان کے علاوہ ہوں۔خالص سونے کے سو کلس تیار ہوں۔ہرن کا سینگ سونے سے منڈھا لیا جائے شیر کی کھال پر تمام ممالک محروسہ کا نقشہ تیار ہو جس پر سری رامچندر جی کو بٹھلا کر مراسم ضروریہ ادا کئے جائیں تمام سامان اس مقام پر ذخیرہ ہوں جہاں راجہ دسرتھ ہَون کیا کرتے تھے۔تمام شہر بند نواردں سے آراستہ کیا جائے۔تمام مقامات پر عطر۔کیوڑہ۔گلاب۔دودھ اور دہی سے چھڑکاؤ ہو۔برہمنوں کو آج ہی نیوتا دیدیا جائے۔یہ لوگ صبح ہی سے وید پاٹھ شروع کردیں سب کو حسب خواہش دکشنا دی جائے۔اور اُن کے لئے عمدہ عمدہ آسن بہم پہنچائے جائیں ساری اجودھیا میں آئینہ بندی اور زیب و آرائش ہو۔گھر گھر جھنڈیاں گاڑی جائیں گلی گلی میں صفائی کا بندوبست کیا جائے۔رقاصانِ طناز و مغنیانِ سراپا ناز (گندھرب و گنکا) سولھوں سنگار کئے بارھوں ابھوشن (زیور) پہنے حاضر ہوں۔دوسری ڈیوڑھی سے ناچ رنگ کا رنگ جمائیں خوشی کے گانے گائیں

دیوتاؤں کے مندروں کا بہت عمدگی سے سنگار ہو۔ بنسپتی کی پرستش کی جائے اہل شہر کو پھولوں کے مالے پہنائے جائیں۔ نامی وگرامی سور بیر فوجی لباس پہنے ہتھیار سجے تمغہ ہائے بہادری زیب تن کئے جابجا نگرانی رکھیں۔ علٰے ہدایتیں پاکر کارپرواز ان سلطنت و اہلکاران حکومت نے عزیزی و جانفشانی سے سب انتظام کرکے ہتھیلی پر سرسوں جما دی۔ راجہ دسرتھ نے اپنے تمام فرائض لازمی انجام دئے اور اُن سے فراغت پاکر سومنت وزیر کو حکم دیا کہ

"جس قدر جلد ممکن ہو رامچندر کو بلا لائے"۔

سُومنت رتھ پر سوار ہُوا گھوڑے اُڑے تو ہَوا سے باتیں کرتے ہوئے سری رامچندر جی کے در دولت پر جا پہنچے۔ مہاراجہ دسرتھ کا حکم سُنکر رامچندر سومنت کے ہمراہ ہوئے اور سواری باد بہاری کی طرح چلی۔ اس وقت گزرگاہوں میں ایک اژدھام تھا۔ تمام ملک کے راجے مہاراجے ہمہ تن چشم ہو کر جمال عالم افروز پر دل قربان کرتے لگے۔ بھرے بھرے بازو جسمانی طاقتوں کا موازنہ بیش نظر کرتے تھے۔ کٹورے سی آنکھیں دلوں پر موہنی ڈالتی تھیں۔ سانولی صورت میں تجلی انوار اندھیری رات میں چاند چھٹکانے والے چاند کو ماند کرتی تھی۔ چہرہ پر نور وضیا سے رخسار پر آنکھیں نہ ٹھیرتی تھیں۔ پھر بھی نظر جمی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ گھنگھور گھٹا اُٹھنے سے اہل زمانہ کو بارش کی اُمید ہوتی ہے رامچندر جی کے جلوۂ نور سے آنکھیں کُھل گئے کون تھا جس کو اُن کے راج تلک کی سچے دل سے خواہش و تمنا اور ہوس و آرزو نہ ہوئی ہو۔ جن لوگوں نے پہلے نہ دیکھا تھا وہ تو خیر تصویر حیرت ہو ہی رہے تھے۔ راجہ دسرتھ بھی جو سری رامچندر جی کو آنکھوں سے اوٹ نہ ہونے دیتے تھے۔ اس روز کا حسن عالم فریب دیکھ کر محو تھے کہ اُن کی محبت بھری نگاہیں بھی آئینہ دیوار بن رہی تھیں۔ جونہیں رامچندر جی قدموں پر سر جھکا کر ہاتھ جوڑے ہوئے سامنے کھڑے ہوگئے اور زبان سے فرمایا کہ رامؔ حاضر ہے۔ دسرتھ جی نے دونو بازو پکڑ کر اپنے برابر بٹھا لیا۔ چہرے پر غیر معمولی خوشی چھا گئی۔ تبسم آشنا ہونٹوں نے جوش مسرت کا اظہار کیا آنکھوں کی پتلیاں فرط طرب سے پھڑک اُٹھیں

لہ شاستر کی ہدایت ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے مکان پر جائے تو اس کا فرض ہے کہ اپنا نام بے پوچھے بتادے ورنہ پرنام کا پھل حاصل نہیں ہوتا۔

اس وقت راجہ دسرتھ کے چہرۂ روشن پر رامچندر جی کے پرتوِ رُخ نے نور برسا کر کچھ ایسی رونق پیدا کر دی کہ بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ سمیر پربت سورج کی روشنی سے جگمگ کر رہا ہے راجہ دسرتھ کی رامچندر جی کے جمالِ جہاں آرا کو دیکھکر آنکھیں کھل گئیں۔وہ اپنے نورِ نظر کی سانولی صورت کو کچھ اس طرح دلفریبی کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔جس طرح کوئی شخص آئینہ میں شکل دیکھتا ہے۔ان کو اُس آئینہ رُخ میں اپنی صورت کے سوا دوسری صورت ہی نہ دکھائی دیتی تھی۔راجہ دسرتھ نے جوشِ مسرت میں رامچندر کے ہاتھ کا بوسہ لیا اور فرمایا +

راحتِ جان و جگر سرمۂ نور و نظر۔تمہاری ماتا کوشلیا میری سب سے بڑی مہارانی ہیں اُن کا اور میرا مرتبہ بالکل برابر ہے تم اُن کے پیوند جگر اور نورِ بصر کی حیثیت میں میری ہی ذات اور میرے ہی سروپ کا مرقع ہو۔اپنے بھائیوں پر تمہیں کو بزرگی سے سبقت حاصل ہے۔پس یہی وجوہات ہیں جن سے میں تمہیں دل و جان سے زیادہ عزیز رکھتا اور تم کو اپنی ہی ذات جانتا ہوں۔تمہاری لیاقتوں نے مجھے گرویدہ کر لیا ہے۔سعادتوں نے طبیعت خوش کر رکھی ہے۔اس لئے میں راج پاٹ سے دست بردار ہوتا ہوں۔کل ہی تمہارے سر پر تاجِ شاہنشاہی زیب دیگا۔اے رامچندر تم نے وہ لیاقت پیدا کی ہے کہ دنیا کے پردے پر کوئی جواب نہیں۔وید شاستر سب نوکِ زبان ہیں۔باریک سے باریک اصول اور دقیق سے دقیق رموز تمہارے ناخنوں پر ہیں۔کون عقدہ ہے جس کو تمہاری عقلِ دقیقہ رس حل نہیں کر سکتی بایں ہمہ باپ کا فرض ہے کہ بیٹا لاکھ لکھ پڑھ جائے کیسا ہی ہمہ دان کیوں نہ ہو جائے اپنے وعظ و نصائح سے غافل نہ رہے۔چنانچہ میں بھی بخیالِ "شنیدہ اثرے دارد" کچھ کلمات پند آمیز سُنا کر اپنے فرضِ منصبی سے سبکدوش ہوتا ہوں +

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانانِ سعادت مند پندِ پیرِ دانا را

(رامچندر جی سے راجہ دسرتھ کے کلمات نصیحت آمیز)

راج پاکر ہمیشہ عجز و انکسار سے غرض رکھنا چاہئے۔قدیم دستوروں اور موروثی رسموں کی پابندی و پیروی لازمی ہے۔امن گستری و دردمندی نامنا سب

اپنی حالت[۵] کو بھولنا بہت ہی بُرا ہمیشہ ایک ہی رنگ پر رہنا اور جب خودداری باعث

۵ پدم پوران میں ایک نظیر درج ہے جس سے اس نصیحت کے نفس مضمون سے بخوبی آگاہی ہوگی
زمانۂ ماضیہ میں ایک برہمن تھا جس کو منسو مان کے نام سے شہرت تھی اُس کی زندگی
میں اتفاق سے قحط پڑا۔ مفلسی میں آٹا گیلا۔ برہمن کی جان پر بن گئی۔ غریب خاتون مرنے
لگا۔ تھا پڑھا لکھا۔ ایک دن سوچا کہ آؤ چلیں کسی راجہ کو عملی مسائل اور دھرم اُپدیش سنا کر
کچھ کما لائیں "دو شرۂ عقل است جستن از ورطہ" ۵

"تلسی یا سنسار میں بیٹھے داتا کون   اُدّم کے بس مجھمیں پنکھا کے بس پون"

سفر کی ٹھن گئی مگر کپڑے ندارد۔ پوشاک لباس کے نام سے صفایا۔ اول تو مانگے سے
دیتا کون دوسرے یہ خیال :-

کہن جامۂ خویش آراستین   بہ از جامۂ عاریت خواستین

پس اُس نے پھٹے پُرانے ہی کپڑے پہنکر راجہ پریہ برت کو قسمت سونپ دی اور
مکان سے چل کھڑا ہُوا۔ تقدیر نے راجہ کی دارالسلطنت میں پہنچایا اور برہمن نے شہر کے قریب
ایک مقام پر قیام کی ٹھیرائی۔ اتفاق سے اُسی وقت راجہ پریہ برت بڑے تزک و احتشام سے
اپنے باغ کی طرف جا رہے تھے۔ جونہیں برہمن نے سواری دیکھی سامنے جا کھڑا ہُوا۔ راجہ عقلمند
تھا قیافے سے پہچان گیا کہ برہمن دیوتا کی غرض گیا ہے۔ اُس نے ہمراہی کو حکم دیا کہ برہمن کو
میرے دربار میں لے چلو۔ حکم کی تعمیل ہوئی برہمن دربار میں باریاب ہُوا۔ راجہ نے نظر عاطفت
مبذول کی اور چار روپیہ ماہوار جیب خرچ کرکے کھانے پینے کی سبیل کر دی۔ ایک روز راجہ
تنہا بیٹھے ہوئے تھے برہمن پہنچا تو راجہ نے فرمایا۔ ذرا دوات تو اُٹھا لانا۔ برہمن نے تعمیل
کی۔ ذرا دیر میں راجہ نے پھر کہا کہ دوات وہیں رکھ دو۔ اب کیسے رکھ دوں۔ یہ تو میرے ہاتھ
آچکی ہے۔ راجہ خوش ہو گئے اور اپنا وزیر بنا لیا۔ برہمن راجہ کے دربار میں جاتا تو لباس فاخرہ
پہنکر مگر جب گھر میں آتا وہی پُرانے کپڑے پہن لیتا جو پہنے ہوئے راجہ سے ملا تھا۔ نیز اُن کپڑوں
کو دربار جاتے وقت بڑی حفاظت سے باندھ چھوڑتا اور عمدہ عمدہ پوشاکیں پہنکر دربار کرتا
تھا۔ اتفاق سے راجہ کو اس معاملے کی خبر لگ گئی وہ بنفس نفیس برہمن کے مکان پر جا پہنچا اور فرمایا کہ
اپنے کپڑوں کی گٹھڑی دکھاؤ۔ برہمن نے بہت ٹالا مگر راج ہٹ سے کب پیش جا سکتی تھی۔ آخر
گٹھڑی کھولی تو وہی پھٹے پرانے کپڑے برآمد ہوئے۔ راجہ نے پوچھا کہ یہ (دیکھو صفحہ اگلا)

نقصان۔نیک وبد کی تمیز لازمی۔دوسرے راجاؤں کی زندگی سے سبق لینا ضروری
رعیت پروری فرض منصبی۔وزرا کی خاطرداشت مقدم۔جو وزیر نیک مشورہ نہ دے
اُس کا تعلق موجب ضرر۔وہ قابل برطرفی۔وزیروں سے صلاح ومشورت مفید
حال وترقی بخش دولت ومال ورنہ صورت زوال۔راجہ کا یہ بھی فرض ہے کہ اجناس
ضروری ہروقت ذخیرہ رکھے۔نئے نئے اسلح جنگ تیار کرائے۔بزرگوں کا سرمایۂ محفوظ
رکھے ذاتی آمدنی کو جائز وسائل سے ترقی پر پہنچاکر اسی کو ضروری مصارف کا
سرچشمہ بنائے اور توفیر داخل تحویل خزانہ کرے۔اگر ایشور نہ کرے کوئی ایسا ہی معاملہ
پیش آجائے جس سے تباہی سلطنت کے آثار ہوں تو جمع شدہ سرمایہ
صرف کرانے کا اختیار ہے اُس وقت تنگدلی کی ضرورت نہیں۔اے رامچندر
یہ نصیحتیں گرہ باندھنے کے قابل ہیں۔میری ہدایت ہے کہ تم ان پر پوری پابندی
کے ساتھ عمل کرتے رہنا۔جو راجہ ایسے ایسے اصول مدنظر رکھتا ہے اُس کی دولت
وحشمت کی ترقی میں کوئی امر ہارج یا مانع نہیں ہوتا تاجدار وقت اور رعایائے سلطنت
دونو موجیں کرتے ہیں عیش وعشرت کے سوا جانتے ہی نہیں کہ رنج وکلفت
کس جانور کا نام ہے +

راجہ دسرتھ نے یہاں الفاظ نصیحت سُناکر تاج پوشی کی خوشی میں صبح فردا
کا انتظار شروع کیا۔وہاں وزرائے نامی وگرامی نے کوشلیا کی خدمت میں حاضر ہوکر
نوید عشرت خیز وبشارت طرب انگیز سنائی۔مہارانی خوشخبری سُنکر خوش ہوگئیں اور
انعام واکرام سے مالامال کرکے رخصت کیا۔رامچندر بھی پند سودمند گرہ میں باندھے
ہوئے اپنے ایوان عظیم الشان میں واپس تشریف لائے تمام شہر میں شورعشرت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۴) چیتھڑے کیوں باندھ رکھے ہیں جواب ملا کہ یہ وہی قدیم رفیق
ہیں جنہوں نے آپ کے دربار میں حاضر کرکے اس مرتبے کو پہنچایا۔یہ میری غریبی کی
نشانی ہیں۔اس لئے رکھ چھوڑے ہیں کہ یہ اصلی اور اگلی حیثیت بھولنے نہ دینگے۔اب
رہا عمدہ پوشاک پہن کر رونا وہ اس خیال سے ہے کہ یہ لباس انسان کو مغرور کرکے
پچھلی حالت کو فراموش کرانے والا ہے۔ہروقت ڈرتا ہوں کہ کہیں میں گذشتہ حیثیت
کو ان کی وجہ سے بھول نہ جاؤں +

بلند ہو گیا۔ گھر گھر شادیانے بجنے لگے۔ ہر ایک دست بدعا تھا کہ جلد رات کٹے جلد صبح ہو۔ جلد پکھیہ پچھر آئے۔ جلد کوس شاہنشاہی رامچندر جی کے نام کا ڈنکا بجائے +

سرگ ۴

تخلیہ سے سری رامچندر جی راجہ دسرتھ کی خفیہ باتیں

دربار برخاست ہو گیا۔ پکھیہ پچھر میں دوسرے روز تاجپوشی کی ساعت طے پا چکی۔ راجہ دسرتھ بھی خوش خوش محل میں تشریف لے گئے۔ لیکن وہاں خیالات گوناگوں سے طبیعت کچھ اُلجھی فوراً سومنت کو یاد فرمایا اور حکم دیا کہ بہت جلد رامچندر جی کو بلا لائے۔ وہ گیا اور طلبی کا حکم سُنایا۔ رامچندر جی کو حیرت ہوئی کہ معاملہ کیا ہے ابھی ابھی چلا آتا ہوں راہ بھی میلی نہ ہوئی ہو گی۔ پھر یاد فرمانے کی وجہ کہیں کوئی اندیشے کی بات تو پیش نہیں آئی۔ کوئی حرسنہ تو نہیں ظہور پذیر ہوا۔ وہ خیال دوڑاتے تھے مگر عقل کسی بات پر نہ جمتی تھی۔ آخر اُٹھ کھڑے ہوئے اور حاضر ہو کر راجہ دسرتھ کے قدم چومے۔ راجہ دسرتھ نے بڑے پیار سے پاس بٹھا لیا اور فرمایا +

پیارے رامچند۔ میں بہت زمانہ دیکھ چکا۔ بال تک سفید ہو گئے زندگی کا کوئی سکھ نہیں جس سے میری سیری حاصل نہ ہو سینکڑوں جگیہ کر ڈالے ہر قسم کے جگیوں سے نیت بھر لی۔ پُن دان کی زیادہ ہوس باقی نہیں اگر کوئی آرزو ہے تو صرف تم کو راج دینے کی۔ تمام رعایا تمہاری تاجپوشی کے لئے دعائیں مانگ رہی ہے۔ کون ہے جسے تمہیں راج سنگھاسن پر جلوہ افروز دیکھنے کی خواہش نہ ہو۔ ایشور کا ہزار ہزار شکر ہے۔ میری وہ مراد بھی کل پوری ہونے والی ہے۔ رات کٹی اور کامیابی مقصد نے خوشی کے ڈنکے بجائے۔ گو راجگدی میں اب کچھ کسر نہیں میرا ارادہ پختہ ہے مگر ایک تخلیہ کی بات کہتا ہوں اپنے ہی تک رکھنا کسی دوسرے کو کانوں کان خبر نہ ہونے پائے۔ پیارے رامچندر کیا کہوں ادھر تو میں

تمہاری تخت نشینی کا ڈھنگ ڈال رہا ہوں اُدھر آثار کچھ بیڈھب نظر آتے ہیں
راتوں کو بھی یہی خواب دکھائی دیتے ہیں کہ سلطنت میں کچھ رخنہ پڑ گیا۔ راجہ راہی
ملک عدم ہوا۔ کچھ خواب ہی میں نہیں بیداری میں بھی دیکھتا ہوں تو بدشگونیاں
ہی بدشگونیاں نظر آتی ہیں۔ معلوم نہیں کیا شدنی ہے۔ کہیں

ما درچہ خیالیم فلک درچہ خیال
میرے من کچھ اور ہے کرتا کے من اور

کا معاملہ تو نہیں۔ اس کو بھی جانے دو۔ ایک دوسری بات سنو۔ آجتک
جتنے جوتشیوں نے میرا جنم پتر دیکھا سب نے یہی بتایا کہ جب سورج منگل راہو تمہاری
راس پر ہونگے تب تمہاری زندگی کا آفتاب غروب ہوگا۔ چنانچہ آجکل وہی ستارے
میری راس پر آ گئے ہیں۔ مجھے موت کی پروا نہیں زندگی سے طبیعت سیر ہو چکی ہے
خیال ہے تو یہ کہ ایسے وقت کی موت مرنے والے کو موت کے بعد روح کو چین
لینے نہیں دیتی۔ یہ باتیں کوئی ایسی ویسی نہیں جو نظرانداز کر دی جائیں۔ مجھے
اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں کچھ رنگ میں بھنگ نہ ہو۔ میرا دل تو بمصداق :-

جو کرنا ہو آج ہی کرے کال کیا کرنی
شبھ کارج میں ہے من مورکھ کاہ بلم بھنی

دل یہی چاہتا ہے کہ اسی وقت راج تلک کر کے چھٹی کروں مگر مجبور ہوں
کہ سب ایکھیہ کچھر کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ میں اب خودرائی کو دخل نہیں دے
سکتا۔ گو مگو کا معاملہ ہے +

خیر تم جاؤ اور رات زیادہ آ گئی مگر خیال رہے کہ اگر کسی وقت مجھ پر غشی طاری
ہو تو ضرور علاج معالجہ کرانا۔ غافل نہ ہونا۔ نیت شب بخیر کل راج تلک کرنے کا بہانہ
خوب یاد آیا راج گدی کے ایک روز قبل رات کو جاگنے اور برت رکھنے کا دستور
ہے۔ اس لئے تم کُش کے آسن پر اپنی اردھنگی سری جانکی جی کے پاس بیٹھکر رات
بھر ایشور کا دھیان کرو اور برت رکھو تمہارے وزیر جاں نثار و غمگسار پہرے پر رہ کر
تمہاری نگہبانی کرینگے۔ ایشور کرے خیریت سے سویرا ہو۔ اور میں تمہارے سر پر تاج
سلطانی جگمگاتا دیکھوں۔ پیارے رامچندر ایک ضروری بات کہنے کی تھی مگر

تعلق تم سے ہے اس لئے زبان پر آہی جاتی ہے۔ دیکھو دل ہی میں رکھنا۔ کوئی کیسا ہی رازدار کیوں نہ ہو اُس کو بھی علم نہ ہونے پائے۔ ہاں سُنو مَیں نے بڑی دُور کی بات سوچی ہے۔ تم جانتے ہو کہ زر۔ زمین۔ زن۔ تینوں کے لئے بڑے محتاط سے محتاط قانع سے قانع۔ ضابطہ سے ضابطہ دیندار سے دیندار عقلمند سے عقلمند آدمی کی بھی نیت کا اعتبار نہیں۔ نہ جانے کس وقت دل میں کیا ہوا سما جائے چنانچہ دور اندیشوں نے کہا ہے کہ زہر زہر نہیں ہے بلکہ لچھمیں زہر ہے۔ اس کا ثبوت درکار ہو تو سنو۔ مہادیو جی زہر کھائے بیٹھے ہیں۔ سونا کیا کسی وقت آنکھ بھی نہیں جھپکتی مہادیو جی کے خلاف بشن جی لکشمی پر فریفتہ ہو کر ہمیشہ خواب آرام ہی میں مست رہتے ہیں۔ جب دیکھئے آنکھیں بند اس سے کیا نتیجہ نکلا۔ یہی کہ لچھمیں زہر ہے نہ کہ زہر ہلاہل یعنی دولت وہ سم قاتل ہے جو انسان کی آنکھیں بند کر دیتا ہے اسی کی فکر میں آدمی اندھا ہو جاتا ہے۔ نیک و بد سجھائی نہیں دیتا۔ جب دولت فساد کی جڑ ہے تو مَیں کیونکر یقین کروں کہ میری سلطنت کے لئے بھی کوئی خرخشہ نہ اُٹھیگا میرا دل بھرت کی طرف سے کھٹکتا ہے۔ اس لئے مَیں چاہتا ہوں کہ وہ ننہال سے نہ آنے پائیں اور مَیں تم کو تخت سلطنت پر بٹھا چھوڑوں ✢

راجہ دسرتھ کی اس تقریر پر رامچندر جی کو حیرت ہوئی۔ اُنہوں نے بڑے تعجب کے ساتھ پوچھا کہ بھرت جی ایسے لائق و فائق مجھے جان و دل سے عزیز بہت وفادار و اطاعت گزار۔ اُن کی طرف سے یہ بدظنی کیوں۔ مجھے اُن سے مخالفت کا یقین نہیں ✢

راجہ دسرتھ۔ تم لاکھ سمجھدار ہو عقلمند ہو مگر پھر بھی بچے ہی ہو۔ یہ دولت و حکومت کا معاملہ کچھ اور ہی ہے۔ اس کے لئے باپ بیٹے کا۔ بیٹا باپ کا۔ بھائی بھائی کا دوست دوست کا دشمن اور خون کا پیاسا ہو جاتا ہے۔ بیشک بھرت عقلمند ہیں دھرماتما ہیں۔ نفس کش ہیں۔ مگر انسان کی طبیعت ہر وقت ایک سی نہیں رہتی۔ دل پر قابو رکھنا دشوار ہے۔ ممکن ہے کہ بھرت کی طبیعت بدل جائے اور وہ اپنا دعوے پیش کر بیٹھیں اس سے احتیاط شرط ہے ✢

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

اچھا اب تم جاؤ۔ ایشور کے پوجن وغیرہ کا انتظام کرو +

رامچندر جی رخصت ہو کر سیدھے اپنے رنواس میں آئے دیکھا تو سیتا جی موجود نہیں معلوم ہوا کہ کوشلیا جی کے پاس ہیں۔ رامچندر جی کوشلیا کے محل میں تشریف لے گئے وہاں ماتا کوشلیا پیتامبر پہنے مون سادھے دھیان میں محو نظر آئیں اور پاس ہی جانکی جی کو بیٹھے ہوئے پایا۔ رامچندر جی ماتا کوشلیا کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوئے ہی تھے کہ سومنت کے ساتھ لکشمن جی بھی وہاں پہنچ گئے۔ رامچندر جی کو انتظار میں کھڑے کھڑے تھوڑی دیر ہو گئی اور کوشلیا جی نے نظر نہ اُٹھائی تو آپ بڑی شیریں زبانی سے حرف مطلب زبان پر لائے +

ماتا جی! پتا جی نے رعیت پروری کے لئے مجھے نامزد کیا ہے۔ تیاریاں ہو رہی ہیں۔ کل راج تلک ہے۔ مجھ کو جو راج ملیگا وہ راج وہ ہوگا جو رگھو بنس میں صرف آپ کے رام ہی کی سرنوشت میں ہے (یعنی جنگلوں کا راج) گرو بششٹ جی کا ارشاد ہے کہ آج رات بھر کُش آسن پر ایشور کا دھیان اور برت کروں جانکی جی بھی ساتھ ہوں۔ آپ کیا فرماتی ہیں +

رامچندر جی کی یہ تقریر دلپذیر سنکر کوشلیا جی نے آنکھیں کھول دیں اپنے راحت جان کو دیکھکر اُن کا رویاں رویاں پھڑک اُٹھا۔ دعا دی کہ ہمیشہ سلامت رہو پھلو پھولو۔ راج تم کو مبارک۔ مگر پیارے جب عنان حکومت ہاتھ میں آئے تو میرے خاندان کی حفاظت کا خیال دل سے دور نہ ہونے پائے۔ آہا میں کیسی خوش نصیب ہوں۔ میری سی تقدیر دنیا میں کسی کی کہاں کہ تم ایسا آفتاب خاندان میری آنکھوں کا نور بنا۔ میں نے اولاد کی ہوس میں مدت تک وشن جی کی تپسیا کی شکر ہے کہ میری محنت پھل ہوئی۔ اور تم نے میرے کلیجے کو سکھ دیا۔ اچھا جاؤ برت کرو یہ کہکر کوشلیا جی خاموش ہو گئیں اور لکشمن جی بدستور رامچندر جی کے سامنے ہاتھ جوڑے ہوئے منتظر تھے کہ سری رامچندر جی کچھ ان سے بھی ارشاد فرماویں۔ رامچندر جی نے قیافے سے منشاے خاطر تاڑ کر تبسم آشنا ہونٹوں کو یوں جنبش دی +

تم نہ گھبراؤ! راج میں ہمارا تمہارا ساتھ رہیگا۔ ہم اکیلے راج نہ کرینگے۔

تم شاید سمجھتے ہو کہ میں تم سے جُدا ہوں۔ نہیں نہیں میرا اور تمہارا سروپ ایک ہی ہے اگر تمہیں اس راج کی خواہش ہو تو مبارک ہو میں دست بردار۔ درد کمتر بہ +

اتنا فرما کر رامچندر جی وہاں سے رخصت ہوئے اور سیتا جی کے ساتھ برت رکھ کر ایشور کے دھیان میں مشغول ہو گئے +

سرگ ۵

سری رامچندر جی کا راج تلک کے لئے برت اور پوجا پاٹ

ادھر رامچندر جی اپنی ماں کوشلیا سے رخصت ہو کر آئے ادھر بششٹ جی راجہ دسرتھ کی تحریک تخت نشینی کو لئے ہوئے رامچندر جی کے در دولت پر رونق افروز ہوئے اور لوگوں کے رتھ پہلی ڈیوڑھی سے آگے نہ بڑھ سکتے تھے مگر بششٹ جی اپنے رتھ کو تیسری ڈیوڑھی تک بڑھا لے گئے۔ جہاں رامچندر جی کی نظر پڑی اور وہ بڑے ادب سے آکر قدم بوس ہوئے۔ دونو بازوؤں کو ہاتھ سے سہارا دے کر بششٹ جی کو رتھ سے اتارا اور ایوان فلک نشان میں لے گئے۔ بششٹ جی معزز جگہ پر رونق افروز ہو کر یوں حرف زن ہوئے +

رگھوکل چند۔ راجہ دسرتھ ہمارے جہان آج مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتے۔ کل تمہارا راج تلک ہو گا یہ خوشی وہ نہیں جس کا لفظوں میں اظہار ہو سکے۔ آج تم اور سیتا برت رکھو۔ جاگرن کرو جس طرح راجہ نہکھ نے اپنے جگر بند ججاتی کو تخت سلطنت عطا کیا۔ اُسی طرح راجہ دسرتھ تم کو سریر حکومت پر بٹھائینگے +

اتنا فرما کر بششٹ جی نے گرہوں اور دیوتاؤں کی پوجا کرائی اور رخصت ہو کر راجہ دسرتھ کے پاس چلے گئے۔ یہاں رامچندر اور جانکی جی کش آسن پر رونق افروز ہو کر ایشور کے دھیان میں محو ہوئے۔ حفاظت کے لئے چاروں طرف صفدران ضیغم شکار و دلاوران خنجر گزار گھومتے پھرتے تھے۔ مجال کیا کہ پرند بھی پر ار سکے یا ہوا کا بھی گزر ہو جائے +

اجودھیا میں ہر طرف خوشی کے چرچے تھے۔ کانوں میں شادیانوں ہی کی آواز

گو بختی تھی۔ اہل اجودھیا کی نیند اُڑ گئی۔ آنکھیں صبح کے انتظار میں ستارے گنتی تھیں۔ رامچندر جی کی بارگاہ فلک اشتباہ سے راجہ دسرتھ کے سپہر رفعت واڑہ دولت تک ایک میلہ سا لگا ہُوا تھا۔ کہیں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی جس وقت بششٹ جی رامچندر جی کے قصر آسمان عنصر سے برآمد ہوئے کہیں راستہ نہ ملتا تھا۔ ہر جگہ شانے سے شانہ چھلتا تھا۔ ہجوم عام سے سمندر کی لہریں اُٹھتی معلوم ہوتی تھیں اور نعرہائے خوشی سے کان دئے آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ جدھر نگاہ جاتی تھی مکانوں کی صفائی و آراستگی ہی نظر آتی تھی۔ رنگ رنگ کی جھنڈیاں خوشی کے پھریرے اُڑاتی دکھائی دیتی تھیں۔ بندہ نوازوں نے درو دیوار پر رنگ رنگ کے پھولوں کی بہار پیش نظر کر رکھی تھی۔ جب بششٹ جی انبوہ کو چیرتے ہوئے راجہ دسرتھ کے پاس پہنچے راجہ دسرتھ نے بڑی تعظیم و تکریم سے بٹھایا۔ سب کیفیت دریافت کی اور پوچھا کہ اب کوئی رسم و رواج باقی تو نہیں۔ بششٹ جی نے اس بات کا نفی میں جواب دیکر رامچندر کی پوجا پاٹ کا ذکر کیا اور رخصت ہوئے۔ راجہ دسرتھ کے رنواس میں تمام رانیاں مہاراج کے نزول اجلال کی منتظر اور مزاج مبارک کا احوال دریافت کرنے کی خواہشمند تھیں کان پاؤں کی آہٹ پر لگے ہوئے تھے۔ آنکھیں دروازے کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے تھیں کہ مہاراج تشریف لائے اور اپنی رانیوں کے بیچ میں اس طرح رونق افروز ہوئے جس طرح ستاروں میں چاند۔

سرگ ٦

اجودھیا میں خوشی کی چہل پہل۔ سرستی جی کی آمد

بششٹ جی نے سری رامچندر جی کو سنجم اور نیم کی جو جو ہدایتیں فرمائیں اُنہیں کے موافق اُنھوں نے عملدرآمد کر کے پرمیشور کی پوجن میں دل لگا دیا۔ جس وقت یہ دھیان میں محو ہوئے اُن کو خیال آیا کہ مجھے راج پاٹ سے کیا سروکار میرے اوتار لینے کی غرض اور تنگ آرائی نہیں بلکہ گاؤ زمین کو بار گناہ سے سبکدوش کرنا اور راون کو سزائے اعمال دینا مقصود ہے اسی خیال سے اُنہوں نے منہ اُن کے

برتن کو ماتھے سے لگا کر ہون شروع کیا۔ اُنھوں نے پہلے ساکلیہ کی کل سامگری ہون کی جو تھوڑی بچ رہی وہ اگنی دیو سے مراد مانگ کر سواہا کر دی۔ رامچندر جی نے جو مراد مانگی وہ تاجپوشی کے واسطے نہ تھی۔ بلکہ اُن کی التجا یہ تھی کہ ہے اگن دیو راون کے قتل کی آرزو پوری ہو۔ یہاں سے فارغ ہو کر رامچندر جی جانکی جی کو لئے ہوئے وشنو جی کے مندر میں تشریف لے گئے۔ وہاں تین پہر رات تک مون برت رکھا بعدہٗ دولت خانہ عالیہ کی زینت و زیبائش کی طرف توجہ مبذول فرمائی۔ عالم لوگوں کو خوشی تھی کہ صبح جشن تاجپوشی ہوگا رام مالک اورنگ جہانبانی ہونگے۔ مگر رامچندر جی کچھ اور ہی خیال میں تھے۔ اُنھوں نے سوچا کہ چودہ برس کس نے دیکھے ہیں۔ چلو آج تو اپنے ہاتھ سے بشنو مندر کی صفائی و آراستگی کر لوں۔ اہل اجودھیا کے جوش عشرت کا کچھ ٹھکانا نہ تھا شور و غل کے مارے کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے۔ ہر طرف بھاٹوں کی نغمہ سرائیاں ہر جگہ گویوں کی خوشنوائیاں۔ گلی گلی میں ناچ رنگ گھر گھر میں ساز نغمہ و آہنگ باجوں کی دلکش آوازیں دلوں کو موہتی تھیں۔ خوشی کے ترانوں سے زمین و آسمان گونج رہے تھے۔ ہر گھر سے خوشبویات کی لپٹیں آرہی تھیں در و دیوار عطریات سے بس رہے تھے۔ خاص و عام کو اشتیاق جشن میں ایسی بیتابی تھی کہ اندھیرے میں اتنی روشنی کر دی کہ راجہ دسرتھ صبح کا دھوکا کھا کر جلدی سے راج تلک کر دیں ہر طرف راجہ دسرتھ کی تعریف کے گیت گائے جاتے تھے کہ واہ خوش نصیب ہو تو ہمارے مہاراج کا سا۔ بلند قسمت ہو تو راجہ دسرتھ کی طرح اکشواک بنس میں کوئی ایسا صاحب تقدیر مہاراجہ نہیں گزرا جیسے مہتلا دھیش ہیں سری رامچندر ایسا فرزند جگر بند ہر ایک کے نصیب میں نہیں ہوتا۔ ایشور مہاراجہ دسرتھ کو حیات جاودانی عطا کرے جنھوں نے خود بڑی شان و شوکت کے ساتھ حکومت کی اور اب ہمیں سری رامچندر ایسے رعیت پرور۔ مردم شناس۔ رحمدل۔ عادل فرزند جگر بند کو سونپتے ہیں۔ اس وقت اجودھیا کی رونق کچھ اور ہی تھی جس کا خاکہ کھینچنا زبان قلم کا کام نہیں۔ بس حد ہے کہ دھوم دیکھکر سرستی جی سے نہ رہا گیا۔ مخفی طور پر دوڑی ہوئی آئیں۔ دیکھا کہ عجیب چہل پہل ہے۔ برہمن بید خوانی میں مشغول ہیں۔ عامۂ خلائق کا جذبۂ خوشی روکے سے نہیں رکتا۔

ساری اجودھیا پوری عشرت خانہ ہو رہی ہے ؞

سرگ ۷

رامچندر جی کے خلاف منتھرا کا کیکئی کو اغوا

سرستی جی جب اجودھیا میں رونق افروز ہوئیں اُنہیں رام کی راجگدی سے دیوتاؤں کے خوان آرزو کا خیال پیدا ہُوا۔ وہ کیکئی کی لونڈی منتھرا کی زبان پر جا بیٹھیں اور اُس کو جشن تاجپوشی میں خلل انداز ہونے کے لئے اُکسایا۔ منتھرا نے اجودھیا میں جو یہ دھوم دھام دیکھی تو بہت حیران ہوئی فوراً کوٹھے پر چڑھ گئی۔ وہاں سے چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتی ہے تو عجب ہی دلکش نظارہ نظر کے سامنے تھا بر ہمن پھولوں کے ہار ہوئے بید خوانی میں محو۔ زیب و آرائش سے ہر مکان چوتھی کی دلہن۔ انسان ہی شراب سرور میں الست نہیں۔ چرند و پرند تک کے دانت نکلے پڑتے تھے۔ باچھیں کھلی جاتی تھیں۔ یہ عام نشاط و نظارہ انبساط منتھرا کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکا وہ سوچنے لگی کہ یہ تو بڑی اُلٹی پڑ رہی ہے۔ میرا مرت لوک میں آنا ہی بے نتیجہ ہُوا جاتا ہے۔ میں دیوتاؤں کو کیا منہ دکھاؤنگی وہ کہینگے کہ واہ خوب گھوڑے بیچکر سوئی۔ دنیا کی نعمتوں نے فرض منصبی بھی بھلادیا رامچندر تخت پر بیٹھے اور میری مٹی خراب ہوئی۔ دیوتا لوگ بغیر مزہ چکھائے نہ رہینگے اُف۔ اوہ! بڑی بھول ہوئی۔ ذرا سی چوک نے جان کے لالے ڈال دئے۔ اب خیر و عافیت نہیں ؞

منتھرا ایسے ہی خیالات سے خلجان میں تھی کہ مہارانی کوشلیا کی کنیز دھاتری اُسی طرف سے گزری۔ اس کے چہرے پر خوشی چھائی ہوئی تھی دانت چھپائے سے نہ چھپتے تھے۔ منتھرا نے اُسے ٹوکا اور پوچھا۔

بہن! آج کوشلیا جی نے کیا جاتی دنیا دیکھی کہ خزانہ لٹا رہی ہیں لنگر جاری کر رکھا ہے۔ ناج کی لوٹ ہو رہی ہے۔ کپڑے بٹ رہے ہیں۔ آخر اس الوالعزمی کی وجہ۔ پہلے کو کبھی مہارانی اس طرح دولت کے سر نہ ہوتی تھیں۔ ان

کے علاوہ مَیں دیکھتی ہوں کہ اہل اجودھیا بھی خوشی سے پاگل ہو رہے ہیں ہمارے مہاراج کا ہی آج پتہ نہیں خوشی میں ڈوبے ہوئے وید پڑھوا پڑھوا کر برہمنوں کا منہ تھکائے ڈالتے ہیں۔کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ معاملہ کیا ہے۔مَیں ہی سڑن ہوں یا سب دیوانے ❊

دھاتری۔بہن منتھرا ہیں۔تم نے سُنا نہیں کل سری رامچندر جی کا راج تلک ہے۔ہمارے راجکمار جی بڑے راستباز نفس کش اور کریم النفس ہیں لہذا ہر فرد بشر کی یہی آرزو تھی کہ ان کے قدموں سے اورنگِ حکومت کی زینت و زیبائش ہو۔چنانچہ ایشور سویرے ہی ہم لوگوں کو منہ مانگی مراد دیگا ❊

دھاتری کی اس تقریر نے منتھرا کے بدن میں زہر سا چھڑکا دیا وہ فوراً ہی انگاری پر لوٹ گئی۔اس کو سخت طیش آیا۔کہ واہ میرے کام میں دخل میری اُمیدوں کا خون۔اس وقت اس کا بدن جوش غضب میں بید کی طرح کانپ رہا تھا۔آنکھوں سے خون ٹپکتا معلوم ہوتا تھا۔وہ تاؤ کھاتی ہوئی کوٹھے پر سے اُتری۔اور کیکئی کے پاس آگ بگولا پہنچکر یوں ڈھیلا سا مارنے لگی ❊

او کیکے نندنی تجھ سے بڑھ کر دنیا میں کون بیوقوف ہوگا۔تیری عقل پر پتھر پڑ گئے ہیں۔فرش راحت پر سونے کے سوا اور کسی بات سے مطلب ہی نہیں۔دنیا چاہے سفید ہو یا سیاہ۔او عقل کی دشمن ہوش میں آ۔تجھ پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹنے والا ہے۔سویرا ہوا اور بس تیری مٹی پلید ہوگئی۔کمبخت دل کو کیا کہوں یہ نہیں مانتا۔تیرے دکھ کے دیکھنے کی اسے برداشت نہیں۔ماں نہ مان مَیں تیرا مہمان کی مصداق بن رہا ہے "کس بشنود یا نشنود گفتگوے مے کنم" پر عمل کرکے زبان بند ہی کرنے نہیں دیتا۔مدعی سُست گواہ چُست کی مثل ہے۔پوچھو جب تمہیں اپنا نیک و بد سجھائی نہیں دیتا تو اس کمبخت کو کیا پڑی ہے کہ گرداب غم میں ڈوبا جاتا ہے کیکئی رانی تو صاحب جمال ہے۔چاند سورج تیری ایڑی چوٹی پر قربان ہوتے ہیں مگر بیفایدہ۔جب عقل ہی نہیں تو کیا کوئی صورت کو لے کے چاٹے۔آہا کیسا بیچ بیچ کے سنگار کیا ہے۔زیور و لباس نے چوتھی کی دُلہن کو شرما دیا ہے۔دل خوش ہو رہا ہے، کہ ہمچو ما دیگرے نیست۔دنیا میں اگر کوئی خوش نصیب ہے، تو کیکئی۔اندرانی کو بھی وہ سکھ

میسر نہیں جو کیکئے کماری کو نصیب ہیں۔ مگر میں ایسی زندگی پر تف کرتی ہوں۔ ایسے نصیب پر تین حرف۔ یہ خوش نصیبی ہے یا اول درجے کی بدنصیبی۔ او رانی تیری قسمت پھوٹ گئی۔ تیرے بُرے دن آ گئے۔ جس طرح آفتاب کی حرارت سے دریاؤں کا پانی خشک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح رامچندر کے اقبال سے تیری قسمت کا ستیاناس ہو گیا +

کیکئی حیران تھی کہ منتھرا کو کیا ہو گیا۔ کہیں دماغ تو نہیں بگڑ گیا سڑن تو نہیں ہو گئی۔ یہ بکتی ہی کیا ہے۔ وہ پہلے تو اس کا منہ دیکھتی رہ گئی۔ آخر بولی کہ او منتھرا اس وقت تو کہاں ہے۔ کچھ پی کے تو نہیں آئی۔ کہیں زیادہ چڑھ تو نہیں گئی۔ چہرہ مرجھا رہا ہے۔ آنکھیں لال لال انگارہ ہو رہی ہیں خیریت تو ہے +

منتھرا۔ کیا بھولی بھالی باتیں بناتی ہو۔ مجھے یہ میٹھے بول زہر معلوم ہوتے ہیں سچ کہتی ہوں کہ تمہارے دن پورے ہو گئے۔ گھورے سے بدتر سمجھی جاؤ تب کہنا ہاے قسمت نے کس سے سابقہ ڈالا۔ جو نہ اپنا بھلا سمجھے نہ بُرا یاد رکھنا کہ ایسے دن آ رہے ہیں کہ کہیں کی نہ رہو گی۔ میں کیا کروں کچھ بس نہیں۔ مجھے تو بُرے ہی بُرے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ بہتری کی کوئی صورت نہیں نظر آتی۔ تدبیر سوچتی ہوں تو عقل کام نہیں کرتی۔ ہاے مہاراج کو کیا سوجھی کہ رامچندر کو راج پاٹ دے رہے ہیں لوگوں کی حماقت دیکھو کہ پھولے نہیں سماتے۔ مارے خوشی کے اُچھل اُچھل پڑتے ہیں مگر میں ہوں کہ دل ہی دل میں کڑھتی جاتی ہوں دل پر وہ صدمہ ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا ہے ایک آگ سی بھڑک بھڑک کر کلیجے پھونکے دیتی ہے۔ بوجھو میرا کیا ہیں کون مجھے اور راج پاٹ سے واسطہ۔ تم جانو۔ مہاراج جانیں۔ رامچندر جانیں مگر نہیں تمہیں گودیوں کھلایا ہے۔ رات دن آنکھوں سے تلوے سہلاتے گزری ہے کبھی رویاں میلا ہونا گوارا نہ ہوا۔ مجھ سے زیادہ تمہارے درد دکھ کی ساتھی کون ہے۔ اسوقت تمہاری عمر بھر کے راحت و رنج کا معاملہ پیش ہے سویرے ہی قسمت کا فیصلہ ہو جائیگا۔ کوئی بھلائی کی بات نہ رہیگی۔ رانی سینے کو داغ لگ جائیگا۔ اس رنج میں میری جان اُڑی جا رہی ہے۔ بغیر بولے نہیں رہا جاتا۔ اسی سے دوڑی آئی کہ جب مالک کا سکھ اُڑ گیا تو ہم لونڈیوں کا ٹھکانا کہاں ہمارا سکھ تمہارے سکھ کے ساتھ ہے اور دنیا میں

کوئی لونڈی سے رانی ہو جائے تو ہمارا کیا - پیاری! عقل کہاں ہے - جو اس کو ھر ہیں ذرا
سوچو بچارو کہ تم کون ہو - تمہارا مرتبہ کیا ہے - کیکئے نندنی! خیال کرو تم میں کیا گھن لگے
ہیں - اور کوشلیا میں کیا سرخاب کے پر - کوشلیا سے تمہارا خاندان اونچا سب رانیوں
سے زیادہ مہاراج کی پیاری - اُس پر صورت شکل میں اپنی آپ نظیر - نور کی تصویر
پھر مہاراج کی یہ ہٹ دھرمی اور دغابازی کیسی - میں اَن پڑھ جاہل - کندہ ناتراش
کچھ بھی نہیں جانتی - تم ایشور کی کرپا سے پڑھی لکھی ہوشیار سمجھدار ہو - پھر کیا
نہیں سنا کہ شاستر کار کیا کہتے ہیں - دھرم شاستر میں لکھا ہے کہ اگر تاج و تخت
کے لئے باپ بیٹے کا گلا کاٹ ڈالے اور بیٹا باپ کا سر اڑا دے تو گناہ نہیں بھائی
کی کیا گنتی - تم راجہ دسرتھ کی ظاہری صورت و سیرت پر نہ جاؤ - ایمانداری و راست
گفتاری سب دکھاوے بھر کی ہے - جھوٹے فریبئے جعلساز اگر بھولی بھالی صورت
نہ بنائے رہیں - میٹھی میٹھی باتیں نہ بنائیں تو لوگ چکمے میں کیونکر پھنسیں - میری بات
جھوٹی جانتی ہو تو دیکھ لو شاستر - اُس میں صاف صاف لکھا ہے کہ جو شخص میٹھی
میٹھی باتیں کرتا اور اچھی صورت بنائے رہتا ہے وہ ضرور کپٹی اور چھلی ہوگا چنانچہ
یہی حالت ہمارے مہاراج کی ہے - تم کو باتوں میں بھا کر اپنا مطلب گانٹھ لیا اور
دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک رہے ہیں - میں کسی اور کی مثال کیوں دوں
اپنے ہی کو دیکھ لو - راجہ دسرتھ کس طرح عزیز رکھتے تھے - معلوم ہوتا تھا کہ جان ہو تو
تم - مال ہو تو تم - دین ہو تو تم - دنیا ہو تو تم - جب بولنا بات کرنا دل کو خوش کر دینا -
کبھی خواب میں بھی ٹیڑھی نگاہ کی - نہ ٹیڑھی بات کہی - ایک طرف یہ حال دوسری
طرف کوشلیا کو دیکھو میں نے تو کبھی نہ دیکھا کہ مہاراج سیدھے منہ بولے ہوں یا
دُنیا دکھاوا بھی کیا ہو - مگر نہیں یہ سب مہاراج کا مکر و فریب تھا - وہ تمہیں دکھانے
کو کوشلیا سے ٹیڑھے اور کھنچے رہتے تھے - دراصل ان کا پانی اُسی کی طرف مرتا
اور اُلفت پسند دل اُسی کا دم بھرتا تھا - تمہاری اُلفت و محبت جو کچھ تھی وہ بناوٹی
تھی اگر یہ نہ ہوتا تو تمہارے ہوتے کوشلیا کو سرتاج بنا کر رام کو راج دینا کیا معنی
میں تو مہاراج کی چالاکیاں دیکھکر حیران ہو رہی ہوں - اُف - وہ ابلا کے فقرہ باز
ہیں - دیکھو کس چکمے سے بھرت کو ننھیال ہی سے ٹال دیا جس میں کچھ جھگڑا نہ اُٹھے

اور لطف یہ کہ اتنا بڑا جشن اور بھرت کو کچھ خبر ہی نہیں۔ وہ نانہال میں پڑے چارپائی توڑیں یہاں رام کو سونے کا سنگھاسن مل جائیگا۔ دیوی! تمہارے بھولے پن پر مجھے حیرت ہوتی ہے۔ ایسا سیدھا پن بھی کس کام کا۔ یہ سدھائی نہیں۔ اس کو بیوقوفی کہتے ہیں۔ تمہاری عقل اس وقت بچوں سے بھی گئی گزری ہو رہی ہے۔ بچے کے سامنے زہریلا سانپ چھوڑ دو۔ وہ کبھی نہ سمجھیگا کہ ملک الموت ہے۔ بلکہ کھلونا سمجھکر فوراً پکڑ لیگا۔ اس کا سبب کیا ہے۔ نافہمی۔ اس نافہمی کی بدولت تم بھی راجہ دسرتھ کو نہ پہچان سکیں کہ تمہارے دوست ہیں یا دشمن۔ اور اپنا دل دے بیٹھیں۔ کیا جانتی ہو کہ اپنے ہتھیار پر بھروسا کرنے والے کا بھروسا ٹھیک ہے۔ کبھی نہیں۔ وہی ہتھیار ایک وقت اُسی کلیجے کو چیر پھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ مدتوں کا بھروسہ ایک دم میں خاک۔ ایسے ہی بھروسے پر تم نے راجہ دسرتھ کی محبتوں سے ذلت و ندامت کا منہ دیکھا۔ ساری اُمیدیں اور ساری بہبودیاں ایک دم میں سوا ہو گئیں۔ مہارانی میرا بکتے بکتے منہ تھک گیا۔ تمہارے مغز کا کیڑا اجھڑ گیا ہو تو تعجب نہیں معاف کرنا جو کچھ بکا ہے تمہارے بھلے کو اور پھر بھی کان کئے دیتی ہوں کہ ہوشیار رہو۔ تم کیا تمہارے خاندان تک کی بربادی کے دن آگئے۔ رام گدی پر بیٹھے اور بس صفایا۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ ابھی رات ہے۔ سویرے تک کوئی تدبیر سوچ لو۔ نہیں تو پھر سر پر ہاتھ رکھکر رونے کے سوا کچھ پلے نہ پڑیگا؟

منتھرا کی تقریر ایسی برجستہ اور پر اثر تھی کہ اور سنتا تو جادو میں جکڑا جاتا۔ مگر نہیں کیکئی کے کان پر جوں نہ رینگی۔ سری رامچندرجی کے راج تلک کی خوشی میں اس کی بتیسی کھلی ہوئی تھی اور منتھرا کی باتوں پر اور بھی ہنسی چلی آتی تھی۔ جب منتھرا چپ ہوئی تو وہ ہنستی مسکراتی مسہری سے اُٹھی۔ سر سے ایک زیور اُتارا اور منتھرا کو دے کر بولی کہ

لے خوشخبری کا صلہ۔ رامچندرجی کے راج تلک کا انعام۔ اور جس چیز کی خواہش ہو بے تکلف مانگ لے۔ آج سے بڑھ کر تیرے مانگنے اور میرے انعام بانٹنے کا اور کون دن ہوگا۔ میرے نزدیک جیسے بھرت ویسے رام جیسے رام ویسے بھرت۔ رام کو راج تلک ملا تو کیا بھرت کو ملا تو کیا۔ بات ایک ہے بلکہ میں

رام ہی کے راج تلک سے خوش ہوں - ہاں کچھ اور مانگ - ابھی دیتی ہوں - یہی نہیں بلکہ تو جتنی مرتبہ مجھ سے ایسی باتیں کرے گی اتنی ہی مرتبہ میں تجھے انعام دیتی چلی جاؤنگی +

سرگ ۸

منتھرا کی دوبارہ افترا پردازی کیکئی کا استقلال طبیعت

شاستر قائل ہیں کہ انسان کا دل ایک طرح کا نہیں رہتا - کبھی کچھ ہے کبھی کچھ - یہ کیا کہتے سنتے دیواریں تک ٹل جاتی ہیں - آدمی موم کی ناک ہو کیسا ہی پتھر ہو پھر بھی زبان میں وہ تاثیر ہے کہ جس طرف چاہے چلا دے - قلب پھیر دینا تقریر کے نزدیک کچھ بات نہیں - منتھرا کی تقریر واقعی تیر بہدف تھی - ایک ایک لفظ میں کوٹ کوٹ کر جادو سا بھرا ہوا تھا - پتھر ہوتا تو بھی پگھل جاتا - پہاڑ بھی ہوتا تو جگہ سے ٹل جاتا مگر نہیں کیکئی خوشی میں اُچھلتی رہی اور اُس کا دل انعام دینے پر آمادہ ہو گیا - یہ رنگت دیکھی تو دیوتاؤں کے اوسان نہ رہے - جی چھوٹ گئے فکر کی حد نہ رہی - رنج کا حساب نہ تھا - ہر طرف کہرام سا مچ گیا کہ غضب ہو گیا ساری کی کرائی محنت برباد ہوئی - بندھی ہوئی آس ہزار جگہ سے ٹوٹ گئی - کیکئی کا دل نہیں پھرتا - پتھر میں جونک نہیں لگتی - اب کیا کریں - سب دعائیں مانگنے لگے کہ پرماتما رحم کر - کسی طرح کیکئی کا قلب پھیر مصیبت کاٹ تھوڑی سی رات اور بڑھا - اے سورج بھگوان ذرا جلدی نہ کرنا - جب ہماری مراد پوری ہو لے تب سر اُبھارنا نہیں تو اندھیر ہو جائیگا +

منتھرا دل میں کہتی تھی کہ واہ دیوتا لوگ بھی عجیب ہیں - مجھے بیچ میں پھنسا کے آپ الگ ہو گئے اور پھر لطف یہ کہ برائی بدشگونی کے لئے میری ناک کٹواتے ہیں - مطلب اپنا بدنامی کا ٹھیکرا میرے سر - سارے شہر میں جشن کی دھام دھام گھر گھر رام کے راج تلک کی خوشی - ایسے موقع پر مجھے مفت کی کردھن دے رکھی ہے اور آپ خود سوں کھینچے ہوئے ہیں - کیکئی کا دل موم نہیں کیا جاتا - خیر میں تو اپنی سی اُٹھا نہ رکھونگی - آسمان میں تھگلی لگانے والا دم داعیہ ابھی باقی ہے - رسی

کی رگڑ سے پتھر گھس جاتا ہے۔ تو کیا میں کیکئی کے دل پر بھی اپنا خیال نقش نہ کر سکونگی یہ خیال پختہ کر کے اُس نے کیکئی کا دیا ہوا زیور اُس کے سامنے پھینک دیا۔ اور ناک بھوں چڑھا کر بولی:-

زیور تم کو مبارک۔ میں زیور کی لالچی نہیں۔ ان آنکھوں نے بہت سے زیور دیکھ ڈالے ہیں۔ مجھے بار بار یہ زیور کیوں دکھاتی ہو۔ ہائے مجھے انہیں زیوروں کا تو رونا ہے۔ آج تو خوشی میں پھول پھول کر انعام دے رہی ہے کل انہیں کے لئے ترسوگی۔ یہی رام چندر کے راج میں بدن سے اُتار لئے جاویں گے ✦

سُرستی جی کی الگ ستی پٹی بھولی ہوئی تھی کہ وہ میں زبان پر بیٹھ کر کچھ نہ کر سکوں زوف ہے۔ دیوتا لوگ کیا کہینگے جو سنیگا یہی کہیگا کہ

بہت شور سُنتے تھے پہلو میں دل کا

جو چیرا تو اِک قطرہ خوں نہ نکلا

رام کا راج تلک رُکتے نہیں دکھائی دیتا۔ کیکئی بالکل نہیں پسیجتی۔ پتھر کو جونک لگائی جاتی تو شاید لگ جاتی۔ مگر اس کے دل پر ذرا بھی میل نہیں منتھرا کی ایک ایک بات گرم توے کی بُوند ہو جاتی ہے۔ آثار بیڈھب ہیں۔ علامت اچھی نہیں پائی جاتی۔ جب رام کو راج ملا تو راون کی سرکوبی معلوم ✦

ادھر سُرستی کو الگ خلجان۔ ادھر منتھرا کو الگ خلفشار آخر ادھر اُنہوں نے پھر زبان کو جادو کا اثر بخشا۔ اور ادھر یہ سُرستی کو یاد کر کے پھر کیکئی سے مخاطب ہوئی ✦

اے دیوی! تیری عقل کہاں چرنے گئی ہے۔ ارے ذرا بھی اونچ نیچ سجھائی نہیں دیتی۔ میں روتی ہوں قسمت کو جھینکتی ہوں اور تو ہے کہ ہنسے دیتی ہے کھیسیں نکلی آتی ہیں۔ کہاں دھاڑیں مار مار کر رونے کا وقت اور کہاں یہ خوشی کے قہقہے۔ تیری عقل کی آنکھوں میں کسی نے پٹی باندھ دی۔ سمجھ کو کسی نے سیر کو پہاڑ پر بھیج دیا۔ ایسا بھی کوئی بیوقوف سُنا ہے۔ جو سر پر آئی ہوئی مصیبت سے خوش ہو۔ عارضے کا علاج نہ کرے۔ ہائے میں اپنی کمبخت عادت کو کیا کروں

تمہارے دکھ کی جب بھیانک صورت چشم خیال میں پھرتی ہے تو جان سن سے اُڑ جاتی ہے۔ کلیجہ تھر تھر کانپنے لگتا ہے کہ ایشور تیرا ہی بھروسا۔ تیرا ہی آسرا ہے تو کسی طرح سمجھائے نہیں سمجھتی۔ بالکل مت ماری گئی ہے اس کو بدقسمتی نہ کہوں تو اور کیا کہوں۔ عقل کی دشمن۔ مجھے جتنا رام کے راج تلک کا صدمہ نہیں اس سے زیادہ تیری اوندھی کھوپری اُلٹی سمجھ پر رونے کو جی چاہتا ہے میں تو سمجھتی تھی کہ عقل تمہارے سوا کسی کے بانٹے ہی نہیں پڑی۔ تمہاری سی سمجھ والی دنیا کے پردے پر نہیں۔ آج نہ جانے کیا سمجھ اُلٹی ہوگئی ہے کہ بھلائی بُرائی پر دھیان ہی نہیں ہوتا کچھ عجیب ہی کایا پلٹ ہوگئی ہے +

اتنے سننے پر کیکئی پھر اصلی حالت پر قائم رہی۔ کالی کملی پر دوسرا رنگ نہ چڑھا اُس نے کہا کہ میں ہی مہاراج کی رانی نہیں آخر سمترا بھی تو ہے اُس کو ایشور نے دو بیٹے دئے وہ کیوں اُن کے لئے راج کی فکر نہیں کرتی۔ اور مانا کہ وہ کچھ کرے مجھے دُنیا جہان سے مطلب۔ کوئی ننگی ہو کے ناچے تو اُس کا دل۔ میں منہ پر سیاہی لگانے والی نہیں جو چاہے سو ہو +

منتھرا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کچھ سمجھ چلیں۔ سُمتراجی کی طرف نظر گئی۔ مگر پیاری خیال کرو کہ تمہاری اور سُمترا کی حالت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ رامچندر کو راج ملنے سے اُس کا کچھ نہ بگڑیگا ساتھ صرف تمہارے ہی جائیگی اور غریب بھرت کا کہیں ٹھکانا نہ ہوگا۔ اگر یہ کہو کہ جیسے بھرت ویسے ستر ہن۔ پھر بھرت پر بڑا لڑکے کی کون خصوصیت۔ سُنو تو کون نہیں جانتا کہ رام لچھمن میں دانت کاٹی روٹی ہے رام جو راہ چلائیں وہی لچھمن چلیں۔ دونو میں اچھی طرح ملی بھگت ہے۔ اس پر لچھمن خدمتگاری کو موجود۔ سگ حضور بہ از برادر دور کی مثل۔ "پورا پورا دور اور پورا پور از دیک" والی کہاوت "ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد" والا معاملہ۔ پھر لکشمن کی تو پانچوں اُنگلیاں گھی میں ہی رہینگی۔ ان کو کس بات کا کھٹکا ہے ستر ہن وہ لچھمن کے سگے بھائی لچھمن کی وجہ سے اُن کا کھیت کون کھا سکتا ہے۔ دلا چاتو ہمارے بھرت جی ہیں جن سے مہاراج کی محبت کا یہ حال ہے کہ ننہال میں ٹرکائے بلا ہی دور کر دی۔ آنکھ اوٹ پہاڑ اوٹ۔ ہر کہ از دیدہ دور از دل دور والی کہاوت۔ کیا بزرگوں نے جھوٹ کہی ہے۔ مہاراج کو ان سے کیوں اُلفت

ہونے لگی۔ اب رہے رامچندر اُن کو مَیں ہی خوب جانتی ہوں۔ شاستر نے اُنہیں پٹی پڑھا ہی دی ہے کہ راج کے معاملے میں کہاں کا باپ۔ کیسا گرو۔ اور کون بھائی چالاکی اُن کی نس نس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ ناخن سے گوشت جدا کرا دینا بائیں ہاتھ کا کھیل۔ لکڑی مار کر پانی جدا کر دینا ادنےٰ سا کرتب۔ ذرا راج ملنے دو پھر چالیں دیکھنا خود تو الگ تھلگ رہیں اور کسی دوسرے سے بیچارے بھرت کی درد شا کرا ڈالیں۔ خود شہر بدر نہ کریں تو کیا چیپے چانٹے کب نکلوائے بغیر چھوڑینگے۔ سچ کہتی ہوں کہ تم رامچندر کی طبیعت سے واقف نہیں مَیں رگ رگ پہچانتی ہوں پورے بس کی گانٹھ ہیں۔ ظاہر میں سیدھے سادھے۔ باطن میں دیکھو تو دل ایسا سیاہ جیسے کالا ناگ تم ہنستی ہو میرے بدن میں آگ لگتی ہے۔ بھرت کے لئے دم دم کی خیر مناتی ہوں اور اسی سے تمہیں سمجھاتی ہوں کہ اب بھی عقل و حواس سے کام لو میرے کلیجے پر ہاتھ رکھ کر دیکھو کیسا دھڑک رہا ہے دل کو دیکھو اُچھل اُچھل کر منہ کو آیا جاتا ہے سمجھ میں نہیں ہوتا کہ تم کو کیا ہو گیا۔ عقل کھو بیٹھیں۔ کوشلیا رانی تجھ سا خوش نصیب آج کون ہوگا۔ مَیں مہارانی کیکئی کے دکھ کا خیال کر کے منہ پیٹ رہی ہوں تو راج تلک کی خوشی میں نوبت نقارے بجوا رہی ہو۔ اُدھر پکھیہ پھر آیا ادھر سب رانیاں مہارانیاں تیری لونڈیوں سے بدتر ہو گئیں۔ تیری لونڈیوں کے زہے نصیب بڑی بڑی رانیاں منہ دیکھتی رہینگی کہ کہیں کچھ کہہ سُن نہ دیں۔ ارے رانی عقل کی دشمن نہ بن سمجھ ٹھیک کر کچھ بیوقوفی کی حد بھی ہوتی ہے۔ کچھ شک نہیں تیرا دماغ بگڑ گیا جلد علاج کر نہیں تو خیریت نہیں۔ رام کے راج تلک کی خوشی میں اندھی ہو رہی ہے آنکھ کے آگے ناک تک نہیں سجھائی دیتی۔ عقل کی آنکھوں پر خود دیوار اٹھا رہی ہے ارے غور تو کر کہ جہاں رام کو راج ہُوا وہاں بھرت رہا سہا گیا۔ ساری کی ساری رانیاں بھیک مانگینگی۔ ٹکڑے ٹکڑے کو محتاج ہونگی۔ بھرت کا تخت سے محروم رہنا کیا ذرا سی بات ہے۔ جنم جنمانتر تک پھر سنگھاسن اور مکٹ کا نام سُننا نصیب نہ ہوگا۔ کچھ معلوم ہے کہ جس بیٹے کو راج ملتا ہے۔ اُسی کی اولاد آگے چلکر بھی مالک تاج و نگین ہوتی ہے دوسرے بھائیوں کو سینگا بھی نہیں ملتا۔ جس کا تاج اُس کا راج۔ جس کی تیغ اُس کی دیگ۔ بس رام جب راج کے لئے جوگا ہو گئے تو جو کچھ دنیا بھر میں ہے سب

اُنہیں کا جس کو چاہیں جو دیں۔ جس سے جو چاہیں چھین لیں۔ اختیار ہے۔ بھائی نام کے
بھائی ہونگے۔ ابھی تک برابری کا دعوٰے ہے کل سے خدمتگاری کا تمغہ مل جائیگا جھک
جھک کے آداب بجالایا کریں بس۔ میں تمہاری منطق کو نہیں مانتی کہ بڑا بیٹا ہی مالک جہانبانی
ہونا چاہئیے۔ جہاں یہ بات ہے کیا وہاں شاستر کی یہ ہدایت نہیں کہ اگر چھوٹا بیٹا
لائق و فائق۔ عقلمند و فراست پسند ہو۔ تو اُسے ہی راج دیا جائے۔ جہانتک میرا
خیال ہے ہمارے بھرت جی ہر طرح سے ہوشیار۔ فراست شعار اور چشم بد دور
رامچندر جی سے بھی ہزار درجہ صاحب عقل و تمیز ہیں۔ علم و لیاقت میں مقابلہ کرالو دھا
تول کر دیکھ لو ہمارے بھرت جی ہی بڑھے چڑھے نکلینگے۔ ایسے لائق بیٹے کو تاج د
تخت سے محروم رکھ کر غلام بناتی ہو نہ معلوم تمہاری عقل کو کیا ہو گیا ہے کیا ماں کی
ممتا اسی کا نام ہے۔ مہر مادری اسی کو کہتے ہیں۔ میں سمجھاتے سمجھاتے ہار گئی مگر
تمہارے نزدیک ہوا سی بہ گئی۔ او رانی کیکئی۔ راجہ دسرتھ کی محبتوں پر نہ پھول۔ وہ دن
اب گئے اب کوشلیا کا سب راج پاٹ ہوگا۔ وہ سب اگلی پچھلی کسر نکال کے تمہیں
ناکوں چنے چبوائے بغیر نہ رہے تب کہنا۔ کوا کبنی بنی پڑی رہو گی۔ کوئی کوڑی کو نہ پوچھیگا
بڑی چلی ہیں زیور بانٹنے والی۔ بھاڑ میں جائے ایسی خوشی۔ ان کو خوشی کی پڑی ہے
یہاں آسمان زمین سجھائی نہیں دیتے۔ کل رامچندر کو راج ملا۔ اور پرسوں ہی بھرت
کی کمر میں ہاتھ دینے کی فکر ہوئی۔ گردنیاں ملتا تو خیر کوئی بات نہیں مجھے تو غریب
کی جان کے لالے پڑتے دکھائی دیتے ہیں کیا تمہیں اطمینان ہے کہ رامچند ربھرت
کو جیتا بھی چھوڑینگے۔ بھائیوں بھائیوں کا حسد سوتوں سوتوں کی ڈاہ سے زیادہ
ہوتا ہے۔ راج پا کر بھائی کی جو جان بخشے سمجھ لو کہ آفتاب مغرب میں طلوع ہوا
اُس سے زمانے سے انوکھی کی +

میں نے جان لیا کہ تم بھرت جی کی زندگی کے پیچھے پڑی ہو۔ تمہاری ممتا ممتا
نہیں بلکہ دشمنی ہے تم خود چاہتی ہو کہ بھرت کا ہر طرح گلا حلال ہو اس کی بھی پرواہ نہیں
کہ ہتیا تمہارے ہی سر ہوگی۔ میں تو پہلے ہی سے سمجھ بیٹھی ہوں کہ بھرت تمہارے پیٹ
سے کیا پیدا ہوئے گویا کوئی اینٹ پتھر پیدا ہوا۔ اُف! اوہ ارے پتھر کے دل بھرت کو
زمین پر گرتے دیر نہیں۔ بیچارہ اچھی طرح دودھ کی چھانچھوں کا بھی گنا ہگار نہ ہوا کہ

سے نکال باہر کیا۔ ننہال بھیجکر ماتا کے فرض سے ادا ہو گئیں۔ چاہے بیٹا ہو چاہے
کوئی اور جو ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اُس کی بات ہی اور ہوتی ہے جہاں
جہاں اس میں فرق آیا جان لو کہ خون سفید ہو گیا منہ دیکھے کی محبت بھی جاتی رہی
یہ کچھ آدمی پر ہی فرض نہیں۔ پیاری کیکئے کماری کیا سمجھتی ہو کہ راج ملنے کے بعد رانی کوشلیا
وہی کوشلیا رہینگی جو آج تک تھیں۔ اُٹھ اُٹھ کے تعظیم دیتی رہیں دیکھ لینا جو کبھی سیدھے
منہ بھی بولیں۔ تمہارے ہر وقت ہاتھ جوڑے جوڑے نہ گزرے تو تب کی سند۔ تمہاری
ہی یہ درگت نہ ہوگی بھرت جی بھی تمہارے ساتھ پسینگے اور اُن کو بھی خدمتگاروں
میں چہرہ لکھوانا پڑیگا۔ اچھا ذرا خود ہی سوچو رامچندر جی کو راج ملا تو کوشلیا کی خوشی کا
کیا ٹھکانا ہے۔ پھر جانکی جی جب مہارانی بن جائینگی تو اُن کی نظر میں اور کون جچیگا اُدھر
یہ حالت اور ادھر یہ رنگ کہ بھرت پھٹے سے منہ قسمت کو رویا کرینگے اور اُن کا مردنی
چھایا ہوا چہرہ دیکھکر تمہارا کلیجہ دُکھتا رہیگا۔ مگر تم اپنے کئے کا پھل پاؤگی۔ دوسرے کی
خطا۔ مرن اُس بیچاری کی ہوگی جو بھرت کے پاؤں سے بندھی ہے۔ اس کی اس
طرح زندگی ہوئی بھی تو کیا نکٹا جئے بُرے احوال وہ قسمت کو ٹھونکیگی کہ ہائے کہاں بھاڑ
میں لا جھونکا۔ تم کو کیا کہوں جاؤ بیٹھو بڑی رانی مہارانی بنتی تھیں۔ میں نے تو کچھ
راج پاٹ نہ دیکھا۔ دیکھا تو یہی لونڈی پنا ÷

کیکئی نے اس تقریر پر منتھرا کو جھڑکا کہ بس چپ فضول بکبک نہ کر قینچی سی
زبان چلتے چلتے تھکتی بھی نہیں۔ اپنی ہی گائے چلی جاتی ہے۔ رامچندر ایسے
دانشمند سے یہ بدگمانی۔ بنا تو اُن کی طرح کس کو دھرم کی پابندی کا خیال ہے۔
بششٹ ایسے مرشد کامل کی تعلیم اُس پر روزانہ دھرم اُپدیش پھر رامچندر سے
بڑھ کر دُنیا میں کون ہے جو دھرماتماؤں کا سرتاج سمجھا جائے۔ بھرت جی
ہر وقت اُن کے اطاعت گزار و فرمانبردار۔ اور کوئی کیا کہے گا کہ خود رامچندر ہی
اپنے منہ سے بھرت کو سراہتے رہتے ہیں۔ اُن کا قول ہے کہ میں جسم ہوں بھرت
جان۔ بھرت مکیں ہیں میں مکان۔ رامچندر کے اوصاف کوئی کیا گنائے۔
مجھ کمبخت کی زبان بھی یاوری نہیں دیتی کہ ایک ایک بات کی تعریف
کروں۔ سُن رام چندر کون ہیں کیوں راج کے مستحق اور کیوں اُن کی تاجپوشی سے

بھرت کا فائدہ کے سوا کچھ بھی نقصان نہیں +

رامچندر ہیں۔ مہاراج کے فرزند اکبر۔ وارث تخت و افسر۔ مستحق جہانبانی۔ سزاوار حکمرانی۔ سعادتمند۔ راستی پسند۔ وفا شعار۔ نیک کردار۔ بھائیوں کے سایۂ سر۔ حاجو بادر دید۔ صاحب انصاف۔ سینہ صاف۔ نہ چھل سے مطلب نہ کپٹ سے سروکار فریب سے نفرت دغا سے عار۔ بھائیوں کو قوت بازو سے جاننے والے۔ یہ کیا کلیجے کا ٹکڑا اور اپنی ہی ذات جاننے والے اگر بھرت کے دل پر میل دیکھیں تو راج پاٹ کیا جان تک سے دریغ نہ کریں۔ دُنیا چاہے ادھر کی اُدھر ہو مگر بھرت ہی کا دم بھریں مجھ کو تو وہ کوشلیا ماتا سے زیادہ جانتے ہیں۔ سگی ماں مانتے ہیں۔ مجھ کو خود اُن کے برابر بھرت کی محبت نہیں۔ سچ کہتی ہوں جھوٹ بولنے کی عادت نہیں۔ بھرا یسے لائق فائق کلیجے کے ٹکڑے کی بُرائی کر کے تو میرا دل جلاتی کلیجہ کڑھاتی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ تیری کیسی پتھر کی چھاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سچ مچ تو سٹھیا گئی عقل گدی میں سما گئی۔ نہیں تو یہ واہیات بکواس کیسی +

کیکئی کی ان کھرتل باتوں نے سُرستی کی جان اُڑا دی وہ سوچنے لگی کہ غضب ہُوا جاتا ہے۔ آفت آنے میں کچھ دیر نہیں۔ کیکئی کے دل کو لوہا لگ رہا ہے کسی طرح انٹی پر نہیں چڑھتا۔ اپنی ہی تانے جاتا ہے۔ اب دیوتاؤں کا کام ملتوی دُنیا کا اُدھار موقوف۔ اس رنج میں گہری سانسیں لیتے لیتے بھر قسمت آزمائی کے لئے منتھرا کی زبان پر جم بیٹھیں۔ اور اُس کی زبان پیپل کے پتے کی طرح لپ لپ چلنے لگی +

چڑھیا چنگن۔ بیجان۔ جاندار سب پاس رہنے سے پیارے ہوتے ہیں دور رہیں تو کس کو کس کی محبت۔ دیکھ لو درخت ذیروح نہیں یہ تو بیجان ہیں مگر درخت قریب قریب ہوتے ہیں۔ وہاں بیلیں ایک دوسرے سے ایسی لپٹ جاتی ہیں کہ چھڑانا مشکل۔ رامچندر ہر وقت مہاراج کی آنکھوں کے سامنے رہے۔ بس محبت کے پھندے میں پھانس لیا۔ بھرت نظروں سے دور رہے تو یہ نتیجہ ہُوا کہ محبت پدری کا کہیں کوسوں پتہ نہیں۔ اگر یہ کہو کہ بھرت کے ساتھ سترہن بھی تو ہیں اُن کو بھی تو بھرت کی سی مصیبت بھگتنا پڑیگی۔ تو یہ تمہارا خیال خام ہے۔ لچھمن رام کی ناک کے

بال ہو رہے ہیں۔ اُن کے سبب سے بھلا کون ہے جو ستر بہن کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ اُس کے علاوہ سُمترا کے دو بیٹے ہیں ایک نہ رہیگا تو ایک تو رہیگا۔ تم اپنی کہو ٹُھڑوں ٹوں۔ ایک بھرت وہ بھی اُس کے بیٹے جس نے بچپنے ہی سے دودھ کی مکھی بنا رکھا ہے اور جس کو کوشلیا دیکھ لے تو بوٹی بوٹی نوچ کھائے۔ اِس لئے پیاری اور کچھ کرو تو بیکس بھرت کی ننھی سی جان پر تو رحم کرو۔ اُس کے حال زار پر تو ترس کھاؤ۔ اور چاہے کوئی مار ڈالے۔ اپنے ہاتھوں جان لینے کی تدبیر نہ کرو۔ راج گیا چولھے بھاڑ میں اجودھیا کو لگے آگ۔ اری نیک بخت اپنے ہی کلیجے کے ٹکڑے کے لئے ڈائن تو نہ بن۔ بھلی مانس! تو ماں ہے اور کچھ نہ کر تو کسی جنگل و نگل پہاڑ وہاڑ ہی میں چھپا دے کہ جان کی تو امان رہے۔ جان بچی تو لاکھوں پائے۔ جی ہے تو جہان ہے زندگی میں پھر تو آس رہیگی کہ آج نہ سہی دس بیس تیس چالیس پچاس ساٹھ برس بعد کبھی شاید قسمت کروٹ لے کسی تقدیر کا پانسہ چیت ہو۔

تم بھرت کو رام کا غلام بنانا چاہتی ہو۔ یہ کبھی مجھے منظور نہیں۔ مجھ سے دیکھا جائیگا۔ کہ رام رتن جٹت سنگھاسن پر تن اکڑ کے بیٹھیں اور بھرت اپنے مکٹ سے گرد صاف کریں چنور ہلائیں آنکھیں بچھائیں یہ کریں وہ کریں۔ بھرت بیچارہ ہاتھی کا بچہ ہو رہا ہے اور رامچندر شیر اور وہ بھی کون شیر جو اُس غریب نرم چارے ملائم غذا کو دبائے ہوئے بیٹھا ہو۔ اے کیکئی سنگدل نہ بن اپنے بچے کو شیر کے منہ سے بچا لے کیوں نرم نرم ہڈیوں کا کچومر نکلوائیگی۔ او کیکئی تجھ کو تو اپنی شکل صورت پر بڑا غرور تھا زمین پر پاؤں بھی نہ رکھتی تھی۔ دماغ آسمان پر منڈلاتا تھا۔ آج سارے نخرے تلے کیا ہو گئے اسی برتے پر تتا پانی تھا۔ اسی صورت پر کہا کرتی تھی کہ راجہ دسرتھ لٹو ہیں۔ تُف ہے اس صورت پر اور زور خیر راجہ دسرتھ کی محبت پر میں تو دیکھتی ہوں کہ دُنیا ہی اُلٹ پلٹ ہو گئی رام کی راج گدی نے ساری کایا ہی پلٹ دی۔ دن کو رات کر دیا رات کو دن۔ پورب پچھم پچھم پورب ہو گیا۔ اور تمہیں خبر نہیں۔ مہاراج بڑی محبت کرتے تھے واہ یہ کہو کہ تم کو بیوقوف بناتے تھے۔ فقروں میں اُڑاتے تھے۔ سبز باغ دکھاتے تھے وہ دن کیا ہو گئے جب تمہارے سامنے کوشلیا کی ایک نہ چلتی تھی۔ کسی وقت دال گلتی تھی آج کیا بڑھ گئی جو اس طرح اُسی پر لٹو ہو گئے۔ بڑھیا پر جیر غٹو ہو گئے۔ تمہارا اگلا دُلار کیا ہوا پیار کیا

ہُوا۔ بس سمجھ لیجئے کہ ظاہری محبت تھی دکھاوے کی اُلفت تھی۔ پیاری جانتی ہو کہ سوتیاڈاہ کیسی بُری چیز ہوتی ہے۔ سوت یوہیں موقع ہاتھ لگے تو سنکھیا دیدے بیرا کھلادے بوٹیاں نوچ کھائے ہڈیاں چبا جائے۔ اُس پر جب اختیار ملے اُس کا بیٹا راج پاٹ کا مالک ہو تو پھر کیا مست کے ہاتھ میں تلوار اچھی۔ سانپ کے دانت کا زہر اچھا اور سوت کے دل کا بخار ٹھیک نہیں کیا رعایا کیا برایا۔ کیا خاص کیا عام سب کوشلیا کا دم بھرینگے۔ تم اوتاری سی پڑی رہوگی اور بھرت کا تو خاتمہ رکھا ہی ہُوا ہے اس میں ذرا بھی فرق نہیں۔ اسی سے کہتی ہوں کہ ابھی مہلت ہے کچھ پیشبندی کرلو کہ بعد میں چڑیاں چُگ گئیں کھیت والی مثل نہ ہو +

سرگ ۹

اشٹابکر رشی کے شاپ کی تاثیر منتھرا کی تقریر کا اثر۔ کیکئی کا مخالفانہ جوش۔ گریہ وزاری

منتھرا نے تین مرتبہ اپنا منتر چلایا مگر کیکئی کی طبیعت نہ بھری وہ جیسی کی تیسی ہی بنی رہی کسی کو اُمید نہ تھی کہ اس کا خیال کبھی پلٹیگا۔ مگر ادھر سُرستی کا جوش خروش دیوتاؤں کی کوشش ادھر شدنی اور اُس کے ساتھ اشٹابکر رشی کا شاپ آخر کیکئی کی مت پلٹتی ہی پر پلٹی۔ اور منتھرا کی چڑھ بنی۔ مشہور ہے کہ اشٹابکر رشی ایک تالاب میں غسل کر رہے تھے کیکئی اپنے باپ کے گھر سے نہانے کے لئے اسی تالاب پر پہنچی۔ سہیلیاں۔ ہمجولیاں ساتھ تھیں کیکئی ایک تو نوعمر دوسرے راجکماری ہونے کا غرور۔ دیکھتی ہے تو اشٹابکر نہا رہے ہیں۔ صورت کالی کلوٹی چہرہ بھونڈا۔ بررخ عجیب اُس نے سہیلیوں سے کہا دیکھنا ایسی بھی عجیب الخلقت صورت کبھی نہ دیکھی ہوگی نہ معلوم اگلے جنم میں کیسے پاپ کئے ہیں کہ اب کی یہ کلمی صورت نصیب ہوئی +

اشٹابکر رشی تقریر سن رہے تھے اُن کو سخت غصہ آیا بولے کہ او بیوقوف کیا واہیات بکتی ہے میں نے کسی جنم میں کوئی پاپ نہیں کیا تہمت میں کلنک لگاتی

ہے۔ اچھا رہ تو بھی کیا یاد کریگی۔ تجھے بھی وہ کلنک لگے کہ مٹانے سے نہ مٹ سکے اُس وقت کی بات سُنی ان سُنی ہو گئی۔ مگر اہل کمال کی دعا کبھی بیٹ نہیں پڑتی منتھرا کے متواتر کان کترنے اور مغز چاٹنے سے کیکئی کی طبیعت میں انقلاب پیدا ہو ہی گیا۔ اُس نے سوچا کہ منتھرا نے بھی زمانہ دیکھا ہے۔ دھوپ میں بال سفید نہیں کئے۔ جو کچھ کہتی ہے میرے اور بھرت کے بھلے ہی کے لئے ہے۔ اس کی ذاتی غرض کیا۔ دفعتہً اس خیال نے اُس کے دل میں جڑ پکڑ لی اور وہ منتھرا سے بولی :-

منتھرا تو سچ کہتی ہے اب میری سمجھ میں آیا کہ رام کے راج تلک سے یہ نقصان ہیں تو اطمینان رکھ۔ میں تب کیکئی۔ جب بھرت ہی کو راج سنگھاسن پر بٹھاؤں اگر مہاراج ہیں میکہ کرینگے بغلیں جھانکینگے تو زمین آسمان اُٹھا کر ناک میں دم کرونگی۔ مجھے بس کھانے پینے کی ابھی سے قسم۔ جب رام کو جنگل میں نکال دونگی۔ جب بھرت سنگھاسن پر بیٹھ لینگے تب پانی پیونگی۔ نہیں تو دانہ نہ چکھونگی۔ مگر منتھرا یہ تو بتا کہ اس کے لئے تدبیر کون ہو کیا بات کروں جس سے دونو مطلب سدھ ہو جائیں +

منتھرا اُچھل پڑی کہ وہ مار لیا۔ کیکئی فقروں میں آگئی۔ اب راج کہاں جاتا ہے۔ اس نے کیکئی سے کہا :-

اُف! اوہ! اب جی ٹھکانے ہوا۔ کچھ جان میں جان آئی۔ شکر ہے کہ کچھ نیک بد سوچ چلیں۔ دماغ کام کرنے لگا۔ میں تو حیران تھی کہ تمہاری عقل کو آج کیا ہو گیا ایسی عالی خاندانی راجکماری اور اُس کی سمجھ کا یہ حال۔ خیر تمہارے حواس ٹھکانے ہوئے ہیں تو میری بھی کارستانیاں دیکھنا کیونکر ہوا میں گرہ لگاتی ہوں۔ تم آج کھٹ پاٹی لیکر پڑو خوب مچلی رہو۔ مہاراج کیا اُن کے فرشتے بھی منتیں کریں منائیں۔ ایک نہ سُننا اپنی ہی ہٹ پر جمی رہنا۔ میں نے تمہارے ہی منہ سے سُنا تھا کہ مہاراج تم سے قول ہارے ہیں بس وہی پورے کرالو +

کیکئی اب تک مسہری پر لیٹی ہوئی تھی۔ منتھرا کی اس تقریر نے اُسے اُٹھا کر بٹھلا دیا۔ اور بڑی توجہ سے سُننے لگی۔ منتھرا نے کہا :-

مہارانی جی! ایک راچھس بڑا ہی قوی ہیکل تھا۔ پہاڑ سا ڈیل موٹے موٹے ہاتھ ہاتھ پاؤں۔ سمبر نام۔ دیوتاؤں کا دشمن جانی۔ دھرم والوں کی جان کا گاہک۔ سب

پریشان ہر وقت جان کا خوف۔ نہ دن کو چین نہ رات کو آرام۔ دکن میں ایک شہر آباد کرکے ہمچو ما دیگرے نیست بن بیٹھا۔ سر پر خودی کا بھوت سوار تھا اندر سے جُٹ پڑا۔ سارے دیوتا ایک طرف سمبرنا اکیلا خوب مار دھاڑ ہوئی۔ مقابلے پر مقابلے ہوئے لیکن دیوتاؤں کی ایک پیش نہ گئی۔ سمبرنا نے سب کو نیچا دکھایا۔ اندر وغیرہ جان لیکر بھاگے تو راجہ دسرتھ کے یہاں دم لیا۔ فریاد کی۔ مدد مانگی۔ اعانت چاہی۔ راجہ دسرتھ اسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے۔ تم کو بھی ساتھ لے لیا۔ اور میدان رزم میں پہنچکر داد شجاعت دی۔ راچھس بڑا زبردست تھا۔ بہت سے دیوتاؤں کو مار گرایا۔ بہتوں کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے کردئے۔ دیوتاؤں نے سوچا کہ دن بھر تھک چکے ہیں اب مقابلے کی تاب نہیں رات بھر ستائیں سویرے پھر دیکھا جائیگا۔ ادھر اُنہوں نے کمر سیدھی کرنا چاہی اُدھر راچھسوں نے موقع غنیمت سمجھا وہ ہاتھ دکھائے کہ سب دیوتا بھاگ کھڑے ہوئے۔ راجہ دسرتھ کو چھتری خون کے جوش نے قدم اُٹھانے نہ دیا وہ ٹکر لیتے رہے۔ راچھسوں نے خوب تیروں کی بوچھاڑ کی بان پر بان چلا آرہا تھا۔ یہاں تک کہ راجہ زخمی ہوئے غش کھاکر گرے تو زمین پر چیت۔ رتھبان بھی کام آیا کوئی پرسان حال نہیں اُدھر راچھس مہاراج کا سر کاٹنے کو تیار۔ تم عورت ذات مگر ہزار مردوں سے اچھی۔ اور کچھ نہ بنا تو رتھ ہنکائے ہوئے پہاڑ کی گُفا میں جا چھپیں۔ راجہ دسرتھ کی بھی جان بچائی۔ رتھ جب میدان سے اُڑا تو راچھس بھی پیچھے ہولئے اور تم کو ڈھونڈھ نکالا۔ مہاراج بیہوش پڑے تھے تم اکیلی تھیں۔ راچھسوں کا دل دیکھکر تم بھی جان پر کھیل گئیں۔ خوب جان توڑکر مقابلہ کیا وہ بودی مار ماری کہ راچھسوں کے دانت کھٹے ہوگئے کوئی سامنے نہ ٹھیر سکا سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس عرصے میں راجہ دسرتھ نے آنکھیں کھولیں واقعات جنگ سے بہت خوش ہوئے جوش شجاعت کی داد دی۔ جان بچانے کا شکریہ ادا کرکے کہا کہ تمہارے دو احسان ہیں۔ گُفا میں رتھ پہنچانا۔ اور دشمنوں کو شکست دیکر جان بچانا۔ اس کے صلے میں جو چاہو دو بردان مانگ لو۔ تم نے دو بردان مانگنا منظور کئے مگر شرط یہ کی کہ اس وقت نہیں جب ضرورت ہوگی تکلیف دونگی چنانچہ ایشور کی کرپا سے بردان مانگنے کا وقت آگیا۔ مہاراج کے گلے پڑو کہ وعدہ پورا کریں۔ رامچندر کو بن کی ہوا کھلائیں اور تخت حکومت بھرت کو دیں۔ چودہ برس کے بعد پھر اختیار ہے جو مرضی ہو کریں۔ بس اب دیر

نہ کرو۔ کوپ بھون میں تو بہ تلا جاؤ۔ جہاں مہاراج نے سُنا وہ اُسی وقت پہنچے۔ اور بس بالا اپنے ہاتھ۔ مہاراج تم پر جان دیتے ہیں۔ کسی بات سے دریغ نہیں کہدو تو ابھی اپنا سر کاٹ کر قدموں پر ڈال دیں جلتی آگ میں کود پڑنے سے عار نہ ہو۔ جب یہ کیفیت ہے تو پھر تمہیں کس بات کی فکر جو کہدو گی وہی ہوگا۔ ہاں خوب یاد رہے کہ کر بھٹ پن کھلنے نہ پائے۔ مہاراج لاکھ لالچ دیں تم ایک نہ سُننا۔ ہزار دفعہ منت سماجت کریں قسم پر قسم کھائیں تو بڑے حیلے و حجت سے بردان مانگنا۔ ڈھیلا سا مارنے کی ضرورت نہیں نہ چکنی چپڑی باتوں میں آنے کا کام ہے +

منتھرا نے کیکئی کے دل پورے قابو کے ساتھ اپنے دل کی باتیں جما دیں اور ایسا منتر میں جا کر اکبس اُسی کی سی بولنے لگی۔ یا تو پہلے بیوقوف بناتی تھی یا اب تعریفوں کے پُل باندھ دئے اوصاف کا دفتر الٹ دیا۔ تو دنیا بھر سے عقلمند۔ سرستی سے زیادہ فہیم۔ میری رفیق صادق۔ بھرت کی سچی خیرخواہ۔ اڑتی چڑیا پکڑنا سہل سا ٹھکانا دور کی کوڑی لانا ادنےٰ کرتب۔ راجہ دسرتھ کے چلکے پہچاننے میں فرد جھل کپٹ تاڑنے میں لاجواب۔ دل کنول کا پھول ہے۔ صورت سویرے دیکھ کر اُٹھے تو سارا دن چین ہی چین رہے۔ تجھ کو بُری کہنے والا بیوقوف۔ بد شکل بنانے والے عقل کے اندھے تیرے چہرے پر نور برستا ہے۔ سر سے پاؤں تک عضو عضو نور کی تصویر ہو رہا ہے۔ بھرت کو راج مل جائے تو سونے جواہرات میں تو لونگی۔ دنیا کی عورتیں کیا مال ہیں۔ دیو استریاں تیرے پاؤں کے دھووَن کا مقابلہ نہ کرسکیں۔ تب میرا نام کیکئی +

منتھرا لفظ بہ لفظ پر پھولتی جاتی تھی۔ حرف حرف کانوں کو امرت پلاتا معلوم ہوتا تھا اُس نے کہا کوپ بھون میں جاکر رونا دھونا شروع کرو۔ دیر ہونے سے فائدہ نہیں +

کیکئی منتھرا کے ہاتھ کی کٹھ پتلی ہو رہی تھی۔ وہ منہ بنائے ہوئے اُٹھی اور دونو ہاتھوں سے چھاتی پیٹ کر چلانے لگی کہ

ہائے مار ڈالا کہیں کی نہ رکھا۔ بھرت کے ہوتے رام کو راج۔ میرے ہوتے کوشلیا کی یہ عزت۔ اری منتھرا میں لٹ گئی +

رنواس اُجاڑ معلوم ہوتا ہے۔ بھاڑ میں پڑیں۔ چولھے میں جائے پوشاک

گہنا پاتا۔ کپڑے۔ لتے فضول۔ یہاں زندگی سے بھی سروکار نہیں۔ ابھی ہیرا چباتی ہوں سنکھیا کھاتی ہوں۔ دیکھوں رام کا راج تلک ہوتا ہے یا ماتم۔ اس طرح رو پیٹ کر اس نے سارے زیورات اُتار اُتار کر زمین پر بکھیر دئے اور پچھاڑ کر گر پڑی تو سارے بدن میں بھبھوت سی مل گئی وہ رو رو کر کروٹیں بدلتی اور سر پیٹ پیٹ کر اس طرح روتی تھی کہ دیکھنے والے کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے ؎

سرگ ۱۰

کیکئی کے پاس راجہ دسرتھ کی تشریف آوری۔ جوش محبت۔ منت وسماجت

کیکئی ماہی بے آب کی طرح زمین پر لیٹ رہی تھی۔ زیوروں سے زمین پر ستارے چھٹکے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ لمبی لمبی سانسوں سے معلوم ہوتا تھا کہ ناگن غصے میں بھری ہوئی تاکے ہوئے شکار پر پھنکار مار رہی ہے۔ تھوڑی دیر بک جھک کے دو دل میں کہنے لگی کہ کچھ کیوں نہ ہو جائے رام کو راج نہ ملنے دونگی۔ بلا سے جان پر بن جائے مگر راجہ دسرتھ کو ناکوں چنے چبوائے بغیر نہ رہونگی۔ مجال کیا جو کچھ اپنی کر سکیں۔ منتھرا دل ہی دل میں خوش تھی کہ اب کام بن پڑا۔ دیوتاؤں کے سامنے منہ رہ گیا۔ ایسرا کا چولا کھنکنے لگا۔ جس بات کا بیڑا اُٹھا کر دُنیا میں آئی وہ پوری ہوا چاہتی ہے اب کچھ دیر نہیں راجہ محل میں آئے اور سب معاملہ ٹھیک اور سارا کام چوکس۔ یہاں یہ رنگت تھی وہاں راجہ دسرتھ کی عقل نے جواب دیا۔ خواہشات نفسانی کے بھوت نے ایسا بے قابو کر دیا کہ سب کام کاج چھوڑ کے سیدھے کیکئی کے رنواس میں آ پہنچے ؎

رنواس کیا تھا ایک طلسمی عجائب خانہ تھا۔ رنگ نیلگوں۔ ارد گرد باغ و بہار کی دلآویز کیفیت۔ ہنسوں کی چہل۔ مور مورنیوں کی دلفریب کلیل۔ کرونچ نامی پرندوں کی خوش کن ادائیں۔ مرغان خوش الحان کی نغمہ سرائیاں۔ نوبت نوازوں کی خوش نوائیاں لونڈیوں باندیوں کا اژدھام۔ خواصوں پیش خدمتوں کا ہجوم۔ ہرے بھرے درختوں کی

گلریزی ۔ رنگ رنگ کے پھولوں کی عطر بیزی ۔ در و دیوار پر ہاتھی دانت کی صناعیاں سقف و بام پر سونے چاندی کے کام کی خوشنمائیاں ۔ اشجار ہمیشہ بہار ۔ ہر رت اور فصل میں پھلنے پھولنے والے ثمر خوشگوار جن کے ذائقوں پر فرشتوں کے دل مچلنے والے ۔ بائیں باغ میں باولی جس کا پانی آب زندگی ۔ گنبد طلا کار بلندی میں برج آسمانی ۔ تصویروں سے گوشے گوشے کی آرائش ۔ آئینوں سے کونے کونے کی زیبائش ۔ جس وقت کیکیئی نے سمرناویت کو نیچا دکھایا تھا ۔ دیوتاؤں کو بچایا تھا ۔ اُس وقت اندر نے یہ سب سامان راحت مہیا کئے تھے ۔ سارے درخت اپنے باغ کے لگا دئے تھے ادھر یہ قدرتی فضا اُدھر بہار دلفزا ۔ سونا اور سوگندھ کی کہاوت ٹھیک تھی ۔ دستکاری کی ندرت میں صناعی قدرت شریک تھی ۔ دولت کا یہ حال کہ نہ حساب نہ شمار ہر جگہ زر و جواہر کے انبار ۔ ایسے عالیشان رنواس میں کیکیئی کی خوابگاہ ۔ رات دن عشرت و مسرت ہی پیش نگاہ تھی اس وقت راجہ دسرتھ گئے تو محل سنسان ۔ ہر طرف سناٹا ۔ نوبت خاموش روشنی ردی ۔ جان اُڑ گئی کہ معاملہ کیا ہے مہارانی کہاں چلدی ۔ ادھر اُدھر دیکھ کے پہرے والی عورت سے پوچھا ۔ پلنگ کیوں خالی پڑا ہے ۔ سیج کس لئے سونی ہے ۔ مہارانی کا کہیں پتہ نہیں ۔ پہرے والی عورت ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئی ۔ کانپتی تھرتھراتی بولی :-

کسی بات پر خفا ہو کے کوپ بھون میں چلی گئیں ہیں ۔ تب سے لوٹ کے نہیں آئیں ۔

راجہ دسرتھ اُنہیں پیروں گھبرائے ہوئے ٹھکانے پر پہنچے ۔ دل حیران کہ بات کیا ہوئی ۔ خفگی کا سبب کسی کی خطا کوئی قصور ادھر اس بات کا خلجان اُدھر ہوائے نفسانی کے بھوت کا غلبہ ۔ تمام جسم رعشے سے کانپنے لگا عضو عضو میں تھرتھری پڑ گئی ۔ راجہ کا بڑھاپا کیکیئی کی جوانی ۔ بڑھاپے میں جوان جورو کی محبت کا کیا ٹھکانا انسان آنکھ کی پتلی بنائے رہتا ہے ۔ راجہ دسرتھ کا بھی یہی حال تھا رانی کی جوانی پر لوٹ تھے ۔ دل ایک ایک ادا پر قربان ہوا جاتا تھا ۔ اس وقت ایسی موہنی صورت نظر آئی تو عجیب حال سے ۔ بال پریشان چہرہ اُداس ۔ لبوں پر آہ سرد ۔ زباں وقف فغاں ۔ بدن گرد آلود ۔ زیور خاک افتادہ ۔ راجہ دسرتھ کی جان صورت دیکھتے ہی خشک ہو گئی ۔ ہوش و حواس ساتھ چھوڑ گئے ۔

کیکئی اپنی دھن کی پکی تھی۔ راجہ کو آتے دیکھ کے اور منہ پھلا لیا بگڑے ہوئے تیوروں سے راجہ کے دل پر وہ چوٹ دی جو انکس کی ضرب ہاتھی کو بیچین کردیتی ہے۔ راجہ دوڑکر پاس آ بیٹھے۔ دست مبارک سے بدن کی خاک پونچھی اور بڑے پیار سے منہ دیکھنے لگے۔ سر زانو پر رکھ کر سینے سے لگا لیا اور پوچھا:۔

میرے دل کی مالک کیوں کیوں کون بات طبع نازک کو ناگوار ہوئی کس نے کیا کہہ سن دیا۔ ذرا مجھے تو بتاؤ۔ مجھے سخت صدمہ ہو رہا ہے۔ دُنیا میں میں تو کسی کو نہیں سمجھتا جو ذرا بھی ٹیڑھی نگاہ کرکے دیکھے۔ اگر کسی نے گستاخی کی ہے تو صاف صاف بتاؤ۔ میں ابھی تو بیدم کرا دوں۔ نصیب دشمناں اگر کوئی آزار ہو تو بیدوں کو بلاؤں نبض پر ہاتھ پڑتے ہی اُٹھو نہ کھڑی ہو تو میرا ذمہ۔ سب وید تمہارے نمکخوار اور وفادار ملازم ہیں کسی طرح کا اندیشہ بھی نہیں۔ ذرا سا نسخہ اکسیر کا کام کر جائیگا۔ اگر کسی کی سرکوبی مدنظر ہو تو جس کا کہو سر اُتروا دوں۔ جس کی مرضی ہو جان بخشی کردوں کسی کی جائداد تعلیق کرنے کی خواہش ہو تو صرف زبان ہلانے کی دیر ہے کسی پر مہربانی کی نظر ہو تو جاگیر خلعت انعام سلطنت جو کچھ کہو بخشدوں۔ مجھے جب جان سے دریغ نہیں سر تک نثار ہے تو پھر تمہیں طبیعت ہلاک کرنے کی کیا ضرورت۔ میرے بیٹھے تمہارا یہ حال ہے بس جلد کہو کیا خواہش کیا آرزو کیا تمنا کیا مدعا ہے اسی وقت ہتھیلی پر سرسوں جما دوں پل مارنے کی بھی دیر نہ ہو میں اپنے ستیہ دھرم کی قسم کھاتا ہوں کہ جو کہو گی فوراً کرونگا اگر فرق پڑے تو زبان کٹوا ڈالوں اپنے کو بے دھرموں کا سرتاج سمجھوں۔ پران پیاری میری مشرق سے مغرب تک سلطنت۔ بڑے بڑے راجے مہاراجہ تمہاری خاک قدم کے برابر ایسی خوش نصیب اور یوں زمین پر پچھاڑیں کھائے۔ خاک پر لوٹے۔ بے اُٹھو جو بات ہو سچ سچ کہدو۔ میں تمہاری بات نہ مانونگا تو اور کس کی۔ میں تمہارے دل کی موجودہ فکر اس طرح دور کردونگا جس طرح شرد ریتو کا چاند رات کے اندھیرے کو۔

راجہ دسرتھ کی گفتگو سُنکر کیکئی کا دل ہرا ہو گیا وہ ایک غلط انداز نظر سے اُن کی طرف دیکھ کر عتاب آمیز ادا کے ساتھ اُٹھ بیٹھی۔ راجہ دسرتھ کے دل کی بے چینیوں پر ذرا نظر نہ کی اور زخم رسیدہ کلیجے پر قینچی کی طرح ایسی چلنے والی زبان سے چرکے پر چرکا دینے لگی۔

سرگ ۱۱

کیکئی کی ہٹ - راجہ دسرتھ کی خوشامد درآمد

راجہ دسرتھ ہوائے نفسانی سے مغلوب تھے - جوش محبت نے طبیعت ہاتھ سے بے ہاتھ کر رکھی تھی - کیکئی نے جب دیکھ لیا کہ چڑھ بنی راجہ اپنے قابو سے باہر میرے پنجے میں پھنس گئے تو لگی سخت سُست باتیں سُنانے اس کے الفاظ کا نفس مطلب یہ تھا کہ مہاراج کسی کو جھوٹ کیوں لگاؤں - نہ مجھے نہ کسی نے کچھ کہا سُنا نہ منہ چڑھایا صرف میری ہی آرزو ہے اُس کو بس پورا کرا دیجئے اور کچھ نہیں چاہتی - مگر مردوں کے قول کا اعتبار نہیں - ان کی مت ذرا میں پلٹ جاتی ہے - منہ سے کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں - اس سے پہلے آپ قسم کھا لیں اچھی طرح اطمینان کر دیں تب جو کہنا ہوگا کہونگی - یوں زبان کے پیچھن جھاڑ کر بیوقوف کون بنے - اگر خاطر منظور ہے تو کھائیے قسم +

راجہ دسرتھ - یہ تمہاری ایسی باتیں - مجھ پر زبان پلٹنے کا الزام - بھلا بتا دو کہ عمر بھر میں کب اپنے قول سے پھرا جو منہ سے کہا اُسے پتھر کی لیک کر دکھایا "قول مرداں جان دارد" پر عمل کرنے والا میرے برابر کون ہے یہ کہکر اُنہوں نے کیکئی کو سینے سے لگا لیا اور چمکار کر بولے:-

تم سے بڑھ کر مجھے دُنیا میں کوئی پیارا نہیں - اگر کوئی ہیں تو رامچندر - رامچندر میرے جان و جگر ہیں - ہر طرح لائق و فائق - میرے فخر خاندان - دنیا میں ان کے برابر نہ دوسرا سعادتمند ہے نہ رضا جوے والدین اگر وہ لحظہ بھر بھی نظروں سے دور ہوں تو سمجھ لو کہ موت کا پیغام آ گیا - گو ایشور نے چار آنکھوں کے تارے دئے ہیں مگر سچ کہوں رامچندر کے برابر کسی کی محبت نہیں ایسے جان سے عزیز راحت روح کی قسم ہے ساتھ اپنی آتما اور ضمیر خالص کی سوگند ہے کہ جو کچھ کہوگی ابھی کر دونگا کیا مجال فرق ہو - اے پیاری سچ سچ بتلا دو کیا غرض ہے کیا مراد - تم کہنے میں جتنا لیت و لعل کرتی ہو اسی قدر مجھے زیادہ صدمہ ہوتا ہے - جب میں ہر بات ماننے کے لئے تیار

ہوں تو پھر تمہیں تامل کس بات کا۔ جانتی ہو کہ بزرگان خاندان راستگفتاری پر ہی جان دیتے آئے ہیں۔جان جائے بات نہ جائے پر عمل رہا زبان دیکر پھر جیتے جی قول سے ہٹتے ہی نہ تھے۔ میں تمہاری مدعا برآری کے لئے جو قسمیں کھا چکا اُن پر اعتبار نہ ہو تو ایشور کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں رامچندر جی اور اپنے تمام جنموں کے ثواب تمہاری نذر کرتا ہوں اور کیا چاہتی ہو۔ کیکئی کی خوشی کا اندازہ اس وقت ناممکن تھا۔ اس کی باچھیں کھل گئیں اور انداز معشوقانہ سے بولی +

کہ اچھا قول وقسم یاد رکھیگا۔ ۳۳ کوٹ دیوتا۔ چاند۔ سورج۔ آگ ہوا۔ دن۔ رات پرتھوی آکاش۔ چودھوں لوک کے دیوتا۔ ستارے اور تمام مخلوقات شاہد ہیں کہ آپ نے قول ہارا ہے قسم کھائی ہے پس سمرنا اچھس کی جنگ۔ اپنی شکست۔ میری رفاقت وجان فشانی یاد کیجئے اور ایمان سے یاد فرمائیے کہ آپ نے دو بردان دینے کا وعدہ کیا تھا یا نہیں۔ اس وقت بھی ایفائے وعدہ کے لئے آپ قسم کھا چکے ہیں پس اب عہد پیمائی کا وقت ہے وعدہ وفائی کیجئے۔ رامچندر چودہ برس بن کی سیر کریں بھرت کے جلوس میمنت مانوس سے اورنگ جہانبانی کی رونق ہو جس شان وشوکت سے آپ رامچندر کو راج دے رہے ہیں۔ اُسی دھوم دھام سے رام کو وطن سے دُور کیجئے۔ فوراً حکم ہو کہ لباس شاہانہ اُتار کر پھینکیں فقیرانہ بھیس کریں۔ مرگ چھالا اڑھیں ابھی ابھی بن کی ہوا کھائیں۔ ویرنہ ہو۔ میں جب تک آنکھوں سے جاتے نہ دیکھ لونگی دانہ پانی نہ کرونگی۔ جان دے دونگی خون ناحق آپکے سر ہوگا۔ مہاراج آپ ملک داراں زمانہ کے سرتاج ہیں۔ بات کے دھنی ہیں۔ قول جان کے ساتھ رہتا ہے جھوٹ سے نفرت راستی سے مطلب ہے۔ صادق القول بزرگوں کی اولاد کہلاتے ہیں پس جو قول ہارا ہے پورا کیجئے۔ یہ خیال دور رکھیگا کہ عمر بھر ثواب لوٹے ہیں ایک دفعہ ذرا گناہ بھی سہی پھر کفارہ کر لیا جاوے گا۔ یہ خیال بالکل واہیات ہے بڑھاپے میں ذرا سا گناہ بھی ساری عمر کے ثوابوں کو لے ڈوبتا ہے۔ زندگی میں روسیاہی مرتے پر نرک سے سابقہ۔ غرضیکہ ایک جنم کیا کئی جنموں تک عذاب سے چھٹکارا نہیں ملتا مٹی سکارتھ کرنے اور دھرماتما کہلانے کی شرم ہے تو جھٹ پٹ کہہ دیجئے کہ بات منظور +

۱۲

راجہ دسرتھ اور کیکئی کی گفتگو۔ راجہ کی رامچندر کو بن باس سے بچانے کے لئے تقریر۔ رانی کی ہٹ اور اثنائے گفتگو میں قسم قسم کی باتیں

کیکئی نے وہ وہ کھری کھوٹی ایسی ایسی جلی کٹی باتیں سنائیں کہ راجہ دسرتھ دنگ رہ گئے وہ سوچنے لگے اس وقت کیکئی کو ہو کیا گیا ہے۔ ایسی شیریں زبان کی زبان میں بچھو کے ڈنک کی تاثیر کہاں سے آگئی اُن کو چُپ لگ گئی حواس جاتے رہے خیال کرتے تھے کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں یا کیا میری سماعت ہی میں تو فرق نہیں آگیا میری ہی عقل تو جاتی نہیں رہی کہ میٹھی میٹھی بھولی بھالی باتوں میں زہر میں بجھے ہوئے نشتر کا کاٹ کلیجے کو تڑپا رہا ہے۔ اُن کے دل کی پریشانی حد سے گزر گئی۔ دماغ میں ایسا چکر آیا کہ پٹ سے زمین پر گر پڑے اور عالم غش نے ہاتھ پاؤں کو بے حرکت کر دیا۔ جب ذرا حواس ٹھکانے ہوئے بدن میں جان آئی تو سنسناتے ہوئے ہاتھوں کے سہارے اُٹھے اور کیکئی کے چہرے کی طرف چشم ترحم کے ملتجی و منتظر نگاہوں سے دیکھنے لگے اس وقت اُن کے بدن پر جوڑی سی چڑھی تھی سارا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا۔ صورت پر وہ ہیبت طاری تھی گویا بکری کو شیر کا سامنا تھا یا مرغ گرفتارِ صیاد کے پنجے میں گرفتار منتر میں جکڑے ہوئے سانپ کی جو کیفیت ہوتی ہے وہی حالت اس وقت راجہ دسرتھ کی تھی۔ اُن میں دم نہ تھا۔ پھولی ہوئی سانس سینے میں نہ سماتی تھی۔ کلیجہ بجلی کی طرح تڑپ رہا تھا۔ اُنہوں نے شدت رنج اور جوش غضب میں اپنی زندگی کو دھکارنا اور کوسنا شروع کیا۔ کیکئی کی صورت زہر معلوم ہونے لگی دل میں کہتے تھے کہ اے جس کیکئی کو میں اپنا سرمایۂ زندگی اور سرچشمہ آبحیات جانتا تھا وہ تو میری جان ہی کی پیاسی ہو گئی کہیں اس نے رگھوبنسیوں کو جڑ سے اکھاڑنے کا بیڑا تو نہیں اُٹھا لیا وہ لاکھ ضبط کرتے تھے مگر دل نہ سنبھلتا تھا۔ آخر دیوانہ وار بکنے لگے کہ او۔ دشمن جانی۔ عدوے زندگانی۔ جامع ظلم وجفا جامۂ مکر و دغا۔ ارے پیارے

رامچندر نے تیرا کیا بگاڑا۔ میں نے تیرے ساتھ کیا بُرائی کی کہ کلیجے میں زبان کے تیر نشتر چبھو رہی ہے۔ نہ ذرا پاس ومروت نہ کچھ لحاظ اُلفت۔ جو رامچندر اپنی سگی ماں مہارانی کوشلیا سے زیادہ ادب کریں۔ تیرے اشارے پر چلیں۔ تیری بات پٹ نہ ہونے دیں۔ ہائے اُنہیں کے ساتھ ایسی دشمنی اُنہیں سے یہ عداوت۔ تجھے اُن کے خلاف منہ سے حرف نکالتے بھی شرم نہ آئی۔ ہائے تیری زبان سے وہ الفاظ کیونکر نکلے جن میں چھریاں بھری ہیں۔ ہائے بڑا غضب ہُوا۔ از ماست کہ بر ماست۔ میں نے اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں میں کلہاڑی ماری مجھے تیرے حُسن دلفریب نے اندھا کیا۔ خاندانی عزت نے دھوکے میں پھنسایا۔ اگر یہ معلوم ہوتا کہ تو فساد کی جڑ بنیگی میرے لئے موت کا سامنا کریگی کوشلیا کے کلیجے کے ٹکڑے کے لئے ڈائن بنیگی۔ خاندان کو ناگن بن کے ڈسیگی تو نظر نہ اُٹھاتا۔ سانپ سے دور بھاگتا۔ منہ نہ لگاتا سر پر نہ چڑھاتا۔ اُف۔ بڑی دغا ہوئی۔ بڑا چکمہ کھایا۔ اوبس کی گانٹھ زہر کی پڑیا۔ جان کے لئے کال زندگی کے لئے وبال۔ رامچندر ایسے ہر دلعزیز۔ ایسے نیک خیال کہ دنیا تعریف کر رہی ہے۔ اہل زمانہ خوبیوں کو سراہتے ہیں اور تو ہے کہ بے سبب بلا وجہ دیکھے جلی جاتی ہے آخر رامچندر کی کوئی خطا کوئی قصور۔ رامچندر میری جان ہیں میں جسم۔ جسم سے جان نکالنے کی کوشش کرنا سمجھ تو تجھے کس عذاب میں گرفتار کرائیگا۔ او بے درد بے رحم۔ جفا شعار ستمگار۔ رحم کر رحم۔ ادھر رامچندر نے تیری بدولت بن کی راہ لی۔ تو سمجھ لے کہ سب راج غارت ہوگیا۔ نہ وہ اجودھیا رہیگی نہ اُس کی رونق۔ بربادی کے آثار نظر آجائینگے۔ مہارانی کوشلیا آنکھ کے تارے کی جدائی میں جان دے دیگی رانی سُمترا سے بھی صدمۂ فرقت نہ برداشت ہوگا۔ وہ بھی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھینگی۔ اب رہا میں تو سمجھ لے کہ مرغ روح ابھی سے پھڑک رہا ہے۔ ادھر رامچندر نگاہوں سے اوجھل ہوئے اُدھر قفس عنصری خالی ہوگیا۔ بس سمجھ لے کہ تیری ضد کیسی تباہ کن ہے۔ رام بن کو جائینگے میں مرجاؤنگا۔ کوشلیا و سُمترا صدمہ ہجوری سے دم بھر نہ جی سکینگی۔ سب کا خون تیرے سر پر ہوگا اور یہ بھی تو سمجھ کہ جب میں ہی نہ رہا تو تیرا راج پاٹ پھر کہاں۔ جس عورت کا سہاگ نہیں وہ مردے سے بدتر ہے۔ رانی کیکئی! سری رامچندر کو ایک نظر دیکھے بغیر مجھے چین نہیں پڑتا ادھر وہ نگاہ سے اوجھل ہوئے اُدھر آدھی جان رہ گئی۔ سورج نیست و نابود ہو جانے سے روشنی کی جو حالت ہے وہ حال نہیں ہو سکتا جو رامچندر جی کے آنکھوں

سے اوٹ ہونے پر میری جان و جسم کا ہوتا ہے ۔ وہ سا پڑا رہتا ہوں ۔ سانس اُدبھ اُدبھ کر قالب سے نکلنا چاہتی ہے ۔ پس اے سراپا گناہ ۔ ایشور کے لئے اپنی طرف دیکھ ۔ دل پر ایسی چوٹ پہنچانے والی باتوں سے معاف رکھ ۔ تیرے لئے ایک ایک لفظ پیغام موت ۔ اور ایک ایک بات تیر اجل کا کام کرتی ہے ۔

راجہ دسرتھ جوش غضب سے جو منہ میں آیا کہنے کو تو کہہ گئے ۔ مگر پھر سوچے کہ یہ زبان درازی کیا ہے لاف و گاف منہ سے نکالنا دانشمندوں کا کام نہیں ۔ بُرا ہو غصے کا ۔ یہ کمبخت حرام ہوتا ہے ۔ مجھے فضول اس نے جامے سے باہر کر دیا ۔ بے ہڈی کی زبان کو نرمی چاہئے نہ کہ سختی ۔ اُنھوں نے اپنے مزاج کی گرمی دور کی اور کیکئی کے قدموں پر سر رکھ دیا ۔ سر رکھتے ہی معاً چونک پڑے ۔ دھیان آیا کہ نہیں مرد عورتوں کے قدم چھوتے ہیں ۔ شاستر میں اس عجز و انکسار کی ممانعت ہے ۔ ہاں کام شاستر میں یہ بھی مباح ہے ۔ اُنھوں نے کیکئی سے گڑگڑا کر کہا :-

رانی ! بھلا بردان سر آنکھوں سے منظور ۔ بھرت شوق سے راج لیں مجھے قبول مگر پیاری دوسرے بردان سے معاف رکھو ۔ رامچندر کو کس طرح آوارۂ دشت ادبار کرو ذرا اپنے کلیجے پر بھی ہاتھ رکھ کر دیکھو ۔ رامچندر میرے فرزند اکبر ۔ فضائل و خصائل میں یکتائے آفاق ۔ ولیعہد سلطنت ۔ وارث تاج و تخت ۔ ان کو بن کی ہوا کھلانے سے فائدہ اس خواہش بے سود سے غرض ۔ بھرت اورنگ آرائے جہانبانی ہوں ۔ اور رامچندر جی تمہاری خدمتگذاری کریں تو تمہارا کیا نقصان کیا ہرج ہے ۔ فضول آتش حسد سے نہ اپنا کلیجہ جلاؤ نہ مجھے بے موت مارنے کی فکر کرو ۔ پیاری کہیں بھوت پریت کا سایہ تو نہیں ہو گیا ۔ کہ ایسی بے سر پیر کی باتیں بکنے لگیں ۔ ذرا بھی اکشواکو بنس کی عظمت و شوکت کا خیال و پاس نہیں ۔ وید و شاستر سے واقف ہو کر تمہارے ضرور کچھ نہ کچھ خلل دماغ کے آثار ہیں آج یہ اولجھی بکواس کیسی کبھی تمہارا خیال اس وہم کی طرف نہ گیا ۔ تم جتنا پانی پلاتی تھیں میں اتنا ہی پیتا رہا ۔ جو تم نے کہا وہی کیا ۔ ہر امر میں تمہاری مرضی مقدم سمجھی ۔ پس اس وقت کس شیطان نے بہکا دیا ۔ تم جب بات چلتی رامچندر جی کی تعریف میں گلفشانی کیا کرتی تھیں ۔ تمہارا قول تھا کہ وہ کوشلیا سے دو دو چند بڑھ کے گنہگار ہیں ۔ باقی مجھی کو ماں سمجھتے ہیں ۔ جن رامچندر کو تم خود ہی عزیز رکھتی تھیں آج کیا

ہو گیا کہ اُن کے لئے بن باس کا حکم ہے۔ رامچندر کی بھولی بھالی صورت دیکھو نازک نازک
ہاتھ پاؤں پر نظر ڈالو۔ ان کی رضاجوئیوں اور فرمانبرداریوں پر دھیان دو۔ پھر دیکھوں
کیسے تمہارا دل پتھر ہوتا ہے تم فوراً دانتوں کے تلے زبان دابا لوگی کہ ہیں جنوں میں کیا
منہ سے نکل گیا۔ بھرت تمہاری آنکھوں کے تارے وہ بھی رامچندر کو اُس نظر سے دیکھتے
ہیں جس طرح سعادتمند بیٹے والدہ حقیقی کو۔ رنواس میں ایک ہزار رانیاں موجود ہیں رامچندر
سب کو ماں کے برابر سمجھتے رہے کوئی بتا تو دے کہ بھولے سے بھی کبھی کوئی بے ادبی ظہور میں
آئی جس سے بولے آنکھ نیچی کر کے جس سے بات کی فرق ادب جھکا کر۔ رامچندر جب
بات کہتے ہیں۔ سب کے بھلے کی۔ کون ہے جو اُن کا گرویدہ احسان نہیں۔ برہمن پُن دان
سے خوش۔ سادھو سنت گیان سے خوش۔ بزرگ اطاعتگزاری سے۔ ہم تم سب
فرمانبرداری سے۔ اگر بھرت کو تمہارے کہنے سے راج دوں اور وہ قبول نہ کریں تو
بتاؤ کلنک کس کو لگیگا۔ تم اپنے منہ کی سیاہی کیسے چھڑاؤ گی اور میرے سر پر ٹھیکرا
پھوٹنے کو کون روک سکیگا۔ ہائے پیاری کیکئی ایسے دھرماتما بیٹے کے لئے تم بن باس
تجویز کرتی ہو۔ تمہیں ذرا بھی ترس نہیں۔ میرا اب چل چلاؤ ہے موت کے دن قریب آرہے
ہیں۔ جس وقت سانس نکل جائے جان لو کہ پھر کچھ بھی نہیں۔ افسوس کہ میرے بڑھاپے
پر بھی تم کو ترس نہیں آتا۔ کچھ دنوں کی باقی ماندہ زندگی کے مفت پیچھے پڑی ہو شاستر
کہتا ہے کہ بچے اور بوڑھے دونو برابر ہوتے ہیں۔ ان کا دل دُکھانا انسانیت کے خلاف
ہے تمہیں شاستر کے قول کا بھی پاس نہیں۔ میں قابل رحم ہوں۔ مجھ پر نظر عنایت
کرو۔ دنیا کی تمام نعمتیں لے لو سمندر کے کل جواہرات تمہاری نذر ہیں۔ پھر بے فضول
ضد بیکار۔ میری جان بخشی کرو۔ جان کے پیچھے نہ پڑو۔ جیودان یعنے جان بخشی سے
بڑھ کر کوئی ثواب نہیں۔ اس پر میں قدم چھوتا ہوں۔ ایشور کے لئے میرے
بڑھاپے میں داغ نہ لگاؤ ؎

راجہ دسرتھ نے اسی طرح بہت کچھ منت سماجت خوشامد و آمد کی خوب روئے
لاکھ سر دُھنا۔ مگر کیکئی کا دل کالی کملی ہو رہا تھا۔ اس پر دوسرا رنگ نہ چڑھنا تھا نہ
چڑھا۔ اس نے زبان کھولی تو بچھو کے ڈنک کا سا زہر بدن میں جھٹکا دیا۔ اس
نے جھڑک کر کہا کہ عورتوں کے سے بھٹ پن کرنے سے کچھ نہ ہوگا۔ ایسے فیلئے

مَیں نے بہت سے دیکھے ہیں جس کو زبان کا پاس نہیں وہ بھی کوئی آدمی ہے۔ جس وقت دنیا جہان میں شہرت ہوگی کہ راجہ دسرتھ قول سے پھر گئے اُس وقت کیونکر منہ دکھایا جائیگا۔ کیا اُس وقت کلنک سے بچ رہو گے۔ ابھی ابھی حلف کے رو سے سوگندہ کھا کھا کر کہہ چکے ہو کر جو کہو گی وہی کرونگا۔ اور ابھی ابھی قول سے پھر گئے۔ واہ خوب دھرم ہے اور خوب صادق القولی۔ راست بیانی۔ وعدہ وفائی۔ عہد پیمائی۔ بھلا بتاؤ کہ تمہارے بزرگوں نے بھی کبھی اس طرح عہد شکنی۔ وعدہ خلافی۔ اور دروغ بیانی کی ہے۔ راجہ شوی آپ ہی کے پرکھوں میں تھے کچھ معلوم ہے کہ اُنہوں نے اپنے قول کو کیونکر نباہا۔ کان کھول کر سُنئے وہ کیسے بات کے دھنی تھے +

راجہ شوی نے وہ یگیہ کیا کہ اندر کے چھکے چھوٹ گئے۔ روح کانپ گئی کہ اب اندر آسن چھنا۔ دڑھتا اور پرتگیا کی آزمائش کو اندر نے باز۔ اگنی نے کبوتر کا بھروپ بھرا۔ راجہ شوی کو کسوٹی پر کسنا منظور تھا۔ کبوتر آگے آگے اُڑا باز پیچھے جھپٹا۔ کبوتر کانپتا تھرتھراتا راجہ شوی کے پاس جا پہنچا تو کبوتر غائب۔ پوچھا شکار کیا ہُوا۔ کبوتر نے دہائی دی کہ مہاراج جان بچائیے آپ کی پناہ میں آیا ہوں۔ راجہ شوی نے باز کو ڈپٹا کہ بھاگ جا۔ شکار وکار یہاں کوئی نہیں۔ باز بولا

واہ مہاراج واہ! آپ ایسے رعیت پرور ہو کر یوں دوسروں کی خوراک چھینیں تو بس ہو چکا۔ دھرم کی خیر و عافیت معلوم۔ شاستر کا تو یہ قول کہ جو پرائی خوراک چھینے وہ برہم ہتیا کا گنہگار۔ اور آپ ہیں کہ یگیہ کرتے وقت بھی ذرا دھرم کا خیال نہیں کرتے +

راجہ شوی۔ تمہارا کہنا درست مگر پناہگیر کو پناہ دینا سب سے زیادہ ثواب کا کام ہے۔ اس لئے تم شکار سے ہاتھ دھوؤ +

باز۔ اور مَیں بھیٹ میں تو اودوں اس کا عذاب کس کے سر؟

راجہ شوی۔ اگر پیٹ کی دوزخ کے لئے فکر ہے تو مَیں حاضر ہوں کبوتر کے برابر گوشت تول لو +

باز۔ آپ کی یہی مرضی ہے تو خیر پیٹ کی آگ آپ ہی بجھا دیجئے +

راجہ شوی جی نے ترازو منگایا اور ایک پلہ میں کبوتر کو بٹھا کر دوسرے پلے میں اپنا گوشت کاٹ کر چڑھا دیا۔ مگر وزن کم نکلا۔ اور کبوتر کا پلہ بھاری ہی۔ راجہ نے کئی بار گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر پلڑے میں رکھا مگر کبوتر کے ہم وزن نہ ہوا۔ جب گوشت باقی نہ رہا اور صرف ہڈیاں ہی رہ گئیں تو راجہ اندر کے ہوش اُڑ گئے۔ راجہ شوی کی پابندی قول نے چھکے چھڑا دئے۔ قدم نہ ٹھیر سکا بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور شوی کا جشن سارے زمانے میں پھیل گیا۔ اے مہاراجہ دسرتھ جس کے بزرگ ایسے ایسے قول کے پابند اُس کی یہ کیفیت کہ قول کچھ عمل کچھ۔ راجہ شوی پر ہی موقوف نہیں راجہ الراک بھی تمہارے ہی بزرگ تھے اُن کا نام دنیا کے دھرماتماؤں میں مشہور زمانہ ہے +

اُن کا پرن تھا کہ جو کوئی جس چیز کا طالب ہو بے تکلف دے دیں عذر نہ کریں۔ راجہ اندر نے اُن کی بھی آزمایش کی۔ برہمن کے بھیس میں حاضر ہوئے اور ایک آنکھ کی درخواست کی۔ راجہ نے یہ سوال سنتے ہی نہ حیلہ کیا نہ عذر فوراً آنکھ نکال کر سامنے ڈال دی +

اے راجہ دسرتھ۔ کیا تم ایسے ہی بزرگوں کی اولاد ہو مجھے تو اس وقت شرم آتی ہے کہ ست وادی بزرگوں کا ذکر تمہارے سامنے کر رہی ہوں۔ ہائے کہاں راجہ سگر جن کے ساٹھ ہزار بیٹوں نے زمین کھود کر سمندر بہا دئے۔ راجہ بھاگیرتھ گنگا جی کو آکاش سے اُتار لائے کہاں تم ہو کہ ذرا سی بات نہیں کی جاتی۔ کیا دھرم اسی کا نام ہے۔ کیا بات کھونے سے دھرم رہتا ہے۔ خود غرض ہو کر چار دن کی چاندنی ہو گئی۔ اب چل چلاؤ کے دن ہیں۔ پھر بھی دھرم سے ایسی پہلو تہی +

شاستر کہتا ہے کہ بچپن اور جوانی کے ادھرم بڑھاپے کے دھرم سے دور ہو جاتے ہیں۔ تم اُلٹے بڑھاپے ہی میں پاپ لادتے ہو۔ اپنے اقرار پورا کرائے بغیر رہوں "ایں خیال است و محال است و جنوں"۔ اگر تم نے اس وقت قول نہ نباہا۔ تو پھر کیکئی کو نہ دیکھوگے میں نے جان دی اور خون ناحق تمہارے سر ہوا میں کوشلیا سے دب کر رہوں۔ جیتے جی ممکن نہیں اگر رام کو بن باس نہ ہوا بھرت

کو گدی نہ ملی تو جس طرح بنیگا جان دے دونگی - اس میں چاہے بگڑے یا بنے - یہ باتیں دوٹوک ہیں - مجھے لگی لپٹی نہیں آتی - للّو پتو سے کلی نفرت ہے کیکئی کی جگر خراش باتیں راجہ دسرتھ کے دل میں نشتر چبھوتی تھیں - وہ کہتے تھے کہ نہ جانے آج کیکئی کو کیا ہو گیا - اُنہوں نے لاکھ سمجھایا مگر کیکئی کے کان پر جوں تک نہ رینگی اُن کو رامچندر جی کے جوش محبت نے ایسا خود رفتہ کیا کہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے - معلوم ہوتا تھا کہ کالا ناگ منتر کی تاثیر سے بے حس و حرکت ہو گیا ہے جب پھر ذرا حواس ٹھکانے ہوئے - سانس درست ہوئی بولے کہ

او! شوہر کو ڈسنے والی ناگن - بچوں کا کلیجہ کھانے والی ڈائن تجھ کو کیا سوجھی کس نے تجھ کو انسان سے حیوان بنا دیا - عورت کا فرض ہے کہ شوہر کی اطاعت گزار رہے - خاوند کی رضا کو مقدم سمجھے - کبھی کسی بات سے انحراف نہ کرے بیٹے کو کلیجے کا ٹکڑا سمجھے - اُس کے دُکھ کو اپنی آتما کا دکھ سمجھے - تجھے نہ جانے کیا ہو گیا کہ میری زندگی کی گاہک ہو رہی ہے اور رامچندر کا کیا ذکر بھرت کے ساتھ دشمنی پر آمادہ ہے *

تجھ کو خیال ہو گا کہ بھرت تخت و تاج سے خوش ہونگے مگر غلطی ہے وہ بڑے عقلمند اور دھرم کے اصولوں سے واقف ہیں - بڑے بھائی کے ہوتے راج کی طرف نظر بھی اُٹھائیں تو میں گنہگار - پیاری سمجھ کسی نے ہاتھی مار کر شیر کے سامنے ڈال دیا شیر کو اُس کے کھانے کی رغبت نہیں - پھر نتیجہ پچھتاؤ کے سوا اور کیا ہے - اسی طرح کیسے دیتا ہوں کہ رام چندر کو بن باس اور بھرت کو راج دینا آٹھ آٹھ آنسو رلائیگا میں نے رام کا راج اپنی رائے سے تجویز نہیں کیا بشسٹ جی گرو اور تمام وزیروں کی رائے یہی ہوئی - اب میں عام رائے کے خلاف تنکا بھی ہلاؤں تو تھیڑی بجنے میں شک نہیں - سب لوگ تالیاں بجائینگے کہ واہ دسرتھ واہ عورت کے کہنے پر آ گئے - جو اُس نے پٹی پڑھائی وہی برہما کا اکشر سمجھ لیا - تمام خلقت رامچندر کے راج تلک کے لئے دعائیں مانگ رہی ہے میں رنگ میں بھنگ کروں تو اُس کا نتیجہ کیا ہو گا - جب فوج بیدل ہوئی تو میدان جنگ میں راجہ کا کیا بس - تمہاری بدولت میں دیکھتا ہوں میری وہی حالت ہو جائیگی جو دل شکستہ

فوج کے سپہدار کی ہوجاتی ہے۔ دُور دُور کے راجہ رامچندر کی تاجپوشی کے جشن کی ہوس ہیں آتے ہوئے ہیں اُن کو میں کیونکر منہ دکھاؤنگا۔ کس طرح آنکھیں سامنے ہونگی۔ سب تھو کینگے کہ دسرتھ نے مہاراجہ اکشواک کے خاندان میں جنم لے کر سورج بنس کو داغ لگایا۔ ہر ایک یہی کہیگا کہ واہ رے زن مرید۔ ذراسی خواہش نفسانی اور رانی کے ہٹ سے رامچندر ایسے سرمایۂ فخر کو گھر سے نکال دیا ہائے تو کوشلیا سے بیر رکھتی ہے۔ یہ وہی پتی برتا ہے جس نے تیرے عروج کا کبھی حسد نہ کیا۔ اس کے دھرم بھاؤ کی تعریف کے لئے بغیر زبان نہیں مانتی اُس نے میری بے اعتنائیوں اور تیری ناز برداریوں کی بے تکلف اور محبتانہ حالت میں کبھی اُف نہ کی۔ اور اس طرح رفیق خاص بنی رہی جس طرح خاوند کے ساتھ پتی برتا عورت۔ مالک کے ساتھ خادم۔ بھائی کے ساتھ بہن۔ بیٹے کے ساتھ ماں۔ شاستر کار استری کا دھرم یہی لکھتے ہیں کہ خاوند کی خدمتگزاری لونڈی کی طرح اپنا فرض منصبی سمجھتی رہے۔ جس وقت صحبت راز و ناز ہو۔ اُس وقت بازاری کسبیوں کو طاق پر بٹھلادے۔ صلاح مشورے کے وقت بہن کی طرح رائے زنی کرے۔ اور کھلانے پلانے کا موقع ہو تو اس طرح کھلائے پلائے جس طرح ماں اپنے بیٹے کو۔ جس میں مٹھاس برسے اور ماتا کے پرسے کا قول درست ہو کوشلیا جی میں پتی برت کے یہی اوصاف موجود ہیں۔ انہیں اوصاف کی برکت تھی جس کی بدولت سری رامچندر جی سے اُس کی آغوش مادری کو زینت حاصل ہوئی۔ ہائے میں نے تجھ کو دل دے کر دہی زک اُٹھائی۔ جیسے مدتوں کا بیمار بد پرہیزی سے بیمار کو لاکھ اچھی دوائی دی جائے۔ مگر پرہیز نہ کرے تو موت میں شک نہیں حالانکہ قول ہے کہ ہزار دوائیں ایک طرف اور پرہیز ایک طرف۔ میری حالت بھی بد پرہیز بیمار کی سی ہو رہی ہے نہ اتنی محبت کر کے سر چڑھاتا نہ یہ دن دیکھتا۔ میں نے سمجھ لیا کہ میری موت آگئی اور یہ جان لئے نہ رہیگی +

اے بیرحم کیکئی ذرا عقل کی آنکھیں کھول۔ رامچندر کے بن باس سے کوشلیا اور جانکی دو تو جان دے دینگی۔ مجھ بھی اپنا چولا کبھی رکھ ہی نہیں سکتے۔ اس شتر اور ستروگھن کا خاتمہ سمجھ۔ میری موت اول تو رامچندر کی مفارقت کی بدولت

لکھی بدی ہے۔ اگر زندگی زیادہ بچیا ہوگی تو بھی ان سب کی جدائی کا غم نہ اُٹھانے
دیگی۔ اب رہ گئے بھرت وہ میں جانتا ہوں۔ کہ کبھی ایسی زندگی گوارا نہ کرینگے۔
پھر بتا کہ تجھے راج سے کیا فائدہ ہوگا۔ آہ آج تک میں تیری بھولی بھولی میٹھی میٹھی
باتوں کے جادو میں جکڑا رہا۔ شرابی کو جیسے شراب کی دُھن سوار رہتی ہے اسی
طرح نشۂ اُلفت نے مجھے مخمور رکھا۔ آج بھید کھلا کہ تو آرام جان نہیں سوہان
روح ہے۔ دل میں تو یہی آتا ہے کہ ابھی تلوار ہاتھ میں لے کر تیرا فیصلہ کر دوں۔
کہ نہ ناک رہے نہ مکھی بیٹھے۔ خس کم جہاں پاک۔ لیکن دھرم کا پاس ہے۔ دھرم
چھوڑنا جیتے جی منظور نہیں۔ اسی لئے تلوار میان سے نہیں نکلتی۔ مجھے بھی
صرف اپنی جان پر کھیلنا منظور ہے۔ اسی لئے تیری کڑوی باتوں کو شربت کے
گھونٹ کی طرح پی رہا ہوں۔ ہائے میں نے پچھلے جنموں میں نہ معلوم کیا پاپ
کئے تھے۔ جن کا عوض لینے کو تو میرے گلے پڑی۔ میں تیری شکل و صورت پر
ایسا فریفتہ ہو گیا۔ میں نے تیرے ساتھ سلوک کیا کیا۔ گویا اُس سانپ کو
دودھ پلایا جو موقع پا کر چپ سے کاٹ کھائے۔ اور دودھ پلانے والا جان
سے جائے ÷

میری کمبختی تھی کہ میں نے تجھ کو دل دیا۔ تیرے دام میں اسیر ہوا۔ اب
میری موت میں شک نہیں۔ وید شاستر کا لب لباب یہ ہے کہ حیلہ روزی بہانہ
موت۔ آدمی جس وقت پیدا ہوتا ہے۔ موت بھی اُس کے ساتھ ہی پیدا ہوتی ہے
مگر اس کے لئے کوئی حیلہ چاہئے۔ بغیر کسی بہانے کے موت نہیں آتی۔ میں سمجھتا
تھا کہ تو میرے لئے سرمایۂ زندگی ہے۔ تیرا شربت دیدار آب حیات سے کم
نہیں مگر تو زہر نکلی۔ معلوم ہوا کہ میری موت تیرے ہاتھ ہے +

ہائے کیا تو وہی کیکئی ہے جس کو دیکھ کر میں جیا کرتا تھا۔ آہ! کیا تو وہی رانی
ہے جس کی زندگی کو میں اپنی زندگی سمجھتا تھا۔ افسوس تو نے بڑی دغا دی اور ناگن
کی طرح دودھ پلانے پر بھی کاٹ کھایا۔ میں بھرت کو راج دینے سے انکار کروں
تو گنہگار۔ چاہے وہ قبول کریں یا نہ کریں۔ اس کی تم ذمہ دار۔ مگر پیاری سوچ تو کہ
رام کو بن باس دینے سے کیا حاصل مجھے کسی بات سے انکار نہیں۔ جب قول ہار

چکاتو اُس کا نباہ جان کے ساتھ۔ مگر یہ ان بیاری تمہاری ضد سے سوچو تو کیا کیا روسیاہیاں ہیں۔ تم الگ بدنام ہوگی کہ راجپندر ایسے لائق بیٹے کو سوتیا ڈاہ کے مارے گھر سے نکال باہر کیا۔ میں کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہ رہونگا۔ سب تھوکینگے کہ واہ رہے اُلفت پدری۔ جورو کے کہنے سے نگین تاج سلطنت کو خارج الوطن کیا۔ تم تو جانتی ہو کہ شاستر میں اُس شخص کے لیئے نرک لکھا ہوا ہے جس کی دُنیا میں نیک نامی نہیں۔ ہر شخص ہجو کرتا ہے۔ ہائے تم کیسی سنگدل ہوگئیں۔ نہ میری جان کی پرواہ نہ کوشلیا کی زندگی کا خیال لچھمن وغیرہ کا کیا ذکر جب تم بھرت جی کی بھی جان کی گاہک ہوگئیں تو بس حد ہو چکی۔ میرے حقوق بہت ہیں۔ عورت کا فرض ہے کہ خاوند کی نظر میں رہے۔ اشارے میں چلے مگر تم ہٹ کر رہی ہو۔ ضد پر اڑی ہو۔ میرا کسی طرح منہ نہیں پڑتا کہ راجپندر سے بن باس کے لیئے کہوں۔ جہاں میری زبان سے یہ بات نکلی سمجھ لو کہ دھرم نشٹ ہوگیا جس بیکنٹھ کی فکر میں میں نے جوانی گنوادی بڑھاپا بابا یا وہ تمہاری بدولت ہاتھ سے گیا۔ تمہیں فخر کرنا چاہیئے کہ میں کس خاندان کی بیٹی اور کیسے معزز اکشواکہ بنس میں بیاہی گئی۔ اس شکرگزاری کے عوض اُلٹا زہم۔ اُلٹا تحکم۔ وہ بھی میرے ہی ساتھ جس نے کبھی کوئی بات نہ دُکھی۔ سب رانیوں کا سرتاج بنایا۔ ہردم مرضی پر چلتا رہا ۔

راجہ دسرتھ اسی طرح بہت بک گئے۔ مگر ہر ایک بات کیکئی کے واسطے گرم توے کی بوند ہوگئی۔ اُس نے اپنے دل کو چکنا گھڑا بنا لیا۔ پھر اثر ہو کیا خاک وہ اسی طرح کلیجہ پکڑے ہوئے کیکئی کو سمجھاتے رہے لیکن نتیجے کے نام وہی صفر۔ جب اُن کو اس کی ہٹ سے اپنی مایوسیوں اور محرومیوں کا یقین ہوگیا تو زمین پر سر دے مارا اور زار زار رو کر کہنے لگے کہ

کیکئی! آج تیرا دل کیسا پتھر کا ہوگیا۔ تیری مروت و حمیت کیا ہوگئی۔ جن رامچندر کے لیئے سب آنکھیں بچھاتے ہیں پلکیں فرش رہتی ہیں۔ جن کے لیئے ہر وقت ایک نہ ایک سواری مہیا رہتی ہے۔ جن کو تو بھی کبھی گود سے زمین پر نہ اُتارتی تھی اُن کے واسطے بن باس کی تجویز کرتے ذرا شرم نہیں آتی۔ کہاں وہ نازک نازک پاؤں فرش گل کے لائق۔ کہاں جنگل پر خار۔ ایک دن تھا کہ تو بھی خود اُن

کو چھپن بھوگ کھلائے بغیر لقمہ نہ توڑتی تھی آج تو ہی کہتی ہے کہ وہ جنگلوں کے کھٹے کڑوے گلے سڑے پھل کھا کر زندگی بسر کریں۔ جن رامچندر کی دن بھر میں گھنٹہ گھنٹہ بھر بعد پوشاک بدلی ہوئی دیکھ کر تیرا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہوتا تھا۔ ہائے اب اُنہیں کے واسطے تیری مرضی ہے کہ جوگیا بستر پہنیں۔ اُف! اوہ! عورتوں کو مطلق رحم نہیں آتا۔ ان کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ نہیں نہیں میں بھولا سب عورتیں ایک طرح کی نہیں :۔

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

اے کیکئی اتنے سن میں میں نے آج سمجھا کہ عورت کتنی بے مروت ہوتی ہے۔ آج سے عورتوں کی نمائشی اُلفت کا مجھے اعتبار نہیں میں سمجھ گیا کہ خود غرضی میں تجھ ایسی عورتیں فرد ہیں کسی کی جان بھی چلی جائے تو اُن کو اپنے مطلب سے مطلب ہے واقعی تجربہ کاروں نے سچ کہا ہے :۔

تریا چرتر نہ جانے کوئی خصم مار کے ستی ہوئی

راجہ دسرتھ نے کیکئی کو ہٹ پر دیکھ کر پھر منہ پیٹ لیا اور ایسے بدحواس ہوئے کہ عالم غشی مات ہو گیا۔ ذرا دیر کی غفلت کے بعد اُن کے پھر اوسان ٹھیک ہوئے اور وہی راگ مالا چھیڑ دی۔ بہت کچھ کہکر سمجھایا کہ میں تیری بات ماننے سے گریز نہیں کرتا۔ مگر پیاری خیال تو کرو۔ ذرا سوچ تو کہ اس کا اہل دنیا پر کیا اثر پڑیگا کیا یہی نظیر قائم ہوگی یا بُری۔ تمام دُنیا کے باپ بیٹوں میں تفرقہ پڑ جائیگا۔ عورتیں خاوندوں سے سرکش ہو جائینگی۔ جب کوئی ٹوکیگا تو تیری مثال رفع حجت کے لئے منطق کا کام دیگی۔ میں نہیں سمجھتا کہ بھرت کو راج دلانے سے کیا فائدہ ہے میں تو جانتا ہوں کہ عامۂ خلائق کیا خود بھرت تیرے سر ہونگے۔ میں بڈھا ہو گیا ہوں لیکن جب رامچندر سامنے آتے۔ جوانی دوڑ کر گلے سے لپٹ گئی۔ ایسے راحت جان کو تو کلیجے سے جُدا کراتی ہے۔ تو پھر میری زندگی کہاں۔ سورج کے بغیر مخلوقات عالم زندہ رہ سکیں ممکن ہے۔ مگر میں رامچندر کو آنکھوں سے جدا کر کے جان رکھ سکوں محال بالکل محال۔ ناممکن۔ بالکل غیر ممکن۔ مجھے حیرت ہے کہ جس منہ سے ایسی

ناشائستہ باتیں نکلیں اس کی زبان اب تک کیوں نہ جل گئی - اس کے دانت کیوں نہ گر پڑے - مَیں جانتا ہوں کہ تو دل سے یہ باتیں نہیں کہتی فقط میرے جلانے کو سارا ایھٹ پن کیا ہے - کیونکہ مجھے یقین ہی نہیں آتا کہ تو رامچندر ایسے بیٹے کے خلاف ہے +

یہ کہکر راجہ دسرتھ کیکئی کے قدموں پر گرنے لگے - رانی کیکئی پلنگ پر کان میں تیل ڈالے پڑی تھی - اُس نے پاؤں دوسری طرف ہٹا لئے - جس سے ظاہر تھا کہ پتھر ہیں جونک نہیں لگی +

سرگ ۱۳

راجہ دسرتھ کی کیکئی کو منانے کی کوششیں کیکئی کی ضد - اول الذکر کی مایوسیاں

راجہ دسرتھ کے ہوش خطا ہو رہے تھے - زبان بکتے بکتے تھک گئی - منہ میں پسینہ آنے لگا - مگر کیکئی اپنی ہٹ پر اڑی رہی یا تو بھٹ پن کئے ہوئے لیٹی تھی یا تمک کر اُٹھ بیٹھی اور یوں زخم پر نمک مرچ چھڑکنے لگی +

بس بیٹھے - چوچلے نہ بگھارئیے - بڑے دھرماتما اور ست بادی بن کے چلے ہیں - مَیں رنگے سیاروں کو خوب پہچانتی ہوں - مَیں بھرے میں آنے والی نہیں باتوں کے سبز باغ اور کسی کو دکھائیے مَیں جھوٹوں کو گھر تک پہچانے والی ہوں جبتک آپ سے خود قبوالوانہ لونگی کہ ست بادی نہیں جھوٹا ہوں تب تک پنڈ نہ چھوڑونگی نخرے تلے بگھارنے سے کچھ مطلب نہ نکلیگا - کہہ کیوں نہیں دیتے کہ قول نہیں ہارا تھا زبان نہیں دی تھی - وعدہ نہیں کیا تھا جو کچھ کہا تھا سب جھوٹ تھا - تمام باتیں بے سر پیر کی تھیں - بس فیصلہ ہے نہ پڑا یا سر کھانے مغز چاٹنے دماغ کا کیڑا اپنے کی ضرورت نہ زبان کو بیل کے پتے کی طرح لپ لپ کرنے کی حاجت مَیں مرنے اور جان دینے کی دھمکی سے ڈرنے والی نہیں - جس کی موت جس طرح بدی ہوگی

آئیگی۔ دوسروں پر کیا الزام۔ مگر میں نے جان لیا کہ آپ کو بیکنٹھ سے بیر ہے تب ہی تو نرک کی تیاریاں کرنے لگے۔ جو خود جان بوجھ کر کنوئیں میں گرنا چاہے۔ دیدہ و دانستہ آگ میں پھاندے اُس کو کون روک سکتا ہے خودکشی کرنے والا اپنے فعل کا خود مختار ہے۔ دوسرے لوگ کہانتک دیکھ بھال کر سکتے ہیں +

راجہ دسرتھ۔ ہائے کیوں مرے کو مارتی ہے۔ زخم پر زخم لگانے سے تجھ کو کیا ملتا ہے۔ جب میں مرجاؤنگا رام بن کو چلے جائینگے تو تیرے کلیجے میں ٹھنڈک پڑیگی۔ میں تو اُسی وقت پنجرے کا پنچھی اُڑا دونگا مگر پھر بھی تیرا ہی خیال ہے کہ لوک پرلوک میں تیری تھکائی اور روسیاہی نہ ہو۔ بالفرض میں نے جان دیدی تو دیوتاؤں کو کیا منہ دکھاؤنگا۔ وہ پوچھینگے کہ کیونکر آئے۔ میں کہونگا کہ رامچندر کی جدائی کے غم سے جان کھوکر۔ سوال ہوگا کہ رامچندر کی جدائی کیسی۔ میں جواب دونگا کہ بن کو چلے گئے وہ دریافت کرینگے کہ جس کے لئے بڑھاپے میں بکیہ کیا جس کے لئے عمر بھر ترستے رہے اُس کو کیوں آنکھوں سے جدا ہونے دیا تب بتاؤ میں کیا کہونگا۔ بس یہی کہہ دینا پڑیگا کہ رانی کیکئی نے ہٹ کی اور میں بے بس ہوگیا اُس وقت کیا وہ یہ نہ کہینگے کہ واہ زن مرید واہ رے جورو کے غلام۔ ہوائے نفسانی سے اتنا اندھا ہن کہ اکلوتی پتلی بھی آنکھ سے نکال باہر کردی۔ اس کو بھی جانے دے دُنیا کا کیسا خون سفید ہو جائیگا۔ ماں باپ بیٹوں کو گھر سے نکالنے لگینگے لڑکے سمجھینگے کہ مائیں کیکئی سی ہوتی ہیں۔ باپ دسرتھ کی طرح۔ لائق سے لائق اولاد کی بھی محبت ان کو نہیں۔ سمجھ لے کہاوت۔ جیسا راجہ تیسا پرجا۔ خربوزے کو دیکھکر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ بس میری تیری کارروائیاں سب کے لئے زیر مشق کا کام دینگی۔ اور دنیا سے محبت پدری اور جوش مادری کا نام مٹ جائیگا۔ راجہ دسرتھ کبھی منت سماجت کرتے تھے کبھی اظہار غم کبھی غصہ مگر کیکئی کا قلب نہ پھرتا تھا آخرکار پوچھنے لگے +

پیاری تمہیں میری جان کی قسم سچ سچ کہدو کہ آخر رامچندر کے بن باس سے تمہارا کیا منشا ہے اگر دل کی صاف صاف بات معلوم ہو جائے تو میں کسی بات سے باہر نہیں کیکئی اس وقت چپ لگا گئی ایک حرف زبان سے نہ نکلا باتوں ہی باتوں میں ساری رات گزر گئی۔ چراغ جھلملانے لگے صبح کاذب کی سفیدی

سُودا رچلی۔ سوبتا گھبرا اُٹھے کہ رانی کیکئی کی ہٹ رہی جاتی ہے راجہ دسرتھ ایفلے
سعدہ کیسے بغلیں جھانک رہے ہیں۔ ہم لوگوں کی بندھی ہوئی اُمید ٹوٹی جاتی ہیں
سب کے سب دعائیں مانگنے لگے کہ بھگوان کرپا کرو۔ ابھی سویرا نہ ہو سورج کی
منتیں ہوتی تھیں کہ ذرا دم لیں ابھی اپنے نور سے رات کی باقیماندہ تاریکی دور نہ کریں
کوپ بھون میں کیکئی بھری بیٹھی ہوئی۔ آنکھیں بیر بہوٹی کی طرح لال۔ چہرہ انگارے
کی طرح سُرخ بھویں چڑھی ہوئی کمان۔ نظر زہر میں بجھا ہوا تیر۔ چیون بچھو کا سا
ڈنگ۔ راجہ دسرتھ کی صورت اُتر گئی تھی۔ منہ پر ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں۔ خون
بالکل خشک ہو رہا تھا۔ بدن میں جیسے جان نہ تھی۔ اپنے دیوی دیوتا منا تے تھے
کہ سویرا نہ ہو رات ہزار برس کی ہو جائے تو اچھا۔ کیکئی سامنے ہے صبح کو اس کا منہ
دیکھونگا تو خیریت نہیں۔ دل ہی دل میں بُرا بھلا کہتے جاتے تھے۔ مگر پھر سوچتے
تھے کہ شاید نرمی ہی سے کام نکل جائے۔ اس لئے قدموں پر سر جھکا کر ہاتھ جوڑے
ہوئے بولے کہ

مہارانی کیکئی میں تمہیں دیوی سمجھتا ہوں میرے حال زار پر رحم کرو میں
اور دُکھ سہنے کے لائق نہیں ہوں۔ تم اب جان بخشو میں تمہاری پناہ میں
ہوں۔ دھرم شاستر میں تم نے دیکھا ہو گا کہ راجہ پر دیوتا۔ برہما۔ بشن۔ مہیش
سورج چندرماں سب مہربانی فرماتے ہیں۔ جب یہ ہے تب تمہیں بھی نظر عنایت
کرنا لازم ہے۔ میں اب زیادہ جینے والا نہیں۔ زندگی کے دن ختم ہو رہے ہیں۔
جس طرح دشمن بھی بچے کو پیار کرتا اور ترس کھاتا ہے۔ اُسی طرح بوڑھے پر
بھی سب رحم کرتے ہیں۔ تم کو بھی مناسب ہے کہ میرے بڑھاپے پر ترس کھاؤ
میں بڈھا ہوں بڑھاپے میں عقل نہیں رہتی۔ آدمی سٹھیا جاتا ہے۔ اس لئے
میں نے جو کچھ الفاظ ناشائستہ کہے ہوں اُن کو نظر انداز کر دو۔ جب کسی پر
مصیبت پڑتی ہے تو حواس رخصت ہو جاتے ہیں۔ اوسان ٹھکانے نہیں
رہتے۔ دیوانوں کی طرح واہیات خرافات بکنے لگتا ہے۔ زبان قابو میں نہیں
رہتی۔ اس وقت میرا یہی حال ہو رہا ہے۔ میں سڑی سا ہو رہا ہوں۔ اس
لئے۔ کہا سُنا معاف۔ تم ہمیشہ مجھ پر جان دیتی رہیں۔ خاطر داشت

میں کبھی ذرا بھی فرق نہ کیا آج ناحق دل لگی سے چڑا رہی ہو۔ میرا چہرہ مرجھایا ہُوا ہے۔ دیکھ کر بھی تم ترس نہیں کھاتیں۔ سُنو میں نے کیسی معقول تجویز سوچی ہے۔ جس سے سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے کی کہاوت درست ہو جائیگی اور پھر لطف یہ کہ دونو بیچے۔ تمہار؟ بات بھی رہ جائے گی اور کہنا بھی ہو جائیگا اور جان بھی بچ جائیگی۔ میں ابھی بھرت جی کو راج پاٹ دئے دیتا ہوں۔ بھرت منظور کریں تو خیر ورنہ پھر رامچندر ہی مالک تخت و تاج ہوں۔ اس میں تو کوئی ہرج کی بات نہیں+

کیکئی۔ اور رامچندر بن کو نہ گئے تو پھر میری بات ہی کیا رہی۔ آپ تو اندھے بیل کو خوب گھما کر جوتتے ہیں۔ واہ!

یہ فقرہ سُنتے ہی راجہ دسرتھ نے سر پیٹ لیا کہ کیکئی جان لئے بغیر پیچھا چھوڑنے والی نہیں۔ بس معلوم ہو گیا کہ موت اس کے ہاتھ ہے یہ کہہ کر ان پر ...ی چھا گئی۔ سویرا بھی ہو گیا۔ اور حسب معمول درِ دولت پر ...چوکی بجنے لگی+

سرگ ۱۴

رانی کیکئی کی بیوفائیاں۔ راجہ دسرتھ کا انکسار کبھی منت و سماجت کبھی اظہار غضب کبھی بیقرار کبھی اشکباری۔ آخر سومنت کی آمد سری رامچندر کی طلبی

نور کا تڑکا ہو گیا۔ مندروں میں سنکھ گھڑیال اور راج دوار پر شاہی باجے بجنے لگے راجہ دسرتھ اُداس تھے۔ اُنہوں نے منادی کرادی کہ خبردار باجہ نہ بجے کیکئی اپنے فکر میں تھی۔ اُس کو سویرا قیامت کے برابر معلوم ہوتا تھا۔ صبح کی سفیدی نمودار ہوتے ہی اس کا جی اُڑ گیا کہ میں اب بات بگڑ گئی۔ رات بھر کا کیا دھرا اکارتھ ہو گیا تھوڑی دیر میں رام کو راج تلک ہو جائیگا۔ اور میں اپنا سا منہ لیکر رہ جاؤنگی۔

اس لئے اُس نے تیغ زبان پر اور باڑھ رکھی وہ جلی کٹی باتیں کیں کہ پتھر سے پتھر دلوں سے نہیں نکل سکتیں۔ یہ سنگدلی سے بولی کہ

واہیات پاکھنڈ رچ رہے ہو زمین پر لوٹنے اور کراہ کراہ کر کروٹ بدلنے سے کچھ مطلب حاصل نہ ہوگا۔ میں لاکھ بھولی ہوں مگر خوب سمجھ گئی ہوں کہ مردوں کی گردن پر سوار ہوئے بغیر عورت اپنا کام نہیں نکال سکتی۔ میں پتی برتا ہوں پتی برت دھرم جانتی ہوں۔ پتی برتا استری کا دھرم ہے کہ شوہر کنوئیں گرتا ہو تو ٹانگ ہو یا چوٹی جو چاہے پکڑ کر کھینچ لے۔ ادب و لحاظ بزرگی و خوردی کا خیال نہ کرے۔ یوں تو میں آپ کے پاؤں کی جوتی ہوں۔ آپ میرے جسم کے لئے سر ہیں۔ مجھے آپ کی رضاجوئی مقدم ہے مگر نہیں استری کا یہ بھی دھرم ہے کہ خاوند کو نیک مشورہ دے۔ نیک و بد سمجھائے۔ ہر معاملہ کا نشیب و فراز دکھائے۔ اسی لئے میں اپنی ہٹ پر اڑی ہوں کہ آپ کے دھرم کو داغ نہ لگے۔ راجہ شوی۔ الرک۔ دویچ۔ راجہ سگر نے جس دھرم کو نباہا اُس کے چھوڑ دینے سے آپ کی روسیاہی نہ ہو میں آپ کے ساتھ بھلائی کرتی ہوں۔ آپ اُس کو بُرائی سمجھتے ہیں۔ یہ میری قسمت۔ آپ دھرم چھوڑ دیں مالک ہیں مگر میں اپنا دھرم کبھی نہ چھوڑونگی۔ میرے جیتے جی آپ دھرم نہ چھوڑ پائینگے جو قول آپ کر چکے ہوں اُن کو پورا کرانا ہی میرے واسطے دھرم ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ دھرم کا ڈنکا تو خوب بجے لیکن ڈھول کے اندر پول رہے میں اس کو کبھی منظور نہیں کرتی۔ اچھا فعل ہو یا بُرا ایشور سے چھپ نہیں سکتا۔ وید میں لکھا ہے کہ جھوٹ سے تمام نیک کاموں کے پھل ملیامیٹ ہو جاتے ہیں اور نرک ملنا تو گویا کوئی بات ہی نہیں کیا آپ نے وید شاستر میں ایشور کے بچن نہیں دیکھے۔ دیکھے تو ضرور ہیں مگر افسوس کہ عمل نہیں میں سچ کہتی ہوں کہ وید شاستر کے احکام کی خلاف ورزی آپ کا خاندانی اعزاز مٹی میں ملا دیگی۔ عمر بھر کا کرم دھرم خاک میں ملجائیگا۔ آپ میرے پتی پرمیشور نہ ہوتے تو اتنا دماغ خرچ نہ کرتی۔ سوچ لیتی کہ آگ جانے لوہار جانے دھونکنے والے کی بلا جانے جو جیسا بوئیگا ویسا کاٹیگا۔ جو جیسا کریگا ویسا پھل بھوگیگا۔ مگر نہیں میں آپ کا اَنگ ہوں۔ یہاں کا تو چند روزہ تعلق ہے۔ پرلوک میں بھی نہ آپ میرا ساتھ چھوڑ سکتے ہیں نہ میں آپ کا ساتھ چھوڑ سکتی ہوں۔ اس لئے مجھ سے زیادہ آپ اپنا

بھی خواہ کسی کو سمجھیں تو افسوس کی بات ہے میں جو کچھ کہتی ہوں وید شاستر کی ہدایت کے موافق یعنی جھوٹ بولنا گناہ جو قول کی پابندی نہ کرے وہ روسیاہ جس کو زبان کا پاس نہیں اُس کو مُرگ ملنے کی آس نہیں۔ بہت کچھ حجت ہو چکی۔ ہزاروں حیلے وحوالے آپ نے کئے معلوم ہو گیا کہ آپ یوں ماننے والے نہیں میں تین دفعہ لحاظ کر چکی۔ اب قسم کھاتی ہوں کہ قول پورا کرنے میں ذرا بھی میں میکھ کی تو بس ابھی ہیرا کھا لونگی۔ تلوار کلیجے میں بھونک لونگی۔ پھر روتے نہ بن پڑیگی پچھتاوا الگ ہوگا۔ اور خون ناحق کا عذاب الگ۔ ہاں لے بس کہئے قول پورا کیجیئیگا یا نہیں۔ ایک ہاں نہیں میں فیصلہ ہے ✤

ایک مرتبہ کشن جی اندر کی مروت میں پڑکر ایسے چکر میں پھنسے کہ آخر باراہ بننا پڑا۔ سرسوتی اور منتھرا کی بدولت کیکئی کے جذبۂ محبت سے راجہ دسرتھ بھی دھرم کی زنجیر میں ایسے جکڑے کہ نکلنا محال ہو گیا۔ سر مارتے مارتے تھک گئے۔ سمجھاتے سمجھاتے گلا بیٹھ گیا۔ لیکن کیکئی ہٹ سے باز نہ آئی خود کشی کو تیار ہو گئی کو سنا تو کوئی بات ہی نہ تھی۔ راجہ دسرتھ نے پھر ایک مرتبہ جرأت کی وہ بولے کہ اچھا آج سے وہ سب تعلقات قطع جو شادی کے موقع پر اگنی کے سامنے ہاتھ میں ہاتھ دیکر لوک پرلوک تک کے لئے مضبوط کئے تھے۔ بھرت کو تو چھڑاتی ہے تو اُن سے بھی مجھے کچھ واسطہ نہیں۔ رات تیرے جھنجھٹوں میں گزری دن چڑھنے لگا ارکان دولت راج تلک کے منتظر ہونگے۔ میری طلبی کو عمائد واعرا آتے ہونگے۔ مجھ سے اُن کو منہ نہ دکھایا جائیگا۔ ابھی جان دے دونگا۔ میں نے تجھ سے رشتہ توڑا۔ بھرت سے بھی کچھ سروکار نہیں۔ میرے مرنے کے بعد اگر تو میرے لئے آنسو بہائے تو تجھ کو قسم ہے بھرت شرادھ کرم کریں۔ پنڈ دیں تو اُن کو بھی سوگند ہے۔ بس حجت کا مزہ خوب چکھ لیا۔ اب زیادہ ہوس نہیں ✤

راجہ دسرتھ کی اس وقت حالت دیکھی نہ جاتی تھی اُن کی آنکھیں روتے روتے سُرخ ہو گئیں ہیوٹے سوج گئے خیال تھا کہ جس وقت رامچندر کو خبر ہوگی تو اُن کی آنکھیں کسی کے سامنے نہ ہو سکینگی۔ میں اُن کی شوندگی کو بھی گوارا نہ کر سکونگا۔ فوراً جان دے دونگا۔ بولے کیکئی۔ بس اب میرے زندگی کے دن پورے

ہو گئے وقت برابر ہو چکا۔ میں چولا چھوڑتا ہوں +

کیکئی۔ آپ دم توڑنے کو تیار ہیں تو پہلے میری ایک بات سُن لیجئے۔ اپنے سامنے بھرت جی کو فوراً گدی پر بٹھا کر رام کو بن میں بھیجنے کے بعد دُنیا سے منہ موڑ ئیے گا۔ یوں میں مرنے بھی نہ دونگی۔ کیکئی کی اس بات سے مراد یہ تھی کہ رامچندر بن کو گئے تو کوشلیا۔ سُمترا اور لکشمن ضرور جان دے دینگے۔ چلو سارا سیاپا دُور ہو جائیگا۔ نہ سوتیا ڈاہ سے کھٹکا رہیگا۔ نہ رامچندر کو عزیز رکھنے والوں کا خوف۔ راجہ دسرتھ کے مرنے میں کسر ہی کیا ہے۔ یہ تو ادھ مرے رکھے ہوئے ہی ہیں۔ پس اسی وقت میدان صاف ہو جائے تو مناسب اُس نے بڑے پیار کی علامات ظاہر کرتے ہوئے راجہ دسرتھ سے کہا +

مہاراج! آپ دُنیا سے منہ موڑتے ہیں۔ میرے پاس اس کا علاج نہیں مگر ایک نظر رامچندر جی کو تو دیکھ لیجئے دل میں ہوس نہ رہ جائے کہ جس کے لئے جان دی اُسے آنکھ بھر کے نہ دیکھا +

اس تقریر کی نوبت آئی ہی تھی کہ یکھیہ نچھتر شروع ہو گیا۔ بششٹ جی اپنے چیلوں کو لئے ہوئے آپہنچے۔ خوشی کے جھنڈے لہرانے لگے محتاج و مساکین دان پُن کی ہوس میں جمع ہو کر دعائیں مانگنے لگے کہ جلد رامچندر جی راج سنگھاسن پر قدم رکھیں اور جلد ہم کو منہ مانگی مراد ملے۔ سری رامچندر جی اپنی دولت سرا میں تھے۔ اُنھوں نے اہل شہر کے نعرہائے خوشی سُنکر ایوان فلک آستان سے برآمد ہو کر دیکھا کہ خوب۔ دھوم دھام ہو رہی ہے کوچہ و بازار اہل شہر سے کھچا کھچ بھرے ہوئے ہیں۔ برہمنوں کا میلہ لگا ہے۔ خدام بارگاہ مصروف کاروبار ہیں۔ بششٹ جی کا چہرہ ہنسے دیتا ہے۔ اتنے ہی میں سومنت راجہ دسرتھ کی خدمت میں پہنچا۔ عرض کی +

اَن داتا پرتھوی ناتھ۔ گرو بششٹ در دولت پر رونق افروز ہیں۔ سونے کے کلس گنگا جل سے بھر گئے۔ گورکی جو کی اشنان کے واسطے بچھا دی گئی آٹھ کنواریاں کلس لئے کھڑی ہیں۔ ہاتھی۔ اونٹ۔ چار چار گھوڑوں کے رتھ تیغ و خنجر۔ دھنش بان۔ نالکی پالکی۔ تیز رفتار جوان گھوڑے مرصع و زر کار سفید

چتر۔ رتن جٹت سنگھاسن سب لیس ہو گئے۔ گوئے موجود۔ طائفے حاضر۔ ساز منتظر نغمہ سرائی۔ راجگان شش جہت روسائے سلطنت پابوسی کے مشتاق کچھ نچھر شباب پر۔ ساعت تاجپوشی محتاج توجہ۔ مہاراج جس طرح اندر کے وزیر اندر کو وید شاستر برہما کو۔ سورج اور چاند پرتھوی کو جگاتے ہیں۔ اُسی طرح میں آپ کو بیدار کرنے آیا ہوں۔ سومیر سونے چاندی اور جواہرات سے خود ہی جگمگ کرتا ہے۔ مگر سورج کے نور سے اُس کی رونق اور ہی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح تمام شہر میں رونق ہو رہی ہے۔ مگر آپ کے بغیر یہ حالت ہے۔ جیسے خاوند کے بغیر عورت کی +

راجہ دسرتھ نے سومنت کی باتیں سُنیں تو اور بھی تڑپ گئے۔ بیچینیوں نے آنکھ بند نہ رہنے دی۔ سومنت کے چہرے کی طرف ٹکٹکی بندھ گئی دل ہاتھ سے تھام کر بولے :-

ارے سومنت کیوں زخم پر زخم لگاتے ہو۔ تم بھی آئے تو جان ہی کے گاہک +

سومنت کو کچھ خبر نہ تھی کہ معاملہ کیا ہے وہ سہم گیا۔ کہ راجہ دسرتھ فرماتے کیا ہیں کہیں کوئی بات طبع نازک کے خلاف تو نہیں ہوئی۔ کوئی ناگوار کلمہ تو زبان سے نہیں نکل گیا۔ اُس نے بڑے ادب سے معافی مانگی اور عرض کی کہ

مہاراج عمر بھر میں آج آپ کی زبان سے نئے الفاظ سُنے۔ آج کیا قصور ہوا کہ مزاج مقدس برہم ہو گیا +

راجہ دسرتھ پہلے ہی سے بدحواس ہو رہے تھے سومنت کی آمد سے ایسے پریشان ہوئے دل میں ایسی الجھن پیدا ہوئی کہ آنکھوں کی پتلیاں پھر گئیں۔ راجہ کو بیہوش دیکھ کر کیکئی کو سومنت سے بات چیت کرنے کا موقع مل گیا۔ اُس نے وزیر باتدبیر سے کہا کہ رامچندر کی راج گدی کی خوشی اور انتظامات کی نگرانی میں مہاراج کو کوری آنکھوں سویرا ہو گیا۔ پلک سے پلک نہیں ملی۔ رتجگے سے اس وقت آنکھیں جھک آئی ہیں۔ ذرا دیر آرام کریں تو اچھا ہے نہ وہ کسی سے خفا ہیں نہ ناراض۔ فقط جگاہٹ کا کسل ہے۔ جبتک مہاراج کی آنکھ لگ رہی ہے تب تک تم جاؤ اور رامچندر جی کو لے آؤ +

سومنت۔ مجھے تعمیل ارشاد میں کچھ لیت و لعل نہیں ابھی جاتا ہوں اور

راجچندر جی کو ساتھ لے آتا ہوں۔ مگر مہارانی جی مَیں مہاراج کی اجازت کے بغیر بھی کوئی کام کیونکر کرسکتا ہوں۔ شاستر کا حکم ہے کہ راجہ کی موجودگی میں اگر اُس کی رانی یا راجکماری بھی کوئی حکم دیں تو ناجائز۔ ناقابل عمل ÷

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ راجہ دسرتھ نے کروٹ بدلی۔ کچھ ہوش ٹھکانے ہوئے۔ کراہ کر کہا کہ سومنت جاؤ جلدی سے راجچندر کو لے آؤ۔ دیر نہ ہو ÷

سومنت دل ہی دل میں خوش ہوا کہ کوئی قصور وخطا کی بات نہیں۔ رات بھر جاگنے سے کچھ مزاج میں الکساہٹ رہ گئی۔ ابھی اُٹھنے میں کچھ دیر معلوم ہوتی ہے۔ اسی سے راجچندر جی کی یاد ہوئی۔ مہارانی کیکئی کا کہنا ٹھیک تھا۔ اس کی شکنجے میں پھنسی ہوئی جان کا اندیشہ دُور ہوا۔ بڑی خوشی سے بہت اچھا جو حکم" کہکر لمبے ڈگ رکھتا ہو وہاں سے چلا۔ ایوان کی چوکھٹ لانگھی تو مہاراج بشسٹ سامنے تھے۔ اُن کے ادب سے وہیں ٹھٹک جانا پڑا۔ دیکھا کہ ایک خلقت جمع ہے۔ سب کی آنکھیں دردولت پر لگی ہیں کہ کب مہاراج برآمد ہوں اور کب راج گدی کی نذریں پیش کی جائیں ÷

سرگ ۱۵

راجہ دسرتھ کے حکم سے سومنت کی سری رامچندر جی کی طلبی کے واسطے روانگی وہاں کا نظارہ

سومنت سب شاہی تیاریاں چُھبتی نظر سے دیکھ رہا تھا کہ خلقت کا رولا ہوا امیر سے فقیر تک کی یہ صدا تھی۔ سومنت جی جلد پھر آگیا مہاراج کو اطلاع دیجئے۔ یا تو وہ راجچندر کو بلانے جاتا تھا یا سب کے کہنے سُننے سے پھر راجہ دسرتھ کی خدمت میں پہنچا۔ اور عرض کی کہ

مہاراج ساری خلقت کان کھائے جاتی ہے تمام امرا وعمائد درشن کے مشتاق ہیں۔ اقبال و دولت زیادہ۔ اب بیداری کا وقت ہے۔ آستان

بوستان بارگاہ منتظر قدمبوس ہیں +

راجہ دسرتھ جی آنکھیں بند کئے ہوئے فکر میں جان گھلا رہے تھے سومنت کی آواز کانوں میں پڑنے سے اُنہوں نے آنکھیں کھولیں تو بالکل سرخ۔ زبان سے فرمایا۔ سومنت جی مَیں نے رامچندر کو بلایا تھا اُنہیں تم کیوں نہ لائے۔ کیا ابھی سے میری بات ٹالنا شروع کر دی۔ مَیں سوتا نہیں جاگ رہا ہوں تمہیں رامچندر کو بلانا ہو تو جلدی بلاؤ +

سومنت کو نہایت خفت ہوئی محل سے نکلا تو تمام سامان جشن دیکھا جمع عام سے یہ کہتا ہُوا آگے چلا کہ مہاراج تشریف لاتے ہیں۔ کچھ دیر نہیں ہیری رامچندر جی کی یاد ہوئی ہے۔ مَیں بلانے جاتا ہوں۔ خلقت بہت تھی بھیڑ چھانٹتا سری رامچندر جی کے دائرہ دولت پر پہنچا۔ دیکھا تو عجیب ہی کیفیت عجیب ہی بہار تھی۔ دولتخانہ کی سجاوٹ سے چوتھی کی دلہن کا سنگار مات تھا اندرپوری کی رونق نثار ہو رہی تھی۔ در و دیوار پر نور برستا تھا۔ راجہ دسرتھ کی ڈیوڑھی پر جو ہجوم تھا اُس کا کیا ٹھکانا شانہ سے شانہ چھلتا تھا۔ سوئی اُچھالنے سے زمین پر نہ گرتی تھی جو لوگ وہاں سے اُکتائے اُنہوں نے سری رامچندر جی کے ایوان فلک نشان کی طرف رُخ کیا۔ دیکھتے دیکھتے سر ہی سر نظر آنے لگے تل رکھنے کی جگہ نہ رہی۔ سومنت بھیڑ کو چیرتے مجمع کو ہٹاتے بڑی مشکل سے رامچندر جی کی خدمت میں چلے تین ڈیوڑھیاں گزرتے گزرتے رتھ کے گھوڑوں کو دانتوں پسینہ آ گیا۔ جدھر سے آواز آتی تھی تو یہی کہ رامچندر جی کے راج تلک میں اب کیا دیر ہے۔ زبانیں مچل رہی تھیں ڈھیکارہ منائیں۔ جس وقت چوتھی ڈیوڑھی تک رسائی ہوئی۔ دیکھا کہ رامچندر جی سورج کی طرح رونق افروز ہیں اور عالم و فاضل برہمن حاشیہ نشین اچھے سے اچھے سرتاج سے سرتاج حکمران مؤدب کھڑے ہیں نذریں پیش کرنے کی خواہش ہے کوئی جواہرات پیش کرنے کا آرزومند ہے کوئی اور سوغات دینے کا خواہاں۔ سومنت نے اس وقت سری رامچندر جی کے ایوان معلے کی نفاست پر نظر کی تو اچنبے میں ہو گئے عمارت آسمان سے باتیں کرتی تھی۔ کوہ‌ِ ہمالیہ بلندی سے شرما رہا تھا۔ آسمان کے بارھوں بُرج زمین میں گڑے جاتے تھے کہ ہے ہم کو یہ زیب و زینت میسر نہ ہوئی +

سرگ ۱۶

سومنت کی سری رامچندر جی کی خدمت میں روانگی عوام کا جوش مسرت

سری رامچندر جی کے در دولت کی آج رونق اور تھی - دربان ہر قدم وردیاں پہنے ہوئے شہاب میں ڈوبے ہوئے نظر آتے تھے - بدن پر ہتھیار تھے اور ہاتھوں میں بید کی چھڑی - سومنت وزیر بے کھٹکے چلے جایا کرتے تھے نہ کسی سے پوچھنا نہ کسی سے خبر کرانا - آج سری رامچندر جی کو راج تلک ہونا تھا اس لحاظ سے اُنہوں نے ادب کو ملحوظ رکھا آگے قدم نہ بڑھایا کہ مبادا اخلاف مزاج ہو یا کسی کام میں معروف ہوں آداب شاہنشاہی سے ایک معتمد کی زبانی عرض کرا بھیجی کہ

خانہ زاد سومنت حاضر ہے - مہاراج کے حکم سے تکلیف دینے کی جرأت ہوئی +

رامچندر جی نے فوراً ہی سومنت کو طلب کیا وہ آیا دیکھا کہ سری رامچندر جی جانکی جی کے ساتھ تشریف فرما ہیں - جانکی جی کے ماتھے پر بیندی ہے اور رامچندر جی کے ماتھے پر سُرخ چندن کا تلک - یہ پیاری جُگل جوڑی اس طرح نگاہوں کو موہ رہی تھی جیسے چندرماں اور چترا (ماہ وسہا) جو ہیں سومنت آیا - رامچندر جی نے سر سری تعظیم دے کر کہا ادھر آئیے - کرسی دی گئی - سومنت بیٹھا اور یہ الفاظ ادب زبان پر آئے +

مہاراج آج مہارانی کوشلیا سے بڑھ کر تینوں لوک میں کوئی عورت خوش نصیب نہیں - نہ آپ ایسا بیدار بخت کوئی ہے - اُنہوں نے آپ ایسا فرزند ارجمند پایا آپ کو ایسی ماں کا سایۂ عاطفت ہاتھ آیا - پھر بھلا خوش نصیبی کی اور کیا حد ہو سکتی ہے ہمارے بڑے مہاراج کیکئی کے محلسرا میں رونق افروز ہیں - اور دونوں نے بہت جلد یاد کیا ہے +

گو سری رامچندر جی عالم الغیب اور واقف اسرار تھے مگر نہیں تجاہل عارفانہ سے بولے کہ سری جانکی جی دیکھو کیسا خوشی کا وقت ہے مہاراج کا اسوقت ماتا کیکئی کے

پاس جانا خاص مسرت کی خبر دیتا ہے۔ وہاں راج تلک کی باتیں چھڑی ہونگی اور مہارانی کیکئی چاہتی ہونگی اس وقت مجھے دیکھ کے آنکھیں ہری کریں۔ ماتا کیکئی راجہ کیکے کی بیٹی ہیں۔ ایسی ویسی نہیں بڑا اعلےٰ خاندان ہے۔ راجوں مہاراجوں میں جوان کے میکے والوں کی عزت ہے۔ وہ دوسری کی نہیں۔ یہی سبب ہے کہ وہ مجھے یاد فرماتی ہیں پتاجی بھی وہیں تشریف رکھتے ہیں۔ اس لئے مجھے اُمید ہے کہ ضرور میرے لئے کچھ بہتری کا مشورہ ٹھیرا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو سومنت جی کو تکلیف نہ دی جاتی۔ تم یہیں ٹھیرو میں ابھی پتاجی کے قدم چوم کر آیا۔ سیتاجی کا دل خوش ہو گیا۔ سوچیں کہ اب راج تلک میں لمحوں ہی کی کسر ہے۔ رامچندر جی کو دروازے تک پہنچا کر یوں گوہر افشاں ہوئیں کہ برگ بستر جو زیب تن ہے۔ ہرن کا سینگ جو ہاتھ میں ہے وہ آپ کو راج دلوائے۔ جبتک آپ اپنے سروپ کو پھر نہ دکھائینگے طبیعت کو چین نہ پڑیگا۔ سیتاجی یہ کہکر دیوی دیوتا منانے لگیں اور سری رامچندر جی سب برہمنوں کا اشیرباد لیتے "ہر طرف سے اقبال و دولت زیادہ" کا نعرہ سماعت فرماتے دولتسرا سے چلے دیکھا کہ تیسری ڈیوڑھی پر لکشمن جی آمد آمد کے منتظر ہیں فوراً شفقت برادرانہ سے پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور رتھ پر بٹھا کر راجہ دسرتھ کی پابوسی کو چلے سری رامچندر جی کالی گھٹا معلوم ہوتے تھے اور رتھ کے پہیوں کی آواز بادل کی گرج ہر طرف سے "جے بولو راجہ رامچندر کی جے" کا شور بلند ہو رہا تھا۔ دعائیں آکاش میں گونج رہی تھیں۔ رامچندر جی کا رتھ سب کے آگے تھا۔ پیچھے پیچھے ہاتھیوں گھوڑوں پیدلوں سواروں کا جلوس۔ ننگی تلواریں بجلی کی طرح چمک رہی تھیں۔ دھنش کی ٹنکاروں سے قوس فلک کا کلیجہ دہلتا تھا۔ بھاٹ تعریف اور خوشی کی نظمیں پڑھ پڑھ کر مست ہو رہے تھے طرح طرح کے باجوں کی موہنی آواز سامعین کو بیخود کرتی تھی جدھر سے سواری باد بہاری کی طرح گزری پھولوں کا مینہ برس گیا۔ عورتیں خوشی کے گانے الگ گاتی جاتی تھیں۔ چھوٹے بڑے کی زبان پر یہی کلمات تھے کہ راجہ دسرتھ دھنیہ ہیں مہارانی کوشلیا دھنیہ ہو۔ سُمترا کیکئی تم بھی دھنیہ ہو۔ جن کو ایشور نے ایسے بیٹے کا سکھ دیا اس موقع کی ایک ایک بات کا نظارہ پیش نظر کرنا قلم کا کام نہیں۔ یہ اُن آنکھوں اور کانوں کا کام ہے۔ جنہوں نے وہ نظارہ دیکھا۔ وہ آنند کا سماچار

سنا تھا۔ ہم قصد مختصر کرنے کے لئے مجمل سخن سے کام لیکر صرف اتنا کہنا مناسب سمجھتے ہیں کہ ادھر تو رامچندر جی خوش تھے کہ راج تلک ہوگا ادھر اہل زمانہ کو انتظار تھا کہ رامچندر راج سنگھاسن پر بیٹھیں اور ہم جشن منائیں۔ موجیں کریں بغلیں بجا جائیں۔ دان دیں خیرات کریں +

سرگ ۱۷

سری رامچندر جی کی راجہ دسرتھ کی خدمت میں تشریف بری

سری رامچندر جی کا رتھ آہستہ آہستہ جا رہا ہے۔ سوار اور پیادے بھیڑ چھانٹتے ہیں مگر راستہ نہیں ملتا۔ جشن عام کی تیاریاں دیکھ دیکھ کر سری رامچندر جی کا کلیجہ ہاتھوں بڑھ رہا ہے۔ سب حسب مراتب تعظیم و تکریم کا برتاؤ کرتے تشریف لئے جا رہے ہیں رعایا کی کلی کلی کھلی جاتی ہے۔ صورت دیکھ دیکھ کر باچھیں نکلی آتی ہیں والمیک جی موقع کا آنند بیان کرتے ہوئے اہل دُنیا سے خطاب کرتے ہیں کہ جو سری رامچندر جی ایسے دھرم کے سروپ سالکشات اشور چاروں برنوں کے پرورش کنندہ کل کائنات کے خالق و رازق۔ اُن کی جس نے یاد نہ کی۔ اُس کو جس نے اپنا پروردگار نہ سمجھا اُس کی زندگی پر تف ہے۔ اُس کی زیست زیست نہیں۔ موت سے بھی بدتر ہے۔ واہ وا کیا آنند ہے۔ بڑے بڑے راجے مہاراجے جا بجا کھڑے ہیں۔ سب کا سر نیاز خم ہے۔ جگہ جگہ فوجی سلامی ہوتی جاتی ہے۔ اہل اجودھیا رتھ کے پہیوں کی خاک ماتھے پر مل رہے ہیں۔ شاہی آداب کا جواب ملنے سے دل میں کچھ اور ہی جوش عقیدت پیدا ہوتا ہے +

کہاں تک ایک ایک بات لفظوں میں بیان کی جائے۔ حرفوں میں اظہار واقعی کی قدرت ہی نہیں خلاصہ یہ کہ سری رامچندر جی کا رتھ تین ڈیوڑھیوں سے گزر گیا۔ اب خود بدولت و اقبال رتھ سے اُترے ہمراہیوں کو وہیں ٹھیرنے کا ارشاد ہوا اور ذات مقدس نے تن تنہا راجہ دسرتھ کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا +

سرگ ۱۸

کیکئی کا سری رامچندر جی سے اظہار مدعا۔ اُن کا جوشِ سعادتمندی

سری رامچندر جی راجہ دسرتھ کی خدمت میں پہنچے دیکھا کہ چہرے پر ہوائیاں چھوٹ رہی ہیں منہ بالکل فق ہو رہا ہے اُنہوں نے جا کر قدموں پر سر رکھ دیا اور کیکئی کو ڈنڈوت کر کے راجہ سے عرض کی :-

"رام حاضر ہے"

راجہ دسرتھ نے لاکھ چاہا کہ آنکھیں پھاڑ کر اپنے پیارے رامچندر کو دیکھیں مگر آنسوؤں کا وہ جوش ہُوا کہ ضبط گریہ کے لئے آنکھیں بند کرلیں اور بدحواس ہوگئے۔ سری رامچندر جی یا تو خوش خوش آئے تھے یا دفعتہً یہ صورت حال دیکھ کر اُن کی جان اُڑ گئی کہ یہ رنگت کیا ہے۔ پاؤں پر سانپ کے چڑھ جانے سے انسان پر جو حالت طاری ہو جاتی ہے۔ اُسی حالت کا نمونہ پیش نظر ہو گیا۔ راجہ دسرتھ کے مزاج کی بدمزگی سے اُن کا دل کھٹکا سمجھ گئے کہ کوئی بات آپڑی ہے جس کے سبب فکر نے طبع نازک کو صدمہ پہنچایا ہے یا مجھی سے کوئی سزا سرزد ہوئی ہے ورنہ یہ خاموشی کیسی۔ قبل میں جب کسی پر عتاب ہوتا تھا یا کچھ کبیدگی خاطر تو میرے دیکھتے ہی طبیعت نہال ہو جاتی تھی۔ نہ غصے کا نام و نشان رہتا تھا نہ بدمزگی مزاج کے آثار۔ آج کیا ہے کہ آنکھ کھول کے بھی نہیں دیکھتے۔ ڈنڈوت بھی قبول نہیں ہوتی۔ اس فکر میں اُن کا دل نہایت ہی پریشان ہُوا۔ طبیعت میں از حد اُلجھن ہوئی۔ کیکئی جی سے بولے :-

ماتا جی! آج پتا جی خاموش کیوں ہیں۔ جس جوش محبت سے یاد ہوئی اُس کا نام و نشان نہیں۔ اتنی عمر میں آج پہلا وقت ہے۔ جب میں نے مہاراج کی یہ کیفیت دیکھی۔ ورنہ کیسے ہی غصے میں ہوں۔ رنج میں ہوں فکر میں ہوں۔ کبھی

میری حاضری پر اظہار خوشنودی کے سوا اور کچھ نہ کرتے تھے۔ ادھر صورت دیکھی اُدھر آنکھیں پھڑک اُٹھیں۔ سچ فرمائیگا کہ مجھی سے کوئی خطا سرزد ہوئی۔ بھرت اور شترہن کی مفارقت کا رنج تو نہیں۔ دور از حال دشمنوں کی طبیعت میں کچھ نقص تو واقع نہیں ہو گیا۔ اگر میری کچھ خطا ہو تو ابھی جان دے دوں۔ عذر نہ کروں۔ انسان کا چولا بڑی خوش قسمتی سے ملتا ہے۔ اس پیکر عنصری کو تمام طاقتیں حاصل ہیں۔ مٹی کا پتلا دل پر رکھے تو چاروں پدارتھ بلا منت غیرے حاصل کر لے۔ صرف اطاعت والدین کو وہ قدرت حاصل ہے کہ دوسرے کسی اور دھرم کو نصیب نہیں۔ وہ بیٹا ناخلف ہے ننگ قوم ہے بے دھرم ہے جو اپنے پتا کو دیوتا نہیں سمجھتا۔ جو والد کی نگاہ میں نہیں چلتا۔ جس کو اپنے ایسے سرچشمہ زندگی کی رضا جوئی منظور نہیں جو اپنے باپ کا تابع فرمان نہیں اُس کو نرک سے نجات ناممکن۔ ماتا جی۔ اس وقت تک پتا جی کی نظر عاطفت نہ ہوئی قصور معاف کیجیئگا۔ کہیں آپ نے تو کوئی بات مزاج اُقدس کے خلاف نہیں کہدی۔ جو بات ہو فرمائیے میرا دل گھبرا رہا ہے۔ مجھ سے دیکھا نہیں جاتا کہ میری آنکھوں کے سامنے طبع نازک ملول رہے ؞

کیکئی۔ بیٹا تم فکرمند نہ ہو دل چھوٹا نہ کرو۔ نہ کوئی روگ ہے نہ بیماری نہ فکر ہے نہ ملال۔ نہ میں نے کچھ کہا نہ کسی نے دل دکھایا۔ ایک وقت کچھ قول ہارا تھا۔ اُس کے نباہنے کو بغلیں جھانکنا پڑی ہیں۔ بس اور کچھ بات ہی نہیں پوچھو جب قول ہارنے بیٹھے تھے۔ تب ہی کیوں اونچ نیچ نہ سمجھ لی۔ اب پچھتانے سے حاصل خشکی میں ناؤ چلانے سے نتیجہ۔ یا قول پورا کریں یا زبان پلٹ دیں کوئی کر ہی کیا لیگا۔ پیارے رام تم خود ہی انصاف کرو ستبادی کی پہچان تو یہی ہے کہ جو کہے وہی کرکے دکھائے۔ قول و فعل میں فرق نہ ہو۔ مہاراج بڑے پکے سخن اور راست گو کہلاتے ہیں مگر بات کو نباہنے سے جی چُرانے کو ادھرم نہیں سمجھتے میں خیر خواہ ہوں۔ لوک پرلوک دونو جگہ میرا ساتھ رہیگا۔ اس لئے نہیں چاہتی کہ مہاراج کے دھرم میں فرق آئے۔ میں دانستہ کنوئیں میں گرنے نہ دونگی۔ اول تو مہاراج خود ہی دھرم سے نہ ہٹینگے۔ دوسرے جب تک میرے جسم میں جان ہے ادھرم

نہ کرنے دونگی۔ ابھی تک میں اکیلی تھی ایشور کا ہزار ہزار شکر کہ اب تم بھی آگئے اب میری جان میں جان آئی کہ مہاراج دھرم سے نہ ہٹ سکینگے۔ تمہارے سامنے زبان سے حرف انکار نہ نکل سکیگا +

رامچندر جی۔ ماتا آپ دھنیہ ہیں۔ بیشک پتاجی جو زبان دے چکے وہ پتھر کی لیک ہے۔ میں خوش ہوں کہ آپ کو دھرم کا اتنا لحاظ ہے مگر یہ فرمائیے کہ بات کیا ہے ذرا میں بھی تو سنوں۔ میرے لائق جو کام ہوگا میں اُس سے کبھی دریغ نہ کرونگا +

کیکئی۔ شاباش بیٹا شاباش۔ عمر دراز۔ اولاد ہو تو ایسی لخت جگر ہو تو تم ایسا سعادتمند۔ مگر پیارے میں تم سے کیا کہوں۔ مجھے خیال رہتا ہے کہ بات نہ جانے پائے۔ جو کہدوں وہ ہو ضرور +

رامچندر۔ آپ میری طرف سے اطمینان رکھیں۔ جس بات سے پتاجی کو انکار ہوگا وہ حتے الامکان میں پوری کرونگا۔ کبھی فرق نہ ہوگا +

کیکئی۔ پیارے تم ابھی بچے ہو۔ دیکھو مہاراج عمر بھر دھرم کرتے رہے کوئی بات آج تک دھرم کے خلاف نہ کی آج بڑھاپے میں نہ جانے کیا ہوگیا کہ قول سے پھرے جاتے ہیں۔ جب بڑے بوڑھوں کا یہ حال ہو۔ تب تم ایسے دودھ پیتے بچوں کا ٹھکانا۔ اسی سے کچھ کہنا نہیں چاہتی +

رامچندر جی۔ نہیں نہیں۔ آپ کو اپنے رام کی قسم فرمادیجئے کیا بات ہے +

کیکئی۔ اچھا کہتی ہوں مگر پہلے یہ قسم کھاؤ کہ جو بات تمہارے اختیار میں ہوگی اُس سے گریز تو نہ کروگے +

رامچندر۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کو میری زبان کا اعتبار نہیں قسم کھلاتی ہو۔ ابھی پتاجی فرمادیں تو پانی میں جان دے دوں جلتی آگ میں پھاند پڑوں میرے پتاجی اگر کچھ وعدہ کرچکے ہیں تو ضرور نباہینگے۔ ساتھ ہی میں قسم کھاتا ہوں کہ جو آپ کی خواہش ہوگی بلا تامل پوری کرونگا۔ فرق ہو تو گنہگار +

کیکئی۔ شاباش آفرین۔ لائق بیٹوں کو ایسی ہی سعادت چاہئے اچھا پیارے سنو۔ ایک مرتبہ دیوتاؤں اور راچھسوں کی لڑائی میں مہاراج سخت زخمی ہوئے

قریب تھا کہ راکشش خاک پر سلا دیں - میں نے اُس وقت جان پر کھیل کر جان بچائی - جس پر مہاراج نے دو بردان دئے۔ چنانچہ میں وہی پورے کرانا چاہتی ہوں ✣
رامچندر جی - آپ کیا خواہش رکھتے ہیں یہ بھی تو فرمائیے ✣
کیکئی - بس یہی کہ راج سنگھاسن بھرت کو ملے اور تم چودہ برس بن باس کرو بھرت لائق ہیں - ان کے عہد حکومت میں راج کی رونق اچھی رہیگی اطمینان رکھنا فقط اتنی سی بات ہے - جس کے لئے مہاراج دھرم کو طاق پر رکھے دیتے ہیں - تمہارا فرض ہے کہ ان کو ادھرم کے راستے سے ہٹاؤ ✣
کیکئی کے الفاظ وہ تھے جن میں چھریاں ہی چھریاں بھری تھیں دوسرا ہوتا تو نہ جانے کتنا برا مانتا مگر نہیں رامچندر مسکرا مسکرا کر سنتے رہے۔ چہرے پر ذرا میل نہ تھا - راجہ دسرتھ سب سُن رہے تھے - اُن کے دل پر گھن کی چوٹیں پڑ رہی تھیں - بولنا چاہتے تھے مگر منہ سے آواز نہ نکلتی تھی - ضعف گلا پکڑے ہوئے تھا ✣

سرگ ۱۹

سری رامچندر جی کا کیکئی کی رضا جوئی کے خیال سے صحرا نوردی کا تہیہ۔ جشن تاجپوشی کی برہمی کوشلیا جی کی خدمت میں روانگی

سری رامچندر جی نے کیکئی کی باتوں کو اس انداز سے سُنا گویا کچھ بات نہ تھی اُن کے دانت نکل آئے بتیسی کھل گئی اور زبان سے فرمایا :-
بس ماتا جی اتنے کے لئے یہ بکھیڑا - اب آپ کے فرمانے کی ضرورت نہیں آپ اطمینان رکھیں - سمجھ لیں کہ بن کی تیاری ہو گئی مگر مجھے آج عجیب حیرت ہے یا تو ہر فکر ہر اندیشہ ہر کاہش تردد کے موقع پر پتا جی مجھے دیکھ کر خوش ہو جاتے تھے - آج کیا ہو گیا کہ آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے - سر جھکا ہوا ہے زبان خاموش ہے مہر سکوت کی وجہ معلوم نہیں ہوتی - ماتا جی آپ کا جو حکم ہو چکا وہ اب اسٹمپ ہے رامچندر کی زندگی پر

تین حرف - اگر فوراً تعمیل ارشاد نہ کرے - خواہ پتاجی مانع ہوں یا رنج ہوں - سدراہ ہوں لیکن آپ ایسی ماتا کے حکم کو میں ان کے ارشاد سے زیادہ واجب التعظیم سمجھونگا میری اطاعتگزاری میں مجھے بھی دھرم کی برکتیں حاصل ہونگی آپ اور پتاجی بھی اپنے اپنے دھرم سے مطمئن اور سبکدوش ہونگے - اس وقت مجھے خیال ہے تو اس بات کا کہ پتاجی کی آنکھوں سے آنسو کیوں بہ رہے ہیں آپ سمجھائیں کہ رامچندر قول پورا کرنے کو حاضر ہے - افسوس کہ بھرت جی یہاں نہیں ہیں ورنہ میں اپنے ہاتھ سے اُن کے سر پر تاج رکھ دیتا - خواہ پتا ناراض بھی ہوتے - آپ جلد اُن کو بلائیں سب راج پاٹ اُن کا ہے - مجھے کچھ واسطہ نہیں - مجھے اب اپنے قدموں سے رخصت سمجھئے - اگر میں نے آپ سی ماتا کی رضاجوئی نہ کی تو جنم اکارتھ +

کیکئی یا تو روٹھی بیٹھی تھی رہ رہ کر راجہ دسرتھ پر غصہ آتا تھا ہٹ پر ہٹ کرتی تھی یا اب نہال ہو گئی - رامچندر کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا - شاباشی دی کہا بیٹا تو پھر دیر نہ کرو - مہاراج کے چرن چھوؤ اور بن کی سیر کراؤ - تمہاری لیاقت سے میں بہت خوش ہوئی - ساعت اچھی صورت بھی اچھی ہے - پردیس جانے کے لئے اس سے اچھا موقع مشکل سے ملیگا - اور بادھا ہو جائیگی - اگر تم چاہو کہ مہاراج اپنے منہ سے بن یا کہدیں یہ کبھی شدنی نہیں - اسی سے منہ میں گھنگھنیاں بھرے پڑے ہیں اور جس وقت تک تم یہاں ہو تب تک بھٹ بن کرتے رہینگے - ابھی یہی نخرہ ہے کہ نہ کھائینگے نہ پیئینگے - یہ کیوں اس لئے کہ تم موجود ہو - تم سعادتمند ہو اس سے بس بہتر یہی ہے کہ آنکھوں سے اوٹ ہو جاؤ - اسپ صبا رفتار پر آسن جماؤ دور گھوڑا اڑاتے اہل دنیا پر ثابت کردو کہ سعادتمند ایسے ہوتے ہیں +

سری رامچندر جی - ماتا جی آپ کو جس قدر عجلت منظور ہے میں اُس سے پیشتر روانگی کے لئے کمربستہ ہوں - دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے - سورج پورب سے پچھم میں طلوع ہو مگر آپ کا رام پتاجی کا برن پورا کریگا - آپ کی مرضی کو پتاجی کی خواہش پر بھی ترجیح دے گا - پتاجی کے حکم کی مجھے کوئی ضرورت نہیں صرف آپ کا فرمانا ہی میرے لئے بہت ہے - صرف اتنا چاہتا ہوں کہ پتاجی ایک نظر دیکھ لیں - آپ مطلق خیال نہ کریں کہ رام بات کا دھنی نہیں - میں جس حیثیت سے آیا ہوں - وہ مستہ

سے بول رہی ہے کہ رام آپکے قدم دیکھنے نہیں آیا بلکہ بن کے لئے رخصت حاصل کرنے کو۔میرے قدم تو اُسی جگہ سے بن کا راستہ لیتے۔مگر فرض ہے کہ ماتا کوشلیا کے بھی قدم چھُولوں کیونکہ آپ کی طرح اُن کو بھی مجھ پر حق حاصل ہے۔ایسا نہ ہو کہ مَیں یہیں سے چل کھڑا ہوں اور وہ شاکی ہوں کہ ماتا کیکئی کو تو ماتا سمجھا اور میری ممتا کا کچھ خیال نہ کیا۔ذرا آپ کی بہو کو بھی ڈھارس دینا ہے کہ گھبرائے نہیں چودہ برس پل مارتے کٹ جائینگے۔آپ سب کی اطاعتگزاری اور فرمانبرداری سے جی بہلانے میں اتنے دن گزار دینا کوئی بڑی بات نہیں اچھا تو مَیں قدم چھُوتا ہوں اشیرباد دیجئے +

رام چندر جی نے یہ کہکر جوہیں مہاراج کے قدموں پر سر رکھ کر یہ الفاظ کہے کہ

پتاجی آپ کا پرن پورا ہوگیا۔مَیں چودہ برس کے بعد پھر انہیں قدموں کے درشن کرونگا۔آپ سا خوش نصیب دنیا میں کون ہوگا جس کی پرتگیا میں کبھی فرق نہ آیا۔میرے اہو بھاگ زہے نصیب کہ کاشانۂ دولت کی خاک پر لوٹ لوٹ کر آج اس لائق ہُوا کہ ماتا کیکئی مجھے یہ شرف عطا فرماتی ہیں +

راجہ دسرتھ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔آنسوؤں کا ایک سیلاب تھا جو روکے نہ رکتا تھا۔سری رامچندر جی ماتھے سے تلوے سہلا کر اور کیکئی کے چرنوں پہ سر جھکا کر وہاں سے رخصت ہوئے۔راجہ دسرتھ کی دردناک چیخیں دور تک آتی رہیں۔محل میں سرگوشیاں ہونے لگیں کہ صورت معاملہ یہ ہے۔لکشمن جی منتظر تھے۔ان کو بھی پل پل کی خبر لگ رہی تھی۔جوہیں رامچندر جی کی صورت دیکھی رو پڑے۔قدموں سے لپٹ گئے۔رامچندر جی نے چھاتی سے لگایا۔آنسو پونچھے اور ہاتھ میں ہاتھ لیکر کوشلیا جی کے رنواس کی طرف رُخ کیا +

اس وقت سری رامچندر جی کے تیور حالانکہ وہی تھے مگر نہیں پھر بھی فرق تھا۔فرق بھی وہ جو چاند کے گہنانے سے نہیں بلکہ بدلی کے چھپ جانے سے پیش نظر ہوتا ہے۔عام نگاہوں میں یہ فرق محسوس ضرور ہوتا تھا۔لیکن ضمیر صادق سمجھ رہے تھے کہ کیا بات ہے۔سری رامچندر جی کے برآمد ہوتے ہی

چتر بردار چتر لیکر دوڑا۔ آپ نے فوراً روکا اور کہا بن باسیوں کو شاہی ٹھاٹھ باٹ سے کیا کام۔ اسی کے ساتھ اشارہ ہُوا سب سامان تاجپوشی ملتوی کئے جائیں ہر ایک کے لئے حکم ہُوا کہ گھروں میں چین کریں۔ جشن موقوف ہے۔ یہ کہتے ہوئے کوشلیا کے رنواس میں تشریف لے گئے۔ لکشمن کو فرمایش ہوئی کہ آنسو نہ ڈالو حرارت کا موقع نہیں۔ فضولیات کی ضرورت کیا۔ لکشمن جی اطاعتگزار تھے جوش غضب کو روکا۔ رومال سے آنسو پونچھے اور سری رامچندر جی ہنستے مسکراتے کوشلیا کے قدمبوس ہوئے +

سرگ ۲۰

سری رامچندر جی کی کوشلیا کے پاس آمد۔ کوشلیا جی کی گریہ وزاری

جس وقت سری رامچندر جی کیکئی کے کوپ بھون سے برآمد ہوئے تمام رنواس میں کہرام مچ گیا۔ ہر آنکھ سے آنسو اُمنڈ رہے تھے۔ ہر ایک کا کلیجہ تڑپ رہا تھا۔ ہر زبان پر یہی الفاظ تھے کہ

ہے راجہ دسرتھ ایسے دھرماتما ایسے پابند وضع شرم نہ آئی کہ اتنا ڈھنڈھورا پٹوا کر بھی رنگ میں بھنگ کر دیا۔ رامچندر ایسا لائق ہونہار۔ شائستہ فرمانبردار بہمہ صفت موصوف اور ہردلعزیز بیٹا ایشور سب کو دے۔ ایسے بیٹے کے ساتھ یہ بدسلوکی اور وہ کیکئی کے پاس خاطر سے۔ افسوس مہاراج کا خون کیسا سفید ہوگیا آنکھوں کا پانی کس طرح مر گیا۔ کہ نہ محبت نہ مروت نہ چار آنکھوں کی شرم۔ راجہ دسرتھ کی حالت یوں ہی غیر تھی۔ ہر طرف سے شور و بکا کی آواز سنکر اُن کو زندگی اور بھی حرام ہوگئی۔ وہ مناتے تھے کہ گھڑی بھر کی اور زندگی ہو تو اسی وقت دم نکل جائے چیخ چیخ کر رونا چاہتے تھے۔ اُٹھ اُٹھ کر سر دُھننے کی جرأت ہوئی تھی۔ مگر نہ اُٹھا جاتا تھا نہ منہ سے آواز نکلتی تھی۔ نہ کسی سے کہا

کی کہ سکتے تھے۔ رشتنے کی موافقت تھی +

ادھر رامچندر جی نے جشن تاجپوشی کا انتظام موقوف کرکے ماتا کوشلیا کے رنواس میں قدم رکھا تو مہارانی کو بڑے آنند میں پایا۔ برہمن وید پاٹھ کر رہے تھے ہون ہو رہا تھا۔ ذات سے فرائض پرستش میں مصروف تھی زبان پر دعائیں تھیں کہ رامچندر کی عمر دراز ہو۔ اکھنڈ راج ہو۔ اقبال کا آفتاب روئے زمین پر نور برسائے۔ برق شمشیر کے سامنے کسی کی آنکھ نہ ٹھیرے رامچندر جی پہنچتے ہی جے جے کار کا شور بلند ہو گیا۔ ہر طرف سے مبارک سلامت کی آواز آنے لگی کوشلیا نے صورت دیکھی تو منہ میں شادے سے چھٹک گئے۔ انار کے دانوں نے جوش خوشی کا اظہار کیا۔ پوجا سے فراغت پاکر رامچندر جی کو کلیجے سے لگانے کے لئے اس طرح لپکیں جس طرح گائے بچھڑے کے جوش محبت سے بیقرار ہو کر دوڑتی ہے وہ آئیں سر پر ہاتھ پھیرا اور بولیں +

جگر پیوند! تمہارے بزرگ بڑے نامور اور پرتاپی گزرے ہیں میری دعا ہے کہ تم سب کے فخر اور کل قوم کے سرتاج کہلاؤ۔ تمہیں بھی کل سے برت رکھے ہوں اور تم بھی نہا رہے ہو آؤ کچھ پرشاد چکھ لو۔ یہ آسن بچھا ہے۔ بیٹھو میں کچھ پانی پلانے کے لئے ابھی لاتی +

سری رامچندر جی جس غرض سے تشریف لائے تھے اُس کا دہرانا فضول ہے۔ اب اُن کو یہ خلجان ہُوا کہ کس طرح ماتا کوشلیا سے بن باس کا ذکر کریں۔ اُنہوں نے آسن کو ہاتھ لگا کر کہا کہ

ماتا جی! میں اس آسن پر بیٹھنے کے لائق نہیں۔ میرا آسن آج سے اور ہے مہاراج نے مجھ پر بڑی مہربانی کی ماتا کیکئی کا شکریہ کس زبان سے ادا کروں انہوں نے وہ شرف عطا کیا ہے کہ آپ سُنکر زیادہ خوش ہونگی۔ شہروں میں آبادی کم ہوتی ہے۔ اس لئے یہاں کا راج تو بھرت کے نامزد ہُوا جنگلوں کی وسعت بہت ہوتی ہے۔ اس لئے میری بزرگی کے لحاظ سے مجھے وہاں کی بادشاہت عطا ہوئی۔ چونکہ ساعت سعید ہے۔ مہورت عمدہ۔ اس لئے میں آپ سے رخصت مانگنے حاضر ہُوا ہوں۔ اجازت دیجئے کہ میں نیا دانہ پانی کروں۔ آج سے جنگل کے

کند مول پھل ہونگے اور مَیں۔ پہاڑوں کے جھرنوں کا پانی ہوگا۔ اور میری پیاس حرف چودہ برس کا معاملہ ہے۔ آپ اتنے دنوں صبر کریں پھر یہی قدم ہونگے اور مَیں۔ بیشک آپ کو آپ کی بہو کو اور لکشمن جی کو جدائی بہت شاق ہوگی مگر چند روز کے واسطے طبیعت پریشان کرنا محض بے فائدہ ہے۔ ذرا سا صبر غم غلط کرتا رہے گا +

کوشلیا جی نے جو نہیں یہ تڑپا دینے والے الفاظ سُنے اس طرح زمین پر گر پڑیں جس طرح کوئی کیلے کو کاٹ کر زمین پر پھینک دے اُس کو غش آگیا پتلیاں نیچے اوپر ہونے لگیں۔ رامچندر جی نے جھپٹ کر اٹھا لیا۔ بدن کی گرد ہاتھ سے پونچھی۔ لخلخہ سنگھایا۔ کیوڑا گلاب چہرہ کا۔ تھوڑی دیر میں اُن کو ہوش آیا تو زبان سے یہ الفاظ نکلتے سُنائی دئے +

پیارے رامچندر! بیٹے کی پیدائش کے وقت ماں کو جو تکلیف ہوتی ہے وہ اُسی کا دل جانتا ہے۔ مجھے تمہاری ولادت کے دردزہ کی جو تکلیف محسوس نہ ہوئی تھی۔ اس سے سوگنی تکلیف زیادہ۔ مجھے تمہارے ان لفظوں نے دی۔ ہائے ری دُنیا اور اس کی مکاریاں۔ بانجھ عورتوں کی زندگی لاولدی کے غم میں حرام رہتی ہے۔ جس کو ایشور اولاد دیتا ہے اُس کو اس طرح کی مصیبتیں جس کے دو چار بیٹے ہوں اُس کو خیر چھاتی پر پتھر رکھ لینے سے صبر ہوتا ہے کہ چلو دوسرا بیٹا تو دل بہلانے کو موجود ہے۔ مَیں بدنصیب کیا کروں۔ کیونکر زندگی قائم رکھ سکونگی۔ جس کو صرف تمہارے ہی دم سے زندگی کی آس ہے۔ تمام عمر اولاد کے غم میں بسر ہوئی۔ زندگی طرح طرح کے رنج والم میں کٹی۔ اب دیوی دیوتاؤں کو مناتے مناتے تمہاری بدولت کچھ سکھ ملا تھا۔ وہ بھی اس وقت خواب و خیال ہو گیا۔ لخت جگر جب سے میری شادی ہوئی۔ مجھ پر جو گزری کیا کہوں۔ مہاراج کبھی سیدھے منہ نہ بولے۔ ہر وقت ٹیڑھے ہی رہے۔ پہلے بے اولادی کا کلنک لگا۔ مہاراج نے اور شادیاں کیں۔ جور نو اس میں آئی۔ اُس نے یہی رونا رویا کہ کوشلیا کا سایہ پڑنے سے اولاد نہ ہوئی۔ ہر معاملے میں یہی مضمون صادق تھا +

عدو مدام عداوت سے کام لیتے ہیں
قصور کوئی کرے میرا نام لیتے ہیں

پہلے میرے خطابات نہ جانے کیا کیا تھے۔ جو جس کی زبان پر آتا تھا کہدیا کرتا تھا۔ جب سے تمہارا منہ دیکھنا نصیب ہُوا۔ تب سے سب باتیں گئیں لوگ بانجھ سے ستی کہنے لگے۔ مَیں جان گئی کہ میری سرنوشت میں راحت و عشرت نہیں۔ زندگی کا مآل ہی یہ ہے کہ کبھی رنج و غم سے نجات نہ ہو تم خود جانتے ہو کہ اب بھی مَیں مہاراج کی نظر سے گری ہی ہوں۔ جو خاطر ہے وہ کیکئی کی۔ مگر مجھے اب پرواہ نہ تھی۔ تمہارا ایسا لائق اور فرمانبردار بیٹا ایشور نے دیدیا تھا +

اب تم مجھے چھوڑ جاؤ گے تو میری زندگی کی صورت ہے ضرور جسم سے جان نکالنا پڑے گی۔ کیکئی جس طرح چاہیگی مٹی خراب کریگی۔ لونڈیوں سے بدتر سمجھیگی۔ راجہ بھی اُسی کے اشارے میں چلیں گے۔ میرا کوئی بھی پرسان حال نہ ہوگا۔ پیارے رامچندر جو دنیا میں صاحب اولاد ہو۔ صاحب مال و دولت ہو اُسی کی سب قدر و منزلت کرتے ہیں۔ بے اولاد اور نادار کو کوئی نہیں پوچھتا کہ کس کھیت کی مولی ہے۔ بس جب تم بن میں جاؤ گے۔ سب راج پاٹ پرائے قبضے میں چلا جائیگا تو میری کیا کچھ درد شانہ ہو گی۔ کیکئی تو اُٹھتے بیٹھتے کلیجے میں نشتر چبھویا کرے گی۔ ایک دو دن ہوتے تو خیر پتھر کا کلیجہ کر لیتی۔ یہ چودہ برس کیسے بسر ہونگے +

ہائے ری قسمت ایسی پھوٹی تقدیر میرے سوا اور کس کی ہو گی کہ کہاں تو راج تلک کی خوشی۔ کہاں یہ جلاوطنی کا صدمہ۔ اُف! مقدر تجھ سے ایشور سمجھے بڑا دھوکا دیا۔ ہائے یہ بڑھاپا کلیجے کے ٹکڑے کی یہ جدائی۔ کیکئی کا یہ سوتیا ڈاہ۔ چودہ برس کا یہ فاصلہ۔ او بے حیا زندگی جان چھوڑ دے۔ بس معاف کر۔ مَیں تیری رفاقت سے باز آئی۔ او روح جسم سے نکل جا۔ اے جان اب پنڈ چھوڑ دے۔ تیری بے غیرتی کا خوب پھل پایا +

افسوس ساری عمر بھر کی پوجا پاٹھ اکارتھ ہو گئی۔ دان پُن مٹی میں مل گئے او بسیجے ٹکڑے ٹکڑے اُڑ جا۔ او! قالب پسلیاں توڑ کر باہر نکل۔ دریا کے

سیلاب سے زمین شق ہو جاتی ہے۔ بجلی سے طبقہ خاک کے پرخچے اُڑ جاتے ہیں۔ اے قلب! اے جگر! اُف ری تمہاری مضبوطی۔ آنکھوں کے طوفان اور طبیعت کی بیقراری کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ اے رامچندر! میں وہ بدنصیب ہوں کہ زمین بھی جگہ نہیں دیتی۔ نرک کی آگ کیوں قبول کرنے لگی۔ آہ کیا کروں۔ اور سر پنجر ہیں تخریزی سے شاید کچھ نتیجہ مل سکتا۔ مگر بدقسمتی نے زندگی بھر کا کیا خاک میں ملا دیا۔ بس معلوم ہو گیا کہ زندگی کے دن پورے ہو گئے۔ بغیر جان دئے مفر نہیں۔ زندگی چاہتے ہو تو ساتھ لے چلو۔ یہاں میں کس کو دیکھ کر جیونگی۔ میرے تو چھتر سید ھے ہو جائینگے۔ جان نکلیگی تو پھڑک پھڑک کر۔ یہ کہکر کوشلیا نے دونو ہاتھوں سے منہ پیٹ لیا اور چلا چلا کر رونے لگیں +

سرگ ۲۱

لکشمن جی کا جوش غضب۔ کوشلیا جی کی بیقراری۔ سری رامچندر جی کا عزم مستقل

مہارانی کوشلیا کے غمناک بین سُنکر لکشمن جی کا دل بھر آیا۔ رامچندر جی تو ضبط سے کام لے رہے تھے۔ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ ان کو صحرانوردی سے نام کو بھی ملال ہے۔ مگر لکشمن جی کے دل پر سخت چوٹ تھی۔ وہ آگر کوشلیا جی کے قدموں پر گر پڑے اور بولے :-

ماتا جی! صرف آپکے اشارے کا انتظار تھا۔ آپ کی مرضی ہو تو کس کی مجال ہے کہ بھائی صاحب کو کوئی بن میں بھیج سکے۔ میں کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ عاقبت خراب ہو گی یا لوگ بے سعادتی کا الزام لگائینگے۔ اگر پتا جی کا بھی یہی منشاء ہو تو میں نظر انداز کرنے کو خلاف ادب نہ خیال کرونگا۔ میں شاستر جانتا ہوں۔ شاستر کاروں نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اگر کسی کا باپ خواہشات نفسانی سے اندھا ہو کر عورت کا رضا جو ہو تو اُس کی بات کا کچھ اعتبار نہیں۔ ہمارے پتا جی بھی اُسی زن

مریدی سے تریاچرتر کے سبز باغ میں پھنس گئے ہیں۔ پس ان کی بات کا سر پیر ہی کیا۔ اس کو بھی جانے دیجئے اب اُن کا سن بھی ودھ ہے۔ جس میں عقل و حواس ٹھکانے نہیں رہتے۔ بڑھاپے اور بچپن میں کچھ فرق نہیں رہتا۔ اس عمر میں بچے اور بوڑھے کی باتیں ایک سی ہو جاتی ہیں۔ اس لئے میں خیال کرتا ہوں کہ پتاجی کی عقل سٹھیا گئی اُن کے قول و فعل کا کچھ اعتبار نہیں ✤

جس شخص کو دھرم سے لگاؤ نہیں جو والدین کا فرمانبردار اطاعتگزار نہیں جس میں راستی و صداقت کا نام نہیں جو ہوائے نفسانی سے مغلوب ہے اُس کو راج دینا ضرور ادھرم ہے۔ ہمارے برادر معظم تمام نقصوں سے پاک ہیں کوئی کسی بات پر حرف نہیں رکھ سکتا۔ عام نگاہوں میں جو دیوتا سمجھا جائے جس کو خاص و عام دنیا کا سرتاج سمجھیں اُسی کو ہمارے پتاجی تخت حکومت سے محروم اور روانۂ صحرا کر کے دھرم کو کلنک اور رگھوبنس کی نیک نامی کو داغ لگائیں۔ یہ مجھے کبھی گوارا نہیں۔ پتاجی راج پیٹ سے لیکر پیدا نہیں ہوئے۔ یہ ہمارے بزرگوں کی کمائی ہے۔ اس کے حقدار اس وقت سری رامچندر ہی ہیں۔ اور کوئی نہیں اگر پتاجی حق رسانی سے معذور ہیں تو باشد۔ شاستر کے رو سے میں سری رامچندر جی سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ بے تکلف پتاجی کو قتل کر دیں اگر کوئی الزام رکھے تو میں ذمہ دار ہی نہیں۔ بلکہ ہر وقت میرے تیر و کمان ان لوگوں کا سر کچلتے رہینگے جن کو ذرا بھی سرتابی کی جرأت ہو گی۔ مجال کیا جو کوئی منہ سے خلاف حرف نکال سکے یا کچھ چوں و چرا کرے ✤

میرے سامنے آپکے اقبال سے کوئی آنکھ اُٹھا نہیں سکتا۔ سامنا کرے تو اُسی وقت منہ کی کھائے جس کی زبان سے نکلے کہ رامچندر تاج جہانبانی کے لائق نہیں۔ اُس کا گلا گھونٹ دوں۔ کلہ چیر ڈالوں۔ یہ کیا تمام دنیا بھی ایک طرف ہو جائے تو بے مارے نہ چھوڑوں۔ اے بھائی صاحب رامچندر جی آپ کی سدھائی سے ساری خرابیاں ہیں۔ آپ ذرا کڑے پڑ جائیں تو دیکھوں بن میں بھیجنے کے دے کس کے منہ میں دانت ہیں میں ابھی زبان تیر سے چھید دوں تیر کی گانسی حلق ہی میں ہو۔ پتاجی صرف کیکئی کے پاس خاطر سے خون سفید

کرتے ہیں۔ تو بس ادب و لحاظ کو ڈالئے چولھے بھاڑ میں۔ چاہے قید میں جھونکئے۔ چاہے شربت مرگ پلائیے۔ آپ پر کوئی اُنگلی نہیں اُٹھا سکتا۔ لکشمن جی کا یہ جوش غضب کسی بے ادبی کے خیال سے نہ تھا۔ بلکہ اہل دُنیا کو راہ راست دکھانے کے لئے وہ ادھرم کو دھرم بنانا چاہتے تھے۔ بات میں بات پیدا کر کے سب کو سبق دیتے تھے کہ حالانکہ شاستر کی اجازت یہ ہے۔ اُن کو ہر بات کا اختیار حاصل تھا۔ مگر نہیں پھر ایک سعادت کا اصول ایسا تھا جس کے آگے سر جھکانا ہر انسان پر فرض ہے۔ لکشمن جی کی آتش غضب بدستور شعلہ زن تھی وہ کہتے تھے کہ پتا جی کی بساط اور کائنات ہی کیا ہے۔ میرے اور سری رامچندر کے ہوتے اُن پر یہی مثل صادق آتی ہے

دریا میں رہیں کریں مگر مچھ سے بیر

بھرت میں دم ہی کیا ہے جو راج سنگھاسن پر قدم رکھ سکیں میں کسی کا مخالف نہیں۔ پتا جی میرے پرمیشور۔ بھرت جی میرے بھائی کیکئی جی میری ماتا مجھے اُن کے خلاف کہنے کی جرأت نہیں۔ لیکن جب دھرم کے خلاف معاملات پیش آئیں تو میں بھی اپنے دھرم سے دست بردار نہیں ہو سکتا۔ خواہ اس میں کچھ ہو۔ ماتا کوشلیا یہی بہتا ہیں۔ ان کو ناگوار ہُوا ہو گا کہ لکشمن کل کا چھوکرا چھوٹے منہ سے بڑی بات کرتا ہے۔ مہاراج کی شان میں ایسی گستاخیاں۔ منہ میں لگام ہی نہیں مگر ماتا جی یقین رکھیں میں دھرم کی راہ سے قدم نہیں ہٹاتا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر بھائی صاحب ذرا بھی زبان ہلا دیں تو سمندر میں پھاند پڑوں۔ آگ کے الاؤ میں جل جاؤں۔ میرا نفس مطلب صرف یہ ہے کہ اگر بھائی صاحب بن باس اختیار کرینگے تو مجھے بھی اجودھیا سے کچھ واسطہ نہ رہیگا۔ بس اُسی وقت اپنی زندگی کو زندگی سمجھونگا جب قدموں کی رفاقت نصیب رہیگی۔ مجھے ایک دم کی جدائی گوارا نہیں۔ ماتا جی آپ کی ذرا بھی جنبش نظر ہو جائے تو میں سارا جھنجھٹ ابھی دور کر دوں۔ فساد کی جڑ اُکھاڑ دکھا دوں کہ آپ کے ذرا سے اشارے میں کیا قدرت ہے۔ جس طرح سورج کی روشنی سے تمام جہان کی تاریکی کافور ہو جاتی ہے اسی طرح سارا غم ابھی کالعدم ہو جائے۔ نہ راجہ دسرتھ ہوں نہ کیکئی اور نہ بھرت۔ کیسا بابر وان کیسی پابندی قول کیسی بن باس کیسی جلا وطنی +

کوشلیا جی روتی ہوئی بولیں لچھمن تمہارا غصہ ٹھیک ہے مگر طبیعت کو روکو رامچندر تمہارے بھائی ہیں۔ اُن کی رضا کے بغیر تمہیں کوئی بات کرنا مناسب نہیں تم مہاراج کو متہم نہ کرو۔ جہانتک میں سمجھتی ہوں اُنہوں نے کبھی رام کا بن باس منظور نہ کیا ہوگا۔ سارا لبس کیکئی کا بویا ہوا ہے۔ پیارے رامچندر اگر مہاراج نے جلاوطنی تجویز کی ہے تو میرا منہ نہیں کہ کوئی حرف نکالوں وہ خواہ خوش ہوں یا ناخوش بہرحال میرے پرمیشور ہیں۔ اب رہی کیکئی اگر اُس نے بن باس کی تجویز پسند کی ہے تو بس مارو گولی۔ تم میرے بیٹے ہو کیکئی نے پیٹ سے پیدا نہیں کیا۔ بس تمہارا فرض ہے کہ میرا کہنا مانو میرے اشارے پر چلو۔ شوق سے یہیں رہو میرا کلیجہ ٹھنڈا کرو تمہارا کوئی کچھ نہیں کرسکتا۔ تمہیں کچھ تکلیف ہو تو میں ایک نظیر سناتی ہوں +

برہما کے بیٹوں نے پتا کے حکم سے تپسیا اور تیرتھ کا عزم کیا اور سب تو چلے گئے صرف کشیپ رہ گیا اُس نے برہما جی کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ وجہ یہ تھی کہ اُس نے اپنی ماتا کی خدمتگزاری کو اپنے لئے سرمایۂ سعادت سمجھا تھا کشیپ نے ماتا کی خوب خدمت کی اُس کا پھل یہ ملا کہ برہم لوک میں زندگی جاوید پائی۔ وہ اعزاز ملاجو اور بھائیوں کو نصیب نہ ہوا۔ یہ نظیر اس بات کے لئے کافی ہے کہ باپ کے مقابلے میں ماں کے حقوق زیادہ ہیں۔ باپ کی خدمت سے ماں کی خدمت زیادہ عظمت کا باعث ہے دھرم شاستر بھی پتا سے ماتا کے حقوق دس گناہ زیادہ حوالہ قلم کرتا ہے۔ پس لے رامچندر۔ اب سوچو کہ میرا حق زیادہ ہے یا مہاراج کا۔ اگر دھرم کا نباہ پیش نظر ہے تو بس میرے حکم پر چلو۔ بن کا خیال چھوڑ دو۔ بالفرض صحرا نوردی ہی منظور ہو تو خیر کچھ مضائقہ نہیں۔ شوق سے جاؤ مگر میں ساتھ چلونگی۔ اکیلے نہ جانے دونگی تمہارے بغیر میری زندگی محال ہے۔ اگر تم چھوڑ گئے اور میری جان پر گزری تو تم کو مفت کی ہتیا ہوگی۔ مجھے بن میں نے چلنے سے ہچکچانا محض فضول ہے۔ میں دنیا کی نعمتوں سے خوب سیر ہو چکی کسی چیز کی ہوس نہیں تم بن میں پھل کھانا میں گھاس پھوس کو چھپن بھوگ سمجھونگی۔ میں نے سمجھ لو کہ دانا پانی چھوڑ دیا اب زندگی کی کوئی سبیل نہیں۔ میری جان جانے سے سچ کہتی ہوں کہ تمہیں نرک بھوگنا پڑیگا میری روح وہاں بھی چین سے نہ رہ سکیگی +

کوشلیا جی کی گریہ وزاری دیکھی نہ جاتی تھی۔ رامچندر جی عجب مخمصے میں تھے کہ
کیونکر سمجھائیں کس طرح اپنا دل اُن کے دل میں ڈالدیں سوچتے سوچتے بولے کہ
ماتا جی مجھے آپ کی رضا ہر طرح سے منظور ہے مگر سوچئے تو پتا جی کے حکم سے
روگردانی بھی گناہ عظیم میں داخل ہے۔ آپنے کنڈورشی کا ذکر سنا ہوگا۔ اُنہوں نے
پتا کے اشارے سے گئو حلال کرڈالی۔ مگر ہتیا نہ لگی۔ راجہ سگر میرے بزرگوں میں سے
تھے اُن کے ساٹھ ہزار بیٹے کپل منی کی بددعا سے خاک سیاہ ہوگئے مگر پتا کے حکم سے
روگردانی نہ کی۔ پرسرام جی کو پتا نے اشارہ کیا تو اپنی ماتا کے قتل سے دریغ نہ کرسکے
ماں کا سر اُڑا دیا اور پھر بھی مورد الزام نہ ہوئے۔ ماتا جی اُٹھیں اور پرسرام جی کی نیکنامی
بھی پہلے سے دوگنی چوگنی ہوئی۔ سناتن دھرم یہی ہے کہ بیٹا باپ کا تابع فرمان
اور مطیع الارشاد رہے۔ والد کی خدمتگزاری سے بیٹوں نے دیوتاؤں کے برابر
فضیلت حاصل کی ہے۔ پس میں بھی جو کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ شاستر کے مطابق
بزرگان سلطنت کے نقش قدم پر قدم رکھنا ہی انسان کا دھرم ہے۔ اس لئے
مَیں قدموں پر سر رکھ کر آپ کی اجازت چاہتا ہوں۔ آپ ہنسی خوشی رخصت فرمائیں
اس میں آپکے بھی دھرم کے ڈنکے بجینگے اور میری سرخروئی ہوگی (لکشمن جی سے
مخاطب ہوکر) قوت بازو۔ طاقت وتوانائی۔ بھائی لکشمن مَیں تمہاری دلی محبت کی
تہ دل سے قدر کرتا اور داد دیتا ہوں۔ بیشک تم کو جو دست قدرت حاصل ہے
وہ دُنیا کے پردے پر دوسرے کو میسر نہیں۔ تمہاری ٹیڑھی نگاہ بھی جیالے سے
جیالے اور بہادر سے بہادر شیردلوں کی روح قبض کرسکتی ہے۔ لیکن بھائی یہ
ناراضگی کا موقع نہیں تحمل کا وقت ہے۔ ماتا جی کو جو اس وقت صدمہ ہے
اُس کو الفاظ ظاہر نہیں کرسکتے۔ ماتا جی اپنے عالم رنج وغم میں جو کچھ فرما
گئیں وہ سب ٹھیک سر مو فرق نہیں۔ ماتا جی نے ہمیشہ دھرم کا خیال
رکھا۔ اسی دھرم کی بدولت مجھے اُن کی گود میں پرورش پانے کی عزت
ملی۔ پس جس کی ماتا ایسی دھرموان ہو۔ اُس کا بیٹا ہوکر مَیں پتا کا قول پورا
نہ کروں یہ مجھ سے نہ ہوگا +

شاستر پکار پکار کر کہتا ہے کہ گرو ماتا اور پتا کا حکم ہر حال میں سرآنکھوں

پر اس لئے مجھے تامل کی کوئی وجہ نہیں۔ بیشک پتا جی نے مجھے کچھ نہیں کہا صرف
جو کچھ سُنا وہ ماتا کیکئی ہی کی زبان سے۔ لیکن نہیں پتا جی خود نہ کہیں تو کیا اُن کی
خاموشی گویائی ہی کا کام رکھتی ہے۔ اُن کے سکوت کو مَیں سکوت نہیں سمجھتا بلکہ
حکم ناطق۔ وہ قول کے پابند ہیں۔ مگر پابندی قول سے مجبور۔ جہاں اُنہوں نے اجازت
نہیں دی وہاں ممانعت بھی نہیں کی۔ بس "النحاموشی نیم رضا"۔ کا مطلب حاصل
غور و فکر فضول۔ پیارے لچھمن ذرا دل کو سمجھاؤ۔ غصہ تھوک ڈالو۔ دھرم شاستر دیکھو
اُس میں لکھا ہے کہ چھوٹے بھائی کو بڑے بھائی کی پیروی کرنا لازم ہے اس
لئے جوش غضب بے نتیجہ۔ حرارت بیکار۔ یہ فرما کر سری رامچندر جی نے کوشلیا
کے قدموں پر سر رکھ دیا اور دست بستہ درخواست کی کہ

ماتا جی! مَیں بن باس کی ٹھان چکا میری روانگی میں دیر ہوتی ہے۔ آپ کو
میری قسم مجھے روکنے کا خیال چھوڑئیے اور کہہ دیجئے کہ جاؤ۔ مجھے پتا جی کے
منشائے خاطر کی تعمیل کرنا لازمی ہے چودہ برس کی بات ہی کیا ہے۔ مَیں قول
نباہ کر انہیں قدموں پر پھر سر جھکاؤنگا۔ اب میری صحرا نشینی سے مایوس نہ ہوں
دیکھئے راجہ ججاتی آپ ہی کے خاندان کے آفتاب تھے۔ جنہوں نے جپ تپ
اور جگیہ وغیرہ سے وہ مرتبۂ اعلےٰ حاصل کیا کہ راجہ اندر کے نصف راج پر قابض
ہوگئے۔ راجہ اندر کو حکومت کے لالے پڑے اُنہوں نے سوچا کہ کچھ چکمہ چلنا
چاہئے۔ چنانچہ اُنہوں نے شاستر کے قول کی آڑ لی۔ کہ جو اپنے منہ سے اپنے
اوصاف بیان کرتا ہے۔ اور نیک کاموں کا فخر کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔ اُس کے
تمام ثواب زائل ہو جاتے ہیں۔ وہ راجہ ججاتی سے ملے پوچھا کہ مہاراج مَیں آپ
کے کارہائے خیر سُننا چاہتا ہوں۔ راجہ ججاتی کو کچھ دھیان نہ رہا۔ سارے
امور ثواب گنا گئے ہر خاص و عام کا ذکر کر دیا۔ پس پھر کیا تھا جتنے ثواب تھے
ایک دم سے غائب غلہ ہوگئے اور راجہ اندر نے گردن میں ہاتھ دے کر نکال
باہر کیا۔ راجہ ججاتی دھرم کے پابند تھے اُنہوں نے کارہائے خیر سے مراتب
اعلےٰ حاصل کئے۔ دان پن اور جپ تپ نے وہ برکتیں حاصل کیں کہ آخر
سورگ لوک میں مستقل جگہ مل گئی ؎

مَیں بھی اسی نظیر پر بن باس اختیار کرتا اور راج پاٹ پر لات مارتا ہوں
اگر دھرم کی راہ میں قدم مستقل رہیگا - تو دیکھ لیجئیگا کہ رام ہی کے سر پہ تاج اور
رام ہی کے زیر قدم راج سنگھاسن ہوگا - آپ بالکل فکر نہ کریں - بلکہ میرے
استقلال کو اور قوت پہنچائیں - مَیں بڑی خوشی سے آپ کو ساتھ لے چلتا مگر
ماتاجی! عورت کا اصلی دھرم یہی ہے کہ اپنے خاوند کی خدمتگزاری کرے شوہر
اندھا ہو کوڑھی ہو بیمار ہو - کچھ ہو عورت کا فرض ہے کہ کبھی اُس کی خدمت سے
باہر نہ ہو ہمیشہ کہنے میں رہے نگاہ میں چلے - میرا فخر ہے - اگر آپ میرے ساتھ
رہیں لیکن خاوند کی زندگی میں عورت کو گھر سے باہر قدم نکالنا درست نہیں
اے لچھمن تمہیں چاہئے کہ ماتاجی کو سمجھاؤ نہ کہ اُلٹے مجھے دھرم سے روکو - دھرم
کی آزمائش مصیبت ہی کے وقت ہوتی ہے جس نے مشکلات کا مقابلہ کر کے
صبر و استقلال سے کام لیکر دھرم کو نباہ دیا - اُسی کی زندگی سپھل ہے - ورنہ
سب ہیچ - عورت سے محبت کرنے کا نتیجہ ہے اولاد - دھرم سے پریم رکھنے کا پھل
ہے دائمی نجات یعنی موکش - جہاں خود غرضی سمائی وہاں دھرم کہاں مَیں دُنیا
کی چند روزہ حکومت اور زوال پذیر دولت کے واسطے پتاجی کا قول نہ نباہوں
زنوف ہے زندگی پر - گرو اور پتا جسے خوشی یا ناراضگی سے کچھ بددعا یا دعا دیدیں تو
ممکن نہیں کہ پٹ پڑے - بیٹے کا یہی فرض ہے کہ باپ کی بات رکھے پس مَیں تو کبھی غرض
اصلی کو نظر انداز نہیں کر سکتا - خواہ وہ زبان سے لیں یا خاموشی میں ٹالیں -
اب ماتاجی زیادہ دیر کی ضرورت نہیں - بے تکلف فرمادیجئے کہ جاؤ - ورنہ مَیں
بلا اجازت ہی قدم چھو کر رُخصت حاصل کرونگا - کیونکہ وہ جسم مردہ سے بدتر ہے
جس کو دھرم کا پاس نہیں کوشلیا نے سوچا کہ رامچندر بات کے دھنی ہیں جو
کہا ہے کر کے رہینگے - مہاراج پر کچھ الزام نہیں سارے کانٹے کیکئی نے بوئے
ہیں - بیٹے اور عورت کے فرائض کا مختصر ذکر کر کے سری رامچندر جی نے
کوشلیا کی طبیعت میں دھرم کا ایک جوش پیدا کر دیا - اب اُن کے ضمیر کی
کیفیت کچھ بدلی - رامچندر جی نے ہاتھ جوڑے اور عرض کی

ماتاجی! موقع محل سوچئے دھرم کا خیال کیجئے - محبت تو جب تک چولا

قائم ہے جانے والی نہیں۔ مگر دھرم ایک آن واحد میں مٹ سکتا ہے۔ پس آپ کو میری زندگی کی قسم۔ دھرم کے خیال سے فرمایئے کہ اچھا

بسفر رفتنت مبارکباد بسلامت روی و باز آئی

سرگ ۲۲

لچھمن جی کا جوش و خروش سری رامچندر جی کی بزرگانہ فہمائش

کوشلیا جی تو سری رامچندر جی کی تقریر سنکر جواب نہ دے سکیں مگر لچھمن جی سے نہ رہا گیا وہ تیور بدل کر بولے کہ

مَیں سمجھتا ہی نہیں کہ معاملہ کیا ہے۔ جب مہاراج کو راج دینے کا اختیار نہیں تو بن میں کس منہ سے بھیجتے ہیں۔ بھائی صاحب بے ادبی معاف! گئو بننے سے کام نہیں چلتا شیر بنئے اور پتا جی سے کہئے بڑھاپا ہے کسی گوشے میں بیٹھ کر بھگوان کی یاد کریں۔ تاج و تخت سے اُن کو سروکار ہی کیا۔ کچھ دم داعیہ ہو تو میں موجود ہوں۔ آپ الگ رہیں صرف سیر دیکھیں؛

سری رامچندر جی۔ تم ایسے عقلمند اور پھر بھی طبیعت ایسی بے قابو ذرا دھرم اور ادھرم میں تمیز کرو۔ نفع و ضرر سمجھو۔ تمہیں صرف یہی صدمہ ہے کہ اتنی دھوم دھام ہوئی۔ دُنیا بھر میں ڈھنڈھورا پیٹا اور عین وقت میں رنگ میں بھنگ ہو گیا۔ پروسی تھالی سامنے سے اُٹھ گئی۔ یہ خیال بالکل فضول ہے جو کچھ ساز و سامان تھے وہ راج تلک کے لئے نہ تھے بلکہ بن باس کے واسطے مجھے راج ملے اور ماتا کیکئی کو دکھ ہو۔ کیا یہ مجھے گوارا ہو سکتا ہے۔ ذرا سے سُکھ کے لئے ماتا کو رنجیدہ رکھوں یہ مہاپاپ۔ ماتا کوشلیا کو جو رنج ہے وہ بھی واہیات۔ چودہ برس صبر و استقلال کے سامنے چودہ دن سے بھی کم ہیں میں نے ہمیشہ ماتاؤں کی رضا جوئی مقدم سمجھی اس وقت اتنی سی بات کے لئے ماتا کیکئی کا دل دکھا کر میں اپنی سعادتمندی میں بٹہ لگاؤں یہ کبھی مجھ سے نہ ہوگا تمہارا

یہ خیال بھی صحیح نہیں کہ پتاجی ہوائے نفسانی کے مطیع ہوکر ماتا کیکئی کی خاطر داشت
کرتے اور مجھے بن کی ہوا کھلاتے ہیں نہیں نہیں یہ تمہارا بچپن ہے۔ پتاجی نے کبھی
دھرم کی راہ سے قدم نہ ہٹایا۔ جو کہدیا وہی کیا کبھی بات میں فرق نہ آنے دیا۔ اُن کو
صرف لحاظ ہے تو دھرم کا۔ وہ دل میں کانپ رہے ہیں کہ کہیں دھرم میں بادھا نہ
ہو جائے۔ مانا کہ اس وقت اُن کو خواہشات نفسانی نے زنجیر میں جکڑ دیا مگر سوچو
بردان دیتے وقت تو شکنجۂ نفس سے آزاد تھے۔ اگر یہ اعتراض ہو کہ ماتا کیکئی کو
اُسی وقت وعدہ وفائی پر زور دینا لازم تھا۔ اور اُسی وقت عہد پیمائی کرالیتیں تو
یہ بھی کچھ موقع گرفت نہیں۔ بے وقت کوئی بات نہیں ہوتی۔ ہر بات اپنے وقت
پر ہوتی ہے۔ اُن کے بردان ملنے کا وقت یہی سمجھ لو۔ میں تو کچھ ہو جائے ماتا کیکئی
کی بات رکھونگا۔ بھرت کو راج ملا تو کیا۔ مجھے ملتا تو کیا تھا۔ بات ایک ہی ہے گھی کہاں
گرا کھچڑی میں۔ پیارے لکشمن جب تک میں یہاں ہوں ماتا کیکئی کو چین نہیں جب
مرگ چھالا اوڑھ کر چلا جاؤنگا تو اُن کے کلیجے کی آگ بجھ جائیگی۔ بس مجھے جانے
دو۔ ماتا کیکئی بڑے دُکھ میں ہیں اُن کی تکلیف مٹانے ہی میں میری سعادتمندی
ہے۔ ورنہ بے سعادتی۔ بھائی لکشمن کسی کے کئے کچھ نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہوتا ہے
سرنوشت کے مطابق۔ خط تقدیر میں ردو بدل کی گنجائش نہیں۔ پتاجی راج دیتے
تھے قسمت نے اڑھ ماری کیکئی ایسی ماتا کی طبیعت بدل دی۔ کہاں تو برت اُپاس
پوجا پاٹھ کہاں کا مدیو کی شرارت۔ خواہشات نفسانی کا غلبہ۔ اس کو کس کا قصور
سمجھیں صرف مقدر نے یہ دکھایا کہ انسان کا کسی بات میں کچھ اختیار نہیں ÷

بے رضائے تو یکے برگ نجنبد ز درخت

ما درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال

تیرے من کچھ اور ہے کرتا کے من اور

ماتا کیکئی عالیخاندان۔ اجودھیا کے عالیشان رنواس کی رونق دھرم شاستر
سے واقف اور پھر مجھے بھرت سے زیادہ عزیز سمجھنے والی۔ وہی آنکھوں سے جدا
اور بن کو روانہ کریں تو اچنبے کی بات ہے کہ نہیں میں تو اسے ایشور کی مرضی سمجھتا
ہوں۔ ورنہ کیا ماتا کیکئی نہیں جانتیں کہ میرے بن باس سے کیا خرابیاں ہونگی

وہ بیٹھی ہوئی پتاجی کی حالت دیکھ رہی ہیں۔ اُن کا ایک رنگ آتا ہے اور ایک رنگ جاتا ہے۔ جان دینے پر اوتارو ہیں۔ اُنھیں معلوم ہے کہ ماتا کوشلیا ضرور جان دے دینگی۔ ماتا سُمترا سے بھی اُنھیں یہی اُمید ہے۔ یہ لکشمن کو بھی جانتی ہیں کہ کیا صدمہ ہوگا اور پھر لطف یہ کہ سوت نہ کیا اس کوری سے ٹھم لیٹھائیں تو بن کو جاتا ہوں اور اُن کو اس امر کا یقین نہیں کہ بھرت جی تخت پر قدم رکھینگے یا کیا۔ اُن کی خود جان ضغطے میں ہے۔ مگر اب ہٹ کر بیٹھیں تو نباہنا شرط ہے تریا ہٹ۔ راج ہٹ۔ بال ہٹ کو کون نہیں جانتا +

لکشمن جی۔ آپ تقدیر قسمت۔ مقدر کا آلہا گا کر مجھے لڑکوں کی طرح بہلاتے ہیں۔ مَیں خوب تقدیر و مقدر قسمت و سمت کے مسئلے جانتا ہوں۔ قسمت آپ سے ہے یا آپ قسمت سے۔ تقدیر کو جھونکئے بھاڑ میں۔ مقدر کو لگائیے آگ۔ اگر آپ قاصر ہوں تو ابھی خط تقدیر و سرنوشت کا ایک ایک حرف بدل دوں۔ کاتب قدرت کے قلم کی کیا مجال ہے کہ حرف نفی زبان سے نکالے +

رامچندر جی۔ انہیں بھولی بھالی باتوں پر مجھے ہنسی آتی ہے۔ ابھی تک بچپن کے خیالات موجود ہیں۔ پیارے سوچو۔ کاتب قدرت کون ہے اور نوشتہ قسمت کیا۔ ان پر تمہاری خفگی کیسی۔ مَیں کہتا ہوں کہ لکھی بدھی یوہیں تھی۔ تم میرا کہنا مانو۔ چلو فیصلہ ہے۔ جتنا غصہ کرتے ہو اُتنا اپنی اور میری سرنوشت پر اعتبار کرو۔ لو مَیں بتائے دیتا ہوں کہ زیور و لباس چودہ برس تک قسمت میں نہیں سونے کے کلسوں کا پانی راج تلک کے واسطے نہ تھا بلکہ بن باسیوں کے اشنان کو لئے۔ پیارے لکشمن تم ہونی کو اٹل جانو۔ ہونہار نہ میرے روکے سے رُک سکتی ہے نہ تمہارے غصے سے۔ تم ضد نہ کرو۔ میرا اب جانا ہی مناسب ہے۔ تمہیں راج جانے کا رنج۔ تعجب ہے۔ جانتے ہو کہ راجہ کی جان پر کیا کیا مصیبتیں رہتی ہیں ہر وقت کوفت ہر لحظہ فکر کسی پر قہر ہے کسی پر عتاب کبھی کوئی گناہ ہے کبھی عذاب

تپ سے راج اور راج سے نرک

کی کہاوت غلط نہیں جہاں ذرا راج نیت میں بھول چوک ہوئی۔ بس قلعہ تمام چوپٹ۔ نرک آنکھوں کے سامنے۔ ایسے راج کا لالچ تمہیں۔ تعجب۔ حیرت۔ مجھے وہ آنند

ہوگا جو دیوتاؤں کو نصیب نہیں۔ دُنیا سے بیفکری۔ خیالات میں یکسوئی گوشۂ فرقت
میں جپ تپ۔ تنہائی میں گیان دھیان۔ ان اشغال سے بڑھ کر دنیا میں راج
کے کون کاروبار ہیں جن سے لوک پرلوک دونو میں انسان کو بادشاہت کا مزہ
آتا ہے۔ مجھے بن میں دل کی بادشاہت کر لینے دو۔ چودہ برس کے بعد راج
سنگھاسن پر راج پاٹ کے سکھ اُٹھاؤنگا۔ بالفعل شدنی یہی ہے یقین جانو؀

سرگ ۲۳

لچھمن جی کی پرجوش اور غضب آلودہ تقریر۔ سری رامچندر جی کے نصائح

سری رامچندر جی کی فہمائش نے لکشمن جی کے خیالات میں نمایاں تبدیلی واقع
کردی۔ جتنا اُن کو رنج تھا اُتنی ہی خوشی بھی کانٹے میں تل گئی۔ رنج اس بات کا
تھا کہ سری رامچندر جی صحرا نوردی کے لائق نہیں۔ خوشی کا یہ موقع تھا کہ واہ رے
استقلال و بردباری۔ ہمت وہ کہ دل پر ذرا میل نہیں۔ سری لکشمن جی نے بھی دل
کو روکا کہ بڑے بھائی کی رضا جوئی فرض ہے۔ مگر پرجوش طبیعت کی قدرتی حرارت کی
آگ کہاں دب سکتی تھی۔ ایک مرتبہ پھر بھویں ٹیڑھی ہوگئیں چہرہ تمتما اُٹھا سانس
میں گرماہٹ پیدا ہوگئی۔ آنکھوں میں سرخی دوڑ گئی ادھر جوش خون اُدھر لحاظ
خوردی۔ تاؤ کھا کر چپ رہنا چاہتے تھے۔ مگر دل کی آگ بھڑک اُٹھتی تھی۔ اُنہوں
نے زمین پر ہاتھ دے مارے سر پیٹ کر بولے کہ

بھائی صاحب! آپ بزرگ ہیں تو کیا ہوا میں ابھی عدول حکمی والدین کو جائز
اور مسئلہ تقدیر کو رد کئے دیتا ہوں۔ اہل دُنیا کا قاعدہ ہے کہ مانگنے والا کیسا ہی مستحق
ہو اُس کو دھتا بتا دیتے ہیں اور جن کو لینے کا استحقاق نہیں اُن کو لوگ خود دینے کو
موجود ہو جاتے ہیں۔ آپنے بھی اُنہیں کی پیروی اختیار کی ہے جو بات کرنے کی ہے
اُس سے تو گریز [illegible]

میں دیکھئے چھتری کے واسطے کیا ہدایت ہے آپ چھتری ہو کر چھتری دھرم کو نظر انداز کئے دیتے ہیں۔ آپ کو مسئلہ تقدیر سے کیا غرض تقدیر کا اثر اُن لوگوں پر ہے جن کا دھرم ٹھیک نہیں جو بد اعمال و بد افعال ہیں نقدیر دھرموان لوگوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اُن کی نظر میں چلتی ہے بیشک اطاعت و رضاجوئی والدین کو میں بھی نتیجہ زندگی و سرمایہ مباہات سمجھتا ہوں۔ مگر دیکھئے تو کن والدین کی اطاعت و فرمانبرداری لازمی ہے کیا راجہ دسرتھ اور کیکیئی کی۔ جن کے دل میں پاپ ہی پاپ بھرا ہوا ہے چھل اور کپٹ کا زندہ ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔ کہ جب پتا جی کیکیئی کو زبان دے چکے تھے تو پھر آپ کے راج تلک کی دھوم دھام سے کیا مطلب تھا۔ صرف اس لئے تا کہ زمانہ ساز بھی ہو جائے اور سب کو بیوقوف بھی بنا دیں۔ کیا اُن کو معلوم نہیں کہ تخت سلطنت کا مالک فرزند اکبر ہوتا ہے۔ جہاں وید کے احکام کی پابندی سناتن دھرم ہے وہاں لوک بیوہار پر عملدرآمد کرنا بھی سناتن دھرم مانا جاتا ہے۔ چاروں وید دل اور چھیوں شاستوں کے عالم کو بکرا دینے والے کے واسطے وید میں بڑا ثواب لکھا گیا ہے مگر اہل زمانہ اس پر عمل نہیں کرتے وجہ یہ کہ رواج نہیں۔ اس طرح بکرا دان کرنا قطعی ممنوع ہو رہا ہے۔ پس سمجھ لیجئے کہ یہی نظیر آپ کے لئے کافی ہے۔ پتا جی اور کیکیئی ادھرم کرنے پر تُلے ہیں۔ اُن کی رضاجوئی کیسی۔ اُن کی ناجائز فرمانبرداری سے مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کو نرک سے سابقہ نہ ہو جائے مجھے آپ کی عقل پر بھی اس وقت بھروسہ نہیں۔ رات بھر راج تلک کی خوشی میں بسر ہوئی۔ سویرا ہوتے ہی کلیجہ دھک سے ہو گیا کہ ہیں یہ کیا ہو گیا۔ پس آپ کا دل کیونکر ٹھکانے سمجھا جائے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو آپ میری باتوں پر غور کرتے اُن طاقتوں سے کام لیتے جو آپ میں قدرتاً موجود ہیں۔ شاستر میں اُس شخص کی بات پر اعتبار کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ جو بندۂ نفس و مغلوب خواہشات نفسانی ہو پتا جی کا بجنسہ یہی حال ہے اُن کی عقل تو چرنے گئی ہے آپ کو کیا ہو گیا۔ ادھرم کو دھرم خیال کرتے ہیں۔ سچ جانئیگا دنیا آپ پر ہنسیگی۔ نام رکھیگی۔ جس شخص کی دُنیا میں بدنامی ہوئی اُس کو یہاں بھی نرک اور پرلوک میں بھی نرک۔ آپ پتا جی کی وعدہ وفائی نہیں کرتے بلکہ اپنے ساتھ اُن کے لئے بھی نرک کا دروازہ کھلواتے ہیں مجھے حیرت ہوتی ہے کہ آخر پتا جی سے اتنی دبک کیوں۔ اس قدر لحاظ کس لئے

اُنھوں نے آپکے ساتھ آجتک کونسا سلوک کردیا۔جنم ہُوا شرنگی رشی کی کشف و کرامات سے۔شادی ہوئی بسوامتر جی کی بدولت۔راج تلک تھا اُس کی کیفیت آنکھوں کے سامنے ہے پھر زیادہ پاس بزرگی و لحاظ خوردی چہ معنے دارد سب جانے دیجئے آپ پتاجی اور کیکئی کی خاطر مدنظر رکھ کر گھر بار چھوڑنے کو تیار ہیں کیجئے ہاں۔تو بس میری ایک بات کا جواب دیجئے۔آپ مجھے عزیز رکھتے ہیں یا نہیں اگر مجھ سے اُلفت ہے تو میری بھی ایک درخواست پوری کیجئے۔مَیں بھی سمجھوں کہ آپ قول کے دھنی ہیں۔میری التجا ہے کہ آپ زبردستی راج چھین لیں۔بہادروں اور ہمت وروں کو معاملات قسمت سے کیا ڈر۔اُن کی ہمت خود سوئی ہوئی تقدیر کو جگادیتی ہے۔ہاتھی ایک آنکس کے اشارے سے نگاہوں میں چلتا اور مختلف جانوروں کا شکار کرلیتا ہے۔جہاں شیر سے مقابلہ ہُوا تو بس روح قبض ہوجاتی ہے یہی حال شیردلوں اور نیک سیرتوں کے مقابلے میں مسئلہ تقدیر کا ہے مَیں قسمت سے نہیں ڈرتا۔آپکے قدموں کی برکت سے چاہوں تو تینوں لوک اُلٹ پلٹ کردوں پھر پتاجی میں دم کیا ہے کہ آپ کو بن باس دے سکیں۔آپ کو چودہ برس کی صحرانوردی سے کیا سروکار۔پتاجی ہی کو کیوں نہ اتنے عرصے کے لئے جنگل کی ہوا کھلادوں شاستر میں یہی حکم ہے کہ راجہ صاحب اولاد ہوجائے تو بیٹے کو راج پاٹ دے کر خود بن کی راہ لے ہمارے بزرگ اسی اصول پر چلتے آئے ہیں۔راجہ دسرتھ کو نئی بات کرنے کا کیا مجاز۔جگیہ کے کلسوں کا پانی موجود ہے شوق سے اشنان کیجئے راج سنگھاسن پر قدم رکھئے جو چُوں چرا کریگا۔اُس سے مَیں سمجھ لونگا۔مجھے مہمان راجوں اور اُن کی جرار فوجوں کی کچھ پرواہ نہیں۔اگر یہ راجہ دسرتھ کی طرف سے ہتھیار اُٹھائینگے تو مزہ چکھینگے۔ایک بھی بچ جائے تو میرا ذمہ۔یہی چندن رنگین اور زیوروں سے آراستہ بازو ہر مخالف کی ہڈیاں کچلینگے۔اسی ترکش کے تیر کلیجوں کو چھید چھید کر کشتوں کے پشتے نہ باندھیں تب بات +

لچھمن جی شیر کی طرح بپھرے ہوئے تھے غصے سے بھری ہوئی لال لال آنکھیں آنسو بھی بہاتی جاتی تھیں۔سری رامچندر جی کا ایک ہاتھ ان کی پیٹھ پر تھا ایک ہاتھ سے آنسو پونچھتے تھے۔فہمائش کی تھی کہ غصہ کی ضرورت نہیں۔نرمی سے

جو بات بنے تو سختی سے کیا واسطہ۔ تم کو سمجھانے کی ضرورت نہیں خود عقلمند ہو۔ بیٹے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک والدین کے فرمانبردار۔ دوسرے وہ جو ماں باپ کا شرادھ اور دان کرنے والے تیسرے وہ جو گیا کریں۔ جو بیٹے ایسے نہیں وہ پیشاب ہیں۔ جگر بند نہیں ÷

سرگ ۲۴

سری کوشلیا جی اور سری رامچندر جی کی گفتگو

ادھر مہر مادری کا جوش۔ ادھر دھرم کی پابندی کے لئے استقلال آخر کوشلیا جی کی زبان بندی

رامچندر جی نے لکشمن جی کے آتش غضب پر خوب پانی کے چھینٹے دئے مگر شعلہ غیظ بھڑکتا ہی رہا۔ ادھر غصہ اُدھر سری رامچندر کا پاس ادب۔ کریں تو کیا کریں کہیں تو کیا کہیں۔ آخر چپ ہو گئے اور کوئی دوسرا ہی منطق سوچنے کے لئے عقل دوڑا رہے تھے کہ سری کوشلیا جی گفتگو کا موقع دیکھکر پھر بولیں ÷

پیارے رامچندر! تم کوئی ایسے ویسے نہیں۔ راجہ دسرتھ ایسے چکرورتی مہاراجہ کے ولیعہد ہو۔ مَیں گئی گزری نہیں۔ تمہاری ماں ہوں اور مہاراجہ کی پٹ رانیوں میں سب سے افضل۔ پھر مجھے یہ دُکھ کیسا۔ تمہارے ہوتے میری جان کو یہ کوفت ہائے تم نے تو کبھی رویاں بھی نہ دُکھایا تھا آج کیسے کلیجہ تڑپانے پر آمادہ ہو رہے ہو راجہ دسرتھ نے کبھی جو دُکھ نہیں دیا وہ مَیں آج تمہاری ذات سے اُٹھا رہی ہوں۔ تم ذرا کرٹے پڑ جاؤ تو کچھ بھی نہ ہو۔ مگر نہ جانے تم کو کیا خیال ہے۔ خود ہی بن باس قبول کئے لیتے ہو۔ اس کا کیا علاج۔ ہائے چودہ برس کا زمانہ جنگل کی تکلیفیں جب ذرا بھی خیال آتا ہے روح اُڑ جاتی ہے۔ جس کو ہمیشہ عیش و عشرت کا سامنا رہا۔ جسکی خدمت کے لئے ہزاروں نوکر چاکر خدمتی دن رات حاضر رہتے تھے۔ جس کو عمدہ عمدہ کھانے نذا سے رغبت تھے۔ آہ! وہی جنگلوں میں اکیلا ٹھوکریں کھاتا اور جنگلی پھلوں سے پیٹ کی آگ

بجھانے کو تیار ہے۔ پیارے رامچندر۔ ذرا سوچو یہ زمانہ تم سے کیسے بسر ہو سکیگا۔ جنگل کے پھلوں سے زندگی کی صورت کون ہے۔ مَیں نے سمجھ لیا کہ تقدیر کا لکھا یہی ہے برہما کے اکشر مٹانے سے نہیں مٹتے۔ پراربدھ جو چاہے سو کرے اس سے کسی کا کچھ بس نہیں چل سکتا۔ اگر پراربدھ ہی ایسی نہیں ہوتی تو بھلا کب ممکن تھا کہ مہاراجہ دسرتھ ایسے دھرموان ہو کر تم ایسے فخر خاندان بیٹے کے لئے صحرا نوردی روا رکھتے۔ مَیں لاکھ دل کو سمجھاتی ہوں مگر یہ کمبخت نہیں سمجھتا مایا آ آ کر کلیجے کے زخم کو ناخن سے چھیڑ دیتی ہے۔ درد کو کبھی چین نہیں لینے دیتی۔ ذرا سوچو دل کو کیونکر ڈھارس ہو۔ چودہ برس کس نے دیکھے ہیں کسی کو ایک دم کا بھروسا نہیں۔ زندگی پانی کا بلبلہ ہے اس کا بھروسا کیا۔ مَیں تو جانتی ہوں کہ تمہارا بن باس میری جان لیکر رہیگا۔ رنج و غم کی آگ گوشت و پوست کو سواہا کر کے رہیگی پیارے رامچندر تمہارے لئے مَیں نے چوکے کو چولا نہ سمجھا جو تکلیف کسی سے نہ اُٹھ سکے وہ مَیں نے تمہاری اُمید پر برداشت کی۔ برت اُپاس سے جسم میں ہڈیاں ہی ہڈیاں رہ گئیں۔ بدن سوکھ کے کانٹا ہو گیا۔ اب ایشور نے مصیبت کے دن کاٹ دئے تھے۔ خوشی کے دن دوڑے ہوئے چلے آرہے تھے کہ یہ رنگ میں بھنگ ہو گیا۔ اس سے بہتر تو وہی دن تھے۔ جب تمہیں گود سے اُترنے کی عادت و مہارت نہ تھی تم نے لاکھوں دفعہ گائے کو جاتے دیکھا ہو گا۔ گائے آگے آگے ہوتی ہے پیچھے پیچھے بچھڑا جہاں بچھڑا ذرا بھی بچھڑ گیا۔ گائے مُڑ مُڑ کر دیکھنے لگی۔ وہیں ٹھٹک کر اپنی آواز سے دل کی بے چینی ظاہر کرنے لگی۔ بس میرا حال بھی اسی طرح کا سمجھ لو۔ مَیں تمہیں کلیجے سے جُدا کر کے رہ نہیں سکتی۔ خیریت چاہتے ہو تو ساتھ لیتے چلو۔ آئندہ اختیار۔

سری رامچندر جی۔ ماتا جی غصے اور رنج کا موقع اب نہیں ذرا غور کیجئے کہ صورت معاملہ کیا ہے۔ کیکئی ماتا آج سے وہی کیکئی ماتا نہیں رہیں۔ جنہوں نے پتا جی کو خوش کر کے اُن کے دل پر اختیار کر لیا تھا۔ اب اُن کے دل میں پتا جی کی طرف سے صفائی نہیں رہی۔ نہ پتا جی کو اُن کی محبتوں کا اعتبار رہا۔ دل میں گرہیں پڑ گئیں بگاڑ کی صورت ہر وقت سامنے رہیگی۔ مجھے تو یقین نہیں کہ ماتا کیکئی اب پتا جی کی ویسی خدمت کریں جیسی اب تک مرغوب دل رہا کرتی تھی۔ ماتا کہ آپ میرے ساتھ

گئیں مگر سوچنے تو بڑھاپے میں پتاجی کی خدمتگزاری اور خاطرداشت کون کریگا۔ دھرم شاستر کا قول ہے کہ خاوند کی زندگی میں عورت کو خاوند سے جدا رہنا نامناسب ہے۔ پھر آپ کو میں کیونکر ساتھ لے چلوں۔ ایک تو آپ خود فخر کرتی ہیں کہ میں رام کی ماتا ہوں۔ اس حالت میں اگر میں نے دھرم شاستر کے خلاف آپ کی ہمراہی منظور کی تو تمام دُنیا حرف رکھیگی۔ نہ آپ کسی کے سامنے منہ کر سکینگی نہ میری آنکھیں کسی کے سامنے اُٹھ سکینگی۔ اگر اپنے جنم بھر کا کیا دھرا اکارتھ کرنا اور میرے منہ پر عمر بھر کے لئے سیاہی لگانا منظور ہے تو خیر کیا مضائقہ آپ کی ہی خاطر سہی۔ لیکن ادھرم کی راہ میں قدم نہیں پڑتا۔ نیک و بد نشیب و فراز آپ سمجھ لیں۔ تب آپ جو مجھ کو حکم دیں منظور نہ کروں تو گنہگار +

کوشلیاجی کے دل میں بات جم گئی۔ وہ سوچیں کہ رام کے ساتھ چلی تو جاؤں مگر نیکی بدی ساری میرے سر ہوگی۔ اس لئے اُن کا قیافہ کچھ اور کہنے لگا اُن کی طبیعت اونچ نیچ سوچنے لگی۔ دھرم شاستر کی ہدایت نے اُن کے قلب پر غیر معمولی اثر کیا اُن کے بشرے سے ظاہر ہونے لگا کہ اُن کا پریشان دل کچھ مطمئن ہوگیا ہے اُن کے لب خاموش نے الخاموشی نیم رضا کا عقدہ حل کیا۔ یہ صورت دیکھ کر سری رامچندر جی نے تقریر کے رنگ پر اور رنگ چڑھایا وہ بولے:-

ماتاجی ذرا غور کیجئے پتاجی آپکے پتی پرمیشور ہیں میرے بھی جنم داتا ہیں جنم داتا کو بھی پرمیشور ہی کا مرتبہ حاصل ہے۔ پس وہ آپکے بھی پرمیشور ہوئے اور میرے بھی۔ پرمیشور کا حکم ٹالنا آپ خود سمجھ لیجئے جائز ہے یا ناجائز۔ جس کی خدمتگزاری کے لئے آپ کا دُنیا میں جنم ہوا جس کی فرمانبرداری کے واسطے ایشور نے مجھے آپ کی آغوش مادری میں پالا۔ اُس کے قول کا نباہ آپ اور مجھ پر ہر حالت میں فرض ہے۔ آپ یہاں اُن کی خدمت و دلجوئی کریں۔ میں بن باس اختیار کروں۔ یہاں وہاں سے واپسی پر جو مرضی ہوگی وہی نہ کروں تو دین و دُنیا میں روسیاہ +

سری رامچندر جی بن باس کے نتائج سب جانتے تھے اُن کو معلوم تھا کہ ادھر میں نے گھر سے قدم نکالا۔ ادھر راجہ دسرتھ کی جان گئی پس ایسی صورت میں کوشلیا جی کی موجودگی لازمی ہوگی۔ چنانچہ اُنھوں نے کوشلیاجی کے دل میں اپنا دل ڈال کر راضی

برضا کرلیا یہاں تک کہ وہ خود زبان سے بول اُٹھیں کہ

خیر رامچندر جی جاؤ۔ تمہیں تمہاری سعادتمندی مبارک ایشور تم کو اس کا نیک اجر دے۔ میں اب چلتے وقت ٹوک ٹاک مناسب نہیں سمجھتی مگر اتنا خیال رکھو کہ سب تکلیفیں برداشت ہو جائینگی۔ مگر کیکئی کا سوتیاڈاہ کیونکر گوارا ہوگا۔ صرف یہی خیال ہے۔ جس میں تمہارے ساتھ چلنے کو اصرار کر رہی ہوں۔ ورنہ مجھے مہاراج کے قدم چھوڑنا کب گوارا ہو سکتے ہیں۔ خواہ وہ مجھے پھولوں پر جگہ دیں خواہ کانٹوں پر سلائیں۔ اُن کے ہاتھوں کا زہر بھی میرے لئے امرت ہے، یہ کہتے ہی کوشلیا جی کی آنکھوں سے ایک چشمہ اُبلنے لگا۔ اور ہچکی بندھ گئی۔ سری رامچندر جی لاکھ طبیعت روکے ہوئے تھے مگر اُس وقت عنان ضبط ہاتھ سے چھوٹ گئی اور بے ساختہ رو پڑے آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے اور زبان سے یوں گوہر افشانی ہو رہی تھی کہ

ماتاجی! آپ مہربانی کیجئے۔ مجھے دھرم نے ہزار زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے اسلئے آپکے آنسو نہیں پونچھ سکتا۔ آپ کبھی میری آنکھوں میں آنسو نہ دیکھ سکتی تھیں اِدھر آنکھ سے ایک آنسو چھلکا اُدھر ہاتھ آنچل لئے ہوئے آنکھوں کی طرف بڑھا آپ کے دل کا کنول ذراسی چہرے کی اُداسی سے کملا جایا کرتا تھا۔ اس وقت وہ دل وطبیعت کہاں ہے۔ ذرا صبر کیجئے میری خاطر سے دل پر جبر کیجئے۔ آنچل سے آنسو پونچھ لیجئے۔ چاردن کی زندگی کی محبت کے خیالات چھوڑ دیجئے۔ اس کے عوض پتاجی کی خدمتگزاری کیجئے۔ فرمانبرداری کیجئے۔ اس شغل میں آپ کا دل بہلیگا۔ میرا غم ذرا بھی نہ کھلیگا۔ ماتاجی آپ کو کمی کس بات کی ہے۔ چکرورتی خاوند کا سایہ سر پر۔ مجھ ایسا بیٹا موجود۔ جس کا خاوند صحیح سلامت ہے جس کو ایشور نے بیٹا دیا ہے اس کو کس بات کا رنج۔ کس چیز کی کمی۔ آپ کچھ فکر نہ کریں۔ رہیں کیکئی ماتا کی دلآزاریاں یہ بھی کچھ چیز نہیں۔ بھرت کے ہوتے آپ کو ذرا سا بھی دُکھ ہو تو میں ذمہ دار۔ وہ میرا لائق بھائی ہے۔ بھرت جی آپکے مقابلے میں ماتا کیکئی کو اپنی نہیں سمجھتے۔ جب میں نہ ہونگا تو اُن کو آپ کی اور زیادہ خاطرداشت ملحوظ خاطر رہیگی۔ وہ ہر وقت دلجوئی کرتے رہینگے مجال کیا کہ ذرا خدمتگزاری میں فرق ہو۔ لیکن آپ میرے ساتھ چلی گئیں تو فرمائیے دنیا کیا طعنہ زن نہ ہوگی کہ واہ رے نیتی ریت دھرم۔ بڑھاپے میں خاوند کی رفاقت سے جان

چھپالی۔ اس کے علاوہ مہاراج کیا دل میں کہینگے اور اُن کی نگہداشت کیسے ہوگی۔ پتاجی جوان بھی ہوتے تو خیر اور بات تھی۔ اب بڑھاپا ہے بڑھاپے پر دشمن سے دشمن بھی رحم کرتا ہے۔ دھرم شاستر سے ثابت ہے کہ عورت تیرتھ برت پوجا پاٹھ جو چاہے کرے مگر ایک خاوند کی اطاعتگزاری بغیر سب مٹی۔ عورت صرف رضا جوئی شوہر مقدم سمجھے اور پوجا پاٹھ وغیرہ کچھ نہ کرے تو اُس کی مکتی میں کچھ شک نہیں۔ سمجھ لیجئے کہ اُسے یہاں بھی بیکنٹھ وہاں بھی بیکنٹھ +

کوشلیا جی اب سوچنے لگیں کہ رامچندر جی کا بار بار مہاراج کی خدمتگزاری پر زور دینا کس مصلحت سے ہے۔ مجھے یہ ہدایت کرتے ہیں اور آپ قدموں کی خدمت سے دست کش ہوتے ہیں۔ یہ بھید کیا ہے +

ادھر سری رامچندر جی نے خیال کیا کہ میں پتاجی کی خدمتگزاری پر زور دیکر ماتا جی کو ہمراہی سے روکتا ہوں اس میں بھی ایک شک ہے یعنی جب پتاجی کا پیغام موت آچکا تو وہ خدمتگزاری کس کی کرینگی۔ اس خیال کو ذہن نشین کرکے اُنہوں نے فرمایا کہ

ماتاجی! میں خالی مہاراج کی سیوا کے لئے تکلیف نہیں دیتا اسی زمرے میں آپ برہمنوں کی خدمتگزاری بھی سمجھ لیجئے اور ساتھ ہی میرے لئے بھی دیوتاؤں سے منتیں مانگتی رہئے۔ کہ خیر و عافیت سے چودہ برس کٹ جائیں۔ اس حالت میں آپ کو ترک غذا بھی لازم نہیں۔ کیونکہ اگر آپ خواب و خور سے پرہیز کرینگی تو مقصد براری میں شک ہے۔ اسی لئے جو کام کیجئے ہنسی خوشی سے۔ جو کام رنج و غم کی حالت میں نہیں کیا جاتا اُس میں کامیابی ہوتی ہے۔ پتاجی کا سایہ لاکھوں برس تک ہمارے آپ کے سر پر قائم رہے۔ وہ ہم سب کی سپر ہیں۔ بس اُن کی زندگی میں یہ خیال کو نہ رہے کہ آپ کسی روز بھی خدمتگزاری سے معذور یا قاصر رہیں +

سری رامچندر جی کی ان باتوں سے کوشلیا جی کو ڈھارس تو بہت کچھ ہوئی مگر ماتا کہاں جاتی پھر بھی اُن کے آنسو بھر آئے اور سری رامچندر جی کو ایک چھپی نظر سے دیکھکر بولیں کہ

اچھا تو بیٹا یہی منظور ہے تو جاؤ کام ... سو کہ ... تمہیں پھر نہ دیکھونگی

تب تک سونا جاگنا حرام رہیگا۔ یاد رکھو کہ میری جان تمہیں میں رکھی رہیگی۔ واہ ایشور کی مایا تو بڑی بلوان ہے جس بات کو کسی طرح گوارا نہ کر سکتی تھی وہی مجھ سے کملا کے چھوڑی اچھا جو اُس کی مرضی۔ مگر رامچندر سمجھ لو کہ تم کو اجازت نہیں دیتی اپنی جان پر کھیلتی ہوں یہ بھی سمجھنا کہ جو کچھ اجازت ہے وہ مہر مادری سے ہے۔ مجھے خیال ہوتا ہے کہ تمہارا کنول نہ کملائے۔ آج تک میں نے تمہاری کوئی بات نہیں ٹالی۔ اس وقت بھی اُس کی پابندی ہے۔ نہیں تو تم کو ابھی روک کر دکھا دوں ؞

سری رامچندر جی نے اب قصہ چکانا چاہا۔ باتوں میں دیر بہت ہو گئی تھی اسلئے زبان مبارک سے فرمایا آپ خواب غفلت سے بیدار ہو جئے۔ میری پیدائش کا اصل اصول سمجھئے۔ میں خالی اجودھیا کی حکومت کے واسطے دُنیا میں نہیں آیا۔ اس کی غایت اور ہی کچھ ہے۔ بن باس اختیار نہ کروں تو اس قالب کا نتیجہ ہی کیا۔ بس اب سارے فضول خیالات دل سے دھو دیجئے۔ اور فرما دیجئے کہ اچھا رخصت۔ اتنا فرما کر سری رامچندر جی نے راز حقیقی سے ماہر کیا تو سری کوشلیا جی کی آنکھیں کھل گئیں کچھ بھی دم مارنے کا منہ نہ رہا۔ اُن کی کلی کلی کھل گئی کہ آہا میرے زہے نصیب کہ میں ذات وحدہٗ لاشریک کی ماں ہوں۔ نور حقیقی نے سانولے روپ میں میری آنکھوں کو جلوۂ قدرت دکھایا ؞

سرگ ۳۵

سری کوشلیا جی کی اجازت۔ سری رامچندر جی کی اُن سے رخصت۔ سری سیتا جی سے ملنے کیلئے روانگی

یا تو کوشلیا جی کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا یا وہ سری رامچندر جی کے جلوۂ عالم افروز کو پہچان کر پھولی نہ سمائیں۔ اُنہوں نے سمجھ لیا کہ جو کچھ قدرت ہے رامچندر ہی کی ہے اس میں دخل دہی دوست اندازی فضول۔ بس اُنہوں نے بڑے شوق سے اجازت دے دی کہ اچھا اب دیر نہ کرو۔ جاؤ کل اشٹ دیو تمہارے محافظ رہینگے۔ بسوامتر جی کے

استر شستر تمہارے نگہبان ہیں۔ تمہارا دھرم تم پر ہاتھ رکھیگا۔ کیکئی رانی کی آرزو تمہیں پھل دیگی۔ مَیں تمہیں تمام دیوتاؤں کو سونپتی ہوں۔ کل ذیروح اور غیر ذیروح تمہارے آڑے آئینگے۔ جنگلوں کے پھل پھول۔ رشی۔ بن دیویاں۔ پہاڑ۔ ندیاں۔ تالاب۔ چرند۔ پرند۔ شیر۔ چیتے۔ سادھو۔ مہاتما۔ پون۔ اگنی۔ ودھاتا۔ بدھاتا۔ سورج چاند۔ دیوتا۔ اندر۔ ۱۲ کلائیں۔ ۶ رُتیں۔ ۱۲ مہینے۔ رات۔ دن۔ لمحہ لمحہ۔ پل پل۔ وید شاستر سب تمہارے ہوا خواہ رہیں۔ کشیپ۔ دس دشائیں۔ سمندر۔ برن۔ کُبیر۔ نچھتر۔ گرہ۔ یچھ۔ کنہر۔ گندھرب۔ راچھس۔ پشاچ۔ بھوت۔ دانو۔ بندر۔ مکھی۔ مچھر۔ ہاتھی۔ ریچھ۔ بھینسے۔ تمام سینگ اور ناخن والے چوپائے اور کل جانوران صحرائی تمہارے خیرخواہ جان و مال ہوں۔ ردھیاں۔ سدھیاں۔ آکاش پرتھوی۔ زگن سرگن وغیرہ سب تمہاری بہبودی کریں ÷

یہ سب دعائیں دیکر کوشلیاجی نے دیوتاؤں کی پرستش شروع کردی۔ برہمن ہون کرنے لگے اُستیتوں سے محل گونجنے لگا۔ سفید پھولوں کی مالاؤں اور سفید ہی سرسوں سے پوجا ہونے لگی۔ برہمن دکشنا سے اور کنگال دان پُن سے مالامال ہوگئے۔ اب کوشلیاجی اُٹھیں اور سری رامچندرجی کے ماتھے پر چندن کا تلک لگا کر بشالیہ کرنی اوشدھی (یعنی تعویذ حفاظت) بازو پر باندھ دیا۔ اور زبان پر وید منتر جاری ہوگئے۔ کوشلیا یوہیں نازک اندام تھیں۔ قد بھی ٹھگنا تھا۔ اس پر گذشتہ رنج و غم سے اُن کا جسم آدھا نہ رہا۔ اب کمر بھی جُھک چلی تھی۔ لہٰذا رامچندرجی قدمبوسی کے بہانے سے ذرا جُھک گئے کہ کوشلیاجی کو تلک لگانے میں تکلیف نہ ہو۔ جب تلک لگا چکیں تو کوشلیاجی نے پھر فرمایا ÷

پیارے رامچندر! مَیں اشیرباد دے کر تم کو رخصت کرچکی دل تو نہیں چاہتا کہ آنکھوں سے جدا کروں مگر دھرم کی راہ میں جانے والے کو فضول ٹھیرانے سے کچھ حاصل نہیں۔ صورت ٹھیک ہے۔ اب ہاں پرتگیا پوری کرنے کو مستعد ہو جاؤ ایشور سے مَیں پھر دُعا کرتی ہوں کہ کوئی آسیب پاس نہ پھٹکے۔ کبھی کسی اندیشہ و فکر سے سابقہ نہ ہو۔ چودہ برس جلدی سے کٹ جائیں میں تمہاری صورت پھر دیکھ کر کلیجہ ٹھنڈا کروں ÷

سری رامچندر جی نے قدموں پر سر جھکایا اور کہا ماتا میں چرن چھوتا ہوں جنک نندنی کی دلجوئی کرتے رہئیگا۔ آپ ہی کے سپرد ہیں +

یہ تقریر سُنکر کوشلیا جی کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور سری رامچندر کو گلے سے لگاکر رونے لگیں۔ رامچندر جی بھی بار بار قدموں پر گرتے تھے۔ مگر طبیعت نہ رُکتی تھی۔ کوشلیا جی نے فرمایا کہ بیٹا۔ سیتا سے ملے بغیر نہ جانا۔ اُس کا کنول سا دل کملائیگا تو مجھے اور بھی دکھ ہوگا +

یہ کہکر کوشلیا جی نے رامچندر جی کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ رامچندر جی نے قدم چھوئے اور کوشلیا جی کے اشارے سے سیتا جی کے رنواس میں تشریف لے گئے +

سرگ ۲۶

سری رامچندر جی کی سیتا جی کے رنواس میں تشریف آوری عزم صحرا نوردی ضروری ہدایات

سری جانکی جی اپنے رنواس میں راج تلک کی خوشی منا رہی تھیں اُن کو اس وقت کیا شغل تھا وہی پوجا پاٹھ۔ دان پُن۔ جانکی جی کا عنصر لطیف ظاہر خاکی تھا مگر وہ بالذاتہ نور مجسم تھیں اُن کی نظر سے کون رمز قدرت پوشیدہ تھا وہ اچھی طرح واقف تھیں کہ کیا شدنی ہے۔ جو شدنی تھی وہ گویا اُن کی اور سری رامچندر جی کی ایک کرشمہ قدرت تھی۔ مگر نہیں قالب عنصری میں اُن کو بھی اہل زمانہ کی طرح کارروائیاں کرنا پڑیں وہ بھی دیوی دیوتا منا رہی تھیں کہ خیر صلاح سے راج تلک ہو جائے۔ سیتا جی کے رنواس میں پوجا پاٹھ کی خوب دھوم دھام تھی۔ وید منتروں کے سوا کانوں کو کوئی آواز نہ سنائی دیتی تھی اتنے ہی میں سری رامچندر جی رونق افروز ہوئے۔ جونہیں سری جانکی جی نے پاؤں کی آہٹ سُنی ہاتھ جوڑے ہوئے کھڑی ہوگئیں۔ چند قدم آگے بڑھکر قدموں کی طرف سر جھکایا۔ پاس ادب و لحاظ خوردی سے کپکپاتی ہوئی چہرے کی طرف دیکھتی ہیں تو صورت ہی اور نظر آئی۔ سری رامچندر جی کے چہرۂ انور پر وہ خوشی کے آثار نہ تھے جو راج تلک کی خوشی میں اُن کا کنول کھلا دیتے

اس وقت رامچندر جی کا قدرتی بشاش چہرہ معمول کے خلاف پژمردہ تھا۔ شگفتگی سے پژمردگی جھلکتی تھی۔ سیتا جی کو دیکھ کر اس حالت میں کچھ اور بھی انقلاب پیدا ہو گیا۔ سری جانکی جی چہرے کی اُداسی کو نظر حیرت سے دیکھنے لگیں اور ادب و لحاظ کے قرینے سے دریافت کیا کہ

پران ناتھ! راج تلک میں کیا دیر ہے۔ پکھیہ نچھتر گزر رہا ہے۔ ابھی تک چتر شاہی سر پر نہیں۔ بھاٹوں کے کرکھے بھی اب تک سُنائی نہ دئے۔ سُرخ چندن کا تلک نظر نہیں آتا وہی معمولی مدھو کا ٹیکا رونق بخش جبیں ہے نہ بدن پر پوشاک شاہی ہے نہ سر پر تاج جہانبانی ہے رتھ کی گڑگڑاہٹ سنائی نہ دی۔ گھوڑے بھی نہ ہنہنائے بات کیا ہے۔ چہرہ بھی اُداس۔ مزاج بھی خلاف معمول کچھ شکستہ خیر تو ہے۔ بنصیب دُشمنان کوئی بات تو نہیں۔ میرا تو جی اُڑ گیا۔ کہ آپ اس طرح کیونکر تشریف لائے۔

رامچندر جی۔ راج تلک ہو گیا اب بدھائی بجاؤ۔ مجھے جنگلوں کی حکومت ملی بھرت جی کو اجودھیا کی۔ تم بڑی خوش نصیب ہو۔ تمہارے خاندان کی عظمت کا کیا کہنا۔ دیکھو مجھے کیا شرف حاصل ہوا ہے۔ مَیں بھی کچھ کم خوش قسمت نہیں۔ تمہیں فکر ہوئی ہوگی کہ جنگل کا راج کیسا مگر جب تم تک پہنچو گی تو پھولی نہ سماؤ گی پتا جی کو جانتی ہی ہو کہ کیسے ست بادی ہیں آج اُن کا ست نباہنے کا افتخار مجھے حاصل ہوا۔

جانکی جی۔ میری سمجھ میں نہ آیا۔ آپ نے کیا فرمایا۔

رامچندر جی۔ ماتا کیکئی سے ایک وقت پتا جی قول ہارے تھے اُن کا قول جان کے ساتھ ہے۔ اس وقت ماتا کیکئی نے وعدہ وفائی پر ہٹ کی۔ چنانچہ مَیں بھرت کو راج دیکر بن کو روانہ ہوتا ہوں۔ بھرت تمہاری رضا جوئی کرینگے۔ تمہیں بھی لازم ہے کہ انہیں کی نظر میں چلتی رہنا اُن کی مرضی کے خلاف کبھی کوئی کام نہ کرنا خیال رکھو کہ صاحب دولت و اہل اختیار عاجزی و رضاجوئی ہی سے خوش رہتا ہے تم بھرت جی کو سرتاج سمجھنا اور کبھی بھولے سے بھی میری تعریف کے الفاظ زبان سے نہ نکالنا اگر کوئی اور میرا ذکر کرے تو تم بھرت ہی کو سراہنا یہ نہ خیال کرنا کہ وہ مجھ سے یا تم سے چھوٹے ہیں۔ ایسے موقع پر خوردی کا رتبہ بھی بزرگی سے زیادہ سمجھا جاتا ہے اچھا اب مَیں تو

یا برکاب ہوں۔ بہتر ہے کہ تم بھی زیور وغیرہ اُتار کے رکھ چھوڑو۔ جس میں بھرت جی سمجھے رہیں کہ تم کو اُن کی قدر و منزلت کا کیسا ادب ہے۔ آج سے تمہارا کیا فرض ہونا چاہئے۔ گوش ہوش سے سُن رکھو تاکہ کسی کو کوئی حرف زبان سے نکالنے کا کبھی منہ نہ پڑے۔ ہر ایک سے پہلے جاگنا۔ اُٹھنا۔ ہاتھ منہ دھونا۔ نہانا۔ پوجا پاٹھ کرنا جس وقت پتا جی بیدار ہوں اُن کے قدم چھُونا۔ ماتا کوشلیا کے دل سے میری جدائی کا خیال بھلائے رکھنا۔ بڑھاپے میں اُن کی اچھی طرح خدمتگزاری کرنا۔ ماتا کیکئی اور سُمترا جی کو بھی اسی طرح سمجھنا۔ جس طرح ماتا کوشلیا کو جس طرح میں اپنے بھائیوں کو جان سے زیادہ عزیز سمجھتا ہوں۔ اُسی طرح تم بھی بھرت۔ لکشمن۔ ستر ہن کو سمجھتی رہنا۔ بھرت جی اب صاحب تخت و تاج ہیں۔ اُن کا لحاظ و ادب واجب ہے۔ جو وہ کہیں اُس کو ماننے لگنا اگر اُن کی مرضی کے خلاف کوئی بات ہوگی تو وہ جو چاہیں سزا دے سکتے ہیں اُن کو کوئی روک ٹوک نہیں۔ راجوں کو بعض موقعوں پر خاص بیٹے کی خونریزی سے بھی عار نہیں ہوتا۔ "گاہے بدشنامے خلعت دہند۔ گاہے بسلامے برنجند"۔ ایک وقت جس کو آسمان پر چڑھا دیا ہے۔ دوسرے وقت اُسی کو پاتال میں گرا دیتے ہیں۔ اور بعض وقت پاؤں کی جوتی کو بھی وہ مرتبہ دے دیتے ہیں کہ سر چڑھے ہوؤں کی بھی کچھ حقیقت نہیں رہتی۔ اچھا پیاری اب میں چلتا ہوں۔ ان سب باتوں کو گرہ باندھنا جس میں چودہ برس کا زمانہ بڑے اطمینان اور بڑی بیفکری سے کٹ جائے +

سرگ ۲۷

سری جانکی جی کی عزم ہمراہی سری رامچندر جی کی ممانعت۔ سیتا جی کی کد و کاوش

سری رامچندر جی کی اس تقریر پر سری جانکی جی کو کچھ ہنسی آئی کچھ تعجب ہُوا کچھ رنج۔ انہیں تینوں حالتوں کی تصویر کا چربا پیش نظر کر کے اُنہوں نے سری رامچندر جی سے فرمایا کہ :-

واقفِ اسرار، تمام رازوں سے خبردار وہ ایسی باتیں کرے سخت استعجاب ہے سمجھ لیجئے کرتا ماہو یا پتا۔ بھائی ہو یا بیٹا۔ رشتہ دار ہو یا عزیز جو کوئی ہے اُسے ایک دوسرے کا بھروسا ہوتا ہے۔ مگر مَیں ہی ایک بدنصیب ہوں جس کی زندگی آپ ہی کی نظرِ عنایت پر منحصر ہے آپکے بغیر مَیں نیم جان رہونگی۔ کچھ مضائقہ نہیں آپ شوق سے بن کو جائیں مگر آپ اپنے آدھے انگ کو یہاں چھوڑینگے تو فرمائیے آپ کو یا مجھے فائدہ کیا۔ مگر اردھنگی کو یوں چھوڑنا سمجھ لیجئے کس قانون محبت کے رو سے جائز ہے۔ آپ کو شاید خیال ہوگا کہ عورتیں قدرتاً کمزور اور نازک ہوتی ہیں۔ مگر خوب خیال رکھئے کہ خاوند کے لئے سختیاں اُٹھانے کے وقت اُن کا دل ایسا سخت ہوجاتا ہے کہ پتھر تو پتھر پہاڑ کی بھی کچھ حقیقت نہیں۔ اگر پہاڑ کو خاوند کی آتش فراق کی ذرا بھی آنچ پہنچ جائے تو موم کی طرح پگھلے۔ عورتوں کا دل سرمہ بن بن کر آنکھوں کی راہ سے بہتا تو ہے مگر خاوند کی رفاقت میں اُسے موت کا طپانچہ بھی نسیم کا خوش کن جھونکا معلوم ہوتا ہے سمجھ لیجئے کہ اگر آپ یہاں نہیں تو جانکی جان کی خیر کبھو نہ سمجھئے +

سری رامچندر جی۔ تم اپنے رنواس میں سب آنند لوٹ چکیں۔ پھر اب بن میں تکلیف کرنے کی کون ضرورت ہے۔ مزے سے یہیں رہو چودہ برس گزرتے کیا دیر لگتی ہے۔ جب ہم آئینگے پھر وہی آنند ہوگا۔ کیا تم سے اتنے دنوں صبر نہیں ہوسکتا +

جانکی جی۔ آپ بات کو کہاں سے کہاں لے گئے۔ اچھا سُنئے مَیں بھی جواب دیتی ہوں۔ اگر آپ کا یہیں قیام رہتا۔ جنگل میں جانے کی نہ ٹھہرتی اور مَیں بھی دُنیا میں نہ ہوتی تو سچ کہئیگا آپ کیا کرتے ممکن نہ تھا کہ آپ کی شادی نہ ہوتی ضرور ہوتی مگر جب مَیں صحیح وسلامت موجود ہوں تو بن میں آپ کی شادی بھی محال اسلئے عرض کرتی ہوں کہ ہمراہ رکھئے آخر کوئی تو خدمت کے لئے ساتھ ہونا چاہئے۔ آپ میری ہمراہی سے کیوں بھاگتے ہیں۔ آپ کو اندیشہ کس بات کا ہے کیا آپ عورتوں کی خصلت نہیں جانتے۔ جو نیک عورت ہے وہ بادشاہت کے لالچ میں بھی نہیں آتی۔ اپنے خاوند ہی کو سب کچھ سمجھتی ہے +

پران ناتھ! آپ لاکھ ٹالے بالے بتائیں۔ فقرے بنائیں مگر سمجھ لیجئے کہ یہاں تو ٹھن چکی ہے کہ آپکے قدم ہونگے اور میرا سر۔ آپ زیادہ فہمائش و نصیحت نہ کیجئے۔

ایسی ایسی نصیحتیں میرے ناخنوں پر لکھی ہیں۔ جب کھیل کود کے دن تھے تب ہی سے سنتی چلی آئی ہوں کہ عورت کا کیا دھرم کیا ہے۔ عورت کے لئے خاوند کی خدمت کس قدر لازمی ہے۔ مجھے پتانے ہمیشہ یہی نصیحت کی کہ نوک بر نوک جو کچھ بنتا ہے وہ خاوند کی خدمت ہے۔ کچھ ہو جائے شوہر کی غلامی سے کبھی پہلو تہی نہ کرنا۔ مجھے بھی اسی طرح اپنے ماتا پتا کے حکم کا لحاظ و پاس ہے۔ جس طرح آپ کو۔ پھر یہ کیا کہ آپ تو والدین کے حکم کی تعمیل کریں اور مجھے اُن کے قول کی پابندی سے باز رکھیں یہ تو محض ہٹ دھرمی ہے۔ آپ کو "آنچہ برخود نہ پسندی بدیگراں مپسند" کا ضرور خیال ہونا چاہئے۔ آپ سے والدین کے قول کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی تو مجھے بھی اپنے والدین کی ہدایتوں کا پاس جان کے ساتھ ہے۔ ممکن نہیں کہ میں آپ کے ساتھ نہ جاؤں۔ ہزار میں جاؤنگی۔ لاکھ میں جاؤنگی۔ مجھے کوئی منطق روک نہیں سکتی۔ بن میں کون سی خوش کن سیر نہیں۔ ہرن چوکڑیاں بھرتے ہونگے۔ شیر ادھر اُدھر چلتے پھرتے ہونگے۔ طرح طرح کے جانوران صحرائی کی چہل رہتی ہوگی۔ یہ نظارہ دیکھنے کے لئے یہاں خود ہی آنکھیں ترس رہی ہیں۔ جنک پور میں بیکنٹھ کی بہار دیکھی۔ اجودھیا میں سرلوک کے سکھ اُٹھائے۔ اب ذرا جنگل کی ہوا کھانا بھی ضرور ہے۔ رہا دکھ سکھ وہ سب آپ کی چشمِ توجہ پر منحصر ہے۔ یہاں تنہا رہی تو زندگی الکارت ساتھ رہی تو جنگل میں بھی منگل کا مزہ۔ ان سب باتوں کو بھی جانے دیجئے۔ خاوند عورت کو چھوڑ جائے تو اُس کی غلطی۔ آپ کے بغیر میں پتی برت دھرم کا نباہ کیسے کر سکونگی۔ شمع نہ ہو تو پروانے کو لطف کیا۔ گل نہ ہو تو بلبل کے جوشِ عشق کا مزہ کیا مجھے دنیا کی کسی چیز سے غرض نہیں۔ سب خواہشوں سے دل سیر ہے جنگل میں بھوک پیاس مارے رہونگی۔ کوئی ہوس پاس پھٹکنے کیا مجال۔ حرف رفاقت سے کام ہوگا اور خدمتگزاری سے مطلب۔ آپ اگر یہ کہیں کہ شیر نگل جائینگے بھیڑئیے کھا لینگے کہیں کوئی اژدہا نہ پھنکار مارے۔ ہاتھی نہ مسل ڈالے۔ ان باتوں کا خوف مجھے نہیں نہ آپ کی ایسی فضول دھمکی سے میرا ارادے پست ہو سکتے ہیں۔ آپ تمام ذیروحوں کے خالق ہیں۔ مجال کیا کہ کوئی ایک پتہ بھی بے حکم ہلا سکے آپ کی ذرا بھی نظر ٹیڑھی ہو جائے تو زمین آسمان کا پتہ نہ لگے۔ اس حالت میں مجھے کسی سے کیا

اندیشہ آپ میری نزاکت وغیرہ پر نہ جائیں مجھے پیدل چلنے کی فرش گل پر قدم رکھنے سے زیادہ مہارت ہے۔ پھولوں کی پنکھڑی چاہے تلووں سے چُبھے مگر آپ کے ساتھ جنگل کے کانٹے ذرا بھی کھٹکیں کیا مجال۔ پہاڑ میرے لئے گھر کی چوکھٹ سے زیادہ نہیں ندیاں چیز ہی کیا ہیں۔ سمندر بھی ہو تو آپ سے آگے میرا ہی قدم ہوگا۔ ان سب باتوں کو بھی جانے دیجئے۔ آپ مجھ کو ساتھ نہ لے جائینگے تو بہادری ہی کیا ہوگی کوئی آپ کو مرد کیونکر کہیگا۔ بہادری تو تب ہی ہے کہ آپ مجھ کو ساتھ لیکر بن باس کریں۔ ایک دُنیا جانے کہ سری رامچندر جی کے برابر کون سور بیر ہوگا۔ جو اکیلے ہی نہیں بلکہ اپنی جانکی کو لئے ہوئے بھی جنگلوں کے دکھ کو سکھ سمجھ رہے ہیں۔ بالفرض آپ مجھے یہیں چھوڑ گئے تو سمجھ لیجئے کہ جس تو گیا گزرا ہُوا اُلٹے لینے کے دینے پڑینگے۔ مَیں جان دیدونگی اور غم و افسوس کے سوا آپکے پلے کچھ نہ پڑیگا۔ اگر آپ کو جان لینا منظور ہے تو کہئے قدم چھُولوں مگر یاد رکھئے کہ یہ چولا اُسی وقت تک قائم رہیگا۔ جبتک آپ نظر نہیں پھیرتے +

رامچندر جی۔ تمہارا جوش محبت صحیح۔ جو تم نے کہا سب درست۔ مگر ذرا سوچو تو عقلمندوں کو اونچ نیچ بھی سمجھنا چاہئے۔ اہل زمانہ میں ہم تم ہیلوں کی کارروائیاں بمنزلہ سبق ہوتی ہیں۔ بس ذرا سوچ سمجھ لو۔ جنگل میں تکلیف کے سوا اور کچھ نہیں +

سرگ ۲۸

سری جانکی جی کی پُر اصرار گفتگو۔ شاپ وغیرہ کا حال۔ ہمراہی کا جوش

سری جانکی جی فرماتی ہیں کہ سوامی جی! آپ مصائب کا کچھ فکر نہ کریں جن کو آپ تکلیفیں سمجھتے ہیں وہ میرے لئے راحتوں سے زیادہ ہونگی جس کو آپ کا سایہ نصیب ہے اُسے دکھ درد سے کیا کام۔ شیر ہاتھی وغیرہ جنگلی جانوروں کے خوف سے آپ ڈراتے ہیں مگر یہاں خود دل شیر ہے۔ چیتے ہوں ہرن ہوں کوئی ہوں سب

دستِ قدرت کی کھینچی ہوئی چلتی پھرتی تصویریں ہیں۔ سارے برہمانڈ میں آپکے سوا دوسرا نہیں۔ آپ کے قدموں سے جدا ہو کر میں لحظہ بھر بھی زندہ نہیں رہ سکتی شاستر پکار پکار کر کہتا ہے کہ خاوند کے بغیر عورت بے روح کا جسم اور بے سر کا دھڑ کہلاتی ہے۔ پھر میرا جینا معلوم۔ جب مَیں نے ہوش بھی نہ سنبھالا تھا۔ تب سے مَیں اپنے بن باس کی پیشینگوئی سُنتی چلی آئی ہوں۔ یہ برہما کے اکشر مٹ نہیں سکتے۔ بن باس تو بن باس میرے اور آپ کے لئے تو بڑی بڑی تکلیفوں کی خبر دی جا چکی ہے۔ نارد جی کے شاپ پر نظر کیجئے۔ راون کے بردان کو یاد کیجئے۔ اُس نے لکشمن کے ہاتھ سے موت مانگی ہے۔ یہ سب باتیں کبھی جھوٹ ہونے والی نہیں جو کچھ رشی برہمن ماتا پتا کہتے آئے ہیں اُن میں ایک حرف کا ردوبدل نہیں ہو سکتا جب لکھی یونہیں ہے تو پھر آپ کو مین میکھ کیا ہے۔ مَیں ضرور ساتھ چلونگی آپ کو ضرور ہمراہ لیجانا پڑیگا +

میری اُلفت ظاہر ہے اپنے منہ سے کہنا فضول۔ مَیں آپ کے قدموں میں کسی حالت میں رہوں وہی مجھے لطف زندگی ہے خواہ دکھ ہو یا سکھ۔ میرے لئے دکھ سکھ دونو برابر ہیں۔ شاستر بتاتا ہے کہ عورت اور خاوند کا تعلق ایک ہی جنم تک نہیں رہتا۔ بہت جنموں تک یہ گہرے تعلق قائم رہتے ہیں۔ جب یہ ہے تو پھر آپ کو قدموں سے جدا رکھنا کیونکر گوارا ہوتا ہے۔ پت برتا عورت کو تکلیف پہنچنے سے خاوند کو بھی آرام نہیں ملتا اُس کو بھی بیچینی ستاتی رہتی ہے۔ پس آپ کو مجھے یہاں چھوڑنا۔ میری جان پر پہاڑ گرانا اور اپنے دل کو بھی دُکھانا ہے آپ کے قدموں نے ذرا بھی بے وفائی کی کہ مَیں ڈوب مری آگ میں کود پڑی جب آپ ساتھ نہیں تو قالب خاکی کا ساتھ کیسا +

سری جانکی جی کی ان پُر اثر باتوں کو بھی سری رامچندر جی مُسکرا مُسکر کر ٹالتے رہے۔ اُن کا قیافہ بھی بتاتا تھا کہ وہ تنہا صحرا نشینی پسند کرتے ہیں جنگل بیابان میں کہاں سیتا جی کو لئے لئے پھریں۔ اس انداز خاموشی سے جانکی جی کے دل پر کچھ اور ہی اثر ہُوا اُن کی آنکھوں میں مایوسی کی تصویر پھرنے لگی آخر آنسو اُمنڈ پڑے آنچل تر ہونے لگا +

سرگ ۲۹

سیتا جی کی گفتگو۔ عالم بیقراری۔ سری رامچندر جی کے دل پر اثر۔ ہمراہی کی منظوری۔ تیاری سفر کی اجازت

سری جانکی جی کو جس قدر رامچندر جی کا ادب ملحوظ تھا۔ اُس کی نظیر ملنا ناممکن اُن کا جوشِ محبت بھی وہ تھا۔ جو دنیا دی عورات کیلئے ایک سبق ہے مگر نہیں جس وقت سری رامچندر جی اُن کی باتوں کو خاموشی سے ٹالتے گئے تو اُنہیں ایک غیر معمولی جوش پیدا ہُوا اور چہرے پر بل ڈال کر بولیں کہ بس آپ کی محبت دیکھ لی آج معلوم ہُوا کہ ظاہری جوشِ اُلفت خالی لفافہ ہی تھا۔ ہائے مَیں تو لوک لاج میں مری جاتی ہوں جس وقت جنکپور میں خبر پہنچی میرے پتا جی کیا کہینگے۔ ساری دنیا میں بدنامی پھیل جائیگی کہ واہ سری رامچندر جی اپنی استری کا بھی نباہ نہ کرسکے۔ کل جہان میں شور ہوگا کہ واہ ڈھول کے اندر پول۔ بہادری دکھاوے ہی کی تھی۔ تیج پرتاپ نمائشی ہی تھا اونچی دکان پھیکا پکوان اسی کو کہتے ہیں بھلا فرمائیے تو مجھے ساتھ لے چلنے میں آپ کو کون ہُوّا کاٹ کھائیگا۔ آخر آپ کے ڈرانے کی وجہ؟

راجہ ستیہ وان کا حال آپ کو معلوم ہے اُنہوں نے اپنی رانی کا ساتھ نہ چھوڑا تھا راجہ حالانکہ دیہہ چھوٹ گئے مگر رانی کے پتی برت دھرم سے راج کاج کچھ اور کا اور ہوگیا۔ ترقی ہی ہوگئی۔ مَیں بھی پتی برتاؤں کے قدموں کی خاک ہوں مجھے بھی اپنے اس دھرم سے کچھ استحقاق حاصل ہے بس سمجھ لیجئے کہ یہ دھرم ہر وقت آپ کی رفاقت ہی نہیں بلکہ نامودی کے کارنمایاں کریگا۔ آپ مجھ کو بھی معمولی عورتوں میں سمجھے ہیں افسوس آپ میرے قول پر نہ جائیے آپ کو میرے طریق زندگی سے تجربہ ہوچکا۔ کہ مَیں کون ہوں آپ نے مجھے ایک غیر معمولی عورت ہی سمجھتے ہیں تو یہ آپ ہی کی خوبی ہے اور ادب مانع ہے کہ آپکو اس دھرم کا ایک ذرا سا کرشمہ دکھادوں۔ آپ میرے سرتاج ہیں۔ سرمایۂ زندگی ہیں جو کچھ ہیں وہ آپ ہی ہیں۔ جو کچھ کرتے ہیں وہ آپ ہی ہیں۔ اسلئے آپ کو پتی برت دھرم کے اعجاز بھی دکھانا

فضول ہیں تو آپکے سوا کسی کو جانتی ہی نہیں۔ آپکے بغیر مجھے زندگی سے کیا واسطہ۔
شاستروان لوگوں نے پتی برتا عورت اور کنواری لڑکی کو برابر کہا ہے پس اگر میں پتی برتا
ہوں تو کنواری ٹھہری۔ کنواری کے واسطے کوئی خاوند چاہئے۔ بس اب بتلائے کہ آپ
مجھے چھوڑتے ہیں تو کیا کوئی اور بندوبست کیا ہے؟ سچ سچ کہئیگا کیا نیت ہے اب یہی دوسری
بات یعنی بھرت جی کی اطاعت گزاری۔ یہ تو جان کے ساتھ ہے مگر خیال تو کیجئے کہ جبتک
اولاد نہ ہو تب تک خاوند کو کب لازم ہے کہ عورت سے کنارہ کشی کرے۔ آپ تپسیا کے
لئے مستعد ہیں مبارک۔ مگر مجھے کوئی شاستر تو دکھائیے کہ عورت کے بغیر تپسیا کرنے کی
ہدایت ہو جس غرض سے آپ جنگل کی ہوا کھانا منظور کرتے ہیں وہ میرے بغیر پوری ہی نہیں
ہو سکتی (یعنی جب میں نہ ہونگی تو نہ سیتا ہرن ہوگا نہ راون مارا جائیگا) بن باس کا اصل اصول
یہی ہے کہ میں بھی جاؤں ورنہ آپ کا جانا بیکار جس وقت آپ مجھ کو جوشِ محبت ہے ساتھ نہ
لیجائینگے تو میری زندگی اکارتھ جائیگی۔ ہاں آپ کی ہمراہی میں جنہیں آپ کانٹا سمجھتے ہیں
وہ میرے لئے پھول کا کام دینگے۔ گھاس پھوس میں نرم نرم دوب کا مزہ آئیگا۔ پہاڑ قدموں
کیلئے روئی کے گالے بن جائینگے۔ آندھی کے جھونکے نسیم سحری کو مات کرینگے۔ جو پھل پھول
ہاتھ پر رکھ دینگے اُس سے بڑھ کر میرے لئے نہ دنیا کی کوئی نعمت ہے نہ امرت۔ میں اپنے ماں
باپ عزیز اقارب کو بھولے سے بھی یاد کر کے طبیعت پریشان نہ کرونگی۔ مجھے سرگ وہی ہے
جہاں آپ ہیں اور آپکے بغیر سرگ بھی نرک سے بدتر ہے۔ مجھے بھرت سے غرض کیکئی سے واسطہ اُن
کے پاس رہنے سے زندگی کا کچھ نتیجہ۔ میری زندگی تو اُسی وقت تک ہے۔ جبتک آپکے قدم
آنکھوں کے سامنے ہیں۔ ذرا آنکھ سے اوٹ ہو کر آزمائش کر لیجئے کہ روح قالب سے نکل جاتی
ہے کہ نہیں۔ جب ایک لمحہ آپکے بغیر کٹ نہیں سکتا تو پھر چودہ برس کا تو ایشور ہی مالک ہے
آپ میری زندگی چاہتے ہیں تو بس کہدیں کہ تیار ہو ٭

یہ کہکر جانکی جی رامچندر جی کے قدموں سے چمٹ گئیں اور زار و قطار رونے لگیں رامچندر جی
کچھ سمجھاتے تھے تو اُن کے کلیجے پر ایک نشتر لگتا تھا۔ وہ اس طرح تڑپ جاتی تھیں جس
طرح آتش کی چوٹ سے ہاتھی۔ اُن کی آنکھیں لال لال انگارہ ہو گئیں۔ گرم گرم آنسو
عارض گلرنگ پر بہنے لگے۔ آنکھوں میں آنسوؤں کی گھٹا چھارہی تھی دل میں درد کی بجلیاں
چمکتی تھیں۔ لب پر نالہ فریاد سے بادل گرجتے معلوم ہوتے تھے سیتا جی روتے روتے

اس قدر بیچین ہوئیں کہ آخر غش آگیا۔ پٹ سے زمین پر گر پڑیں۔ چہرے پر زردی چھا گئی۔ بدن سرد پڑ گیا۔ رامچندر جی نے اُٹھا کر کلیجے سے لگا لیا۔ منہ پر اپنے آنسوؤں کا چھینٹا دے کر کچھ کچھ ہوش میں لائے اور بولے :۔

پیاری ہیں! اتنا رنج۔ تمہاری بیچینی سے مجھے سُرگ میں بھی ایک دم آرام نہ ملیگا۔ مجھے دنیا میں کسی کا خوف نہیں۔ خوف صرف تمہاری کوفت ہے۔ مجھے خواب میں بھی خیال نتھا کہ تم کو بھی بن باس سے رغبت ہوگی۔ اب میری مجال نہیں کہ ساتھ لے چلنے سے انکار سکوں۔ اچھے لوگ اول تو اُلفت کے نام سے بھاگتے ہیں مگر کسی سے اُلفت ہو گئی تو جیتے جی چھوٹنا معلوم اسی طرح اطمینان رکھو کہ مَیں تمہیں ساتھ لئے بغیر بن کی طرف رُخ نہ کرونگا۔ مجھے بھی اسی دھرم کی پابندی لازم ہے جو اچھے لوگ ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں۔ تم کو مَیں اُسی طرح ساتھ رکھونگا جیسے سورج کے ساتھ اُن کی استری رہا کرتی ہے۔ مَیں صرف پتا کے حکم سے اجودھیا چھوڑتا ہوں۔ ماں باپ اور گرو کے حکم کی تعمیل کرنا ہر شخص کا فرض ہے۔ یہ وہ دیوتا ہیں جو مجسم نظر آتے ہیں۔ اور دیوتا تو دکھائی بھی نہیں دیتے۔ بس ان میں اور اُن میں زمین آسمان کا فرق۔ ان انسانی دیوتاؤں کی خدمتگزاری سے جو غافل ہے اُسے دیوتاؤں کی پوجا پاٹھ کا پھل ملے۔ ممکن نہیں۔ ماں باپ کی اطاعتگزاری اور فرمابرداری کا ادنےٰ پھل یہی ہے کہ روپیہ ملتا ہے علم حاصل ہوتا ہے اولاد آنکھوں کو سکھ دیتی ہے۔ دیولوک۔ برہم لوک بشولوک۔ گندھرو لوک وغیرہ کے واسطے رشی مُنی ہزارہا سال تک تپ کرتے ہیں تب بھی کام سدھ نہیں ہوتا۔ مگر ماں باپ کی خدمت سے کسی لوک کا ملنا مشکل نہیں بیشک تمہارے بغیر بن باس کا پھل ملنا محال ہے۔ مَیں سمجھ گیا کہ تمہاری ہمراہی کن کن مرحلوں کے لئے ضروری ہے۔ اچھا اُٹھو چلنے کا سامان کرو۔ زر و جواہر سے اب ہمیں تمہیں کیا کام۔ مال و متاع سے کچھ غرض۔ سب برہمنوں کو لٹا دو۔ گھوڑے رتھ کچھ نہ رکھو۔ لونڈیاں باندیاں بھی کیا یاد کریں۔ زیور اُنہیں بانٹ دو۔ اچھا اب حواس ٹھیک کرو۔ دیر ہوتی ہے +

یا تو جانکی جی غشی کی کمزوری سے اچھی طرح آنکھیں نہ کھول سکتی تھیں یا رامچندر جی کی تقریر سے گویا طاقت آ گئی وہ خوش خوش اُٹھ بیٹھیں اور اطمینان ہوا کہ اب زندگی ہوئی

سرگ ۳۰

لچھمن جی کا جوش خون۔ رامچندر جی سے ہمراہی کی درخواست۔ اصرار و انکار کی باہمی گفتگو

جس وقت جانکی جی اور رامچندر جی یہ باتیں کر رہے تھے۔ لکشمن جی ایک گوشے میں مؤدب کھڑے ہوئے سنتے جاتے تھے جونہیں رامچندر جی نے سیتاجی سے کہدیا کہ اچھا چلو اُس وقت لکشمن جی کا جوش رفاقت دل کو بیچین کرنے لگا۔ وہ جھپٹ کر رامچندر جی کے قدموں پر گر پڑے اور سیتاجی کی دہائی دے کر بولے کہ آپ مجھے کہاں اکیلے چھوڑے جاتے ہیں۔ لکشمن جیتے جی قدم نہ چھوڑیگا۔ آپ کی خدمت جان کریگی اور حفاظت تیر و کمان۔ میرا جنم فقط آپ دونو کی خدمتگزاری کے لئے ہُوا ہے۔ آپ کی رفاقت کے سوا مجھے سرگ کی بھی خواہش نہیں +

رامچندر جی۔ اچھا قدم تو چھوڑو۔ اُٹھو سُنو تو سہی۔ تم کو جنگلوں کی ٹھوکریں کھانے سے کیا فائدہ +

لکشمن جی۔ جو آپ کو +

رامچندر جی۔ میری اور بات ہے +

لکشمن جی۔ میری بھی اور بات ہے +

رامچندر جی۔ مجھے پتاجی کا حکم ہے +

لکشمن جی۔ مجھے آپ کا حکم ہے +

رامچندر جی۔ نہیں کبھی نہیں +

لکشمن جی۔ ماتا کوشلیا گواہ ہیں جن کے سامنے آپنے فرمایا کہ تو بھی زیور اُتار کے پھینک دے یہ بن باس کے لئے اشارہ نہ تھا تو اور کیا +

رامچندر جی۔ میں نے بہلا دیا ہوگا +

لکشمن جی۔ یہی سہی۔ ایسی خاطرداشت منظور ہے تو اب بھی بہلائیے میں

مچل رہا ہوں۔ ہاتھ جوڑے ہوں۔ بس اب دشکنی کا خیال کیوں ہے کہدیجئے کہ آؤ
رامچندر جی۔ تمہاری سعادتمندی کے قربان۔ صدق عقیدت کو مرحبا۔ مگر پیارے
ذرا سوچو تو کہ جب مَیں بھی نہ رہا جانکی جی بھی نہ رہیں تم بھی ساتھ چلے تو پتا جی اور
کوشلیا اور سُمترا ماتا کی خدمت اور دلجمعی کون کریگا۔ پتا جی بڈھے ہوگئے۔ اُن کو اب
اپنا ہی جامہ بھاری ہے وہ ماتاؤں کی خاطر داشت کیا کرسکینگے۔ دوسرے وہ خود دوسروں کی خدمت
کے محتاج ہیں۔ سب پر طرہ یہ کہ دھرم کی پھانسی نے اُن کا اور گلا گھونٹ رکھا ہے۔ رہیں
ماتا کیکئی اُن سے تو خود جانتے ہو کہ اُمید ہی امید ہے۔ جب ہمارے تمہارے ہوتے
یہ باتیں ظہور میں آئیں تو بھرت کو راج ملنے پر نہ جانے کیسا مزاج کیا دماغ ہوجائیگا۔
بیشک وہ عالیخاندان ہیں۔ مگر عالیخاندانی کا ایک نمونہ تو دیکھ رہے ہو۔ پھر راج پاٹ
کے اختیارات سے جو کچھ جراٸتیں نہ ہوں تھوڑی ہیں +

اُمید فیض از نو دولتاں ہرگز مجو صاحب
پیادہ چوں شود فرزیں براہ کجروی گردد

شطرنج کا پیادہ پہلے سیدھا چلتا ہے مگر جب فرزین (وزیر) بن گیا تو ٹیڑھا ترچھا
چلنے لگا یہی حال کیکئی ماتا کا بھی سمجھ لو۔ بھرت جی سے ضرور ایسی اُمید ہے مگر جب
ماتا کیکئی کی بدولت اُن کو راج سنگھاسن ملیگا تو وہ اُنہیں کی نظروں میں چلینگے اُن
کے مقابلے میں دوسرے کا لحاظ دپاس کہاں۔ بھرت کو راج ملنے پر ایشور جانے اُن کا
مزاج یہی رہے یا اور کا اور ہوجائے اُن سے اب پتا جی کی خدمتگزاری کی بھی اُمید
جاتی رہی۔ وہ بھی پتا جی سے منحرف ہو رہینگے۔ پس مجھے سب کی طرف سے مایوسی ہے
تمہارے بغیر مُفت میں ماتا کوشلیا ماتا سُمترا اور پتا جی کو طرح طرح کی تکلیفیں ہونگی۔
تم یہیں ہمارے ماتا پتا کی خدمتگزاری کرو مَیں سچ کہتا ہوں کہ اس سعادتمندی کا
تمہیں بہت اچھا پھل ملیگا۔ لوگ پرلوک میں نیکی اور صدق عقیدت کی دھوم ہوگی
بالفرض تمہیں یہاں رہنا منظور نہ بھی ہو تو تمہاری سعادت اسی میں ہے کہ میرا
کہنا مانو جو مَیں کہوں اُس سے انحراف نہ کرو میری بات ٹالنا بھی تمہاری سعادتمندیوں
کے خلاف ہے پس پیارے لکشمن اب ہٹ نہ کرو مَیں یہاں سے زیادہ جنگل میں تمہاری
یاد کرتا رہونگا تم سمجھنا کہ مَیں تم لوگ جان سے قریب جگہ دونگا +

رامچندر جی کی یہ فہمائش کچھ اثر پذیر نہ ہوئی۔ لکشمن جی کی آنکھوں میں آنسو چھلک رہے تھے اُنہوں نے رومال سے مُنہ پونچھ کر کہا۔ آپ یہ باتیں کسی اور سے بنائیں میَں ان فقروں میں آنے والا نہیں ماتا کوشلیا اور ماتا سُمترا کے قلب کو آپ خود پھیر سکتے ہیں اُن کو آپ کی جدائی کا صدمہ محسوس نہیں ہو سکتا۔ ان نرم دل دیویوں کو آپ جس طرح چاہیں مطمئن رکھ سکتے ہیں مگر آپ کے دست گرفتہ لکشمن کا دل وہ نہیں جو سر کے سائے کو آنکھوں سے دور دیکھ سکے۔ آپ نے جب سبا ہو تاڑکا کو مارا میں قدموں کے ساتھ تھا جب جنکپور میں شو کے دھنش کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ میَں بھی ہمراہ ہی تھا۔ اُس وقت کی باتیں آپ کو یاد نہ ہوں۔ میرے دل کو تو فراموش نہیں۔ ڈنڈک بن کو آپ اجودھیا سے دور سمجھتے ہیں تعجب ہے۔ آپ نہ آئینگا میَں پتاجی اور ماتاؤں کو جب کبھی دیکھ جایا کرونگا پھر آپ کو فکر کیا۔ بھرت جی اگر خدمتگزاری نہ بھی کریں تو کیا۔ مجھ میں وہ دم دعبہ ہے کہ آپکی بھی خدمت کروں اور ماتا پتا کی بھی۔ جس وقت دیکھونگا کہ بھرت جی خدمتگزاری سے پہلو تہی کرتے ہیں تو آپ کے لکشمن کا تیر ترکش ہی میں نہ رہیگا۔ بھرت راجہ ہوں یا کچھ اور اُن کے پاس فوج ہو یا لشکر میَں کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ میرے بازوؤں میں وہ طاقت ہے کہ

سارے برہمانڈ کو اک ہاتھ سے جکڑ دوں میَں

ہم لوگ دھرم پر فدا ہیں کیکئی دنیاوی دولت پر۔ پھر ہمارا اور بھرت کا مقابلہ ہی کیا کسی ادھرمی کے پاس کتنا ہی لاو لشکر ہے کتنی دولت ہو ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے ادھرم کے پہاڑ بھی ہماری ایک پھونک میں اڑتے پھرتے نظر آئینگے۔ ماتا کوشلیا و سُمترا کو کسی بات کی فکر نہیں اُن کو ہزار ہزار گاؤں کی آمدنی بہت کافی ہے بھرت جی کی مجال نہیں کہ اُن پر ذرا بھی دست تصرف کر سکیں پس اُن کی طرف سے کامل طور پر اطمینان ہے۔ اُن کی فکر فضول۔ فکر ہے تو فقط آپ کی خدمتگزاری کی وہ بغیر ہمراہی کے دور نہیں ہو سکتی۔ میں بڑے شوق سے کند مول پر گزارہ کرونگا۔ ہاتھ میں دھنش بان ہونگے۔ اور دل آپ کی جاں نثاری پر محو۔ کھنترا استر بھی میں ساتھ لے چلونگا کہ بروقت زمین کے کھودنے میں کام دے۔ بنڈکا بھی میرے کاندھے پر ہوگی تاکہ مجھے اور آپ کو کند مول سے جھولی بھرنے میں دقت نہ ہو کھنترا استر سے کند مول کھودونگا اور بنڈکا میں بھر لایا کرونگا۔ آپ کے پاس رشی منی آیا کرینگے۔ اُن کی خاطر تواضع

بھی اسی طرح ہو سکیگی بغیر کندمول کے کیونکر نباہ ہوگا۔ آپ کو روزانہ پہاڑوں کندراؤں میں رہنے کی ضرورت ہوگی۔ آپ آرام پائینگے تو آخر پاسبانی کو بھی کوئی چاہئے۔ اس لئے میں آپکے قدم چھوڑنا ہرگز منظور نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر آپ کو میری جان کی کچھ پرواہ نہیں تو خیر۔ کہئے تو آپ ہی کے سامنے چولا چھوڑ کے دکھادوں فقط خیال یہ ہے کہ آپ کے آنسو نہ بہیں +

رامچندر جی لکشمن جی کی تقریر سے بہت مؤثر ہوئے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ میں تو تمہیں ماتا پتا کی آنکھوں سے جدا ہونا گوارا نہیں کرتا۔ مگر تم ہٹ کرتے ہو تو خیر چلو اب رہی یہ بات کہ کون چیز ساتھ لے چلیں۔ اس کے لئے اجودھیا سے کچھ لے جانا مناسب نہیں ہمیں وہ چیز ساتھ رکھنا لازم ہے جو اجودھیا سے تعلق نہ رکھتی ہو۔ چنانچہ دو دھنش برن جی کے ہیں جو راجہ جنک نے مجھے عطا کئے تھے۔ ایک کوچ اور برق دم تلوار دہیز میں دستیاب ہوئی تھی۔ یہ چیزیں بشنشٹ جی کے فرزند سوجگیہ کے پاس ہیں۔ اُن پر نہ بھرت جی کا حق ہے نہ پتا جی کا قبضہ۔ یہ میری اور تمہاری ملکیت ہیں بس تم جاؤ اور ابھی ابھی لے آؤ باقی اور روپیہ پیسہ سے ہمیں تمہیں کچھ مطلب اور سروکار نہیں بن باسیوں کو کندمول بہت ہے +

جس وقت لکشمن جی نے یہ تقریر سُنی وہ پھُولے نہ سمائے اسی وقت چلنے کو تیار ہوگئے۔ مگر اتنے ہی میں سری رامچندر جی کا ارشاد ہؤا کہ جب تک تم سب چیزیں سوجگیہ سے لاؤ تب تک میرا ارادہ ہے کہ برہمنوں کی کچھ خدمتگزاری کراوں۔ چنانچہ تم حکم دیتے جاؤ کہ اچھے اچھے عالم و فاضل برہمن فوراً طلب کئے جائیں +

سرگ ۳۲

سری رامچندر جی کا جوش فیاضی زرِ بخشی کی آمد۔ اُن کی کامیابی مقصد

رامچندر جی نے ہدایت کی کہ دیکھو لکشمن جی سوجگیہ کے یہاں جانا تو بڑے

ادب سے پیش آنا۔بڑے صدق عقیدت سے پوجا کرنا وجہ یہ کہ وہ بششٹ جی کے فرزند رشید ہیں۔اس بات میں بھی اُن کو بزرگی حاصل ہے۔میرے دلنواز دوست ہیں۔اس سے بھی اُن کا ادب لازم ہے۔علم وفضل کے لحاظ سے بھی وہ واجب التعظیم ہیں۔ اور زیادہ تر قدر ومنزلت کی بات یہ ہے کہ بڑے بھگت بھی ہیں +

لکشمن جی سر عبودیت جھکا کر روانہ ہوئے۔سوجگیہ کی خدمت میں گئے دیکھا کہ ہون میں مصروف ہیں بڑے ادب سے ڈنڈوت کرکے دست بستہ عرض کی:۔

سری رامچندر جی راج پاٹ سے دست بردار ہو گئے۔بن جانے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔تکلیف نہ ہو تو مل لیجئے +

سوجگیہ کو سری رامچندر جی سے بہت پریم تھا۔اُنہوں نے جیوں تیوں سندھیا سے فراغت کی اور دوڑے ہوئے سری رامچندر جی کے در دولت پر تشریف لائے سری رامچندر جی اور جانکی جی کو اُن کے کمال وفضل کا اعتقاد تھا جونہیں خبر پہنچی ساسٹانگ ڈنڈوت کرتے ہوئے استقبال کو چلے اور ہاتھوں ہاتھ محل میں لا بٹھایا۔پوجا کی۔کانوں کے جڑاؤ کنڈل مرصع کنگن وغیرہ قیمتی سے قیمتی تمام زیورات اور عمدہ سے عمدہ نفیس سے نفیس ملبوس پیش کئے۔سری رامچندر جی کا یہ جوش سخاوت دیکھکر سری جانکی جی کے دل میں خیال ہوا کہ اگر سوجگیہ کی استری ہوتیں تو میں بھی کچھ دان کرتی۔ رامچندر جی دل کی بات سمجھ گئے اور سوجگیہ سے گذارش کی کہ

مہاراج!جانکی جی بھی کچھ آپ کی استری کے واسطے رخصتی نذرانہ دیتی ہیں لینے جائیے احسان ہوگا +

ادھر سے درخواست منظور ہوئی اُدھر سے جانکی جی نے زیور اٹھا کر کے سامنے ڈھیر کر دئے۔ملازمان ہمراہی نے گٹھڑی باندھ دی اور سوجگیہ نے اشیرباد دے کر رخصت مانگی چلتے وقت سری رامچندر جی کو اُس ہاتھی کا خیال آیا جو اُنہیں اُن کے ماما نے عطا فرمایا تھا اس لئے وہ ہاتھی بھی اُن کی نذر کرکے کہا کہ

یہ بھی آپ ہی کے کام کا ہے بن باسیوں کو اس سے کیا واسطہ نہ اس پر کیکئی ماتا کا اجارہ نہ بھرت کا اختیار۔سوجگیہ سوغاتیں لیکر اشیرباد دیتے ہوئے اپنے گھر کو چل دئے +

راجچندر جی کے قدم اُٹھے جاتے تھے جتنی دیر ہوتی تھی سمجھتے تھے کہ اتنی ہی منزل کھوٹی ہوتی ہے۔ اُنہوں نے لکشمن جی کو اجازت دی کہ اگست جی اور کوشا کسی جی کی پرستش کر کے تمام برہمنوں کو اسی طرح دان پن سے مالا مال کردو۔ جس طرح برسات کے موسم میں برساتی پانی سے زمین شاداب و سیراب ہوتی ہے۔ اب ان سب کے چودہ برس کے بعد درشن ہونگے۔ پس سونا چاندی روپیہ جواہر زیور ملبوس خوب لٹا دو۔ اور ایک ایک ہزار گائیں سب کے پیشکش کردو۔ ہماری تمہاری سلطنت یہی ہے +

کوشلیا جی کے دروازے پر برہمنوں کا ایک میلہ لگ گیا تھا۔ ہر طرف ایک بھیڑ نظر آتی تھی۔ دان پن ہونے لگا خیرات بٹنے لگی اتنے ہی میں ایک برہمن آیا۔ جو روز کوشلیا جی کو اشیرباد دے کر چلا جایا کرتا تھا۔ لکشمن جی کو جس وقت اس کا علم ہوا جواہرات سے جڑا ہوا رتھ حوالے کر دیا۔ جڑاؤ زیور ریشمی کپڑے دیدئے کہ کسی بات کی کمی نہ رہے صرف خدمت کے لئے کوئی نہ تھا اس لئے خادم بھی مقرر کر دئے سری راجچندر جی کو دنیاو الفت صرف اس قدر تھی کہ جسے ہو اُن کی ذات سے کچھ فائدہ ہو رہے۔ ہر شخص پر اُنکی نذر عنایت مبذول تھی جس کا خیال آتا اُس کا گھر دولت سے پاٹ دیتے تھے۔ آپ کو اپنے سومنت اور چیتر رتھ سارتھیوں کا بھی بہت خیال تھا۔ اُن کو اتنا کچھ دیا کہ اُن سے اُٹھائے رکھتے نہ بنتا تھا۔ سری راجچندر جی کا حکم تھا کہ جو عالم فاضل ہوں اُن کو ہاتھی گھوڑے بیل گئو دینے میں ذرا بھی میں میکھ نہ ہو۔ جو ان پڑھ ہوں فقط پیٹ کے لئے بانا بنائے ہوں اُن کی بھی سوال خالی نہ جائے۔ سری راجچندر جی کے عالم جوش سخاوت سے شاذ ہی کوئی محروم رہا ہو۔ کسی نے زیورات مرصع و سازو براق سے آراستہ گھوڑے اونٹ ہاتھی پائے کسی نے جواہرات و لباس۔ لاکھوں گائیں بٹ گئیں۔ ہزاروں من جواہرات لٹ گئے۔ جس کو گائیوں کا دان ملا اُس کے گھر میں گئوشالا قائم ہو گیا۔ جب زر و زیورات نقد و جواہر سے چھٹی مل گئی تب بھنڈاری کو حکم ہوا کہ لاؤ کون کون جنس ڈھیر ہے بھنڈاری نے تمام ذخیرہ جمع کر دیا۔ اور چار طرف سے لوٹ ہونے لگی۔ تمام شہر نے آوازہ سُنا کہ سری راجچندر جی کا لنگر لٹ رہا ہے۔ جو جس نے مانگا وہ پایا۔ مانگے بغیر بھی وہ کچھ ملا کہ شمار و حساب نہیں +

اجودھیا میں ایک ترجٹ نامی رشی تپسیا میں جوالا گھلاتے گھلاتے سینک ہو گئے تھے بالوں کا سر پر نام ونشان نہ رہا تھا۔ کھانے کی یہ کیفیت کہ کدال سے جو کھودنا وہی کھانا جو زمین کھودتے کچھ نہ ملے تو پیٹ میں تو ا ہوئے رہتا۔ رشی جی تو مرنے کے کنارے تھے مگر اُن کی استری جوان تھی اور لڑکے بالے بھی کم عمر۔ رشی کو نفس کشی سے بھوک پیاس کہاں خرابی لڑکے بالوں کی تھی۔ اُن کو ہر روز پیٹ کی آگ سے جلنا پڑتا تھا۔ اسی لئے اس موقع پر رشی کی استری بولی کہ

مہاراج! معاف کیجئیگا اس وقت گستاخی کو جی چاہتا ہے آپ خوب واقف ہیں کہ عورت کا اشٹ دیو خاوند ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ بھی میرے پرمیشور ہیں۔ میری درخواست ہے کہ آپ کدال وِدال جھونکئے چولھے بھاڑ میں۔ اس سے لڑکے بالوں کا پیٹ نہیں بھرتا کدال کو لیکر کوئی کیا چاٹے۔ اگر بالوں بچوں کی زندگی منظور ہے تو اُٹھئے ذرا تکلیف کیجئے چار قدم چلنے سے آپ کو وہ کچھ مل جائیگا کہ عمر بھر کسی چیز کی فکر نہ ہوگی۔ سری رامچندر جی خزانہ لٹا رہے ہیں اگر یہ موقع چوکا تو بس لڑکے بالوں کا کہیں ٹھکانا نہیں +

ترجٹ رشی کے کانوں میں بڑی مشکل سے جوں رینگی۔ مدتوں کے بعد پتھر بھی جونک لگی۔ انہوں نے کہا خیر جو ایشور کی اِچھیا کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلایا تھا۔ آج قسمت کا لکھا بدھا یہ بھی سہی۔ اُنہوں نے اپنی استری کی پھٹی پرانی ساڑھی لپیٹ لی اور ایک سونٹے کے سہارے نیل کھڑے ہوئے۔ جسم سوکھی ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا بدن اگنی پرڈالنے کے قابل مگر چہرے کے تیج سے سورج کی بھی آنکھیں جھپکتی تھیں مری چال بھی چلتے تھے تو جوگ بل بھیڑ چھانٹ دیتا۔ جہاں ہوا کا گزر نہ تھا پیک خیال کو راستہ نہ ملتا تھا وہاں سے یہ بے تکلف گزر گئے۔ لوگوں نے چہرے کے جلال سے کانپ کر جگہ دے دی۔ رشی جی در دولت پر پہنچے تب بھی قدم آگے ہی پڑتا گیا سینکڑوں دربان ڈیوڑھیوں پر مقرر تھے ہر جگہ روک ٹوک تھی لیکن ان کے رعب و داب نے سب پہرے گویا اُٹھا ہی دئے۔ چوکیداروں نے سر عقیدت جھکایا اور دست بستہ درخواست کی کہ شوق سے سری رامچندر جی کو درشن دیجئے۔ رشی جی کو پانچ ڈیوڑھیاں لانگھنا پڑیں وہ سونٹا ٹیکتے ہوئے سری رامچندر جی کے سامنے پہنچے اور جاتے ہی کہا۔

رگھوونس بھوشن مجھے تو کچھ ضرورت نہیں مگر [illegible] لڑکے بالوں کی [illegible]

آپکے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ذلت دی۔ بال بچے فاقوں نہ مرتے ہوتے تو یہ پھونک مارنے سے اُڑجانے والا جسم آپکے سامنے نہ ہوتا ۔

رامچندر جی حد درجہ کی لاغری دیکھ کر سخت متحیر ہوئے۔ اُنہیں حیرت ہوئی کہ ایسا دُبلا پتلا برہمن اتنی بھیڑ چھانٹ کر کیونکر یہاں آپہنچا۔ اُنہیں اُس وقت ذرا چہل سوجھی اور بولے :-

برہم اوتار مال و دولت سے تو میں ہاتھ جھاڑ بیٹھے۔ اب جھنجھی پاس نہیں ذرا پیشتر آپ آتے تو میں زر و جواہر سے گھر بھر دیتا۔ اب صرف یہ گائیں رہ گئی ہیں ان میں سے جو آپ کی تقدیر میں ہو شوق سے لے جائیے۔ مگر شرط یہ ہے کہ آپ سونٹا گھما کر پھینکیں جتنی دور تک سونٹا گرے اتنی دور تک گائیں آپ کی ۔

ترجٹ رشی۔ آپ کا فرمانا درست مگر ان سینک ایسے ہاتھوں میں اتنی جان کہاں کہ سونٹا پھینک سکیں۔ لیکن آپ کی جو مرضی۔ یہ کہکر ذرا دیر تک رشی جی خاموش رہے پھر بڑی مشکل سے کمر کسنا شروع کی اس میں بھی ذرا دیر ہوئی۔ اور رشی کی یہ قطع وضع دیکھکر رامچندر جی کو بے ساختہ ہنسی آگئی دل میں کہنے لگے کہ واہ بال ایسے ہاتھ پاؤں اور پھر یہ وہم داعیہ ۔

سری رامچندر جی کو خیال تھا کہ غریب رشی کو سونٹا اُٹھانا ہی دو بھر ہے پھینکیگا کیا خاک۔ اتنے ہی میں ترجٹ رشی نے کمر کس کسنا کر سونٹا گھما کر پھینکا تو سب کی عقل دنگ۔ ہوش غائب۔ سونٹا اُڑا تو سرجو کے اُس پار جا گرا تمام گائے بیل ادھر کے ادھر ہی رہے ۔

یہ رنگت دیکھکر سری رامچندر جی رشی کے فضل و کمال سے متعجب ہوئے اور سخت شرمندگی کے ساتھ قدموں پر گر کر معافی مانگی بولے مہاراج گستاخی درگزر کیجیئیگا آپ بزرگ ہیں۔ مہاتما ہیں۔ چھوٹوں سے خطا ہو ہی جاتی ہے۔ اگر نادان نہ ہوں تو چھوٹے کیوں کہلائیں۔ آپ کو دیکھکر میرا ہنسنا واقعی خلاف مزاج ہوا ہوگا۔ مگر آپ نے میری آنکھیں کھول دیں اس کا شکریہ کہاں تک ادا کروں میرے خیال میں تھا کہ جب آپ کو ہاتھ پاؤں ہلانا دو بھر ہیں تو سونٹا پھینکنا معلوم۔ اسی سے میں نے اتنی بے ادبی کی۔ اب میری دست بستہ درخواست ہے کہ آپ میرے بچپن پر نظر کریں۔ بچوں کی

غلطیوں کو بزرگ دل میں نہیں رکھتے۔میں اس وقت بن باس کے لئے تیار ہوں ذرا ہوش وحواس میں بھی پراگندگی ہے۔پس مجھے آپ سے معافی مانگے بغیر چارہ نہیں ہیں نے یہ بھی مذاقاً کہا تھا کہ گایوں کے سوا اور کچھ باقی نہ رہا۔اس کو بھی آپ نظرانداز فرمادیں۔اور جو کچھ خدمت میرے لائق ہو اُس سے آگاہ نہ فرمائینگے تو میں سمجھونگا کہ آپکے دل میں میری طرف سے غبار ہے۔اور قبول گذارش سے انکار کیا میری جان کیا میرا مال جو کچھ ہے برہمنوں ہی کے واسطے ہے پس آپ کچھ اور ارشاد فرماویں کہ میں تعمیل کر کے افتخار ابدی حاصل کروں +

ترجبٹ رشی۔آپ کا کچھ قصور نہیں کوئی خطا ہو تو اُس کی معافی یا تلافی ہو سکے میں نے ہاتھ پھیلایا آپنے دان دیا۔ہوس کی بھی کچھ انتہا ہوتی ہے۔اب اور اس سے زیادہ مانگ کر کیا کروں۔جو کچھ ملا وہ اتنا زیادہ ہے کہ میں شکریہ ادا نہیں کر سکتا اب میں چلتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ

آپ کے اقبال کی ترقی ہو۔ناموری ہزار گنی بڑھے۔برہمنوں کی خدمتگذاری سے آپ کو ثواب دارین حاصل ہو۔بن باس نہ کھلے۔ہر آفت ٹلے۔بزرگوں کی اطاعتگذاری پھلے +

یہ اشیرباد دے کر ترجبٹ نے گھر کی راہ لی۔سری رامچندرجی نے ملازموں کو ہدایت کی کہ تمام گائیں آشرم میں پہنچاویں۔مگر ترجبٹ رشی چلے تو گائیں بانٹتے ہوئے۔جو برہمن سامنے آیا اُسے ایک گائے دے دی گھر پہنچتے پہنچتے اِتی گنی گائیں رہ گئیں +

سرگ ۳۳

سری رامچندرجی کی راجہ دسرتھ کی قدمبوسی کو روانگی۔اہل اجودھیا کے خیالات

سری رامچندرجی نے ساری دولت لٹادی۔برہمن زرو جواہر نقد و جنس

سے مالامال ہو گئے۔ مال و دولت سے ہاتھ جھاڑ کر آپ نے راجہ دسرتھ کی قدمبوسی کا عزم کیا اور سری جانکی جی نے پھولوں سے شستروں کی پرستش کی جونہیں سری رامچندر جی ایوان دولت نشان سے تشریف لے چلے اہل شہر کا میلہ لگ گیا۔ جس نے سُنا دوڑا ہُوا آ پہنچا۔ گزرگاہ میں کوٹھوں پر صورتیں ہی صورتیں نظر آتی تھیں اس وقت ذات مقدس پاپیادہ تھی۔ نہ کوئی سواری ساتھ نہ ملازمان بارگاہ۔ ہر طرف متعجب نگاہیں چہرہ انوار کی بلائیں لیتی تھیں ہر زبان پر یہی الفاظ تھے کہ

آہ! جن رامچندر جی کے زیر قدم چاند سورج آنکھیں بچھائیں اندر کا ایراپت خاک در کو ماتھے سے لگائے۔ سورج بھگوان کا رتھ نگاہ میں چلے۔ دیوتا گندھرب پلکوں سے گرد راہ صاف کریں۔ جن کی چتر نگی سینا کے سامنے ستارے کچھ شمار میں نہیں افسوس وہ آج فرش خاک پر پیدل جا رہے ہیں۔ جن رامچندر جی کے غلاموں کے لئے دنیا جہان کی ساری نعمتیں ڈھیر رہتی ہیں۔ آہ وہی رضائے والدین کو مقدم سمجھ کر جنگل کے کند مول پھل پر گزارہ کرنے کے لئے کمربستہ ہو گئے ہیں۔ خیر سری رامچندر جی تو وہی سختی سستی کا نہیں کیا خیال۔ مگر ہائے نازک اندام جانکی جی سے جنگلوں پہاڑوں کے دشوار گزار راستوں میں کیسے قدم رکھا جائے گا۔ یا تو سیتا جی آتش رخسار کی گرمی سے پریشان ہو جاتی تھیں یا اب وہی جلتی دھوپ میں جنگلوں جنگلوں کی ٹھوکریں کھائینگی۔ جن کو کسی کی آہ سرد سُننے کی برداشت نہ تھی۔ اُف اب وہی کڑاکے کے جاڑوں میں پالے برف کی سختیاں سہنے کو جا رہی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ راجہ دسرتھ اپنے حواس میں نہیں کسی بھوت پشاچ نے عقل مار دی ورنہ ایسے لائق و فائق بیٹے کو کلیجے سے جدا کرنا عقل سلیم کبھی گوارا نہ کرتی اچھے لوگ نالائق بیٹے کو بھی گھر سے نہیں نکالتے۔ رامچندر ایسے سعادتمند دھرماں با اخلاق با مروت۔ ہر دلعزیز۔ نفس کش غرضیکہ بہمہ صفت موصوف اور انہیں کے ساتھ یہ بدسلوکی۔ ہم لوگوں سے یہ ادھرم نہیں دیکھا جاتا۔ رامچندر جی کو ہماری آنکھوں کے سامنے یہ تکلیف۔ کیونکر دل گوارا کرے۔ سری رامچندر جی انسان نہیں دسرتھ کے فرزند نہیں۔ سارے کائنات ایشور اور جگت کے پتا ہیں۔ جب جگت کے پتا کو تکلیف ہوئی تو بس ہم لوگوں کو آرام کہاں راجہ دسرتھ اس وقت گویا درخت کی جڑ کاٹ رہے ہیں جڑ کٹی اور پھول پتی سب خشک۔ پھر ہم سب کو زندگی کی آس کیا۔ پس مناسب

یہی ہے کہ ہم سب بھی وہیں جائیں جہاں بھگوان رامچندر تشریف لئے جاتے ہیں۔ اب گھربار کی اُلفت فضول۔ سب باغ و مکان و اسباب۔ دولت و جنس بیکار۔ جہاں رامچندر نہیں وہاں آبادی کا کیا کام۔ ایک سرے سے بھاوڑا اجاڑ دینا چاہئے۔ اجودھیا کا نام ہی باقی رکھنا کیا ضرور۔ گایوں کو کہاں چھوڑیں ان کی پرورش لازمی ہے پس اُن کے لئے جنگل میں دانے چارے کا گھاٹا نہیں یہ وہاں مزے سے رہینگی۔ روپیہ پیسہ بھی ساتھ لیتے جائیں۔ یہاں کیوں چھوڑیں تب کی سند جب اکیلی کیکئی رہ جائے پھر معلوم ہو کہ بن باس دینے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ بات تب ہے کہ ہم سب جنگل کو اجودھیا بنائیں۔ اور اجودھیا جنگل بن جائے۔ ادھر ہم سب جنگل میں گئے۔ ادھر سے جانوران صحرائی کی بھگدڑ رہوئی۔ درندوں چرندوں کے لئے جنگل کے سوا اور ٹھکانا ہی کہاں پس سونی اور سنسان اجودھیا اُن کے لئے خالی پڑی ہوگی۔ وہ یہیں رہینگے۔ اور تب راجہ دسرتھ کو ہوش ہوگا کہ بھیجا تھا رامچندر جی کو جنگل میں اور یہاں خود اُن کے لئے بن باس ہوگیا۔ کیکئی کو لینے کے دینے نہ پڑیں تب بات۔ گوشت خور جانوروں کی جب یہاں بستی ہوئی تب ایک مزہ اور ہوگا۔ اُن کی بھوک گوشت گوشت پکاریگی۔ یہاں گوشت کا نام کہاں پس نتیجہ یہ ہوگا کہ کیکئی کی بوٹیاں پیٹ کی آگ میں بھنینگی ہڈیاں شیر بھیڑئیے چبائینگے ؎

جتنے منہ اتنی ہی باتیں ہر زبان سے ایک نہ ایک نئی بات سنائی دیتی تھی۔ سری رامچندر جی چہل قدمی کرتے اور یہ سب باتیں سنتے ہوئے راجہ دسرتھ کی آرامگاہ پر پہنچے دیکھا کہ سومنت وزیر بہت اُداس کھڑا ہے جونہیں سری رامچندر جی کی صورت دیکھی اُس کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل پڑے قدموں پر سر جھکا کر عرض کی کہ کیا بن کی تیاریاں ہو گئیں۔ آہ! یہ مصیبت کا سامنا۔ آپ تو خیر تشریف لئے جاتے ہیں میرے واسطے کیا ارشاد ہوتا ہے ہم لوگوں کی زندگی کس طرح ہوگی۔ کچھ سبیل ؎

سرگ ۳۴

سری رامچندر جی کی راجہ دسرتھ کی خدمت میں

رونق افروزی۔ درخواست۔ رخصت۔ راجہ دسرتھ کی ممانعت۔ رنج وغم۔ رانیوں کی بیقراری وگریہ وزاری۔ رامچندر جی کا استقلال عزم مصمم

سومنت سری رامچندر جی کو لئے ہوئے راجہ دسرتھ کی خدمت میں باریاب ہوا اس وقت راجہ دسرتھ کی حالت کچھ عجیب تھی۔ لمبی لمبی سانسیں لیتے تھے۔ سینہ ہاتھوں سے دبا تھا اور آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے نکل رہے تھے۔ گہن میں جو سورج کی حالت ہوتی ہے۔ راکھ میں جو انگارے پر اور خشکی سے جو تالاب پر اداسی چھائی رہتی ہے۔ اُس کا نظارہ آنکھوں کے سامنے تھا۔ سومنت نے پہنچکر عرض کی "مہاراج کی جے۔ دشمنوں کی چھئے" +

یہ آواز کان میں پڑتے ہی راجہ دسرتھ نے آنکھیں کھول دیں۔ ہاتھ سے آنسو پونچھ کر دیکھنا چاہتے تھے کہ کون کون ہے اتنے ہی میں سومنت بولا:۔

اَن داتا۔ سری رامچندر جی سب دھن دولت دان کر کے گھر بار چھوڑ بیٹھے اب ہاتھ جھاڑ کر آپ سے رخصت ہونے کے لئے تشریف لائے ہیں +

بالمیک جی اس موقع پر فرماتے ہیں کہ لوگوں نے راجہ دسرتھ کو بہت بُرا بھلا کہا۔ ہر شخص یہی کہتا تھا کہ بڑے ادھرمی ہیں۔ مگر میرے خیال میں راجہ دسرتھ کا سادھو مانا ہونا مشکل ہے۔ ان میں بات چیت کرنے کا دم نہ تھا۔ زبان ہلائے نہ ہلتی تھی بڑی جرأت کر کے بولے کہ:۔

سومنت! اچھا سری رامچندر جی کو ٹھہراؤ۔ میں ابھی اُن کو نہ دیکھونگا۔ پہلے میری سب رانیوں کو یہاں لے آؤ +

سومنت اُسی وقت دوڑا گیا۔ مہاراج کا حکم سُنایا۔ تین سو پچاس رانیوں میں صرف کیکئی تو کوپ بھون سے نہ ہلی باقی اور سب اُٹھ دوڑیں۔ کوشلیا جی کو ضعف سے اُٹھنے کی طاقت نہ تھی اور رانیوں نے اُن کو سنبھالا اور ہاتھ تھامے ہوئے راجہ دسرتھ کے پاس لائیں +

جس وقت راجہ دسرتھ کو رانیوں کی آمد معلوم ہوئی سومنت سے ارشاد ہوا کہ سری رامچندر جی کو آنکھوں کے سامنے لاؤ۔ کہاں ہیں +

سومنت۔ مہاراج کے سامنے ہی ہیں۔ جانکی جی اور لکشمن جی کو بھی قدم چھونے کی ہوس کھینچ لائی ہے۔ راجہ دسرتھ نے فوراً ہی آنکھیں کھول دیں دیکھا سری رامچندر جی ہاتھ جوڑے ہوئے سامنے موجود ہیں۔ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور دوڑ کر گلے لگانا چاہتے تھے کہ پٹ سے زمین پر گر پڑے۔ چہرے پر مردنی سی چھا گئی +

رامچندر جی نے جھپٹ کر اُٹھا لیا۔ سب رانیاں بھی دوڑ پڑیں اور ایک کہرام مچ گیا۔ ہائے رام ہائے رام کہکر سر پیٹنا شروع کر دیا آواز ماتم نے در و دیوار پر سکوت چھا دیا۔ تھوڑی دیر میں راجہ دسرتھ کی بیہوشی دور ہوئی پھر اُٹھ بیٹھے اور اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو چھاتی سے لگا لیا۔ رامچندر جی قدموں پر گر پڑے اور درخواست کی کہ

اب اجازت ہو۔ صحرا نوردی کا اشتیاق قدم اُٹھا رہا ہے۔ لکشمن جی کو بھی شوق رفاقت ٹھیرنے نہیں دیتا وہ بھی ہمراہی کے لئے تیار ہیں +

لکشمن جی۔ سری جانکی جی بھی قدموں کے درشنوں کو تشریف فرما ہیں اُن کو بھی اشیرباد دیجئے کہ بن میں سکھ سے رہیں +

سری رامچندر جی۔ قالب عنصری کے بانی میں اپنی ذات کا مختار تھا میں نے صحرا نوردی کا بیڑا اُٹھایا۔ لکشمن جی وغیرہ زبردستی ساتھ چلنے کو تیار ہیں۔ میں نے لاکھ سمجھایا مگر یہ ایک نہیں مانتے۔ خیر ان کی مرضی۔ اب میں رخصت مانگتا ہوں ہنسی خوشی اجازت دے دیجئے +

راجہ دسرتھ۔ ہائے تم بن جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ آہ! بیرحم کیکئی نے مجھے جیتے جی مرڈالا۔ میرے ذرا ذرا سے بچوں کے ساتھ یہ بیدردی۔ پیارے رامچندر میں کیسے اجازت دوں۔ تعجب ہے کہ تم بھی کیکئی کے کہنے میں آگئے۔ تم اُسے بکنے دو وہ تمہارا کر ہی کیا سکتی ہے۔ بچن اور پرن ڈالو چولھے بھاڑ میں مجھے قید میں جھونکو اور تم مزے سے راج کرو۔ کوئی تمہاری طرف آنکھ اُٹھائے تو میرا ذمہ +

سری رامچندر جی۔ ایسے ایسے ہزار راج آپ کے قدموں سے بندھے ہیں۔

مجھے تخت و تاج سے کیا کام - چودہ برس کچھ پہاڑ نہیں جو کاٹے نہ کٹینگے - اُدھر یہ دن گزرے - ادھر راج موجود - ذراسی بات کے لئے مَیں کیوں آپکے پرن اور کیکئی ماتا کے بچن کو نباہ نہ دوں - دھرم کے مقابلے میں راج پاٹ چیز ہی کیا ہے ✣

راجہ دسرتھ اور سری رامچندر جی کی تقریر کیکئی کے ہوش اُڑا رہی تھی - وہ سوچتی تھیں کہ کہیں راجہ دسرتھ ہٹ نہ کر بیٹھیں اور سری رامچندر جی بھی بن جانے سے کچیانہ جائیں اس لئے بیتاب ہو کر بولی

یہ محبت نہیں دشمنی ہے کہاں تو رامچندر ٹھیک ساعت پر رخصت مانگنے آئے ہیں کہاں آپ بدشگونیاں کرتے ہیں - عازم سفر کو روکنا اُس کی منزل کھوٹی کرنا ہے - اس لئے بس اور باتیں جانے دیجئے - رامچندر جی سے کہئے اچھا رخصت جہاں رہو خوش رہو ✣

راجہ دسرتھ - پیارے بیٹے مَیں کیا کروں کچھ زور کچھ قابو نہیں تم دھرم سے پھرنا نہیں چاہتے - کیکئی ادھرم پر تلی ہوئی ہے بس بتاؤ کہ میرا اختیار کیا ہے جناب سمجھو کرو - میرا منہ تو دھرم اور ادھرم دونو نے کیل دیا - مگر تم سعادتمند ہو اس سے بھلا اتنا تو کہنا مانو آج رات بھر اور ٹھیر جاؤ - ذرا سوچ لو کل سے گھڑی بھی میں بسر ہوئی نہ کچھ بات چیت نہ کچھ گفت وشنید - رات بھر میں کچھ نہ ہو جائیگا سویرے چلے جانا میرے لخت جگر تمہاری ہمت پر آفرین - سعادتمندی کو شاباش - راج پاٹ اور لاج لوک چھوڑ کر بن کے لئے تیار ہو جانا کسی اور کا کام نہیں - مَیں اپنے دھرم ایمان کی قسم کھا کر یقین دلاتا ہوں کہ مجھے تمہاری تاج پوشی کے سوا اور کچھ غرض نہ تھی - مگر افسوس کیکئی نے جعل فریب میں پھانس لیا - جہاں رنج سے میرا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے وہاں مَیں تقدیر پر اتراتا ہوں کہ ایشور نے مجھے ایسا سعادتمند بیٹا دیا - جس کو دھرم کے سوا اور کسی بات سے کام ہی نہیں اب میری یہی خواہش ہے کہ ایک رات اور ٹھیر جاؤ مَیں ذرا جی بھر کے دیکھ تو لوں

سری رامچندر جی - آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر مگر اب زیادہ جوش محبت فضول ہے جبتک میں یہاں رہونگا آپ کو اور بھی غم ہوگا - اس لئے زیادہ اصرار نہ فرمائیے ✣

لکشمن جی - بھائی صاحب - اگر مضائقہ نہ سمجھئے تو پتاجی کا کہنا مان جائیے جب

آپ کو پتا جی کے قول کا نباہ منظور ہے تو اس بات کو بھی قبول کیجئے۔ ایک بات ماننا۔ ایک بات نہ ماننا یہ کس اصول میں داخل ہے +

رامچندر۔ تمہارا کہنا درست۔ مگر دیکھو تو کہ میں رات بھر تک رہ گیا تو ماتا کیکئی کی بات کہاں رہی۔ ان کا حکم ہو چکا ہے کہ اسی وقت بن کی راہ لو۔ توقف فضول +

یہ فرما کر اُنہوں نے راجہ دسرتھ سے دست بستہ گذارش کی کہ توقف میں کچھ فائدہ نہیں مجھے آپکے بردان کا خیال ہے۔ اگر یونہیں لیت و لعل میں دیر ہوتی گئی تو آپ کا قول فضول جائیگا۔ اور میرا بات کا بھی اعتبار نہ رہیگا۔ اس لئے میری خواہش یہی ہے کہ آپ فکر چھوڑ دیں وشواس سے کچھ حاصل نہیں آپ کو سمندر سے تشبیہ دیجاتی ہے۔ سمندر نہ کبھی گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے۔ اسی طرح آپ کو بھی نہ دکھ کا رنج نہ سکھ کی خوشی ہے میں اپنے ضمیر صادق سے کہتا ہوں کہ آپ کی فرمانبرداری واطاعت گزاری کے مقابلے میں راج کیا سورگ کی بھی کچھ حقیقت نہیں۔ جھوٹ بولنا بڑا گناہ ہے جھوٹے کو نرک کے سوا اور کہیں جگہ نہیں میں یہی چاہتا ہوں کہ کوئی بات جو منہ سے نکل جائے پٹ نہ پڑے۔ میں تہیہ کر چکا کہ بس اب رخصت۔ اگر آپ کو زبردستی نرک میں دھکیلنا ہے تو رات بھر روک کر میری عاقبت خراب کر لیجئے۔ آپ کی مرضی آپ کی خاطر سے نرک بھی قبول لیکن ماتا کیکئی کے حکم کی تعمیل میں دیر ہونا کسی طرح گوارا نہیں کر سکتا میں دھرم کی راہ میں قدم رکھتا ہوں تو آپ کسی طرح کا اندیشہ نہ کریں مجھے جنگل میں ذرا بھی تکلیف نہ ہوگی۔ میری سب ماتائیں رو رو کر آنکھیں سجا رہی ہیں۔ مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ جب تک میں آنکھوں سے اوٹ نہ ہونگا تب تک یہ بلک بلک کر جان کھوتی رہینگی۔ آپ ذرا طبیعت سنبھالیں سب ماتاؤں کو سمجھائیں تسلی دیں اور بھرت جی کو راج سنگھاسن پر بٹھا کر مجھے آزادی عطا فرمائیں کہ میں اعزاز فرمانبرداری و شرف اطاعت گزاری حاصل کروں اگر مجھے حیات تک کے لئے بھی راج ملتا ہو تو میں اس وقت دم بھر نہیں ٹھیر سکتا۔ کسی کا دم بھی نکل جائے تو اب یہاں نہ ٹھیروں۔ بس اب آپ جوش محبت سے دل اچاٹ کر کہ دیجئے کہ اچھا جاؤ۔ اگر آپ اجازت نہ دینگے تو مجھے افسوس ہوگا کہ آپ اپنے کو نرک کا مستحق کرتے ہیں میرا قصور نہیں +

سری رامچندر جی کا لفظ لفظ پر جوش تھا۔ ان کو جس قدر دیر ہوتی تھی اُسی

قدر طبع نازک کو دکھ ہوتا تھا۔ راجہ دسرتھ سمجھ گئے کہ بیل بے منڈھے چڑھنے والی نہیں
رامچندر اب اپنی بات سے نہ ہٹینگے جو کہدیا وہ کرینگے۔ خواہ دنیا ادھر کی اُدھر کیوں نہ
ہو جائے۔ اُنہوں نے جھپٹ کر اُن کو سینے سے لگالیا اور پھر بیہوش ہو گئے کیکئی
کا دل تو پتھر ہو رہا تھا۔ اُس پر ان غمناک حالتوں کا اثر کہاں! ہاں تمام رانیاں
ہائے ہائے کرکے سر دھنتی اور منہ پیٹتی تھیں۔ سومنت کی آنکھوں آنسوؤں کا دریا
بہہ رہا تھا۔ سارے رنواس کی آواز ماتم تھے ہائے رام ہائے مہاراجہ دسرتھ کا وہ شور
بلند کیا کہ سننے والوں کی چھاتی پھٹتی تھی۔ کلیجے کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑے جاتے تھے
سومنت کو اس قدر بیتابی ہوئی کہ آخر غش کھا کر زمین پر گر پڑا ❖

سرگ ۳۴

سومنت وزیر کی رانی کیکئی سے عالم غضب میں تقریر

تھوڑی دیر تک کہرام سے طبیعتیں پریشان رہیں کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اب
سومنت کو بھی ہوش آیا تو غصے سے آنکھیں لال ہو گئیں جوش غضب میں ہونٹ چبانے
لگا اور صورت نہ جانے کیا سے کیا ہو گئی وہ تڑپ کر بولا:۔

او کیکئی! تو رانی ہے یا کوئی ڈائن۔ ہائے تجھے نہ خاوند کا ترس نہ بچوں پر رحم تو نے
خاندان بھر کے لئے موت کا جامہ پہن لیا۔ ارے رانی دنیا بھر کے ادھرم کیا تیرے ہی
حصے میں آئے ہیں باپ کی تصویر تجھ سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ ہائے ادھرم کا زہر جھپکا
کر ہمارے مہاراج کی جان لئے لیتی ہے۔ ایسے دھرماتما خاوند کے ساتھ یہ دشمنی۔
جس سے سارا سہاگ راج پاٹ ہے تو اُس کی جان لینے پر اُدھار کھائے بیٹھی ہے
تو ہم غریبوں کی کیا گنتی۔ ہم لوگ تو تیری نظر میں مکھی مچھر کے برابر بھی نہ ہونگے۔ ہائے ایک
سرے سے دنیا اُلٹ پلٹ کر دینا کس نے تجھے سکھا دیا۔ ذرا بھی دل میں نرمی نہیں دھرم
شاستر بھی تو نے طاق پر رکھ دیا۔ بڑے بیٹے کو راج دے جانیکا ہر جگہ حکم ہے تو شاستر پر بھی

سیاہی ڈال دیتی ہے۔ مہاراج کو ہوس تھی کہ آنکھوں سے رامچندر کا راج بلاس
دیکھ کے زندگی سپھل کریں تُو نے ایک سرے سے طبقہ ہی اُلٹ دیا۔ کیا تو یقین کرتی
ہے کہ تو راج بلاس کا آنند لوٹ سکیگی۔ کبھی نہیں کہے دیتا ہوں کہ بھرت جی کبھی راج
سنگھاسن کی طرف آنکھ بھی نہ اُٹھائینگے۔ اگر اُن کی آنکھوں کا پانی بھی مر گیا ہوگا تو
یہ بتاؤ کہ وہ راج کہاں کرینگے اجودھیا تو آج اُجاڑ ہوتی جاتی ہے۔ ہم سب لوگ
بھی بھاری پتھر چوم کر چھوڑے دیتے ہیں۔ یہاں ایک کانی چڑیا تک تو دکھائی نہ
دیگی۔ اگر تو ہی اکیلی نہ پڑی رہے تب بات۔ ہائے جس وقت رامچندر جی کے لئے
بن باس کی ٹھانی تھی اُس وقت تو زمین میں کیوں نہ سما گئی۔ بڑے بڑے دھرماتماؤں
کو بد دعا کا اثر خاک سیاہ کر دیتا ہے تجھے ساری خلقت پانی پی پی کر کوس رہی ہے
اور تجھ پر ذرا سا بھی اثر نہیں ہوتا نہ جانے کتنی رسی دراز ہے۔ بعزتی کا بھلا۔ رانی
کیکئی! آم والے کا درخت کاٹ کر کڑوی نیب کا درخت لگانا کس عقلمند نے کہا ہے
نیب کا درخت لگانے کو تو لگا لے مگر امرت اور شہد سے بھی سینچیگی تو کڑواہٹ بدستور
رہیگی۔ مٹھاس کا ذرا بھی نام و نشان نہ ہوگا۔ یاد رکھ۔ ہائے جو راجہ دسرتھ تجھے ہمیشہ
جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اُنہیں کے ساتھ یہ سلوک نیکی کا بدلہ بدی۔ میں
شروع ہی سے جانتا تھا کہ تو ادھری ہے۔ تجھ ایسی دُشٹ عورت دنیا کے پردے
پر نہیں۔ تجھی پر کیا منحصر ہے تیری ماں بھی تجھ سے دو ہاتھ بڑھی ہوئی تھی تجھے نہ
معلوم ہو تو سُن یہاں کس کا حال معلوم نہیں ؛

اُف! اوہ تیری ماتا کیا کچھ کم تھی۔ راجہ کیکے نے کسی رشی کی خدمتگزاری سے
جانوروں کی آواز پہچاننا سیکھی۔ تیری ماتا نے اسی کے لئے ایک روز غریب کی
جان لے ڈالی۔ راجہ کیکے کے محل میں تھا کوئی جانور بولنے لگا تو راجہ کو ہنسی آگئی رشی کا
حکم تھا کہ جو سُننا خبردار کسی سے نہ کہنا تیری ماتا گلے پڑ گئی کہ بتاؤ کیوں ہنسے راجہ
نے بہت ٹالا مگر وہ کب ماننے والی تھی ایک نہ سُنی ہٹ پر جمی رہی۔ مرنے کی
دھمکی دی طرح طرح کے ہٹ بن گئے۔ راجہ رانی کی بہت خاطر کرتا تھا اُس کو
دلشکنی منظور نہ تھی اور رانی کو بات پوچھنے کی ہٹ تھی مجبور اً راجہ نے کہا
مجھے بتانے میں عذر نہیں مگر رشی کا بردان ہے کہ اگر جانوروں کی بولی سُن کر کسی

پرِ راز خاش کیا تو زندگی کی خیر نہیں اُسی وقت طائرِ روح پرواز کر جائیگا۔اسی لئے مجھے لیت و لعل ہے اگر تمہیں میری زندگی منظور نہیں تو خیر تمہاری خاطر سہی مگر جان بخش دیتیں تو سب سے اچھا تھا۔بات بھی وہ نہیں جس کے سُننے بغیر تمہارا کچھ نقصان ہو۔جانوروں سے تمہیں واسطہ +

رانی۔ایسے فقرے کسی اور کے سامنے گھڑئیے۔یہاں ایسی باتیں بنانے والے بہت دیکھے ہوئے ہیں۔مرنا نہ ٹھیرا کھیل تماشا ٹھیرا۔بات بات پر موت آنے لگی تو بس ہوچکا۔بات بنانی ہے تو بتائیے نہیں تو ابھی جان دیدوں +

اُف! اوہ رے تیری ماتا کا دل گردہ راجہ کی زندگی کا مطلق خیال نہ کیا اور سر ہی رہی کہ بتاؤ۔راجہ کیکیے کے بنائے کچھ نہ بنتی تھی۔حیران کہ کیا کروں۔آخر کہا اچھا پیاری۔رشی جی سے اجازت لے آنے دو۔شاید وہ کہدیں کہ خیر۔رانی کے کہنے میں کچھ مضائقہ نہیں +

رانی بڑی مشکلوں سے راضی ہوئی۔راجہ کیکیے حیران پریشان رشی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔سارا دکھڑا اُسنایا رو نا رو دئے۔گذارش کی کہ مہاراج آپ اگر کوئی اور بردان نہیں دیتے تو یا میری جاتی رہے یا رانی کی +

رشی جی کی بات اٹل تھی باکمالوں کا کہنا اُمٹ ہوتا ہے اُنہوں نے کہا چاہیے تم مرو یا تمہاری رانی۔یہاں جو ایک دفعہ زبان سے نکل گیا بس وہی پتھر کی لیک ہے +

راجہ کیکیے اپنا سا منہ لئے ہوئے وہاں سے واپس آئے تو رانی پیچھے پڑ گئی کہ بتاؤ۔راجہ کیکیے کا ناک میں دم ہوگیا بالکل زچ ہوگئے مگر رانی کچھ نہ سُنتی تھی اپنی ہی ضد پر اڑی تھی۔اب راجہ کو خیال ہُوا کہ جب رانی کو میری زندگی کی کچھ پرواہ نہیں تو پھر اس کی اُلفت و محبت ہی کیا۔جب میں مرجاؤنگا تو رانی مری تو کیا زندہ رہی تو کیا۔اس سے بس دھتا بتاؤ۔ایسے کا ساتھ ہی کیا جس کو اپنے مطلب سے مطلب۔اپنی غرض سے غرض دوسرے کی جان کا بھی خیال نہیں۔بس اُسی وقت وہ جوشِ غضب سے اُٹھے اور کمر میں ہاتھ دے کر گھر سے نکال دیا۔اب تو رانی جی کی آنکھیں کُھلیں۔سارے جیتے دھرے رہ گئے۔راج پاٹ سب غائب غلہ گھر گھر کے ٹکڑے تھے اور فاقہ کشی +

او کیکیئی ذرا منہ سے بول کیا تیری ماں کی یہ دُرگت نہیں ہوئی۔ کیا کوئی مجھے جھوٹا ثابت کر سکتا ہے تو جس ماں کی بیٹی ہے اُس کے قدم پر قدم نہ رکھے تو اور کیا کرے۔ مگر ہمارے مہاراج کیکے کی طرح نہیں ورنہ ابھی تو بھی گلی گلی چکی مانگتی پھرتی اور ماں بیٹی کی جنم تیری کی بدھ اچھی طرح مل جاتی ÷

سومنت کی یہ تقریر بچھو کے ڈنک سے زیادہ زہریلی تھی کالے ناگ کا زہر ہر لفظ لفظ میں بھرا تھا۔ مگر کیکئی نے چپ لگائی تو کچھ اثر بھی نہ ہُوا وہ ساری باتیں میٹھی میٹھی پی پی گئی۔ سومنت نے سوچا کہ واہ اتنی کھوٹی سنائیں اور پھر بھی تاثیر ندارد۔ اس لئے اس نے رنگ سخن بدلا اور قدموں کی طرف سر جھکا کر بولا

آقاؤں سے مالکوں سے لڑتے بھی ہیں جھگڑتے بھی ہیں۔ خیر خواہوں کی خاطر داشت راجوں رانیوں کے سوا کون کر سکتا ہے۔ آپ دیوی روپ ہیں راج پاٹ آپ ہی کا ہے۔ اب اپنی ہٹ چھوڑ دیجئے۔ آپ ابھی چاہیں تو مہاراج کا مرجھایا ہُوا کنول ہرا ہو جائے۔ دھرم بھی رہے ست بھی۔ آپ تو سب پڑھی لکھی ہیں۔ دیکھ لیجئے کہ سناتن دھرم کیا ہے؛ شاستر بڑے بیٹے ہی کے لئے راج تلک کی اجازت دیتا ہے۔ آپ خلاف ورزی کرینگی تو سخت بدنامی ہوگی۔ دُنیا ہمیشہ آپ پر حرف رکھیگی۔ اس لئے میں تو یہ کہتا ہوں کہ دو لفظوں میں کلنک دھو لیجئے۔ زبان سے کہہ دیجئے کہ رامچندر کا راج تلک منظور ÷

مہارانی جی میں خالی خولی وزیر نہیں رشی بھی ہوں۔ رشیوں کی بات ٹالنا دھرم کے خلاف ہے۔ میں رشی ہو کر اشادان مانگتا ہوں۔ تمہیں اب عذر نہ ہونا چاہئے۔ راجہ دسرتھ کا اب بڑھاپا ہے بڑھاپے کو چل چلاؤ کا زمانہ کہتے ہیں پس میری تو رائے یہ ہے کہ مہاراج تپسیا کر کے زندگی سکارتھ کریں اور رام چندر کو آپ سینے سے لگا کر راج سنگھاسن پر بٹھاویں۔ ذرا سی بات ہے۔ اس کا طول دینا بیکار۔ بات کی بات بنی رہے راج کا راج قائم رہے نہ مہاراج کو دکھ ہو نہ رام لکشمن جانکی کو بن باس۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ آپ بھی بدنامی سے بچ جائیں اور ایک عالم میں دھوم مچ جائے کہ مہارانی کیکئی نے بھرت کے لئے راج مانگ کر پھر تخت سلطنت سری رامچندر جی کے حوالے کیا۔ انصاف اسے

کہتے ہیں اور سعادتمندی کی قدر دانی اسے ۔

سومنت نے لاکھ باتیں بنائیں۔ ہزار قلب پھیرنے والے فقرے سنائے مگر کیکئی موم کی ناک تو تھی ہی نہیں کہ ادھر سے اُدھر مڑ جاتی۔ اُس نے بات بات پر سر تو ہلایا مگر دل ذرا بھی پسیجا ہو کیا ممکن وہ مسکراتی رہی۔ چہرے پر نہ کچھ شرمندگی کے آثار تھے نہ رنج و ندامت کے ۔

سرگ ۳۶

راجہ دسرتھ کی کیکئی سے ناراضگی کیکئی کی طعن و تشنیع۔ سامعین کی کبیدگی خاطر کیکئی پر لعن طعن کی بوچھاڑ سری رامچندر جی کا استقلال طبیعت

راجہ دسرتھ خاموش پڑے ہوئے ہائے ہائے کہکر کروٹیں بدل رہے تھے۔ آنکھیں کالی گھٹا کی طرح آنسو برسا رہی تھیں۔ کیکئی کی سنگدلی دیکھ کر وہ سومنت سے بولے کہ

ناحق منہ تھکاتے ہو بیفایدہ سر مغزن کرنے سے حاصل۔ یہ بے مروت یہ بیوفا یہ شقی القلب ناگن ہے ناگن۔ ڈائن ہے ڈائن۔ مفت میں سر کھپا کے اندھے کے آگے رو کر اپنی آنکھیں کھوتے اور بھینس کے آگے بین بجاتے ہو اس کا دل کبھی نہ پسیجیگا۔ جگر فولاد ہے اب زیادہ میرا دل نہ دکھاؤ۔ اب تاب ضبط نہیں رامچندر جی ٹھگتے معلوم نہیں ہوتے جلد فوج کو ہمراہی کے لئے تیار کرو۔ ناچنے گانے والی بیسوائیں نازو انداز سے گاتی ناچتی ساتھ چلیں۔ بیشوں کو حکم دو کہ تمام ضروریات ساتھ لئے ہوئے قدموں میں رہیں۔ حفاظت کیلئے اچھے اچھے پہلوان بڑے بڑے سورمے رفاقت میں ہوں۔ گھوڑے گاڑی رتھ چھکڑے سب تیار ہو جائیں راہبر ساتھ کئے جائیں جس میں بن کے بڑے ترچھے اینڈے بینڈے راستوں میں چلنے سے تکلیف نہ ہو۔ خزانے میں جتنی دولت ہے سب رامچندر جی کے ہمراہیوں کو سونپ دیئے جائے جس میں کسی بات کی تکلیف نہ ہو۔ اہل اجودھیا کو بھی ہمراہی کا حکم سنادو تلطف

تب ہم کہ جہاں راجپندر قیام کریں۔ وہیں نئی اجودھیا موجود ہو جائے یہ سب سامان یہ سب ٹھاٹ باٹ مہیا ہونے سے رامچندر جی کو جب تپ میں بھی آسانی رہیگی ان کو صحرا نوردی کا رنج بھی محسوس نہ ہوگا۔ برہمنوں کو دان دینے میں دل بہلا رہیگا +

اس گفتگو کے بعد اُن کے چہرے پر علامت غیظ و غضب نمودار ہوئی پیشانی پر بل پڑ گئے تیوریاں بدل گئیں اسی اضطراب طبیعت کی حالت میں فرمانے لگے کہ

راجپندر جی کو بن باس کیسا۔ بھرت جی راج ہی کے قابل نہیں تو راج گدی کیسی +

اس فقرے سے کیکئی کے حواس جاتے رہے اُس کی جان نکل گئی کہ یہ اُلٹا دھڑا کیسا۔ وہ گھبرائی کہ کہیں راجہ دسرتھ بھرت کو راج نہ دینے کی قسم کھا بیٹھیں کہ سارا کیا دھرا مٹی میں مل جائے۔ اس وقت اس کا چہرہ بالکل اُتر گیا۔ کاٹو تو لہو نہیں بدن میں آخر بڑے ضبط سے دل کڑا کر کے بولی کہ

آپ کل مال و دولت رامچندر کو دئے دیتے ہیں بھرت کے واسطے کیا رہ جائیگا بھرت کو راج دیدیا تو پھر کوڑی پیسے سے کسی کو کیا سروکار۔ بن باسیوں کو ساری دولت بھرت کو خالی خولی سلطنت میں کبھی گوارا نہ کرونگی کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اب جو کچھ ہے بھرت کا ہے اس کو کسی نے چھوا تو وہ دیندار ہے میں کوڑی کوڑی کا حساب لئے بغیر نہ رہونگی

راجہ دسرتھ سخت مضطرب تھے۔ بیقراری سے ماہی بے آب کو مات کر دیا تھا۔ کیکئی کی اس بات سے تڑپ گئے بولے

ارے کیوں ستم پر ستم۔ جبر پر جبر ظلم پر ظلم۔ بدعت پر بدعت کرتی ہے کچھ تو ایشور سے ڈر۔ کچھ تو رحم کر۔ تُو نے میری زبان پر مہر لگا رکھی ہے۔ جہاں ذرا بھی بولا حلق کی دربان ہو گئی۔ آنکھیں لال لال کر کے خون خشک کر دیا۔ ارے تیرا دل ایسا پتھر کا ہو گیا آہ ذرا بھی ترس نہیں۔ اُف ایسا خون سفید۔ افسوس مجھ کو تُو نے اندھے بیل کی طرح گھما کر جوت لیا۔ بوجھ برداشت کے قابل نہیں۔ بساط سے باہر ہے کھینچتے کھینچتے کلیجہ نکلا پڑتا ہے اور تُو وہ بے درد ہانکنے والی ہے کہ کوڑے پر کوڑا رسید کئے جاتی ہے ذرا بھی خبر نہیں کہ کسی کی جان پر کیا گزر رہی ہے۔ مرتا ہے یا جیتا مرے گا یا جیئیگا +

اے ظالم کیکئی۔ مرے کو ناحق مارتی ہے میں خود ہی ادھ مرا ہو رہا ہوں اس نے

یہ زہر میں بجھے ہوئے فستروں کے کاری زخم۔ میں نہیں جانتا کہ میری جان بچنے کے آثار کیا ہیں۔ تو اب میری جان کی نگاہ کیوں ہو رہی ہے کہ تو دیا کہ بھرت راج لیں رامچندر کو تخت و تاج سے کچھ کام نہیں اُن کا دھرم جنگلوں میں کانٹوں کے فرش پر بستر گل کا مزہ دیگا +

راجہ دسرتھ کے ہر لفظ میں دل پگھلانے والی تاثیر تھی مگر پتھر پگھلانے سے نہیں پگھلتا۔ یہ سنگدلی دیکھکر راجہ دسرتھ سے ضبط نہ ہُوا اُن کی آنکھیں خون میں ڈوب گئیں اُنکا چہرہ لال انگارہ ہوگیا۔ مگر کیکئی ہٹ کی پوری تھی۔ اُس کے دل پر اُلٹا اثر ہُوا اس کی بھویں بھی چڑھی ہوئی کمان بن گئیں۔ نظروں سے تیر و ترکش باندھے لئے جھنجھلا کر بولی:۔

کہ بیٹھے گھر والے ہیں۔ ایسے فقرے کسی اور سے چلئے۔ یہاں ایسے بھٹ پنے نظر ترحم ہونے لگے تو بس ہوچکا۔ سارے مردوے نخرے تلوں ہی سے چلے چلایا کرتے ہیں۔ بس آپ اپنی باتوں سے معاف رکھئے۔ میں نخرے تلوں سے بہکنے والی نہیں کیوں صاحب کیا آپ راجہ سگر کی اولاد میں نہیں اگر اُن کے خون کا اثر ہے تو ذرا یاد کیجئے کہ اسمنجس اُن کا بڑا ہی بیٹا تھا کہ نہیں۔ اگر یہ بات ٹھیک ہے تو یہ بھی سوچئے کہ اُنہوں نے گھر سے کس کو نکال باہر کیا تھا۔ کیا آپ بھول گئے کہ اسمنجس کے ساتھ اُن کا کیا سلوک ہُوا تھا اُنہوں نے بڑے بیٹے کے لئے ہائے دیّا اُدھ دیّا ذرا بھی نہ کی تھی اور آپ ہیں کہ صرف چودہ برس کی جدائی کے لئے زمین و آسمان سر پر اُٹھائے لیتے ہیں۔ تو بہ تلاد ہائی تہائی کون بات باقی رہ گئی۔ بس آپ یہ پاکھنڈ چھوڑئے اور جس طرح راجہ سگر نے اپنے فرزند اکبر اسمنجس کو عمر بھر کے لئے جلاوطن کردیا تھا۔ اسی طرح آپ صرف چودہ برس کے لئے رامچندر کو بن میں روانہ کریں۔ میں آہ۔ اوہ۔ ہائے واویلا ایک ماننے والی نہیں + کیکئی کے منہ سے جس وقت یہ الفاظ نکلے تمام موجودہ لوگ دھر کانے لگے کہ تُف ہے کیکئی! از دف ہے کیکئی! کہاں اسمنجس چھٹا شہدہ زمانے بھر کا بدمعاش کہاں رامچندر دھرم کی مورت۔ بہمہ صفت موصوف۔ سچ مچ دیوتا۔ اور تو دونو کو ایک ترازو میں تولتی ہے۔ ایسی اندھی عقل بھی کبھی دیکھنے میں نہ آئی +

کیکئی کے لئے گننے والوں نے کوئی بات نہ چھوڑی۔ سدھیارتھ برہمن بہت سن رسیدہ و زمانہ دیدہ تھا اس کے بال چاندی کی تار تھے وہ اُٹھ کھڑا ہُوا اور بولا:۔

اری بیوقوف رانی تو رامچندر کے مقابلے میں اسمنجس کا نام لیتی ہے۔ تیری عقل کو کیا ہوگیا۔ اسمنجس کو جانتی بھی ہے کہ کون تھا۔ اُس کے برابر بدکردار کون ہوگا جو دوستی کے پردے میں دوستوں کے ساتھ دشمنی نہ کرے جو وفا کی آڑ میں تیغ جفا گردن پر پھیرے وہ شریر النفس کسی کی جان کو نہ جان سمجھتا تھا لوگ اُس کے سامنے تڑپیں تو اُس کی روح حد سے زیادہ خوش ہو۔ عزیزوں دوستوں کو پہلے تو بڑے پیار سے سرجو کی سیر کو لے جاتا اور بیچ منجدھار میں پہنچتیں تو بیچاروں کو وہیں گرداب اجل میں پھنساتا جب اس بدعت کی حد ہو گئی راجہ سگر شکائتیں سنتے سنتے تھک گئے تو آخر دل پھٹ گیا محبت کو استعفا دیا اور اسمنجس سے کہہ دیا کہ بیٹا اب اپنا سیدھا کرو۔ اجودھیا کے راج میں تمہارے لئے جگہ نہیں اسمنجس نے حکم مانا اور راجہ سگر نے بے انتہا دولت دیکر اُسے آنکھوں سے اوٹ کر دیا آنکھ پھوٹی پیڑ گئی۔ اسمنجس کو خوب دولت ملی وہ بھی چلا تو تمام اطراف عالم کا چکر لگا ڈالا۔ گھر لوٹنے کی صورت ہی نہ ہوئی۔ تو ایسے بداعمال شخص سے اُن رامچندر کو نظیر دیتی ہے جن میں کوئی شخص اتنا بھی عیب نہیں دکھا سکتا جتنا یو رماشی کے چاند میں ہوتا ہے وہ دوپہر کے آفتاب ہیں اُن پر کوئی خاک ڈالے کیا مجال۔ حرف رکھے کیا منہ تو بڑی ایماندار ہے تو کوئی بات بنا دے اگر ایک نقص بھی بتا دیگی تو رامچندر کو بن بھیجے بغیر اَن جل نہ کرونگا مجھے جنؤ کی سوگند ہے۔ مگر جو کہنا سچ سچ کہنا جھوٹ کہیگی تو کرنی بھگتیگی۔ او کیکئی اُس شخص سے بڑھکر کوئی پاپی کوئی گنہگار نہیں جو لائق آدمی کو مفت کوئی الزام لگا کر بدنام کرتا اور اُس کی جلاوطنی کا محرک ہوتا ہے اب بس زبان کھول منہ سے بول خاموش نہ رہو جو کہنا ہو صاف صاف کہہ۔ سدھیارتھ برہمن لاکھ کرڈ کا مگر کیکئی منہ باندھے بیٹھی رہی کچھ نہ بولی جیسے کچھ سنا ہی نہیں۔ اس پر راجہ دسرتھ کو نہایت طیش آیا اور وہ کڑک کر بولے کہ

او پاپ کی مجسم تصویر اب منہ میں ٹانکے لگائے کیوں بیٹھی ہے زبان کیوں نہیں چلتی یا لب کیوں نہیں کھلتے۔ ہائے دنیا تھوک رہی ہے سب بُرا بھلا کہتے ہیں اور پھر بھی تیرے کان نہیں ہوتے چکنا گھڑا بنی بیٹھی ہے کہے دیتا ہوں پچھتائیگی۔ سر پر ہاتھ دھر کر روتے نہ بن پڑیگی۔ تو سب راج پاٹ پیٹ میں رکھ لے کسی کو تاج و تخت سے کچھ مطلب نہیں رامچندر تو تیار ہی کھڑے ہیں۔ اب میں بھی چیتا دھستہ کرتا ہوں بن میں رہونگا۔ اجودھیا تم کو مبارک۔ تو بھرت کے نئے راج کو تیری گرتی ہے میں کہے دیتا ہوں کہ وہ کبھی تیرے

صورت دیکھنے کے روادار نہ ہونگے۔ خود بھی بن ہی کا رُخ نہ کریں تب کہنا کہ کوئی کہتا تھا ان حالتوں میں تو اکیلی یہاں پڑی قسمت کو روئیگی اور سر دھنیگی کہ ہائے بیوقوفی سے لاکھ کا گھر خاک کر دیا ؎

سری رامچندر جی ہر ایک کی تقریر سُن رہے تھے اُنہوں نے خیال کیا کہ سب اپنے اپنے مطلب کی باتیں کر رہے ہیں۔ میرے مفید مطلب کوئی گفتگو نہیں فضول آپس کی تُو تُو مَیں مَیں سے حاصل ہیں جس سفر کا عزم کر چکا وہ فسخ ہونا مشکل لہٰذا بس دو ٹوک بات میں فیصلہ کر لینا مناسب ہے آپ راجہ دسرتھ سے ہاتھ جوڑ کر مخاطب ہوئے ؎

پتا جی میرا بن باس طے ہو چکا۔ آپ کی بھی اجازت مل گئی۔ پھر اب بے نتیجہ نزاع لفظی سے حاصل۔ آپ شوق سے اجودھیا میں قیام رکھئے ایک دن آپ رام سے جدا ہی ہونگے پھر اس مفارقت کا رونا کیا۔ آپ سمجھ لیجئے کہ آج ہی وہ جدائی کی گھڑی آگئی جس کے لئے آپنے رام کو لباس عنصری پہنا کر سرائے فانی کا مہمان بنایا ہے آپ کو صحرا نشینی کا خیال ناحق ہے۔ اجودھیا میں بیٹھے ہوئے ایشور کا نام جپئے۔ بن میں اس سے زیادہ اور کیا فائدے کی اُمید ہے۔ رہی میری ہمراہی اُس کی مجھ سے اُمید نہ رکھئے۔ مَیں چودہ برس کے لئے دنیا اور اہل دنیا سے تعلق توڑ چکا کامل آزادی حاصل کر لی۔ پھر اب مَیں ویسا بیوقوف نہیں کہ ہاتھی تو دان کر دیا مگر فکر کس کی ہے اُسی رسّی کی جس میں ہاتھی بندھا ہُوا تھا۔ عقلمندوں کو ہاتھی دان کر کے ذرا سی رسی کا لالچ نہیں ہوتا۔ چنانچہ مَیں بھی جب راج پاٹ۔ وطن۔ عزیز سب چھوڑ چکا تو اب کسی کی ہمراہی سے کیا کام یہاں تو اب سب تج ہر بھج پر عملدرآمد ہے ؎

سرگ ۳۷

سری رامچندر جی کی فقیرانہ لباس سے تن پوشی بششٹ جی کی کیکئی کو ملامت

سری رامچندر جی نے فرمایا کہ پتا جی اب زیادہ دیر نہ کیجئے۔ ماتاؤں کو حکم دیجئے

کو کمند مول کھودنے کے لئے کوئی اوزار دست مبارک سے عطا فرمائیں اور کوئی چیز ایسی مرحمت فرمائیں جس میں پھل پھول رکھے جا سکیں اور مجھے کچھ نہیں چاہئیے آپ کا اقبال بہت ہے +

اس درخواست پر اور سامعین کا دل تو ٹکڑے ٹکڑے اُڑ گیا مگر کیکئی کے چہرے پر جیسے اور رونق ہو گیا۔ وہ جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور فقیرانہ لباس لے کر سری رامچندر جی سے بولی +

فرزند دلبند۔ لو یہ کپڑے تمہارے لئے موزوں ہیں +

سری رامچندر جی اس وقت تک زیور و ملبوس سے آراستہ تھے اُنہوں نے کیکئی کے قدموں پر سر جھکا کر بڑی خوشی سے فقیرانہ پوشاک لے لی اور سب زیور و لباس اُتار کر قدموں پر ڈال دئے۔ دیکھنے والوں کا کلیجہ پھٹتا تھا۔ اور رامچندر بن باسیوں کا لباس پہن رہے تھے ادھر دوسرا دردناک نظارہ یہ تھا کہ کیکئی جانکی کے پاس دوسرا لباس لئے پہنچی اور جانکی جی اُس کو دیکھ کر اس طرح کانپتی تھیں جس طرح قسائی کو دیکھ کر گائے۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ شیر اور بکری کا سامنا ہے کیکئی بڑے پیار سے بولی +

جانکی آؤ میں کپڑے پہنا دوں کہ تمہیں تکلیف نہ ہو +

جانکی جی کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ اُنہوں نے کپڑے لے لئے ایسی پوشاک پہننے کا کبھی موقع نہ ہوا تھا لہذا اُنہوں نے سر سے قدم تک کپڑوں سے جسم ڈھانپ لیا اور سری رامچندر جی سے خطاب کر کے بولیں +

مجھے ایسی پوشاک پہننے کا وقوف نہیں۔ ماتا کیکئی فرماتی ہیں کہ میں پہنا دوں"

رامچندر جی۔ نہیں چھتے جانے دو ماتا کیکئی کو تکلیف دینا کچھ ضرور نہیں اب ہم سب ہاتھ پاؤں والے ہوئے بزرگوں کو کب تک تکلیف دیتے رہینگے۔ ابتک اُنہوں نے کیا کم پہنایا اوڑھایا۔ ٹھیرو میں جس طرح پہناؤں اُس طرح پہنو یہ فرما کر سری رامچندر جی جانکی کے قریب گئے۔ اور یہ پوشاک اُنہیں کپڑوں پر لپیٹ دی جو اُن کے زیب تن تھی جس وقت رامچندر جی زرکار لباس پر فقیرانہ لباس پہنا رہے تھے حاضرین کا کلیجہ تڑپ رہا تھا ہر ایک کی زبان سے چیخیں نکلتی تھیں سب اپنا اپنا سر پیٹتے تھے۔ آنسوؤں کا ایک طوفان تھا جو کسی طرح رد کے نہ رُکتا تھا۔ سب یک زبان ہو کر کہتے ہوئے منتیں

کرنے لگے کہ سری رامچندر۔ خیر تم مہاراج کا بچن نباہنے جاتے ہو۔ تمہاری لیاقت وسعادت پر آفرین۔ مگر بیچاری جانکی بن میں جانے کے لائق نہیں ان کو ساتھ نہ لیجاؤ۔ فقیرانہ لباس اتار کر پھینک دو۔ یہ دردناک نظارہ بششٹ جی بھی دیکھ رہے تھے۔ اُن کا دل بھر آیا آنسو اُمنڈ پڑے۔ دل میں آگ سلگ اُٹھی تاؤ کھا کر بولے:۔

اودشٹ کیکئی۔ ہائے تیرے دل میں ذرا بھی رحم نہیں۔ تو ذرا سی ضد سے اجودھیا کا ہرا بھرا باغ اجاڑے رکھے دیتی ہے۔ راجہ دسرتھ کو سبدھا یا کر ایسا قابو میں کر لیا کہ بس کی جان لی نگاہ پہ ہوگئی۔ او بے درد۔ جانکی سنے تیرا کیا بگاڑا ہے کہ تو اس کو بھی آنکھوں سے دیکھنا گوارا نہیں کرتی اور چاہتی ہے کہ یہ بھی جنگل میں ماری ماری پھرے۔ یاد رکھ کہ اگر جانکی یہاں سے ہلیں تو ہم سب اجودھیا کو آگ لگا کر جنگل میں جا بسینگے تو سیتا جی اور سری رامچندر جی کی سدھائی پر جاتی ہے۔ ارے عقل سے خالی بیہ چاہیں تو پل بھر میں پرے ہوجائے۔ جس وقت رامچندر گھر سے قدم نکالینگے۔ اُس وقت اجودھیا میں ایک آدمی نظر نہ آئیگا۔ تو ابھی ان کو فقیرانہ لباس پہناتی ہے۔ ذرا دیر میں سارے اہل شہر کے بدن پر یہی پوشاک دیکھنا۔ وید کی شرتی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ جہاں رامچندر نہیں وہاں جنگل ہے جس جنگل میں اُن کے قدم ہوں وہی بیکنٹھ ہے۔ یہ نہ سمجھ کہ بھرت تیرے اس ادھرم سے خوش ہونگے کبھی نہیں اُن کو تخت و تاج کے نام سے نفرت ہوگی تو چاہے مر بھی جائے وہ رامچندر کے بغیر راج کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھینگے۔ تو نے وہ حرکت کی ہے کہ جانوران صحرا تک سب تجھے کوس رہے ہیں۔ بھرت جی کو تو دھرم کا خیال ہے وہ نہ جانیں کیا کہینگے۔ دیکھ وہ سامنے درخت کیا کہہ رہے ہیں۔ اُن کی شاخوں کی جنبش کا مطلب کچھ سمجھتی ہے۔ پتا پتا کہہ رہا ہے کہ ہم بھی رامچندر جی کے ساتھ جائینگے۔ تھوڑی دیر میں معلوم ہوجائے گا کہ ان سب کا حال کیا ہوتا ہے یہ فرما کر اُنہوں نے جانکی جی سے کہا:۔

پھینک دو کپڑے۔ تمہیں ان سے کیا کام خوشی سے زیور ملبوس پہنے رہو۔
جانکی جی نے ابھی تعمیل ارشاد نہ کی تھی کہ کیکئی کے چہرے سے کچھ آزردگی کے آثار نمایاں ہوئے بششٹ جی کی نظر اسی طرف تھی بولے:۔

ناک بھوں کیا چڑھاتی ہے ذرا بتاؤ تو کہ جانکی اور لکشمن کو بن میں جانے
سے کیا مطلب۔کیا بر دان میں یہ دونو بھی شامل ہیں اگر جانکی جنگل میں جائینگی
تو اپنے ہی زیور و لباس پہنے رہینگی ÷

سرگ ۳۸

جانکی جی کو فقیرانہ لباس پہنانے پر کیکئی سے بششٹ جی اور راجہ دسرتھ کی خفگی

بسشٹ جی نے کیکئی کو بہت ملامت کی جانکی جی سے بھی چاہا کہ فقیرانہ
لباس پھینک دیں۔مگر جانکی جی کو منظور نہ ہوا کہ وہ رامچندر جی کے پہنائے ہوئے
کپڑے اُتار کر کیکئی کے دل کو دکھ دیں وہ دل میں دعائیں مانگتی تھیں کہ کہیں
رامچندر جی بششٹ جی کے کہنے میں نہ آجائیں۔مت پلٹ جائے تو میں کہیں
کی نہ رہوں۔وہ دیوی دیوتا مناتی رہیں اور بڑی محبت کی نظر سے سری رامچندر
جی کو سب کی نظر بچا کر دیکھتی جاتی تھیں کہ چہرے کی رنگت کیا ہے قیافہ
سے تاڑتی تھیں کہ کہیں خیال تو اور کا اور نہیں ہو گیا ÷

جتنے حاضر الوقت تھے یا تو کیکئی کو بُرا بھلا کہتے تھے یا اب راجہ دسرتھ پر
اُتارو ہو گئے۔ہر زبان سے یہی آواز آتی تھی۔راجہ دسرتھ دھرکال دھرکال ہے
اپنی آنکھوں کے سامنے جانکی کو فقیرانہ لباس پہنتے دیکھکر بھی تیرا دل پتھر ہی کا بنا ہوا ہے
ذرا بھی موم نہیں ہوتا ہے۔اُف! اوہ! کیکئی کی ایسی خاطرداشت ایسا لحاظ کیکئی
بلا ہی کیا ہے جو اس طرح بوٹی بوٹی لرزی جاتی ہے بس اسی دھرم کے جھنڈے پر ناز تھا
اسی سے ڈھنڈورے پٹ رہے تھے ڈھول کے اندر پول اسی کو کہتے ہیں ÷

راجہ دسرتھ یوں ہی آدھی جان کے ہو رہے تھے کیکئی کی بیوفائیاں چرکے پر چرکے
دے رہی تھیں جس وقت لوگوں نے لعنت ملامت کی اُن کے زخم پر گویا کسی نے
نمک مرچ چھڑک دیا۔وہ تڑپ گئے ہاتھوں سے منہ پیٹتے ہوئے کیکئی سے بولے:۔

منہ میں اتنی سیاہی لگا چکی - اب تک دل نہیں بھرا - جانکی مہاراجہ جنک کی جگمدی
اُس پر بھی یہ ظلم اس نے تیرا کیا بگاڑا اگر تو اس سے بھی نہیں ڈرتی تو بششٹ جیسے واجب التعظیم
گرو - دیوتاؤں سے زبان ہلادیں تو انہیں وہی کرنا پڑے جو بششٹ جی کو منظور ہے تو ایسی
پتھر کہ اُن کی بات بھی تیرے دل پر اثر نہیں کرتی - جانکی کے لئے تو کیوں فقیرانہ
لباس لیکر کھڑی ہو گئی ہے - ودوان میں یہ کب شرط تھی تو اپنے منہ پر تھپڑ لگا کر کہدے
کہ ہاں غلطی - اب رہی جانکی کی خود غرضی - اُن کو محبت کا جوش ہے تو تیرا کچھ اجارہ
نہیں وہ پوشاک عروسانہ ہی پہنے رہینگی میری تو عقل ماری گئی ہے اگر یہ نہ
ہوتا تو رامچندر جی ہی کیوں صحرا نوردی کا ارادہ کرسکتے تھے - خیر تیری ہٹ تھی -
رامچندر کو بے سعادتی منظور نہ ہوئی - وہ تیری مرضی پر چلنے کو تیار ہو گئے - مگر جانکی
جی کو کیوں مجبور کر رہی ہے کہ صحرائیوں کے کپڑے پہنیں - ہائے تو نے خاندان
تباہ کر دیا - کہے دیتا ہوں کہ نرک تیرے لئے تیار ہے +

سری رامچندر جی نے فرمایا

پتاجی! آپ فضول طبیعت مضمحل کرتے ہیں - دماغ تھکانے سے کچھ حاصل
نہیں آپ کو فقیرانہ لباس سے نفرت ہے تو لیجئے میں ابھی پھینک ہی دیتا ہوں آپ کا
ارشاد ہو چکا کہ اصلی لباس قائم رہے میں بزرگانہ توجہ کا شکریہ ادا کرکے جنک نندنی
کو بھی ساتھ لئے جاتا ہوں - اب مجھے فکر فقط ماتا کوشلیا کی باقی رہ گئی - اس لئے
دست بستہ درخواست کرتا ہوں کہ اُن کا دل کسی طرح دکھنے نہ پائے اگر اُن کی
طبیعت کو ذرا بھی صدمہ ہو گا تو مجھے تکلیف ہو گی - اس لئے ذرا اُن کا خیال
رکھئیگا ایسا نہ ہو کہ وہ کسی بات سے دکھی ہو کر جان دیدیں +

سرگ ۳۹

راجہ دسرتھ کا اظہار افسوس کوشلیا و جانکی جی کی گفتگو - رامچندر جی کی ۳۵۰ رانیوں سے

درخواست رخصت - رنواس میں گریہ وزاری

سری رامچندر جی کی زبان سے جو ہیں یہ الفاظ نکلے راجہ دسرتھ کو سخت رنج و الم ہُوا وہ گرداب غم میں غوطہ کھانے لگے - اُن کی زبان سے بے ساختہ چیخیں نکلنے لگیں آنکھوں سے ایک دریا بہہ گیا وہ دل ہی دل میں افسوس کرتے تھے کہ ہائے بڑا پاپ ہُوا - میرے سبب سے کوشلیا رانی کے دل پر جو گزرتی ہے اُس کو سب لوگ جانتے ہیں - ہائے میں نے رامچندر کو بن باس کی اجازت دے کر وہی ستم کیا جو ایک بیدرد قصائی بچھڑے کو گائے سے چھُڑا کر قیامت توڑتا ہے - ہائے کوشلیا کی جان پر نہ جانے کیا گزر رہی ہے - رامچندر کی ماتنا سے جو اُن کو تکلیف ہو رہی ہو گی وہ محبت پدری کیا جانے - مہر مادری کچھ اور ہی چیز ہے - جسے محبت پدری کبھی نہیں پہنچ سکتی یہ سوچ کر وہ دونو ہاتھوں سے منہ پیٹنے لگے اور چلا چلا کر کہنے لگے +

آہ! جن رامچندر جی کو تاج عالم پناہی پہنے دیکھنے کی ہوس تھی - اُف! وہی فقیرانہ لباس پہنے ہوئے آنکھوں کے سامنے ہیں - او - انقلاب رحم کر - او گردشِ فلک بس اب طاقتِ ضبط نہیں - بیتاب دل پسلیاں توڑ کر پہلو سے نکلا بھاگتا ہے - بیچین کلیجے نے سینے کی رفاقت چھوڑ دی تڑپتا ہُوا منہ کو آگیا - ہائے میں رامچندر کو صحرا نوردی کے لئے رخصت دوں - او زبان تُو ہی جل پھُنک جا - او آنکھ تُو پہلے ہی سے کیوں بند نہیں ہو جاتی - او دنیائے ناپائدار آج تیری بے ثباتی کہاں ہے - او عمر دو روزہ اس وقت تو کیوں ساتھ نہیں چھوڑتی - ارے سومنت دل آپے میں نہیں طبیعت اُلجھ رہی ہے جبتک جان نہ نکلیگی تب تک صبر نہ آئیگا - بہتر یہی ہے کہ جسم سے جان نکالنے کی تدبیر کر - رگ رگ میں بچھو کا سا زہر چھلک رہا ہے نس نس سے جان نکلتی معلوم ہوتی ہے - زیادہ تکلیف سے کیا فائدہ ایک دم سے جان نکل جائے تو میں سمجھوں کہ دوبارہ زندگی ہوئی - رامچندر رُکنے والے نہیں کیکئی ہٹ پر جمی ہوئی ہے - اس سے بہتر یہی ہے کہ رتھ لے آ - رتھ میں چار تیز گھوڑے ہوں جبتک سامنے رہینگے - مجھے نزع کی سی تکلیف رہیگی وہ ذرا آنکھوں سے اوٹ ہوئے اور بس میں جانوں جی گیا - جم کے دُوتوں کی سی بدعت سے نجات مل گئی - کیکئی نے تو گردن پر چھری پھیری مگر وہ کُند تھی اس سے جان نہیں نکلتی صرف کلیجہ پھڑکتا ہے اب تم وہ کام کرو کہ آسانی سے جان نکل جائے - آہ! لائق بیٹے سے سکھ اُٹھانا کسی کو نصیب نہیں ہوتا جو کچھ خطا ہے وہ میری ہی ہے

مَیں اپنی تقدیر پر بھی الزام نہیں رکھ سکتا۔ راج تلک کی تجویز بھلے کو کی گئی تھی مَیں کیا جانتا تھا کہ ہوم کرتے ہاتھ جلینگے نیکنامی کالنک کا ٹیکا ہو جائیگی۔ ہائے کہاں راج تلک کہاں بابن باس۔ افسوس رنگ میں بھنگ ہو گیا۔ بنی بات بگڑ گئی +

راجہ دسرتھ ایسی ہی باتیں کہہ کر بیٹھ رہے تھے کہ سومنت رتھ تیار کرا کے لے آیا اور خدام بارگاہ سے عرض کی کہ

مہاراج رتھ حاضر ہے اب اور جو ارشاد ہو +

اتنا سُنکر راجہ دسرتھ کی آنکھوں سے اور بھی آنسوؤں کا چشمہ اُبل پڑا وہ ڈھاریں مار مار کر رونے لگے۔ فرمایا کہ

کمبخت قسمت کو کیا کروں۔ جو لکھا بدا ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔ برہما کے اکشروں میں ایک نقط ادھر کا ادھر نہیں ہو سکتا۔ رامچندر کی تقدیر میں بن باس تھا۔ میری قسمت میں موت۔ کیکئی کے مقدر میں کلنک کا ٹیکا۔ کوشلیا کے نصیب میں رنج۔ اس حالت میں مَیں ازل کے نوشتے کو کیونکر مٹا سکتا ہوں۔ ہے اچھیا بلوان۔ مشیت ایزدی میں کس کی مجال ہے کہ دم مار سکے۔ اچھا تو اب اہل خزانہ کو حکم دیدو کہ تمام زر و جواہرات نقد و جنس رتھ پر لاد دیں اور جانکی جی کو اور زیورات بھی دیدو جو چودہ برس کے لئے کافی ہوں اتنی مدت تک کسی بات کی کمی ہوگی تو مَیں کارپردازوں سے مواخذہ کرونگا +

فقط زبان ہلانے کی دیر تھی تمام ملبوس زرکار و زیورات جواہر نگار ڈھیر ہو گئے جانکی جی نے زر و جواہرات پہنے تو صورت ہی کچھ اور ہو گئی۔ آفتاب میں ستارے جڑے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ چودھویں کا چاند لعل و جواہرات سے مرصع نظر آتا تھا۔ ایک تو چہرۂ انوار کی چمک دمک کیا کم تھی اُس پر زیور و لباس کی زینت۔ پر توحسن سے در و دیوار پر ستارے چھٹکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ سقف و بام پر دھوپ اور چاندنی پھیلی ہوئی پیش نظر ہوتی تھی۔ یہ جمال عالم افروز دیکھکر کوشلیا جی کا دل بھر آیا وہ دھاڑیں مار کر اور دونو بازو پکڑ کر چمٹ گئیں۔ آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے اور دل سے آہ پر آہ نکلتی تھی اُنھوں نے پیاری بہو کو سینے سے لگا کر کہا :-

پیاری جنک نندنی۔ رام لکشمن کو تمہیں سونپتی ہوں۔ دیکھو انہیں کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔ اس وقت وہ دھرم کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اُن کا کوئی

دل دکھیگا تو مجھے رنج ہوگا۔ بہت عورتوں کا یہ خاصہ ہوتا ہے کہ جبتک خاوند کے پاس
روپیہ پیسہ رہا تب تک تو خاطر تواضع ہے۔ جہاں ہاتھ خالی ہُوا بس استری دھرم کو طاق
پر رکھ دیا۔ وہ پتی برتا نہیں کہلاتیں بلکہ پیسے کی دوست اور لوگوں کی یار ہوتی ہیں اُن کی
بھی تاراٸن نہیں ہوتی جو پتی برتا ہوتی ہیں اُنہیں دنیا کے دھن دولت سے کچھ واسطہ نہیں ہوتا
وہ جو کچھ سمجھتی ہیں اپنے ہی خاوند کو۔ اُن کا سکھ یہی ہے کہ خاوند کی خدمتگزاری کریں اُن
کا دکھ یہی ہے کہ خاوند کے قدم دیکھنے سے محروم رہیں۔ بعض خود غرض عورتیں سکھ کے وقت
تو خاوند کو دیوتا سمجھتی ہیں مگر جب کوئی کڑا وقت آیا تو بس کنائی کاٹ گئیں۔ دشمن اچھا اور
وہ نہیں اچھی۔ مار آستین سے بڑھکر کوئی ہوگا تو وہ۔ ہر وقت منہ پھولا رہتا ہے تیوروں کے
بل کبھی نہیں مٹتے۔ جب دیکھو بھویں ٹیڑھی جب سُنو اُلٹی سیدھی باتیں ایسی ہی عورتوں
نے تریا چرتر سے نہ معلوم کیا کیا کلنک لگائے ہیں کیسے کیسے گھروں کا ستیاناس کیا ہے
خاوند کو مار کر ستی ہونے والی عورتیں اسی زمرے میں ہیں۔ ایک کو چھوڑ کر دوسرے کا دامن
پکڑنے والی عورتیں وہی ہوتی ہیں جو فقط سکھ کی ساتھی ہیں اور ذرا دیر کے سکھ کے واسطے
لوک پرلوک بگاڑ کے سمجھتی ہیں کہ ہم نے جگت جیت لیا۔ مرد کیسی ہی خاطر داشت کرے
کیسا ہی ہاتھوں میں دل لئے رہے یہ برناگنیں کبھی کاٹنے سے نہ چوکیں۔ جب کریں تب
اپنی ہی خواہ خاوند جان نکال کے رکھ دے۔ شاستر کا قول ہے عورتوں کی طبیعت
ڈانواں ڈول رہتی ہے ان کے دل کو کسی وقت قرار نہیں۔ ابھی کچھ نیت ہے ابھی کچھ
مگر پتی برتاؤں کی خاصیت سب سے نرالی ہے اُن کو کچھ زندگی کا سکھ ہے تو خاوند کی خدمت سے
اطاعت سے۔ رضا جوئی سے اور سارے دھندے ہیچ اپنے خاوند کے سوا دوسرے مرد کا نام سُننا تک
اُن کو گوارا نہیں ہوتا اور کسی خیال کا کیا ذکر۔ دیکھو پیاری جانکی تم پتی برتا ہو دھرم مورت مہاراج
جنک کی کنیا ہو۔ سورج بنس کے باغ کی بہار اب تمہیں سے ہے۔ تیں سب کی ناک رکھنا
پتی برت دھرم اس طرح نباہنا کہ لکشمی کے ہوش بھی دنگ رہ جائیں۔ پاربتی جی کا زعم
ٹوٹ جائے۔ رامچندر کے پاس اس وقت راج پاٹ کچھ نہیں۔ ایک غریب سنیاسی کی
حالت میں بن کو جا رہے ہیں نہ بچھونا اوڑھنا نہ کھانے کا سامان نہ پینے کا بندوبست درختوں
کے سوکھے پتے بھی بچھا دیں تو تم سمجھنا کہ پھولوں کی سیج ہے جو کچھ جنگل کے پھل پھول سامنے
رکھدیں اُنہیں کو نعمت سمجھنا۔ پتی برتا عورت اور مآل اندیش انسان سرد و گرم زمانہ کو ہنسی خوشی

سے جھیل لیتے ہیں۔ آدمی کال کو کاٹتا ہے کال سے نہیں کٹوتا۔ تم پتی برتاؤں کی طرح فقط شوہر کی خدمتگزاری کو مقدم سمجھوگی تو کوئی تکلیف ہی معلوم نہ ہوگی کانٹوں میں بھی پھولوں کا لطف آئیگا وید شاستر میں خاوند کو ایشور کی پدوی دی گئی ہے۔ جس عورت نے خاوند کو ایشور سمجھا اُسے دنیا ہی میں بیکنٹھ ہے جسے بیکنٹھ کہتے ہیں وہ اُس کے ایک ایک نقش قدم پر تصدق رہتا ہے۔ اُس کے ساتھ سے ایک ایک وقت میں لاکھ لاکھ بیکنٹھ تیار ہوتے ہیں ÷

سری جانکی جی بڑی توجہ سے کوشلیا جی کی تقریر سنتی رہیں آخر میں اُنہوں نے قدم چھو کر دست بستہ عرض کی کہ

ماتا جی! میں بچپن سے اُسی گھر میں پلی ہوں جہاں پتی برت دھرم کی پرورش ہوئی ہے جب کانوں کو سننے کی طاقت حاصل ہوئی۔ اُسی وقت سے سنتی آئی ہوں کہ یہ دھرم کیا ہے۔ آپ کے پتی برت دھرم سے بھی بہت کچھ سبق حاصل ہوا۔ آپ دھنیہ ہیں جنہوں نے اپنے بیٹے کو جنگل بھیجنا گوارا کیا اور پتی پرمیشور کے سامنے اُف تک نہ کی آپ اطمینان رکھیں میں آپ کے چرنوں کے پرتاپ سے پتی برتاؤں کی لونڈی کہلانے کا فخر حاصل کرنے کی سچے دل سے کوشش کرونگی۔ میں اردھنگی ہوں آپ سمجھ لیجئے کہ اگر دائیں ہاتھ میں درد ہوگا تو بائیں ہاتھ کو کب تکلیف گوارا ہو سکتی ہے۔ عورت رتھ ہوتی ہے اور خاوند پہیہ۔ جب پہیہ نہیں تو رتھ بیکار۔ دن استری ہے اور آفتاب پتی پرمیشور۔ دن لاکھوں ہی ہو مگر آفتاب کے بغیر اُس کی رونق کہاں۔ میں مانتی ہوں کہ ماتا پتا۔ ساس سسر بھائی بند محبت میں کمی نہیں کرتے لاکھ لوگ ہمدردی کو موجود ہوں تب بھی ایک خاوند کے بغیر عورت بے تیل بتی کا چراغ ہے ان سے چاہے دنیا میں ظاہری سکھ مل جائے مگر خاوند کی سی محبت کرنے والا دنیا میں اور کون ہے جو چاہو من مانی بات کر لو کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں۔ ہزار لٹا دو نہ کسی کا احسان نہ کسی کا ڈر۔ خاوند کی یہی ہوس رہتی ہے کہ استری کا کسی طرح دل میلا نہ رہے اس کے علاوہ پھر لطف یہ کہ ایک جنم نہیں کئی جنم تک یہی محبتانہ تعلق یہی ساتھ۔ آپ بے فکر رہیں مجھ سے پتی برت دھرم نباہنے میں رتی بھر کسر نہ چھوٹیگی۔ میں ثابت کر کے دکھادونگی کہ آپ ایسی پتی برتا مہارانی کی بہو اور جنک ایسے دھرماتما راجہ کی بیٹی ہوں۔ اس میں فرق ہو تو میں گنہگار ÷

کوشلیا جی جانکی جی کی باتوں سے حد درجہ خوش ہوئیں۔ اُنہوں نے چھاتی سے لگا لیا اور فرط محبت سے رونے لگیں اور حاضرین موقع بھی گریہ وزاری کرنے لگے ماتاؤں کو ایک ساتھ روتے دیکھکر رامچندر جی کا دل بھر آیا۔ وہ اپنے آنسو پونچھتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے کہ

ماتاؤ! اب معاف کرو۔ مجھ سے آپ کی گریہ وزاری دیکھی نہیں جاتی آپ کو میری محبت ہے تو اب میری ننھی جان پر ترس کھاکر ہنسی خوشی رخصت کر دیجئے آپ خود بھی پریشان ہوتی ہیں اور میرے دل کو بھی پریشان کرتی ہیں۔ اس سے فائدہ ہی کیا۔ اب مَیں سب سے ہاتھ جوڑ کر التجا کرتا ہوں کہ جو دانستہ یا نادانستہ خطا ہوئی ہو وہ آپ معاف کریں۔ بچوں کی بھول چوک پر بڑے نظر نہیں رکھتے مَیں آپ کا وہی بیٹا ہوں جسے آپ گودیوں میں کھلایا کرتی تھیں۔ ایشور کا شکر کیجئے کہ آپ نے مجھے پرورش کرکے اس لائق کر دیا کہ ماتا کیکئی کے حکم کی تعمیل کرنے کو چودہ برس کے لئے آپ سب کے قدموں سے جدا ہوتا ہوں +

یہ الفاظ ایسے تھے جنہوں نے تمام رنواس میں ایک کہرام مچا دیا۔ تمام رانیاں زار و قطار رونے لگیں۔ اگلے روز باجوں گاجوں کی آواز سنائی دیتی تھی اسوقت رانیوں کے آہ و بکا سے وہ شور و غل بلند ہوا کہ تمام شہر میں آواز ماتم پھیل گئی۔ شور و فغاں کے سوا گنبد گردوں سے کوئی اور آواز لوٹ کر کانوں میں نہ گونجتی تھی +

سرگ ۴۰

لکشمن جی کے عزم ہمراہی سے سُمترا جی کی خوشنودی لکشمن جی سے وعظ و نصائح رامچندر جی وغیرہ کی روانگی۔ اہل اجودھیا کا کہرام اور جوش رفاقت

سری رامچندر جی کی آنکھیں پرآب تھیں۔ لکشمن جی کی آنکھوں میں بھی آنسو ڈبڈبائے ہوئے تھے۔ دونو راجہ دسرتھ کے پلنگ کے گرد گھومے جانکی جی بھی آنکھوں

کو آنچل سے پونچھتی ہوئی پیچھے کو ہولیں۔ راجہ دسرتھ کے قدم سب نے چھوئے اور پھر ہر ایک نے سلسلہ وار ماتا کوشلیا اور ماتا سمترا کے چرنوں پر سر رکھا جس وقت لکشمن جی نے سمترا جی کے قدم چومے۔ اُنہوں نے دست شفقت پیٹھ پر پھیر کر چھاتی سے لگایا اور بولیں ؛

بیٹا! آج میرا جنم سپھل ہوا۔ آج میں اُس فرض سے سبکدوش ہوئی جو ماتا پتا نے کنیادان کرتے وقت میری قسمت میں لکھ دیا تھا۔ آج مجھ ایسی خوش نصیب عورت دُنیا کے پردے پر نہیں جس کا سعادتمند بیٹا ماتا کوشلیا کی آنکھوں کے تارے میرے کلیجے کے ٹکڑے کے ساتھ بن کو ہنسی خوشی جا رہا ہے۔ آہا ہا آج میری ماتا پتا کی وہ آرزو پوری ہوئی جس کے لئے انسان اولاد کی خواہش کرتا ہے آج میں تقدیر پر اترا رہی ہوں کہ میرا لاڈلا پیارا میری کوکھ کی حرمت بڑھا رہا ہے۔ پاربتی جی کو گنیش جی کے دیکھنے سے جو خوشی حاصل نہ ہوئی ہوگی وہ آج مجھے نصیب ہے۔ پیارے لکشمن تو نے اپنے ننھیال ددھیال کی ناک اونچی کردی اور میرے کلیجے کو وہ سکھ دیا ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتی شاباش سعادتمند ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جس کے بیٹے سے تمہاری سی اولاد پیدا ہو اس کے بڑے نصیب تمہاری ماتا کوشلیا کا تو پوچھنا ہی کیا جواب نہ تھا۔ تم نے اپنی سعادتمندی سے مجھے آج وہ عزت بخشی کہ دنیا میں ہمیشہ نام زندہ رہیگا۔ ایشور جس کو بیٹا دے تمہیں ایسا لائق ہو۔ وہ ماں بانجھ بھلی جس کے پوت کپوت ہوں۔ اچھا بیٹا جاؤ تمہیں ایشور رامچندر اور جانکی کو سونپتی ہوں۔ دیکھنا رامچندر اور جانکی کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ قدموں میں رہنا سختیاں سہنا۔ مگر کبھی اُف نہ کرنا میرے رام اور جانکی کو تمہارے ہوتے دُکھ ہوا تو تم سے خفا ہونگی تمہیں فقط رضا جوئی و اطاعت گذاری سے سروکار ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ نگاہ میں رہو۔ اشارے میں چلو۔ بس اور تمام دنیا کے کام ہیچ۔ دیکھو رامچندر تمہارے بڑے بھائی ہیں اُن کا مرتبہ باپ کے برابر ہے۔ جانکی کو ماتا سمترا سمجھنا رامچندر کے نقش قدم کے ادھر ادھر قدم نہ پڑنے پائے۔ جو رامچندر اور جانکی کہیں اُسے سر آنکھوں سے ماننا کبھی نہ ٹالنا۔ ایشور جانتا ہے کہ پہلے مجھے رنج تھا کہ ہائے رامچندر اور جانکی ہم سب کو چھوڑ جاتے ہیں۔ جب سے تم نے جانے کا ارادہ کیا میں گویا جی اُٹھی۔ اب مجھ کو نہ کچھ تشویش ہے نہ فکر۔ تم شوق سے اپنا جنم سکارتھ کرو۔ میں اسی بھروسے پر

جیتی رہونگی کہ لکشمن ساتھ ہیں تو گویا میں بھی رامچندر کے ہمراہ ہی ہوں۔ اچھا بیٹا۔ تمہیں سفر مبارک۔ ایشور تمہاری حفاظت کریگا۔ اشٹ دیو ہر وقت محافظ رہینگے۔ دیکھوں تو کیسی خدمت کرتے ہو۔ جب رامچندر کو آنے پر تم سے خوش پاؤنگی تب سمجھونگی کہ میں اور بھی زیادہ خوش قسمت ہوں +

یہ فرما کر سمترا جی نے رامچندر جی کو گلے سے لگا لیا اور بولیں :-

میری آنکھوں کے تارے میری زندگی کے سہارے۔ میری جان و دل کے آرام۔ رگھوکل ابھرام۔ آفرین مرحبا +

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

تمہاری ماتا کوشلیا ساکشات دیوی ہیں ان کے قدم جو پوجے اُس عورت کے نصیب۔ واہ وا کیسا پتی برت دھرم نباہا۔ کس طرح دھرم کی راہ میں ثابت قدم ہو رہی ہیں بیٹا تم اُداس نہ ہونا۔ میں تو کوشلیا جی کی چرن دھو بھی نہیں مگر کہو تو طبقے کا طبقہ اُلٹ دوں۔ تمہارا بھائی لکشمن لاکھ بچہ ہے۔ تمہارے سامنے اس کی کچھ بساط نہیں مگر کہو تو ترلوکی ہلا دے۔ یہ نہ سمجھنا کہ میں اپنے لاڈلوں کو بے بسی سے جانے دیتی ہوں۔ بھلا کسی کی مجال ہے کہ میرے بغیر کوئی تنکا بھی ہلا سکے مگر خیال یہ ہے کہ چار دن کی زندگی کے لئے کون نیکنامی سے بدنامی سر پر لے۔ ابھی کہدو تو تمہیں کیا تمہارے فرشتوں کو روک لوں مہاراج کے برن ہی کیا چیز ہیں۔ کیکئی جی کی ہٹ ہی کیا شئے ہے۔ مگر نہیں ہوگا یہی۔ جب ہم کو دھرم سے کام ہے تو سب جھنجھٹ واہیات۔ لوک پرلوک میں ساتھ دینے والا ایک دھرم ہے نہ اجودھیا ساتھ جائیگی نہ راج پاٹ نہ کیکئی۔ شاباش تم نے اُف نہ کی اور اپنی ماتا کیکئی کی نظروں میں چلے۔ یاد رکھنا کہ جب تک دُنیا قائم رہیگی۔ تب تک تمہارا نام لے لیکر لوگ صبح کو آنکھ کھولینگے۔ اچھا بیٹا! لکشمن تمہاری خدمت میں حاضر ہے۔ اس کی جو کچھ بھول چوک ہو معاف کرنا کہنے میں نہ چلے تو تنبیہ کا اختیار ہے۔ جانکی! پیاری جنک نندنی! دیکھو تم سمجھدار ہو میرے بچوں کا کسی طرح دل اوچھا نہ ہونے پائے یہ بھی تمہارا اچھی طرح خیال نہ رکھینگے تو اپنی ماتا سمترا پر ظلم کرینگے +

اسی عرصے میں سومنتر حاضر ہوا اور رامچندر جی سے بولا :-

کیا عرض کروں کہ کس غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ زبان سے بات نہیں نکلتی

لفظ لفظ لب پر مہر خاموشی کا کام کر رہا ہے +

رامچندر جی - اچھا میں سمجھ گیا - (سمترا جی سے) لیجئے ماتا جی رتھ آگیا - اب اجازت دیجئے +

یہ کہکر رامچندر جی - جانکی جی - لکشمن جی نے سمترا کوشلیا اور سب ماتاؤں کے قدم چھوئے اور جلدی جلدی رتھ پر سوار ہو گئے - سارے رنواس میں ہنگامۂ ماتم برپا ہو گیا جو تھا دیوار پر سر دے دے مارتا تھا چیخیں کلیجوں کو تڑپا رہی تھیں رامچندر جی نے رتھ پر بیٹھتے ہی سومنتر کو حکم دیا کہ
اُڑا دو گھوڑوں کو

سومنتر نے رستہ ہانکا مگر وہاں راستہ کہاں - ہزاروں لاکھوں باشندگان شہر گزرگاہ پر لوٹتے ہوئے ملے - جو تھا رتھ سے چمٹا جاتا تھا - ایک بھیڑ رتھ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئی چلی جاتی تھی - ہر طرف سے یہی صدا آتی تھی - سومنتر اب رتھ تیز نہ ہنکانا ہم بھی ساتھ چلتے ہیں - ہمیں چھوڑ گئے تو ایشور تم سے سمجھیگا ذرا گھوڑوں کی باگ روکے ہوئے - ارے او بیدرد بے رحم ہم کو چھوڑے جاتا ہے اور آپ مزے سے ساتھ چلا جاتا ہے تجھے قسم ہے جو رتھ ہانکا - ادھر تمام رانیوں کا شور و غل تھا - ادھر اہل شہر کی آہ و واویلا - کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے +

راجہ دسرتھ کے بدن میں جان نہ تھی وہ بھی اُٹھتے بیٹھتے دروازے پر آ بیٹھے اور ہائے رام ہائے رام کہہ کہہ کر رونے لگے یہ آواز رامچندر جی کو بہت بیچین کرنے لگی - اُنھوں نے پلٹ کر دیکھا تو راجہ دسرتھ ہاتھوں سے سر پیٹتے ہوئے نظر آئے اُنھوں نے سومنتر کو ہدایت کی کہ جلدی ہانکو سب بیچین ہو رہے ہیں - رتھ کا بڑھانا ہی اچھا ہے جب ہم لوگ سامنے نہ ہونگے تو اسی نہ کسی طرح صبر آ ہی جائیگا +

سومنتر نے رتھ بھگانا چاہا مگر بھیڑ بھاڑ سے نہ چھوٹتی تھی - لوگ پہئے پکڑے لیتے تھے - رتھ جتنے قدم آگے بڑھتا تھا اُسی قدر رانیاں اور بلک بلک کر روتی تھیں + راجہ دسرتھ اہل شہر کی بیتابی پر نظر کرکے اپنی زندگی پر لعنت بھیجتے تھے کہ ہائے غیر جس کے لئے یوں بیقرار ہوں - جان و مال کی پرواہ نہ کریں - اُس کو میں نے آنکھوں سے جدا کر دیا - اس وقت راجہ دسرتھ کی حالت عجیب دردناک تھی چھٹ

پر اس زور سے سر جے مارا کہ دماغ چکرا گیا۔بیہوش ہو کر وہیں گر پڑے۔رانیاں ہائے رام ہائے رام کہکر زور سے چلانے لگیں کسی کو اتنے حواس نہ تھے کہ راجہ کو اچھی طرح سنبھالتا۔نظر رامچندر جی کے رتھ کی طرف تھی اور ہاتھ راجہ دسرتھ کے بازوؤں پر۔ہائے رام ہائے رام کی آواز نے ذرا راجہ دسرتھ کے حواس ٹھکانے کئے۔جب ہوش آیا تو زبان سے پھر وہی ہائے رام ہائے رام کی آواز نکلنے لگی۔کوشلیا سمترا بھی آہ آہ کرکے رو رہی تھیں جس وقت رامچندر جی نے سب کا یہ حال دیکھا تو سمنتر کو حکم دیا کہ

کچھ ہو رتھ جلدی بڑھائے چلو +

رتھ کے گھوڑے اشارے ہی سے بڑھے۔رتھ کی تیزی دیکھکر کیا رانیاں کیا راجہ دسرتھ کیا اہل شہر سب دوڑے سب کی یہی صدا تھی کہ

ارے سومتر ذرا رتھ ٹھہرا۔بھلا ایک نظر تو اور دیکھ لینے دے +

سری رامچندر جی نے سومتر سے کہا کہ بس محبت القط۔اب ہم تم سب کان میں تیل ڈال لیں۔رتھ ہانکے جاؤ۔گھوڑوں کو اور تیز کرو +

رتھ ہوا ہوا۔رانیاں سر پیٹ پیٹ کر روتی رہ گئیں۔راجہ دسرتھ وہیں غش کھا کر گر پڑے۔جو اہل شہر نہایت مغموم تھے جن کو سینے کوٹتے کوٹتے دم دم پر چکر آتا تھا وہ تو وہیں رہ گئے۔جن میں دوڑنے کا دم تھا وہ رتھ کے پیچھے ہو لئے۔ہانپتے کانپتے ساتھ ہی چلے گئے +

خدام بارگاہ نے راجہ دسرتھ کو محل میں پہنچایا۔سب رانیاں بھی روتی دھوتی اپنے اپنے رنواس میں گئیں۔تمام اجودھیا سونی معلوم ہونے لگی۔ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ہر طرف ہائے رام ہائے رام کی آواز سے معلوم ہوتا تھا کہ ابھی شہر پوری طرح نہیں اُجڑا۔مغموموں کی آبادی باقی ہے +

سرگ ۴۱

سری رامچندر جی کے صدمۂ فراق میں باشندگان اجودھیا کی بیقراری

رامچندر جی تو آگے بڑھ گئے۔لوگوں نے رونا دھونا شروع کیا جو شخص تھا وہ

یہی کہتا تھا کہ دھنیہ ہیں رامچندر۔ جو اپنی ماتا کوشلیا کی طرح ہم سے محبت کرتے رہے ہیں۔ راجہ دسرتھ کو الزام دیں یا کیکئی پر دھبہ رکھیں۔ ایسے بیٹے کو نکال باہر کیا تاج و تخت سے محروم رکھا۔ افسوس نہایت بیدردی کا کام ہے۔ ایسے باپ کو باپ کہہ سکتے ہیں نہ ایسی ماں کو ماں۔ دونو کالے ناگ ہیں جو اپنے بچوں کو بھی ڈس لیتے ہیں ذرا رحم نہیں کرتے۔ اہل شہر دونو کو بُرا بھلا کہتے تھے۔ رامچندر جانکی اور لکشمن کی تعریفیں ہوتی تھیں۔ کوشلیا سمترا کی ثنا و صفت میں ہر ایک کی زبان گھستی تھی راجہ دسرتھ کی جان پر جو گزری وہ وہی جانتے تھے۔ دوسروں کو کیا خبر۔ سورج کو بھی رامچندر جی کے بن باس کا افسوس ہُوا۔ سورج بنس میں ماتم عام دیکھا اُنھوں نے بھی اپنی آنکھ بند کر لی۔ چار پہر کا دن میعاد سے پہلے ختم ہو گیا۔ گایوں کو وہ صدمہ و ملال ہُوا کہ بچھڑوں کی محبت جاتی رہی۔ دودھ کی ایک چھاچھ نہ نکلی گھنگھور گھٹائیں چھا گئیں۔ آندھی چلنے لگی۔ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ زمین پر بھونچال کی سی کیفیت ہونے لگی۔ ہر شخص پر خوف طاری تھا کہ اب پرلے ہوئی اب خاتمہ ہُوا دور اندیش لوگوں نے سمجھ لیا کہ یہ علامتیں فضول نہیں راجہ دسرتھ کے لئے پیغام اجل آنے والا ہے۔ راون کی موت کے لئے پیشینگوئیاں اور اس سے زیادہ کیا ہو سکینگی۔ آندھی پانی کے زور کا کیا ٹھکانا۔ پانی کہتا تھا کہ آج ہی برس کے رہونگا آندھی بڑے بڑے محلوں کو بنیاد سے ہلائے ڈالتی تھی۔ تاریکی وہ کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ تمام اہل اجودھیا گھبرا اُٹھے۔ کیکئی کو خوب جی بھر کر کوسا۔ راجہ دسرتھ کی اچھی طرح بدی کی۔ اہل دنیا سے ایسی نفرت ہوئی کہ بیٹا باپ کو بھائی بھائی کو۔ یار دوست اپنے یار دوستوں کو بھول کر رامچندر جی ہی کے ذکر و فکر میں مشغول ہُوا۔ رات بھر پلک سے پلک نہ ملی۔ کوری آنکھوں سویرا ہو گیا۔ ساری اجودھیا اس طرح سنسان معلوم ہوتی تھی جس طرح روح کے بغیر جسم۔ بینائی کے بغیر آنکھ +

سرگ ۴۲

سری رامچندر جی کی روانگی کے غم میں

راجہ دسرتھ کی بیقراری و نالہ وزاری

جس وقت سری رامچندر جی کا رتھ ہوا ہُوا۔ ارکان دولت نے راجہ دسرتھ کو سنبھالا اور عرض کی کہ

مہاراج آپ کیا دیکھتے ہیں۔ کس کو دیکھتے ہیں۔ رامچندر جی تو گئے +

راجہ دسرتھ۔ ارے رتھ کی خاک ہی دیکھ لینے دو +

یہ کہکر اُنہوں نے سر پیٹا اور پھر زمین پر گرنے لگے۔ کوشلیا جی پاس ہی کھڑی رو رہی تھیں۔ اُنہوں نے دایاں بازو پکڑ لیا۔ کیکئی بھی پاس ہی تھی اُس نے بائیں بازو پر ہاتھ لگایا۔ یا تو راجہ دسرتھ پر عالم بیہوشی طاری تھا۔ کیکئی کو بازو پکڑتے دیکھکر بڑے زور سے ڈانٹا کہ

خبردار میرے بدن پر ہاتھ نہ لگا۔ بس سامنے سے دُور ہو جا۔ تو میرے واسطے کال ہے استری نہیں۔ آج مَیں اُس رشتے کو توڑتا ہوں۔ جو اگنی کے سامنے مضبوط باندھا گیا تھا۔ اگر بھرت خوش ہوں کہ مجھے راج ملا تو اُن کو قسم ہے جو شرادھ پنڈ تربن وغیرہ کریں۔ ہائے کیکئی نے میری عقل کی آنکھوں پر پردہ ڈالکر کبھی پیاری کوشلیا کو نظر محبت سے دیکھنے نہ دیا۔ یہی پاپ تھا جس کی بدولت آج مجھے موت کا سامنا ہے +

کوشلیا جی یوں ہی نازک اندام تھیں۔ اُس پر بڑھاپا اور دو روز کے برت اُپاس سے کمزوری۔ سب پر طرہ یہ کہ رامچندر جی کی مفارقت کا جانگداز رنج۔ اُن کی رگ رگ سے جان نکلی ہوئی تھی مگر پھر اُنہوں نے جیوں تیوں راجہ دسرتھ کو سنبھالا۔ راجہ دسرتھ کوشلیا کی صورت دیکھکر اور بھی زار و زار رونے لگے۔ رنج و غم نے کلیجے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے۔ برہمن کو غلطی سے قتل کر کے جیسے کوئی سر دھنتا ہے۔ بھولے سے آگ پر ہاتھ پڑ جانے سے جس طرح کسی کو تکلیف ہوتی ہے۔ وہی تکلیف کیکئی کو بردان دینے سے راجہ دسرتھ کی تھی۔ وہ منہ پر طمانچہ مارتے تھے کہ ہائے اُس وقت عقل کہاں تھی جس وقت کیکئی سے قول ہارا تھا۔ آہ میرا رتن جڑت سنگھاسن پر بیٹھنے والا رامچندر بن کی خاک چھاننے لگا۔ نرم نرم تکیوں کے عوض کسی کاٹھ پتھر

پر سر کا سہارا ہوگا۔ اب وہ چندن کا اوبٹن کہاں۔ گرمی کی دھوپ ہوگی اور جنگل کا گرد وغبار۔ جن رامچندر جی کی آنکھ اُس وقت کھُلتی تھی جب سویرے سویرے اچھے اچھے رشی مُنی ساتوں سُروں کے موہنی الاپ سے وید منتر سُناتے تھے۔ اب وہی جنگل کے جانوروں کی بے ہنگام اور کرخت آوازوں سے آنکھیں کھولینگے۔ ہائے میری جانکی بھی اب جنگل کی سختیاں جھیلیگی۔ جس جنک نندنی کے تلووں کو زمین دیکھنے کے لئے ترستی تھی جس کے قدموں کے نیچے پھول ہی پھول بچھے رہتے تھے۔ آہ۔ اُسی کو جنگلوں کے کانٹے نصیب ہوئے۔ مَیں نے تو سمجھ لیا کہ مَیں اب دو چار گھڑی کا مہمان ہوں۔ کیکئی نے میری جان لینے کے لئے یہ سارا گھروندا رچا ہے مگر اس کو خبر نہیں کہ اس نے اپنے لئے نرک کی تیاریاں کرلیں۔ خادمان بارگاہ راجہ دسرتھ کو اُسی خلوت سرا میں لے آئے جہاں کیکئی اُن کے جی کا جنجال ہوئی تھی۔ اُنہوں نے توبہ تلا مچائی کہ مَیں یہاں ایک دم نہ ٹھیرونگا۔ یہ مکان میرے لئے جان کا کال ہو رہا ہے۔ در و دیوار کاٹے کھاتے ہیں خدمتگاروں کو حکم ہُوا کہ اٹھاؤ یہاں سے۔ چلو رانی کوشلیا کے یہاں۔ ملازمان خدمت نے مہاراج کو ہاتھوں پر اٹھایا پھول کی طرح کوشلیا جی کے رنواس میں لے گئے۔ سب رانیاں بھی آنسو بہاتی ہوئی ساتھ ساتھ گئیں صرف رانی کیکئی نے ایسی جگہ ساتھ جانا مناسب نہ سمجھا۔ وہ وہیں پتھر کی مورت بنی بیٹھی رہی +

راجہ دسرتھ کوشلیا کے رنواس میں پہنچکر اور بھی بیتاب ہوئے اُن کے دونو ہاتھ سینہ کوبی میں مصروف تھے۔ آنکھیں دریا بار۔ زبان وقفِ آہ۔ رو رو کر کہتے تھے کہ آہ بڑا دھوکا ہُوا۔ بڑا چکمہ کھایا۔ ہے رامچندر کلیجے سے جدا ہوگئے۔ اب پھر دیدار ہونے کی کون صورت ہے۔ سب لوگ تو آنکھیں سینکھل کرینگے۔ ایک بد قسمت مَیں ہی ہوں جسے اچھی طرح آخری دیدار بھی حاصل نہ ہوسکا۔ راجہ دسرتھ کو روتے پیٹتے آدھی رات گزر گئی۔ اُن کی آنکھوں میں دنیا اندھیری تھی کچھ نہ سجھائی دیتا تھا۔ جب روتے روتے تھک گئے تو کوشلیا سے بولے:۔

مہارانی! آنکھیں پھوٹ گئیں۔ تم کہاں ہو۔ کدھر ہو۔ کچھ بھی اب نہیں سجھتا ہے قسمت آنکھوں نے بھی جواب دیدیا۔ پیاری میرے ہاتھ میں ہاتھ دو تو سمجھ پڑے کہ تم میرے پاس ہو۔ میری جان گلے میں اٹک رہی ہے۔ اس وقت جو کچھ ہو تمہیں ہو

تمہیں میں پران اٹکا ہوا ہے۔ یہ نہ ہوتا تو کبھی کی روح فنا ہو چکی ہوتی۔ راچندر تو جان لے گئے۔ اب یہ جسم تمہارے سپرد ہے۔ اب تم اس مٹی کی مالک ہو۔ آجتک کا کہا سُنا معاف ÷

کوشلیا جی بڑے ادب سے بائیں طرف پائنتی دبی ہوئی بیٹھ گئیں، اور دونو ہاتھ مہاراج کے بدن پر رکھ لئے۔ اس موقع پر کون دل ہے جو رنج و غم ضبط کر سکے نظارہ ہی دردناک تھا۔ اس پر دونو طرف دل میں آگ سلگ رہی تھی دونو کے کلیجے پھڑک پھڑک کر پسلیاں توڑنے لگے۔ ایک ساتھ آنسوؤں کا دریا بہنے لگا اور آہ کے ساتھ آہ کی دردناک آواز سننے والوں کے دلوں میں نشتر پر نشتر چبھونے لگی ÷

سرگ ۴۳

سری کوشلیا جی کا راجہ دسرتھ سے اظہار غم

راجہ دسرتھ کو ذرا حواس میں دیکھ کر کوشلیا رو کر بولیں:۔

پران ناتھ۔ کیکئی کے کلیجے میں ٹھنڈک پڑ گئی گویا ناگن کی کینچل جھڑ گئی۔ اب مجھے ہر وقت وہی خوف و خطر رہیگا جو گھر میں سانپ کے رہنے سے ہوتا رہتا ہے یہ کالی ناگن مجھے ڈسے بغیر نہیں رہیگی۔ شاستر کاروں نے بھی لکھا ہے کہ جس گھر میں سانپ ہو یا خراب آدمی اُس گھر میں رہنے والوں کے لئے ایک نہ ایک دن موت آئیگی۔ آپ نے بھرت کو راج دیا کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر رامچندر کو بن میں بھیجنا کسی طرح مناسب نہ تھا وہ یہاں رہتے اور کچھ نہ ہوتا ذرا غم تو غلط ہوتا رہتا۔ ایک نظر صورت دیکھ لینا کافی تھی مگر آپ کو کیکئی نے جو پٹی پڑھائی اُسی پر آپ عمل کرتے گئے۔ کیا کسی دوسری جگہ میں رامچندر جلاوطن نہ ہو سکتے تھے جنگلوں کی خصوصیت کیا تھی۔ اگر رعایا میں سے کوئی بے قصور فرزند کے ساتھ یہ سلوک کرتا تو ممکن نہ تھا کہ سزا سے سخت سے بچ جاتا دنب میرے بیٹوں کی خیر نہیں۔ راچھس جیتا نگل جائینگے۔ کہاں تو عیش و عشرت دن آرام و راحت کا زمانہ کہاں بن باس ہے آپنے اتنا خیال بھی نہ کیا۔ نہ جانے اپکی محبت پدری پر کیکئی نے کیا سحر کر دیا خیر الشور کی مرضی ہے پر ہیشور میرے ذرا ذرا سے بچوں کا

تو ہی نگہبان ہے۔ جلد چودہ برس گزار دے کہ نظر بھر کر پھر وہ صورتیں دیکھوں جن کی تصویر دل کے چوکھٹے میں جڑی ہوئی ہے۔ ایشور وہ دن کب آئیگا جب رامچندر کلیجے کو ٹھنڈک دینگے۔ اجودھیا کی قسمت کب جاگیگی اہل شہر کو کب دولت دیدار حاصل ہوگی ہائے مجھ سے بڑھکر کوئی پاپن نہ ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے جنم میں کسی گئو نے بچھڑا چھڑانے کے جرم میں سراپ دیا تھا۔ مہاراج میں تو جانتی ہوں کہ بن باس نہیں میری موت کا پیغام ہے نہ رام ہی طبیعت بہلانے کو ہیں نہ لکشمن اور نہ جانکی دل سمجھانے کو۔ میں نہیں سمجھتی کہ زندگی کیونکر ہوگی +

سرگ ۴۴

کوشلیا جی کے اظہار غم پر سومنت وزیر کی فہمائش تسلی بخش خیالات۔ کوشلیا کی قدرے تسکین

کوشلیا جی کے رنج و غم کو دیکھکر سومنت وزیر نے کہا:۔

مہارانی دل کو سمجھاؤ طبیعت سنبھالو۔ اب رونے دھونے سے کیا نتیجہ رامچندر جی کو تم کلیجے کا ٹکڑا سمجھتی ہو۔ فقط مہر مادری ہے ورنہ وہ ساکشات ایشور ہیں۔ وہ پرماتما ہیں وہ ایشور نہ ہوتے تو بھلا انسان کی بھی طاقت ہے کہ اس طرح راج پاٹ کو چھوڑ کر بن کا راستہ لے۔ اُن کو راکھشسوں کا کیا خوف۔ ان کا ایک ایک بان ہزار ہزار راکھشسوں کو خاک پر سلا دیگا۔ اُنہوں نے دنیا کو قائل قدرت کرنے کے لئے یہ کھیل کھیلا ہے۔ لکشمن جی بھی کوئی ایسے ویسے نہیں شیش جی کا اوتار ہیں جانکی ساکشات لکشمی ہیں۔ پھر اُن کو کسی کا دکھ کہاں۔ لکشمی وہیں رہتی ہیں جہاں دھرم ہو۔ پھر جانکی جی رامچندر کے ساتھ نہ جائیں تو کہاں رہتیں +

باپ اُن کا دھرم یہ ہے کہ بیٹے کو نیک کام کے لئے سفر میں جاتے دیکھکر اظہار غم سے بدشگونی نہ کریں بلکہ ہنسی خوشی رخصت کرکے آشیرباد دیں۔ جس میں کام سدھ ہو۔ آپ گھبراتی ہیں کہ سورج کی گرمی کیسے برداشت ہوگی بھلا سورج کی

بھی یہ محال ہے کہ ذرا تکلیف دے سکے۔سوچ کو کیا آپ کوئی اور جانتی ہیں اس میں روشنی کس کی ہے آپکے رامچندر کی۔ ہوا اُن کی نظر میں جلتی ہے۔خاک نقش قدم کو آنکھوں سے لگاتی ہے۔پھر فکر فضول۔دن رات سورج چاند خدمتگزاری کرتے رہینگے۔کیا آپکو سمدار اچھس کی لڑائی کا واقعہ یاد نہیں۔راجہ دسرتھ تو جی چھوڑ کر جان کی فکر میں پڑ گئے تھے۔مگر رامچندر جی نے تن تنہا تیروں کی بارش کی تو تمام راچھس زمین پر چت ہو گئے رامچندر کی صورت دیکھکر راچھسوں کا دم فنا ہوتا ہے جیسے ریچھ بندر سائے سے بھاگتے ہیں۔ ان کا کوئی بنا سکتا ہے۔رامچندر کو کوئی اور نہ سمجھو۔وہ سورج کے سورج۔اگنی کے اگنی۔راجوں کے راجہ۔لکشمی کے لکشمی۔برہما کے برہما۔کیرتی کے کیرتی۔چھما کے چھما۔پرتھی کے پرتھی۔دیوتاؤں کے دیوتا۔خلاصہ یہ کہ ہمہ اُوست ہمہ از وست۔ہمہ اوست ہیں۔اُن کو گھر میں تکلیف نہ سفر میں کلفت۔وطن میں بھی آرام ہے اور بن میں بھی راحت۔آپ ذرا صبر کریں وہ دن جلد آئیگا۔جب آپ اپنے بہو بیٹوں کو دیکھکر سارا رنج و غم بھول جائینگی۔اس لئے سوچ فضول ہے۔اگلے جنم میں بھگوان بشن نے تمہیں بردان دیا تھا کہ عنصر لطیف تمہارا نور نظر بنیگا۔چنانچہ رامچندر وہی بشن بھگوان ہیں۔قسمت کو سراہو کہ تمہیں جگت کا اُدھار کرنے والا بیٹا نصیب ہُوا۔تم سے بڑھکر کون عورت دنیا میں خوش نصیب ہوگی جسے ساکشات بھگوان وشنو کی ماتا کہلانے کا فخر حاصل ہو ÷

سومنت کی تقریر نے کوشلیا کے آتش رنج پر برف بچھادی۔ان کے غم کا پہاڑ پھول ہو گیا۔مگر راجہ دسرتھ کے غم کی آگ اور بھڑک اُٹھی۔اس پر جسطرح کسی نے اور تیل ڈالدیا ÷

سرگ ۴۵

سری رامچندر جی کی اہل شہر کو واپسی اجودھیا کی رفاقت و اطاعت بھرت کی فہمائش اہل شہر کا ہمراہی کے لئے اصرار۔برہمنوں کی

کوششیں - تمساندی پر قیام

رامچندر جی کے ساتھ ایک بھیڑ کی بھیڑ چلی جا رہی تھی رتھ لاکھ ہانکا جاتا تھا مگر اژدہام عام سے تیز نہ چل سکتا تھا - رامچندر جی اہل اجودھیا کا جوش محبت دیکھکر بولے :-

آپ سب لوگ کیوں تکلیف کرتے ہیں میرے چلے جانے سے آپکو اجودھیا میں کچھ بے لطفی نظر نہ آئیگی - میرے عوض بھرت جی آپ کی دلجوئی کرینگے اُن کی کمسنی پر آپ نہ جائیے عقل میں کسی سے کم نہیں وہ بڑے لائق ہیں یہ کہنا ٹھیک نہیں کہ کیکئی ماتا کی ہٹ سے وہ مالک اورنگ جہانبانی ہوتے ہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہ بات بھی نہ ہوتی تو بھرت جی کو ملکداری کی خاص لیاقت ہے، آپ لوگ بھرت جی کے راج کی خوشی منائینگے تو بھرت آپ لوگوں سے اور بھی خوش رہینگے - ماتا کیکئی کی بھی خاص نظر عنایت رہیگی اب میری رفاقت کی ضرورت نہیں - آپ کی خوش قسمتی نے آپ کو بھرت جی ایسے تاجدار کے سلطنت میں جگہ دی - شوق سے لوٹ جائیے اور اُن کی اطاعت و فرمانبرداری سے سرمایہ افتخار حاصل کیجئے میں ذمہ وار ہوں آپ کو بھرت جی کے راج میں ذرا بھی تکلیف نہ ہونے پائیگی - بھرت جی آپ کا دل ہاتھوں میں نہ لئے رہیں تو میں گنہگار اگر بھرت کی لیاقت جہانداری میں کچھ بھی کمی ہوتی تو میں خود بن باس اختیار نہ کرتا - ہمارے پتا جی آپ کی قسمت - اور عنان حکومت اُن کے ہاتھوں میں نہ سونپتے کیا آپ پتا جی کے حقوق بھلا دینگے - آپ کا فرض ہے کہ اُن کا غم غلط کیجئے - انکو ڈھارس دیجئے - وہ آپ کے پرمیشور ہیں - پہلے اُن کا درجہ ہے پھر اُن کے جانشین بھرت کا - بعدہٗ میرا +

رامچندر جی لاکھ فہمائش کرتے تھے مگر کوئی ایک نہ سُنتا تھا - ہر فقرے پر لوگوں کے جوش محبت کو اور بھی ترقی ہوتی جاتی تھی - جو جوان تھے جن کے پاؤں میں طاقت تھی وہ تو رتھ ہی سے لپٹے جاتے تھے - ادھر ایک فرا تھکا - اُدھر دوسرا گھوڑوں کے آگے دوڑنے لگا - بڈھے اور کمزور جو پیچھے رہ گئے وہ گھوڑوں تک سے منتیں کرکے چلاتے تھے کہ ایشور کے لئے آہستہ آہستہ چلو - رتھ کی خوشامد کرتے تھے کہ بہت تیز نہ کر لے - سومنتر سے خطاب تمہارے کیوں بیدردی کر رہے ہو - آہ ذرا بھی غریبوں پر ترس نہیں یہاں پاؤں ٹوٹے جاتے ہیں اور تو رتھ بڑھائے ہی چلا جاتا ہے

اچھا رامچندر جی خوب بے مروتی کرو- جتنا جی چاہے اور دُکھ دے لو- ہم کو کیا معلوم تھا کہ تمہارا دل بھی کیکیئی سے زیادہ پتھر ہے- ہائے ذرا بھی رحم نہیں- فولاد کو بھی تم نے مات کر دیا- خیر جاؤ ایشور تمہارا نگہبان- مگر دیکھ لینا کہ کتنے بیکسوں کا خون تمہاری گردن پر ہوتا ہے- جس برہمن کی جان گئی- اُس کی ہتیا تمہارے ہی سر ہو گی +

سری رامچندر جی لاکھ دل مضبوط کر کے چاہتے تھے کہ کسی ایک کی بھی نہ سُنیں- منہ پھیر کر بھی نہ دیکھیں- کانوں پر ہاتھ رکھ لیں- آنکھوں پر پٹی باندھ لیں مگر دل نرم تھا- طبیعت کسی کے درددکھ کی متحمل نہ تھی- اُنہوں نے سمجھ لیا کہ اہل شہر کسی طرح نہ مانینگے- ان سے پنڈ چھوٹنا محال- کہیں کسی کے چوٹ آجائے کسی کی جان پر گزرے تو چلتے چلاتے مفت بدنامی ہو- اس لئے اُنہوں نے رتھ کو روکا- سری جانکی جی و لکشمن جی سے بولے :-

کہ اب رتھ پر چلنا مناسب نہیں کچھ دُور ٹہلتے ہوئے چلیں- اہل شہر کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی- ان سے کسی طرح پیچھا چھڑانے کے لئے یہی تدبیر ہے کہ پیدل راہ ناپیں +

جونہیں عازمان صحرا رتھ سے اُترے- ہانپتے ہوئے برہمنوں نے سمجھا کہ بس مراد پوری ہوئی- ایک شور مسرت بلند ہو گیا کہ

مبارک! مبارک! اجودھیا کی سوئی ہوئی تقدیر جاگی- ہم لوگوں کی قسمت کا آفتاب گہن سے چھوٹا- مگر کیسی واپسی- کیا وطن کا خیال- رامچندر نے پھر مُڑ کر بھی نہ دیکھا کہ اجودھیا کتنی دُور ہے وہ آگے ہی قدم بڑھائے چلے- جب یہ رنگت دیکھی تو برہمنوں نے دُہائی کھینچی کہ

کیوں رامچندر آج وہ آپ کا دھرم کہاں گیا- برہمنوں کی طرف پیٹھ رشیوں سے قدم آگے- آپ کو اتنا لحاظ و پاس نہیں +

ادھر کچھ لوگ یوں چلاتے تھے ادھر کچھ کہتے تھے کہ کیا غضب کرتے ہو چُپ چاپ پیچھے چلے چلو- ایسا نہ ہو کہ رامچندر جی کہدیں کہ خبردار ساتھ نہ چلنا لوٹ جاؤ گھر کو +

جن برہمنوں میں چلنے کی سکت تھی وہ چھپتے ہوئے آگے بڑھے اور سری رامچندر جی سے کہا

رگھو کل بھوشن ہم لوگ خالی ہاتھ نہیں آئے ہیں یہ دیکھئے ہون کی لکڑیاں لدی پھندی ہیں۔ آپکے لئے ایک چھتر بھی ساتھ ہے کہ حسب ضرورت جگیہ کے وقت آپکے سر پر سایہ فگن رہے۔ ہم لوگوں کو اب شہر سے کام نہیں وید شاستر باندھ کر رکھ دئے اب جو کچھ دھرم ہے وہ آپ ہی کے ساتھ ہے ۞

برہمنوں کا منشا تھا کہ کسی طرح رامچندر جی پھر کر اجودھیا کی طرف دیکھ لیں پھر وہ اُن کو لوٹا لے چلیں۔ اس لئے بہت سی باتیں سنائیں مگر سری رامچندر جی نے کسی کو کچھ جواب نہ دیا۔ خاموشی سے آگے بڑھتے ہی گئے ۞

اب برہمنوں نے دوسرا فقرہ چلایا وہ بولے کہ

مہاراجہ دسرتھ کا دیا ہوا سب کچھ موجود ہے۔ آپکے اقبال سے اچھے اچھے مکان کھڑے ہیں۔ مگر جب آپ سونے کی اجودھیا کو چھوڑتے ہیں تو اب ہمیں گھروں سے کیا کام۔ ہم تو خوش نصیب ہیں کہ آپکے قدموں کے ساتھ ہیں مگر کمبختی استریوں کی ہے ابھی تو وہ گھر میں رو پیٹ رہی ہیں۔ جب اُن کو سب طرح سے مایوسی ہو جائیگی تو سب گھر گرہستی چھوڑ کر چل کھڑی ہونگی۔ ہم لوگ نہ جانے کہاں ہونگے۔ وہ سب نہ جانے کہاں۔ اے سری رامچندر ذرا دیکھ تو لو کہ ہماری صورتیں کیا ہو گئی ہیں۔ ساری بدن پر گرد ہی گرد ہے بالوں کی سیاہی نظر نہیں آتی پاؤں بھر گئے ہیں آنسوؤں نے چہرے پر مٹی لیپ دی ہے مگر افسوس کہ آپ کو ذرا بھی رحم نہیں آتا۔ نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتے۔ یہ کہکر سب کے سب ایک ساتھ آگے بڑھکر سامنے آئے اور زمین بوس ہو کر ساشٹانگ ڈنڈوت کرنے لگے اور پھر درخواست کی ۞

کہ ہم جگیہ کرنے والے ہیں۔ آپ کا شریک ہونا مقدم ہے اب تو آپ کو اجودھیا چلنے میں کچھ عذر نہ کرنا چاہئے ۞

رامچندر جی درخواست سنکر سخت گھبرائے اُنہوں نے سوچا کہ ابھی تو پتا جی کے بچن کی پھانسی سے ذرا بھی گلوخلاصی نہیں۔ اب یہ برہمن دھرم کی زنجیر میں جکڑتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بات چیت میں کوئی لفظ ایسا زبان سے نکلجائے جس کی پابندی مجھ پر لازم ہو۔ اُنھوں نے اس موقع پر بھی زبان نہ ہلائی۔ یہانتک کہ برہمن پیچھے پیچھے دوڑتے تمسا ندی کے کنارے پہنچ گئے۔ جہاں سومتر نے

رتھ رو کا گھوڑے کھولے اور سری رامچندر جی۔لکشمن جی و جانکی جی نے پہلی منزل
پر قیام فرمایا اہل شہر بھی وہاں ہی ڈیرہ بستر لگا کر جم بیٹھے ؎

سرگ ۴۶

رات بھر تمساندی پر قیام۔صبح کو اہل اجودھیا کے عالم غفلت میں دریا کا عبور۔باشندگان شہر کی مغالطہ دہی کے لئے رتھ کی اجودھیا کے رُخ روانگی

آفتاب غروب ہو گیا گوشۂ مشرق میں شفق کی سُرخی اور شام کی ہلکی سیاہی یا خوردہ
ہونٹوں پر مسی کی اودا ہٹ کا لطف دکھانے لگی۔سب لوگ تمساندی کے کنارے
لہرائی ہوئی موجوں کی بہار دیکھنے لگے۔رامچندر جی نے لکشمن جی سے فرمایا کہ
آج کی رات سے ہماری جلاوطنی شمار ہو گی۔اب ہمیں تمہیں مناسب ہے کہ اجودھیا
کا خیال مطلقاً دل سے بھلادیں۔اب تک ہمیں تمہیں وطن کی محبت ہے اس کا اثر دیکھ
کر پرند خاموش چرند گوشۂ گیر۔درخت بے حس و حرکت۔گل چاک دامن غنچہ لب بستہ
حیوانات و نباتات کی جب یہ کیفیت ہے تو اہل اجودھیا نہ جانے کس حال میں ہونگے
والدین کی جان پر نہ جانے کیا گزر رہی ہو گی۔ماتاؤں کو رات کاٹنا دشوار ہو گا۔دل کو
دل سے راہ ہوتی ہے۔خون کا جوش کسی طرح تاثیر کئے بغیر نہیں رہتا اگر ہم پریشان
رہینگے تو ماں باپ کے دلوں کو اور بھی صدمہ ہو گا۔مجھے جلاوطنی کا کچھ رنج نہیں اجودھیا
چھوٹ گئی بلا سے غم ہے تو یہ کہ بڈھے ماں باپ روتے روتے آنکھیں نہ پھوڑ ڈالیں
تم نے رفاقت کی۔تمہارے خون جوش کی کہاں تک تعریف کروں۔اب مجھے جانکی جی
کی طرف سے بھی اطمینان ہو گیا۔تم اُن کی خاطر داشت اور نگرانی کرتے۔واجب
تو یہی تھا کہ آج ہی سے کند مول پھل پر کفایت کی جاتی مگر نہیں مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ اس وقت کچھ کھانا کھا کر دو گھونٹ پانی پی لیں پھر کل سے دیکھا جائیگا
بھوک پیاس کس کو تھی مگر نہیں کچھ سٹ پٹ کھاپی کر سب نے منہ جوٹھا لیا

بارھواں دنڈ اکادشی نہ رہی اب لکشمن اُٹھے ادھر اُدھر سے پتے بٹور لائے اور اُسی کا فرش بچھا دیا۔ سری رامچندر جی اور سری جانکی جی نے اُسی بستر پر استراحت پائی اور لکشمن جی دھنش بان لئے ہوئے ادھر اُدھر پھر کر چوکسی کرنے لگے رامچندر جی اور جانکی جی کو نیند آئی مگر لکشمن جی اور سومنتر کی پلک نہ جھپکی۔ کوری آنکھوں سویرا ہوگیا ابھی صبح کی سفیدی سی نمودار ہوئی تھی کہ رامچندر جی کی آنکھ کھلی اُنہوں نے اہل شہر کی طرف نظر ڈال کر ایسا سحر کر دیا کہ کسی کی نیند نہ اُچٹے۔ سب دیر تک خراٹے ہی لیتے رہے۔ سب کو بستر غفلت پر محو خواب راحت دیکھکر سری رامچندر جی نے لکشمن جی سے فرمایا کہ

اہل اجودھیا ساتھ چھوڑنے والے نہیں۔ یہ جان دیدینگے مگر رفاقت سے منہ نہ موڑینگے۔ ہم سب صحرا نوردی کو تیار ہیں تو بھیڑ بھاڑ سے کیا کام ان سب کے بال بچے مفت تڑپینگے شہر اُجڑ جائیگا۔ اس سے بہتر ہے کہ جبتک ان کی آنکھ کھلے ہم لوگ کہیں سے کہیں پہنچ جائیں۔ جب یہ جاگینگے تو ہمیں کون پائیگا آخر ادھر اُدھر سر مار کر آپ ہی واپس چلے جائینگے ان سے پیچھا چھڑانے کی تدبیر ہے تو بس یہی +

لکشمن جی نے تائید کی اور سومنتر کو حکم ہوا کہ رتھ تیار کرے۔ رتھو جُت گیا۔ رامچندر جی جوگ شکتی اور طاقت غیبی سے دریا کے اُس پار ہوگئے۔ دریا کا چڑھاؤ کچھ معلوم ہی نہ ہوا۔ اب رامچندر جی کو فکر ہوئی کہ کہیں اہل اجودھیا رتھ کے پہیوں کا نشان دیکھکر ندی میں نہ کود پڑیں کہ مفت جان جائے۔ اس لئے خود تو وہاں مخفی ہوگئے اور سومنتر سے کہا کہ "اُتر کی طرف رتھ ہنکا لے جائے" +

سومنتر نے حسب ہدایت رتھ اُتر کی طرف ہانکا۔ اُتر سے پھر دکھن کی طرف باگ موڑی۔ غرض یہ تھی کہ اہل اجودھیا سمجھیں کہ رتھ اجودھیا کو لوٹ گیا اور رامچندر گھر پلٹ گئے +

سرگ ۴۷

سری رامچندر جی کے ہمراہی اہل اجودھیا کی

خوابِ غفلت سے بیداری - سری رامچندر جی کے لئے بیقراری - غم انگیز خیالات - فکر و تلاش میں واپسی اجودھیا - افسوس و ملال

اہل شہر ہوائے سرد کے جھونکوں سے جاگے تو رامچندر وغیرہ کا پتہ ندارد - روتے چلاتے اُٹھے - ادھر دیکھا اُدھر ڈھونڈا مگر کہیں نشان نہیں - سوچے کہ بس اب زندگی فضول ہے - موت بھی کچھ مشکل نہیں مصیبت کاٹنے کو تمسا ندی موجود ہے بہتوں نے ڈوب مرنے کا ارادہ کیا - بہتوں نے زہر کھانے کی ٹھانی - بہت وہیں لیٹ گئے کہ اب مر ہی کے اُٹھینگے - بہت درختوں سے سر ٹکرانے لگے کہ اسی طرح جان نکال کر رہینگے - کوئی اپنی نیند کو کوستا تھا - کوئی خوابِ غفلت پر آنسو بہاتا تھا کچھ سوچتے تھے کہ رامچندر دھوکے باز نہیں وہ جانتے تھے کہ ہم لوگوں کی زندگی انہیں کی ہمراہی پر منحصر ہے مگر ہم لوگوں سے ضرور کوئی خطا ہوئی جس پر وہ بے ملے بے کہے چل کھڑے ہوئے - کیکئی کے پاپ سے انہوں نے اجودھیا کو چھوڑ دیا - ہم لوگوں کے کسی ادھرم سے وہ ہم سب کو دھتا بتا گئے - کوئی سوچتا تھا کہ ندی میں ڈوب تو مریں مگر مٹی سکارتھ نہ ہوگی - مرنے کے بعد نہ جانے بھوت کی جون ملے نہ جانے پریت کی - کسی کو ٹھنی تھی کہ اب گھر لوٹنا ہی فضول - یہیں دھونی رماؤ - اسی جگہ بھجن بھگتی سے دل بہلاؤ - کچھ لوگ کہتے تھے کہ کچھ نہیں لکڑیاں پٹی پڑی ہیں انہیں کا چتا بنا کر سب کے سب جل جائیں - خس کم جہاں پاک - آپ مرے جگ پرلے - کسی کی رائے تھی کہ خودکشی فضول - اسی طرح اپنی ہی ہانکتے تھے - اور ہر ایک شخص ایک نئی تجویز سوچتا تھا - کسی وقت یہ خیال ہوتا تھا کہ کہیں عیال و اطفال انتظار کے صدمے اُٹھا کر جان نہ دیدیں کسی وقت یہ وہم تھا کہ ہم یہاں چولا چھوڑ دیں اور ادھر کہیں رامچندر جی اجودھیا ہی کو نہ واپس لوٹ گئے ہوں - سری رامچندر جی گو وہاں نہ تھے مگر انہیں اہل اجودھیا کی بیقراریاں چشم دل سے نظر آ رہی تھیں - اُنہوں نے سوچا کہ لوگ اس وقت آپے میں نہیں کہیں کثرت غم سے جان دینا نہ شروع کر دیں اس لئے اُنہوں نے قدرت کاملہ سے مت

پلٹ دی - وہاں ہڑبونگ تو تھا ہی جو کہتا تھا اپنی ہی کہتا تھا اتنے میں ایک دو شخصوں کی کچھ آنکھیں کھلیں - انہوں نے کہا کہ

بھائی ابھی جان دینے سے کیا حاصل - یہ بھی تو دیکھو کہ رامچندر گئے کدھر کوئی اور پتہ نہ بتائیگا تو رتھ کے پہیوں کا نشان کہاں اُڑ گیا ہے لے آؤ چلو سب ملکے نظر دوڑائیں جدھر رتھ کی لکیر ملے - اُسی طرف آنکھیں بند کئے چلو کہیں نہ کہیں تو رامچندر ملینگے - آج نہ سہی کل - کل نہ سہی پرسوں +

لوگوں نے یہ رائے پسند کی اور ادھر اُدھر دیکھنے بھالنے لگے پہلے تو تمسا ندی کے کنارے دیکھا پہیوں کا نشان نظر آیا مگر ساتھ ہی اس کے قریب دوسری لکیر دکھائی دی جو سیدھی اُتر کی طرف چلی گئی تھی - یہ لوگ خوش ہو گئے کہ بس مار لیا ہو نہ ہو رامچندر گھر لوٹ گئے - رامچندر اندھیرے منہ نہ سہی تو پَو پھٹتے ہی وہاں سے روانہ ہوئے تھے اس وقت وہ شاید تین کوس نکل گئے ہونگے - اس لئے پہیوں کا نشان جا بجا مٹ گیا - اہل شہر اسی طرح لکیر دیکھتے ہوئے بڑھتے چلے گئے تو ایک جگہ معلوم ہوا کہ رتھ دکھن کی طرف مڑا ہے یہ راستہ سیدھا اجودھیا کا تھا - ہر ایک نے سمجھ لیا کہ بس اب فکر و تشویش فضول - رامچندر جی گھر پہنچ گئے - یہی وجہ تھی کہ ہم لوگوں کو سوتے سے نہ جگایا سمجھے ہونگے کچی نیند جگانا اچھا نہیں کل دن بھر کے پریشان ہیں نیند بھر سو لینے دو بس بس اب جان میں جان آئی محنت ٹھکانے لگی چودہ برس کی بلا ٹلی +

اہل اجودھیا اسی طرح من کے لڈو کا مزہ لیتے ہوئے اجودھیا میں پہنچ گئے وہاں دیکھا تو وہی کہرام وہی دکھڑا جسے دیکھو سر دھن رہا ہے - جدھر نظر اٹھاؤ آنسوؤں کی ندیاں بہتی ملتی ہیں - اب تو ان سب کے اوسان جاتے رہے - سر پیٹنے لگے کہ ہائے بڑا دھوکا ہوا سری رامچندر جی نے تو سراب کرامات کر دیا - مگر ہم اور ہموطنوں کو کیونکر منہ دکھائیں کس طرح سب سے آنکھیں چار ہونگی - ہر ایک تھوکیگا کہ بس چھوڑ آئے رامچندر کو - اس خیال نے اُن کے زخم رسیدہ دل کو اور تڑپا دیا رونے پیٹنے لگے کہ ہائے رامچندر جی کی جدائی کا غم تو تھا ہی ہماری ناکام واپسی نے جلے پر اور نمک مرچ چھڑکا اب اہل شہر کے سامنے کیونکر جائیں - بے عزتی سے جائیں بھی تو نہ جانے وہ اپنا کیا حال کریں اگر اُن کی جان گئی تو پاپ اپنے سر ہوگا ان مایوس اہل اجودھیا کو ساری اجودھیا

سونی نظر آتی تھی۔ اجودھیا تو وہی تھی مگر رونق کا اس طرح نام نہ تھا جس طرح گہنائے سورج میں روشنی کا بجھے چراغ میں لوکا۔ اُنہوں نے سوچا کہ کسی طرح آج تو رات کو منہ چھپا کر بال بچوں سے مل لیں سویرا ہوگا تو پھر جو مصلحت ہوگی کی جائیگی مگر اجودھیا باسیوں کی نظر بچا کر گھر جانا ضروری ہے۔ اس انتظام کے لئے سب نے دوپٹوں چادروں سے منہ لپیٹے اور چوری چھپے ایسی گھبراہٹ سے چلے کہ اپنے اپنے گھروں کی پہچان نہ رہی کوئی کسی کے گھروں میں گھس گیا کوئی کسی کے مکان میں ؛

سرگ ۴۸

اہل اجودھیا کی عورات کا رنج۔ اپنے شوہروں پر طعنہ زنی وغیرہ

سری رامچندر جی کے ہمراہی اہل شہر لاکھ چھپے چوری گھروں میں گئے مگر کلہیا میں گڑ نہ پھوٹ سکا۔ چاروں طرف شور مچ گیا کہ رامچندر نہیں آئے۔ باشندگان اجودھیا اپنا سا منہ لئے ہوئے واپس آئے ہیں جو لوگ اپنے گھر پہنچ گئے اُن کا ذکر نہیں مگر جو ادھر اُدھر بھول بھٹک گئے اُن کی استریاں جہاں تہاں سے ڈھونڈھ لائیں عورتوں کو توقع تھی کہ یہ لوگ اکیلے نہ آئینگے۔ سری رامچندر کو ضرور واپس لائینگے مگر جب شوہروں کا چہرہ اُداس پایا آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھے تو مایوس ہوگئیں بولیں کہ

ہائے تم نے لٹیا ڈبو دی۔ کیا اور کرنہ جانا گئے اور سری رامچندر کو نہ لائے تو پھر منہ دکھانے کی کیا ضرورت تھی۔ دیکھو لکشمن مرد تھے جو ساتھ گئے۔ سیتا جی عورت تھیں جو قدم سے جدا نہ ہوئیں تم لوگوں کی زندگی پر زوف ہے جو قدموں کے ساتھ جاکر پھر جدا ہو گئے شرم۔ شرم۔ جب رام کے قدم چھوڑ دئے تو تمہاری زندگی کا لطف ہی کیا۔ تم سے وہ گھاس پھوس کانٹے پتے درخت جانور اچھے جو پہاڑوں جنگلوں میں سری رامچندر جی کو آنکھ بھر دیکھکر جنم سپھل کرینگے۔ تمہاری سونے چاندی کی مسہری پر لعنت۔ فرش کمخواب کو دھر کال تمہیں تو جینے کا مزہ تب ہی تھا جب سری رامچندر جی کے ساتھ جنگل میں پتوں پر اسی طرح سوتے

جس طرح کل کر آفتاب سر پر آگیا اور آنکھ نہ کھلی بس معلوم ہو گیا کہ ہم لوگوں کی محبت میں پھنسکر لوٹ آئے۔ ہائے بڑا غضب کیا اب ہمارا ارادہ ہے کہ اُس وقت تک دانہ پانی نہ کریں جبتک سری رامچندر جی کے قدم نہ دیکھ لیں۔ اُٹھو چلو ہم بھی چلینگی۔ تم رامچندر جی کی خدمت کرنا ہم جانکی جی کی۔ ابھی سری رامچندر جی یہیں کہیں قریب ہونگے بہت دور نہیں گئے۔ بس ہم سب بچوں سمیت جنگل ہی میں اجودھیا بسائیں۔ کیکئی کے راج میں ہمیں گھڑی بھر رہنا منظور نہیں۔ اُسے جب ایسے لائق و فائق بہو بیٹوں کا درد دُکھ نہ ہُوا تو ہم اُس کے کون ہیں۔ جب دل پر رکھے جو چاہے گت مکت کرادے اُس کو کون روکنے والا ہے اگر تم کو اندھیر نگری میں رہنا منظور ہو تو خوشی سے رہو ہم اکیلی بن کا راستہ لینگی۔ جہاں رامچندر جی ہیں وہاں ہم کو کسی بات کا خوف نہیں۔ تم پاپی تھے اس لئے رامچندر جی نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا۔ چلنا ہو تو چلو ہم دکھا دیں کہ کیونکر رامچندر ہمارا ساتھ چھوڑتے ہیں۔ مکھ میں رام بغل میں اینٹیں نہ ہونا چاہئیں۔ تم سب تو دو دھڑ میں پھنسے تھے۔ ادھر سری رامچندر جی کی رفاقت کا بھی جوش۔ ادھر گھر والوں کا بھی خیال۔ بھلا دو منہے سانپ نے بھی کبھی کوئی تاکا ہُوا شکار مارا ہے۔ ادھر ایک منہ لپکا ادھر حسد سے دوسرا منہ بڑھا کہ نہیں میں شکار ماروں دونو منہ اس دو دھڑے سے اپنا سا منہ لیکر رہ جاتے ہیں اور شکار نکل بھاگتا ہے تم کو یہ اطمینان ہوگا کہ بھرت اچھی طرح راج کرینگے مگر یہ بھی تو سمجھو کہ جس کیکئی نے راجہ دسرتھ ایسے سن رسیدہ زمانہ دیدہ دھرماتما نیک نفس راجہ کی عقل پر پردے ڈالدئے بھرت ایسے ناتجربہ کار اور پھر اپنے بیٹے کو سکھا بڑھا کر کیا کیا آفتیں برپا نہ کریگی +

مردوں کو ان باتوں کا کچھ جواب نہ آتا تھا وہ سر جھکائے ہوئے روتے تھے اور ہائے رام ہائے رام کی رٹ لگی ہوئی تھی۔ تمام شہر میں ہڑتال ہو گئی شادی بیاہ جنیؤ بسنتی کی خوشیوں کے جلسے چودہ برس کے لئے بند ہوئے۔ ہَون کنڈوں میں پانی بھر دیا گیا۔ جگیہ ادھورے چھوڑ دئے گئے۔ اب سب کو یقین ہو گیا کہ اجودھیا چودہ برس کے لئے سونی ہو گئی۔ رامچندر جی جب آج نہ لوٹینگے تو پھر کب لوٹینگے +

سرگ ۴۹

سری رامچندر جی کی تمسا ندی سے روانگی۔ دریائے گومتی پر رونق افروزی۔ گومتی کا مہاتم نصیحت خیز خیالات

سری رامچندر جی جب تمسا ندی کے پار پہنچے تو سنگھم میں نت نیم کیا تھوڑی دیر میں سومنتر پھر رتھ لیکر آیا۔ سری رامچندر جی روانہ ہوئے گھوڑوں کی باگ جنوب کی طرف موڑی گئی۔ جدھر جدھر سے رتھ گزرا لوگ دوڑ کر جمع ہو گئے۔ سب کے چہروں پر اداسی چھائی ہوئی تھی۔ سب راجہ دسرتھ اور کیکئی کو برا بھلا کہتے تھے کوئی کیکئی پر الزام رکھتا تھا کسی کا خیال تھا کہ کیکئی ناقص العقل ہے اُس کا کچھ قصور نہیں۔ راجہ دسرتھ کی عقل سٹھیا گئی ورنہ کوئی کسی کے کہنے سے اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو آنکھوں سے جدا کرتا ہے اور وہ بھی ایسی بیدردی سے کہ چودہ برس تک بن باس کی ٹھوکریں کھائیں نہ کوئی نوکر نہ چاکر نہ کوئی خورد و نوش کا سامان نہ کوئی پوشاک لباس۔ یہ پرن نباہنا نہیں ہٹیا پن ہے۔ ہائے کیسے بھولے بھالے رام لکشمن۔ آہ کیسی نازک جانکی۔ ان کو یہ تکلیفیں۔ کون پتھر دل تھے۔ جنہوں نے ان کے واسطے بن باس تجویز کیا۔

یہ سب باتیں سری رامچندر جی کے گوش گزار ہوتی تھیں مگر وہ کان نہ ہلاتے تھے دل میں کہتے تھے کہ زبان خلق رو کے سے رک نہیں سکتی۔ اس لئے ایک چپ ہی کافی ہے۔ ہم جس غرض سے جاتے ہیں وہ کسی کو کیا معلوم نہ کیکئی ماتا کی خطا ہے نہ پتا جی کا قصور۔

رتھ چلتے چلتے گومتی ندی پر پہنچا رامچندر جی لکشمن جی سے بولے:۔

دیکھو یہی سری گومتی جی ہیں۔ انہیں کی تعریف ویدیں میں تم نے دیکھی ہوگی جو گومتی جی میں نہایا اُس کے کئی جنموں کے پاپ ایک سرے دھوئے گئے۔ اب دیکھیں ان کے پھر کب درشن ہونگے اور پھر یہاں شکار کھیلنا کب نصیب ہوگا۔

آخری فقرہ کہکر سری رامچندر جی کو خیال ہوا کہ سومنتر یہ سنکے کہیں [illegible]

کو تپشوی کے بھیس ہیں اور اب تک شکار اور خونریزی کا خیال دل سے دور نہ ہوا۔ اس خیال کی تردید میں اُنہوں نے لکشمن جی سے کہا کہ

بھائی! چھتری جب شستر ودیا سے واقف نہ ہو تب تک دشمن پر کیونکر غالب آسکتا ہے۔ شستر ودیا کی مشق تو انسان پر ہو ہی نہیں سکتی۔ نشانہ اُسی چیز پر لگانے سے مہارت ہوتی ہے جس پر بہہ ایک کی نظر نہ جمے۔ اسی لئے عقلمندوں نے ہرن کو تجویز کیا ہے۔ اس کی چالاکی اور پھرتی۔ چوکڑی اور چھلاوے کو کوئی اور ذیروح نہیں پہنچتا۔ اس پر نشانہ لگانا ہر ایک کا کام نہیں۔ چنانچہ میں اگر شکار کھیلتا ہوں تو فقط انہیں اصول پر جو چھتریوں کے لئے نشانہ بازی کے لئے مقرر کئے گئے ہیں ایسا شکار شکار نہیں بلکہ چاند ماری کا سا ایک کھیل ہے۔ جس کے لئے چھتری راجوں کو اجازت ملی ہے۔ مگر اب مجھے شکار سے کیا کام۔ اب تو میں اس لائق ہی نہیں ہاں جب پھر یہاں ایشور پہنچائیگا تو دیکھو نگا کہ نظر کی وہ شست ہے کہ نہیں۔

لکشمن جی یاد رکھو کہ راجوں کے لئے سات باتوں کی مطلق اجازت نہیں:- غیر عورت سے صحبت۔ قمار بازی۔ روزانہ شکار۔ شراب خوری۔ سخت زبانی۔ ناکردہ گناہ کی دلآزاری۔ فضول خرچی۔ جو ان قطعی ممنوع عادتوں کا خوگر ہوا سمجھ لو کہ بس اُس کے راج پاٹ کی خیر نہیں +

سرگ ۵۰

سری رامچندر کی سری گنگا جی کے کنارے رسائی۔ راجہ گوہ نکھاد کی حاضری باہم ملاقات

سری رامچندر جی لکشمن جی اور سیتا جی تینوں سومنتر سے بولے کہ اب ہم کو اجودھیا سے کچھ واسطہ نہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ یہاں سے پرنام کریں +

یہ کہکر سب نے اُتر کی طرف رُخ کیا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے کہ

اے اجودھیا پوری - اے جنم بھومی - اب تجھ سے رخصت ہوتے ہیں تیری
مہماں کا کیا کہنا - تیری عظمت کو کوئی اور پوری نہیں پہنچ سکتی - تیرے درشن کی
خواہش دیوتاؤں کو بھی گھسیٹ لاتی ہے - چودہ برس تک ہم معذور ہیں - جب
جیتے جاگتے آئینگے تو تیری خدمت کرینگے - تیرا احسان کبھی بھولنے والا نہیں ہم اس
وقت تو اُرن نہیں ہو سکتے کیونکہ دھرم نے اپنے شکنجے میں کس لیا ہے +

اجودھیا کو پرنام کر کے اُنہوں نے پریاگ کاشی کو بھی نمسکار کیا چشم خیال
میں جو شخص نظر آیا وہ دھرماتما اور صادق القول - دیومندروں کی رونق سے دل
خوش ہو گیا - جگیہ کے ساز و سامان سے طبیعت پھڑک اُٹھی - امیروں کی دولت نظر میں
پھرتے ہی جوش مسرت سے بول اُٹھے کہ اہل زمانہ کی پرورش کے لئے تو سب سامان کافی
ہیں راجوں کی اہل حاجت کو ضرورت کیا - وید و شاستر کا چرچا دیکھکر اُن کو خیال ہوا کہ
دھنیہ ہیں وید پڑھنے والے اور سُننے والے لوگ انہیں نظاروں سے دل بہلاتے ہوئے
وہ گنگا جی پر پہنچے جس وقت گنگا جی کی لہریں دیکھیں کلیجہ تر ہو گیا - لکشمن جی کو بولے:
دیکھو یہ وہی گنگا جی ہیں جن کی عظمت تر لوک میں ہے - دیوتا - اسر - گندھرب
کون ہے جس کو ان سے نجات کی آرزو نہیں - گنگا جی ساکشات لکشمی ہیں سکھ
ان سے ملتا ہے - مکت ان سے حاصل ہوتی ہے - ان کی پرستش کے لئے کوئی وقت
مقرر نہیں - دن رات میں جب چاہو پوجا کرلو - ہر وقت ثواب حاصل کرنے کا اختیار ہے
یہ گنگا جی ہمارے خاندان کے تارنے والی ہیں - ان کا ظہور وشن جی کے چرنوں سے اور
نزول شوجی کی جٹوں سے ہوا ہے ہمارے بزرگ خاندان مہاراجہ بھاگیرتھ کی بدولت
یہ دار فانی میں آئیں مہاراجہ سگر کے ساٹھ ہزار بیٹوں کو انہیں نے تارا بھاگ رتی
مہارانی سُمندر کی استری ہیں اور ہر کس و ناکس کو مکت دیتی ہیں +

یہ فرما کر سومتر سے ارشاد فرمایا کہ ایسی متبرک جگہ چھوڑ کر اور کسی جگہ وقت بسر
کرنا فضول ہے - پھر سری گنگا جی کا درشن مشکل سے نصیب ہوگا - دیکھو گنگا
جل پینے والے چرند پرند کیسے خوش و خرم نظر آتے ہیں - درختوں کو دیکھو کس
طرح آنکھیں ہری کرتے ہیں - تمہیں سرنگ بیر پور سے بڑھ کر اچھا مقام اور
ملیگا بس یہیں گھوڑے کھول دو +

سومنتر نے تعمیل ارشاد کی۔ رتھ رُک گیا۔ گھوڑے کھل گئے۔ ورود مسعود کی خبر چاروں طرف پھیل گئی۔ نکھاد قوم کا راجہ گوہ[1] نوید مقام سُنکر قدمبوس ہُوا تحفہ تحائف پیش ہوئے +

سری رامچندر جی نے بھی بڑے تپاک سے ملاقات کی۔ مزاج پرسی و خاطر داشت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا +

نکھاد قوم حالانکہ ملاح تھی۔ مگر ایشور بھگتی اور جپ جوگ سے وہ فضیلت حاصل کر لی تھی کہ اچھے اچھے رشی اور عالم سے عالم برہمن اُس کے یہاں کھانے پینے سے پرہیز تو کیا اُلٹے فخر کرتے تھے۔ راجہ گوہ نے مہادیو جی کی خوب تپسیا کی تھی اور بس حد ہے کہ وید بھی اس کی ثنا و صفت میں تر زبان ہُوا +

راجہ گوہ نے قدموں پر سر جھکا کر عرض کی کہ

مہاراج! ایں یوں تو آپ کے چرنوں کا داس اور خدام بارگاہ ہوں مگر جس طرح اجودھیا میں آپ کا سکہ جاری ہے۔ ویسا ہی سرنگ بیر پور میں میرا۔ آپ نے یہاں قیام فرمایا یہ ہم لوگوں کی خوش نصیبی ہے۔ یوں تو آپ ہمارے سرتاج ہیں آپ کے سامنے ہماری حقیقت کیا +

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مگر آج تو آپ ہمارے مہمان ہیں پس آپ دعوت قبول فرماویں۔ ہم لوگوں کو کچھ توفیق نہیں۔ ذرہ میں آفتاب کی میزبانی کا دم کہاں۔ مگر

برگ سبز است تحفہ درویش

---

[1] پدم پوران میں ذکر ہے کہ پچھلے جنم میں نکھاد نہایت رذیل اور بیہودہ تھا۔ ایک روز بھوک سے پریشان ہو کر شہر سے دور نکل گیا۔ رات ہو گئی۔ مگر کہیں سے ٹکڑا نہ ملا۔ رہنے کا بھی کہیں ٹھکانا نہ تھا۔ اس لئے بل کے درخت پر چڑھ گیا کہ کسی طرح رات بسر ہو جائے اور جانوران صحرائی سے جان بچے۔ درخت پر خالی بیٹھا نہ گیا۔ بل کی پتیاں توڑ توڑ کے نیچے پھینکنا شروع کیں۔ درخت کے نیچے مہادیو جی تشریف فرما تھے وہ بہت خوش ہوئے اور بردان دیا اور بل پتر چڑھانے والے تو راجہ ہو تو بھی سوام کارتک کی طرح ہمارا بیٹا ہے تو نے مجھے خوش کیا تو تجھے سری رامچندر جی کے درشنوں سے بھی خوشی حاصل ہو گی :

چار ذائقے کے ماحضر پیش نظر ہیں۔ ایک وہ جس کے ذائقے کو زبان سے تعلق ہے۔ دوسرے وہ جس کا مزہ دانت جانتا ہے۔ تیسرا وہ جس کی چاشنی چاٹنے سے خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ چوتھے وہ جس کی لذت گھونٹ ہی جانتا ہے +

رامچندر جی نے راجہ گوہ کا شکریہ ادا کیا۔ بڑی مہربانی سے پیش آئے اور فرمایا کہ گو میں چھتری ہوں برہمن کی طرح گھر گھر کا کھانا نہیں کھا سکتا۔ مگر مجھے آپ کی دعوت قبول کرنے سے مطلق پرہیز نہیں۔ میں ردِ دعوت کو خلاف سمجھتا ہوں لیکن ذرا غور کیجئے میں راجہ نہیں نہ راجگی کے ٹھاٹ باٹ سے کام ہے۔ اب ایک بن باسی اور تپسوی ہوں۔ ثبوت درکار ہو تو لباس دیکھ لیجئے کہ کیا ہے۔ میں صرف دھرم کی راہ چلنے کے لئے گھر سے نکلا ہوں۔ کند مول پھل کے سوا اور کوئی چیز کھانے کی قسم کھائی ہے۔ اگر میں آپ کی دعوت قبول کروں تو فرمائیے مجھ سے اپنے دھرم کا نباہ کیسے ہو سکیگا۔ اسی لئے میں آپ سے معافی مانگتا ہوں اور آپ سے التماس کرتا ہوں کہ آپ کچھ اور خیال نہ کریں۔ سامان دعوت میرے گھوڑوں کو کھلا دیں۔ میں آپ کا از حد ممنون ہونگا +

راجہ گوہ رام بھگت تھا۔ اُس نے خوشی سے کل کھانے گھوڑوں کو کھلا کر سری رامچندر جی سے خلعت خوشنودی حاصل کیا۔ شام ہو گئی تھی۔ سومنتر نے کُشں آسن بچھا دئے۔ جس پر سری رامچندر جی و سری جانکی جی نے آرام کیا چونکہ گنگا جی ایسے مقدس تیرتھ پر پہلے پہل گزر ہوا تھا۔ اس واسطے سب برت رہ گئے اَن جل کچھ نہ کیا۔ جبتک سری رامچندر جی بیدار رہے تب تک سری لکشمن جی راجہ گوہ نکھادنے خدمتگزاری کی۔ جب پلک جھپکی تو دھنش بان لیکر محافظت میں مصروف ہو گئے۔ رات بھر آنکھ نہ جھپکائی +

سری رامچندر جی کو عالم صحرا نوردی اور اس بے سرو سامانی کی حالت میں دیکھ کر کون تھا جس کا دل ٹکڑے ٹکڑے نہ ہوتا ہو۔ رات بھر اسی کیفیت سے غمناک ہو کر چاند ستاروں نے بھی ایسی ٹکٹکی باندھی کہ سورج کی بھی آنکھ معمول کے خلاف دیر میں کھلی +

سرگ ۵۱

راجہ گوہ نکھاد اور سری لکشمن جی کی گفتگو نگہبانی کے وقت

جس وقت سری رامچندر جی سو گئے نکھاد نے لکشمن جی سے عرض کی کہ آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں میں غلامی کو حاضر ہوں آپ بھی ذرا کمر سیدھی کر لیں ساری نکھاد کی فوج طلایہ پھر رہی ہے پھر کس بات کا خوف کیا ؟

لکشمن جی۔ آپ میرے سونے کی فکر نہ کریں یہاں نیند کو چودہ برس کے لئے رخصت دیدی۔ ہاں آپ کا جی چاہے تو ذرا لیٹ رہیئے ؟

نکھاد۔ واہ ! یہ ایک ہی کہی۔ میں اور سوؤں۔ جب تک آنکھیں کھلی ہیں تب تک چرن کمل کے درشن مل رہے ہیں میں ایسے موقع کو خواب راحت یا خواب غفلت میں گنواؤں ایسا بیوقوف نہیں۔ جن رامچندر جی مہاراج کے قدموں کی برکت سے مجھے تاج و تخت حاصل ہوا۔ جن کی بھگتی کے پرتاپ سے آج جنم سپھل کیا اُن کے سامنے میں آرام کروں یہ کبھی ممکن نہیں۔ ہاں آپ کی تکلیف کا خیال ہے۔ آپ بھی ذرا آرام فرما لیتے تو میں اپنے کو خوش نصیب سمجھتا ؟

لکشمن جی۔ راجہ گوہ آپ ایسے ایشور بھگت۔ ایسے عقلمند اور مجھ سے سونے کے لئے کہتے ہیں۔ ذرا سوچئے تو ! میں کبھی سو سکتا ہوں شیش جی کو کبھی سوتے سنا ہے رہی کسی اندیشے کی بات۔ اُس کا یہاں خواب میں بھی خیال نہیں۔ سری رامچندر جی کے سامنے دیوتاؤں سے لیکر راچھسوں تک کوئی ایسا نہیں جو بہادری کا دم مار سکے ان کے نام سے ظالموں کی روح نکلتی ہے۔ افسوس اگر کچھ ہے تو یہ کہ چودہ برس تک اجودھیا بیوہ کی سی حالت میں رہیگی۔ پتا جی کی زندگی کی کچھ آس نہیں۔ سری رامچندر جی جب لوٹ کر آئینگے۔ تب کہیں اس اُجڑے ہوئے باغ میں بہار آئیگی۔ ماتا کوشلیا پر تو بیچ پہاڑ ہی ٹوٹیگا ادھر سری رامچندر جی کی جدائی کا غم۔ ادھر پتا جی کی مفارقت کا خیال۔ پین بیٹے والی

ماں بیوہ نہیں سمجھی جاتی۔ تاہم سمجھ لیجئے کہ کیسا مصیبت کا سامنا ہوگا۔ ماتا سُمترا کو ایشور نے دو بیٹے دئے ہیں اگر میں بھی نہ رہوں تو سترہن جی سے اُن کا غم غلط ہو سکتا ہے۔ کیکئی جی کی تو کچھ بات ہی نہیں۔ راج پاٹ اب سب اُن کا۔ ان کو اس خوشی کے سامنے اب کسی کے مرنے کا کیا رنج۔ ہاں ماتا کوشلیا کے کلیجے کو سکھ دینے والے صرف سری رامچندر ہیں جو اُن سے اتنی دور ہوئے جاتے ہیں کہ خیال بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اس حالت میں مجھے اندیشہ ہے کہ وہ ضرور جان دیدینگی۔ بھرت اور سترہن کی خوش قسمتی یہ بھی دیکھئے کہ پتا اور ماتا کی ہر حالت میں خدمتگزاری کرینگے۔ ہماری قسمت اس معاملے میں بھی دھوکا دے گئی۔ راجہ گو آپ یقین مانئے کہ ہر وقت دل سے دعا نکلتی رہی ہے کہ ایشور پتا جی صحیح سلامت رہیں۔ ان کا سایہ لاکھوں برس تک ہمارے سر پر ہے ہم پھر چودہ برس کے بعد قدم چومیں۔ ہم لوگوں کو نہ ملکداری کے معاملات میں کچھ تکلیف نہ لڑائی میں کچھ زحمت کا خیال سو وطن ہو یا بن۔ گھر میں ہوں یا سفر میں سنداحت کی خوشی نہ مصیبت کا رنج۔ اب جو کچھ خانہ ویرانی و بے سروسامانی دیکھ رہے ہیں یہ سب بلدیو کا ایک کھیل ہے ایشور چاہیگا تو ہم لوگ بڑے آنند سے واپس آجاینگے سب لوگوں کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ چودہ برس کیونکر کٹ گئے ✦

سرگ ۵۲

سری رامچندر جی کی سومتر سے رخصت گنگا کے پار روانگی بچھردیش میں رونق افروزی

صبح ہو گئی۔ مرغان خوشنوا کی دلکش آوازیں سُنکر سری رامچندر جی بیدار ہوئے لکشمن جی سے ارشاد ہوا کہ گنگا جی کے پار جانے کی تیاری کرو۔ نکھاد دست بستہ حاضر تھا۔ اُس نے اپنے وزیر اور ہمراہیوں کو حکم دیا کہ

ابھی ابھی عمدہ کشتی پھولوں اور بندنواروں سے سجاکر لائیں دیر نہ ہو۔ یہ بھی خیال رہے کہ ناؤ ایسی ہو جس پر رتھ بھی جاسکے ✦

حکم کی دیر تھی ناؤ کنارے لگ گئی۔ سری رامچندر جی وغیرہ سوار ہونے کو چلے تو
سومتر کو خیال ہُوا کہ مہاراجہ دسرتھ نے زیادہ دُور جانے کا حکم نہ دیا تھا اور یہاں رتھ
لیجانے کے لئے ناؤ تیار ہے اس لئے دست بستہ عرض کی کہ
مجھے کیا ارشاد ہے؟

سری رامچندر جی۔ اب تکلیف کی ضرورت نہیں۔ رتھ واپس لے جاؤ سب
کو میری طرف سے پوچھ دینا +

سومتر۔ کلیجے پر پتھر رکھا نہیں جاتا۔ قدم کس طرح چھوڑوں۔ میں خالی پھرا تو اہل
شہر کی آس ٹوٹ جائیگی۔ تمام رعایا کو حد سے زیادہ رنج ہو جائیگا مجھے ڈر ہے کہ بہت
لوگ جان نہ دیدیں۔ شاستر کی ہدایت ہے کہ راجہ رعایا کو کوئی دُکھ نہ دے۔ آپ اتنے
بڑے عقلمند دھرم شاستر سے واقف اور پھر بھی آپ ہی اہل اجودھیا کی مصیبتوں
کا باعث ہوتے ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ آپ نے کسی کو یہ اُمید نہ تھی اہل شہر کو یوں
آپ نے چکمہ دیا۔ اور مجھے بھی قدموں سے جدا کرتے ہیں۔ یہ کون انصاف ہے
کیکئی کی حکومت میں لوگ جیتے جی مر جائینگے۔ اس کا پاپ آپ کو ہوگا کیکئی کی
شکایت تو رہی در کنار۔ جب آپ ہی ہم لوگوں کی جان کے گاہک ہو رہے ہیں
تو اس سے بڑھکر بدقسمتی اور کیا ہوگی +

سری رامچندر جی نے ان باتوں کا جواب کچھ نہ دیا اور آگے بڑھتے چلے گئے۔
سومتر سر پیٹ پیٹ کر رونے لگا۔ چیخ مار کر ہائے رام ہائے رام کہتا ہوا جاتا تھا
کہ زمین پر گر پڑے۔ رام چندر جی کو رحم آیا۔ پلٹ پڑے اور فرمایا کہ
سومتر ہیں! تم ایسے دانشمند اور یہ عورتوں کی سی گریہ وزاری۔ تم اکشواک
بنس کے قدیم وزیر ہو۔ بہت کچھ زمانہ دیکھا ہے۔ ہزاروں نشیب و فراز نظر سے گزرے
ہیں۔ آج یہ کیا رونا پیٹنا لگایا ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ پتا جی کے زخم پر مرہم رکھو اونچ
نیچ سمجھا کر اُن کی ہر طرح تشفی کرو۔ مجھے اب اُمید نہیں کہ بھرت تخت سلطنت قبول
کریں۔ مجھے پتا جی کی طرف سے بھی مایوسی ہے۔ اس حالت میں اگر تم ایسے وزیر باتدبیر
اجودھیا میں موجود نہ ہونگے تو سلطنت برباد ہو جائیگی ذرا سوچو جن پتا جی نے عمر بھر
سکھ اُٹھایا۔ آج اُن پر یہ جانگاہ مصیبت پڑی ہے مصیبت کے وقت ان کی رفاقت

سے منہ موڑنا حق نمک کے خلاف ہے۔ اس لئے تم جاؤ اور پتاجی کو کاروبار سلطنت میں بہلاؤ ماتاؤں سے بھی کہدینا کہ ہم لوگ بڑے عیش و آرام سے ہیں کسی بات کی تکلیف نہیں۔ کیکئی جی سے بہت اچھی طرح ڈنڈوت عرض کرنا۔ تم پتاجی کو سمجھا کر بھرت جی کو ننہال سے بلواؤ جس میں تخت حکومت سونا نہ رہے۔ پتاجی کے کچھ تو آنسو پُچھ جائیں +

سومتر۔ آپ کا فرمانا سب درست۔ مگر ذرا سوچئے تو میں کس منہ سے اجودھیا جاؤں لوگ کیا کیا نہ کہینگے +

رامچندر جی۔ کوئی فقرہ بنا دینا کہدینا کہ ننہال میں چھوڑ آیا ہوں۔ فکر کی بات نہیں +

سومتر۔ عمر بھر کبھی جھوٹ نہ بولا۔ اب مرتے وقت آپ جھوٹ بلوا کر گنہگار کرنا چاہتے ہیں +

رامچندر جی۔ تو پھر جو سچ سچ ہو وہی کہدینا +

سومتر۔ ایسا سچ بھی جھوٹ سے بدتر ہے +

رامچندر جی۔ اسی سے تو کہتا ہوں کہ راستی فتنہ انگیز کے عوض دروغ مصلحت آمیز سے کام نکالو +

سومتر۔ خیر یہ تو جب وہاں پہنچونگا جیسی مصلحت سمجھونگا کرونگا۔ اب یہ فرمائیے کہ گھوڑے کیونکر چلینگے۔ آپکے بغیر اُن سے ایک قدم تو اُٹھایا نہ جائیگا

رامچندر جی۔ جس طرح میں نے سب کو چھوڑا اُسی طرح یہ بھی کسی نہ کسی طرح چلے ہی جائینگے ان کو رتھ پر سوار کر دینا اور دوسرے جوت لینا۔ اچھا لو اب آنسو پونچھو۔ طبیعت ہلکان کرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ میں جو ارادہ کر چکا اُس میں ذرا بھی فرق نہیں پڑ سکتا +

سومتر کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ رامچندر جی نے ختم حجت کے لئے نکھاد سے خطاب کیا کہ

اب ہم رخصت۔ بالوں کی جٹا باندھ لیں تو بس یہاں سے چلتے ہوں مجھ سے اپنے بھگتوں کی زیادہ تکلیف نہیں دیکھی جاتی +

نکھاد اُسی وقت برگد کا دودھ لایا رامچندر جی نے جٹا بنائی اور نکھاد سے بولے:

دیکھو ہمیشہ رعیت پروری کا خیال رکھنا۔ راجوں کا دھرم یہی ہے کہ رعایا کو

خوش رکھیں۔ سب کو تشفی دیتے رہنا۔ ہم چودہ برس کے بعد پھر ملینگے ÷

یہ فرما کر سری رامچندر جی گنگا جی کے ساحل پر پہنچے۔ چُلو دو چُلو گنگا جل پی کر لکشمن جی سے فرمایا کہ:-

ناؤ میں چڑھتے وقت مطلق عجلت نہ کرنا چاہئے۔ بہت آہستہ سے جانکی جی کو پہلے چڑھا دو ÷

جانکی جی پہلے اُن کے بعد لکشمن پھر خود بدولت برہم منتر پڑھ کر ناؤ پر سوار ہوئے۔ سب کے آخر میں نکھاد نے قدم رکھا۔ جب ناؤ چلنے کو ہوئی رامچندر جی سومتر سے فرمایا کہ

اب ہم بن کو چلے۔ تم ہنسی خوشی گھر کو جاؤ۔ میری باتیں یاد رکھنا۔ ہر ایک سے خیر و عافیت کہدینا۔ یہ کہکر اُنہوں نے ناؤ بڑھوائی اور سومتر اسی طرف دیکھ دیکھ کر رونے لگا ÷

ناؤ چلتے چلتے منجدھار میں پہنچی۔ سیتا جی نے ہاتھ جوڑے اور پرارتھنا کی کہ ہے ماتا بھاگیرتھی۔ ہمارے سوامی پتا کا بچن نباہنے کے لئے بن میں جاتے ہیں۔ انہیں اشیرباد دو۔ جب خیر صلاح سے لوٹ آؤنگی اور رگھو کل بھوشن پران ناتھ تخت سلطنت پر جلوس فرمائینگے تو جی لگا کر پوجا پاٹھ کرونگی۔ تھوڑے عرصے میں ناؤ اُس پار پہنچی۔ سب ساحل پر اُترے۔ اور آگے بڑھنے کا ارادہ کیا۔ سری رامچندر جی نے لکشمن جی سے فرمایا کہ

عورتوں کے ساتھ میں ہمیشہ چوکسی رکھنا ضروری ہے۔ اس لئے تم سب سے آگے چلو جانکی درمیان میں رہیں میں سب سے پیچھے چلونگا ÷

سری رامچندر جی نے آگے قدم بڑھایا۔ سومتر کی نظر انہیں کی طرف تھی جب اُس نے دیکھ لیا کہ ناؤ پار ہو گئی تو حد درجہ مایوس ہوئے۔ دل ٹوٹ گیا اسی عرصے میں رامچندر جی نظروں سے غائب ہو گئے۔ وہ قدم قدم پر ہر ایک چیز جانکی جی کو دکھاتے جاتے تھے۔ مدھ دیش کی بہت تعریف کی۔ پچھر شہر کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی پچھر رشی یہیں تپسیا کرتے تھے۔ اسی موقع پر اُنہوں نے ایک سُور اور تین رنگ کے ہرن شکار کئے اور ایک درخت کے سائے میں تھکاوٹ مٹانے کو بیٹھ گئے ÷

سرگ ۵۲

سری رامچندر جی کی لکشمن جی کو ماتاؤں کے دیکھ آنے کی فہمائش اور آتش مزاجی کی آزمائش لکشمن جی کا جواب

سری رامچندر جی نے رات بچھ دیش میں گزاری۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے لکشمن جی سے فرمایا کہ

سری سومتر بھی چلے گئے کسی اہل شہر کا کھٹکا نہ رہا۔ اب ہمیں کسی جگہ کٹی بنا لینا چاہئے۔ بغیر اس کے سب کو تکلیف ہو گی۔ اب کی منزل بچھ دیش میں ہو گی وہاں کوئی موقع دیکھ کر جھپریاں چھا لینگے۔ جنگل کا واسطہ ہے رات دن شیر چیتے اور دوسرے جانوران صحرائی گھومتے رہتے ہیں۔ گو کچھ ڈر نہیں مگر احتیاط شرط ہے اے لکشمن ایشور کی مایا دیکھو۔ ہمارے پتا جی کس مصیبت میں ہونگے۔ ہم کو یہاں کٹی بنانے کی فکر ہے کیکئی ماتا آنند ہو نگی کہ جو چاہا تھا وہی کر کے چھوڑا۔ جیبر راج پاٹ لینے کا کچھ غم نہیں اگر خیال ہے تو یہ کہ کہیں پتا جی کی جان نہ نے بیں +

لکشمن جی زود رنج تھے غصہ ہر وقت ناک ہی پر رہتا تھا۔ ذرا سی بات میں بگڑ جاتے تھے۔ سری رامچندر جی نے سوچا کہ اس وقت ذرا ان کے مزاج کی آزمائش کی جائے۔ دیکھیں بن باس کی حالت میں ان کا غصہ وہی ہے۔ جیسا پہلے تھا یا کچھ کم۔ آپ نے فرمایا کہ

تم نے پتا جی کی باتیں دیکھیں پہلے ہمیں لوگوں کے لئے تپ اور جگیہ کرنا اور پھر ہمیں کو گھر سے نکال باہر کرنا کیسی سخت بیرحمی ہے۔ ایسا تو کوئی بیوقوف سا بیوقوف بیدرد سا بیدرد بھی اپنی اولاد کے ساتھ سلوک نہیں کرتا۔ پتا جی ایسے عقلمند ایسے عالم و فاضل۔ وہ ذرا سے کام کے بس میں ہو کر عقل گنوا بیٹھے اور کسی کا کیا ذکر کہاں راج کہاں رضن سے اخراج۔ ایسی کایا پلٹ کسی نے نہ سُنی ہو گی معلوم نہیں کہ ماتا کوشلیا و سمترا کا کیا حال ہے پالیشور جانے کیکئی ماتا نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہو اس سے بہتر ہے کہ تم چلے جاؤ

اور ماتاؤں کو دیکھ آؤ - ماتاؤں کے حقوق بہت ہیں - یہ ماں ہی کا کلیجہ ہے کہ نو دس مہینے
پیٹ میں رکھتی ہے - حمل اور وضع حمل کے قبل اور بعد کی تکلیفیں اُٹھانا باپ کیا جانے
ماں نہ ہو تو کبھی کسی شخص کی پرورش نہ ہو سکے دودھ پلانا گوہ موت کرنا کسی اور سے کب ممکن
ہے - ہر وقت کون ماں کی طرح تندرستی بیماری کاہلی میں کلیجے سے لگائے رہ سکتا ہے
بیٹا کیسا ہی ہو ماں کبھی آنسو دیکھنے کی روادار نہیں ہوتی - ذرا پسینہ آیا اور آنچل سے
پونچھنے لگی - خواہ کیسی ہی غفلت کی نیند ہو مجال کیا جو کلیجے کے ٹکڑے کی طرف سے
خیال ادھر کا اُدھر ہو جائے - راحت و آرام - عیش و آسائش سب آنکھوں کے تلے
پر قربان - خاوند سے بڑھکر کون عزیز ہوتا ہے - مگر نہیں جہاں بیٹا پیدا ہوا ماں نے ساری
محبت کلیجے کے ٹکڑے ہی پر قربان کردی - ایسی ماتاؤں کو تکلیف ہو تو ہم لوگوں کی
زندگی پر تُف ہے - جس اولاد کی وجہ سے ماتا کو دکھ پہنچے - اُس سے ہزار ہزار درجہ
جانور اچھے - اگر لائق بیٹا نہ ہو تو عورت کا بانجھ رہنا اچھا - میں چاہوں تو اسی وقت
ترلوک ہلا دوں - مگر نہیں دھرم روکتا ہے کہ خیال ادھر سے اور طرف نہ ہونے پائے
اس وقت مجھے ماتاؤں کے خیال میں تاب ضبط نہیں خود دیکھ لو کہ آنسو کسی طرح
تھمتے نہیں تھمتے اُمنڈے چلے آتے ہیں +

سری رامچندر جی کی آنکھیں اشکبار تھیں - چہرے پر آثار غم نے ہوائیاں چھوڑا
دیں - مگر لکشمن جی کی طبیعت میں کچھ فرق نہ ہوا - اُنہوں نے کہا :-

آپ مجھے بیوقوف بناتے ہیں - واہ آپنے بھی کیا مجھے کوئی ایسا ویسا سمجھ لیا
ہے جو آپکے فقروں میں آجائے - یہاں تو اب اس قول پر عمل ہے +

رام نے چھوڑی اجودھیا جو بھاوے سو لے

اب چھوڑے گاؤں سے ناتا ہی کیا - اجودھیا کیکئی کو مبارک - یہاں ہر ایک قدم پر
ایسی ایسی ہزار اجودھیائیں تصدق ہیں - آپ ماتاؤں کی محبت میں آنسو ڈال کر مجھے
بھلاوا دیتے ہیں کیا خوب ! کیا آپ مجھے بھی اہل اجودھیا سمجھ لیا کہ بھرے میں آ گئے اور
اب سر پیٹ رہے ہونگے - مجھے تو آپکے قدموں کے سوا کسی کی محبت نہیں آپ کو
زیادہ جوش اُلفت ہو تو خوشی سے ہو آئیں - ہم ٹھیرے ہیں یہ اطمینان رکھئے کہ اگر
کوئی سرگ سے بھی لینے آئیگا تو اُس کے ساتھ نہ جائینگے مجھے اب نہ ماتا سمجھائے

درشنوں کی ہوس ہے نہ ستر ہن کو دیکھنے کی خواہش۔ میرا ہر ایک سے جی بھر ہے آپ راہ بتاتے ہیں تو آگے چلیں میں یہاں درختوں کے سائے میں سستاتا ہوں۔ آپ اجودھیا ہو آئیں ÷

لکشمن جی کا منشاء خاطر سری رامچندر جی سمجھ گئے۔ اُنہوں نے جان لیا کہ اب ان کا مزاج وہ نہیں۔ یہ جنگل کی مصیبتیں اچھی طرح جھیل سکینگے ÷

سرگ ۵۴

رامچندر جی کی رشی بھاردواج سے ملاقات

سری رامچندر جی اب گنگا و جمنا جی کے سنگھم کے قریب پہنچے۔ راستے میں سینکڑوں رکھیشروں منیشروں نے اُن کے اور اُنہوں نے اُن کے درشن کئے شام ہو گئی تھی آفتاب گوشۂ مغرب میں چھپ چکا تھا۔ سری رامچندر جی نے لکشمن جی سے فرمایا:-

وہ دیکھو پریاگ راج سامنے ہے یہ وہی متبرک مقام ہے جہاں برہما جی نے دس جگیہ کئے اس وقت بھی رشی لوگ ہون کر رہے ہیں یہ سب شعلے ہون ہی کے ہیں جو آسمان کی طرف لپکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ گھڑ گھڑاہٹ کی سی آواز جو کانوں میں آرہی ہے وہ بھاگیرتھی اور جمنا کے سنگھم کی ہے سنگم وہ مقام ہے جہاں دونوں مقدس دریاؤں کا پانی ملتا ہے۔ یہ ذکر کرنے اور اس مقام کی پُر فضا کیفیت دکھاتے ہوئے سری رامچندر جی بھاردواج کے آشرم میں وارد ہوئے۔ بھاردواج جی اس وقت ہون کر رہے تھے۔ اگنی کُنڈ سے لپٹیں نکل رہی تھیں۔ رشی کے چیلوں نے استقبال کیا۔ رامچندر جی نے ڈنڈوت کر کے عرض کی کہ

مہاراج! رام۔ راجہ دسرتھ کا بیٹا آپ کے درشنوں کے لئے حاضر ہوا ہے لکشمن جی بھی ساتھ ہیں اور جنک نندنی کو بھی خوش قسمتی آپ کے آشرم میں لے آئی ہے۔ میں پتا جی کے بچن نبھانے اور ماتا کیکئی کا پرن پورا کرنے کے لئے اجودھیا سے چلا ہوں۔ اب صرف کند مول پھل سے چودہ برس تک کام رہیگا۔ ایشور کا شکر ہے کہ اس جینے سے آپ کے درشن بھی نصیب ہو گئے ÷

بھاردواج جی فوراً ہی ہون چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ بڑی خوشی سے استقبال کیا۔ خود اپنے ہاتھ سے آسن بچھا کر کہا کہ

تشریف رکھئے بن باسیوں کے زہے نصیب کہ آپ نے افتخار بخشا۔ آپ کو میں اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ حاضر ہوں یا ناظر۔ عیاں ہو یا نہاں۔ ہر وقت یہاں آپ ہی کا جلوۂ جہاں آرا آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ آپ نے فقط راچھسوں کے مٹانے کی غرض سے ہی قالب عنصری قبول نہیں کیا بلکہ رشیوں منیوں کے جنم اور تپ سپھل کرنے کے لئے آپ باغ ہستی میں رونق افروز ہوئے ہیں۔ آپ مجھے ڈنڈوت کر کے نادم کرتے ہیں یہ شرف ہم لوگوں کو حاصل کرنا چاہئے +

رامچندر جی۔ یہ تو آپ نے اُلٹی بات کہی۔ میرے دل میں آپ سب رشیوں مہر شیوں کے قدموں کی قدر و منزلت ہونا چاہئے نہ آپ کو میری۔ مجھے جو آپ ایسے مہاتماؤں کے چرنوں کی بھگتی ہے وہ بھرگُتا سے دکھا نہیں سکتا ہوں +

بھاردواج۔ شرمندہ نہ کیجئے رشیوں کو منطق نہیں آتی۔ جو موہنی مورت حاضر و غائب نظر میں بستی رہتی تھی وہ ایشور نے آنکھوں کے سامنے کھڑی کر دی۔ اب آپ یہاں ٹھیریں قیام کریں۔ جبتک موجود ہیں آپ کو کسی بات کی تکلیف نہ ہونے پائیگی۔ جس چیز کے لئے حکم ہو حاضر کی جائے +

رامچندر جی۔ زیادہ تکلیف نہ فرمائیے مجھے آپکے درشنوں سے جو افتخار حاصل ہوا وہ تمام دنیا کی نعمتوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ آپ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں بڑی مشکلوں سے اہل اجودھیا کو ٹال کر میں یہانتک پہنچا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر سب کے سب آتے ہوں۔ اس سے کوئی ایسی جگہ بتائیے جہاں رہنے کا سیبھتا ہو +

سری بھاردواج جی صاحب کشف و کرامات تھے ان کی نظروں میں حال و ماضی و مستقبل سب یکساں تھے ہنس کر بولے کہ

رموز عاشقاں عاشق بداند۔ سچ کہیگا کیسا بھانا ہے آپ یہاں کہیں گوشہ نشیں ہوں تو جگت کا اُدھار کیسے ہو سکیگا۔ راون کی کیونکر مکتی ہوگی۔ لیکن آپ کا منشائے خاطر سمجھ گیا۔ بہت بہتر جو مرضی۔ آپ سے جدا ہونے کو تو جی نہیں چاہتا مگر آپ تھے جو زبردستی لئے رہتے ہیں وہی کہہ رہا ہوں +

اچھا اگر آپ کو یہیں کہیں قیام کرنا ہے تو دس کوس کی ایک منزل اور ہاتھے
اور چترکُوٹ پر قیام فرمائیے۔ اس پہاڑ پر بندروں اور ریچھوں کی بستی ہے۔
ہزاروں رشی مہرشی اسی پہاڑ پر سالہا سال سے تپسیا کرتے ہیں۔ آپ کو ﮨﻦ جانے
کی تو اجازت دیتا ہوں جہاں چاہے رہئے۔ مگر بس شرط یہ ہے کہ میرے دل سے
نہ جائیے۔ آنکھوں سے اوٹ ہونے کا مضائقہ نہیں +

رات بھر بھاردواج جی کے یہاں قیام ہُوا۔ سویرا ہوتے ہی سری رامچندر
جی نے رخصت حاصل کی اور التماس کیا کہ

مہاراج! میری آمد کی خبر کسی سے نہ کہیئگا +

بھاردواج جی نے بڑی آؤبھگت کر کے سری رامچندر جی کو رخصت کیا۔
اُنہوں نے فرمایا کہ:۔

میں تو یہاں سے کہیں جانے نہ دیتا۔ مگر کیا کروں چترکُوٹ پر ہزاروں جانیں
آپ کے درشنوں کو ترس رہی ہیں۔ ہاتھی سے لیکر چیونٹی تک سب کو انتظار ہے
کہ سری رامچندر جی تشریف لائیں تمام ذیروح وغیر ذیروح درشنوں کو ترس رہے
ہیں۔ ہر ایک کی آنکھیں سفید ہو رہی ہیں۔ چترکُوٹ پہاڑ کا نظارہ بھی قابل دید
ہے۔ جو قدرت کا قائل بھی نہ ہو تو یہاں کی سیر سے از خود رفتہ ہو جائے۔ آپ کا اوتار
سُنکر تمام دیوتاؤں نے مختلف ذیروحوں کے قالب میں ظہور فرمایا ہے اور جہاں
جہاں آپ تشریف لے جائینگے۔ وہاں وہاں یہ سب چرنوں کے درشنوں کو مختلف
رنگ روپ میں ملینگے +

سرگ ۵۵

سری رامچندر جی کی بھاردواج رشی سے رُخصت۔ جمنا کے پار ایک جنگل میں قیام

سری رامچندر جی چترکوٹ طرف چلے۔ بھاردواج اور اُن کے چیلے اُستتیں

پڑھتے ہوئے ہمراہ ہوئے۔ تھوڑی دُور تک رشی جی ساتھ رہے ان کو سری رامچندر جی سے بہت محبت ہوگئی گلے سے لگایا اور فرمایا کہ
گنگا جل اور جمنا جل پی کر پچھم کی طرف جائیگا۔ جمنا جی بہت مقدس و متبرک ہیں۔ ان کے درشنوں سے تمام مقاصد بر آتے ہیں۔ جمنا جی میں ناؤ نہ ملیگی اس لئے گھرنی سے کام نکالئے گا +
سری رامچندر جی ڈنڈوت کر کے رخصت ہوئے۔ کوس بھر پر سنگم ملا۔ اس مقام پر بیر کے درخت تھے اور ساہیاں رہتی تھیں۔ رامچندر جی نے وہیں لکڑی سے گھرنی بنائی اور خس بچھا کر سوار ہوئے۔ گھرنی نے ناؤ کا کام دیا جب دریا کے بیچوں بیچ پہنچے۔ سری جانکی جی نے سری جمنا جی سے پرارتھنا کی کہ
کالندری مائی۔ نظر عنایت رہے۔ جب جنگل سے لوٹونگی ایک ہزار گائیں دان کرونگی۔ جب گھرنی پار پہنچی۔ سری رامچندر جی برگد کے نیچے بیٹھ گئے۔ جانکی جی نے برگد کو ڈنڈوت کی۔ تھوڑی دیر سستا کر وہاں سے آگے کو روانہ ہوئے۔ جانکی جی کی خواہش دیکھکر عمدہ عمدہ پھل پھول توڑتے ہوئے آگے چلے تھوڑا فاصلہ طے کر کے رامچندر جی نے پچھم کی طرف رُخ کیا۔ اور اُس جنگل میں پہنچے جہاں سوپاریوں کے درختوں کی انتہا نہ تھی۔ رامچندر جی نے یہاں ہرنوں کا شکار کیا اور رات درخت کے سائے میں گزاری +

سرگ ۵۶

سری رامچندر جی کی چترکوٹ پر رونق افروزی

سویرا ہوا سورج نکلا ادھر اُدھر سیر کرتے چترکوٹ کی طرف چلے گلگشت سے دل باغ باغ ہوتا تھا۔ سبزہ زار کی بہار آنکھوں کو طراوت دیتی تھی برگ و ثمر سے طبیعت ہری ہوئی جاتی تھی۔ غنچہ و گل کا کنول کھلا جاتا تھا کہیں مور ناچتے تھے کہیں ہنس چہلیں کرتے تھے۔ مرغان خوشنوا کی میٹھی میٹھی بولیاں دل لبھاتی تھیں جو نظارہ تھا دلفریب تھا۔ یہی کیفیت سبزہ زار اور لطف بہار دیکھتے ہوئے

رامچندر جی چترکوٹ پر پہنچے۔ عجب پُرفضا مقام نظر آیا۔ جھرنوں سے صاف شفاف پانی کی روانی اور سبزہ زار کی دلآویزی نے اس مقام پر اُن کے قدم پکڑ لئے وہ وہاں ٹھیر گئے اور ادھر اُدھر نظر دوڑائی تو دل بے اختیار ہوگیا باغبان قدرت کی گلکاریاں دیکھکر طبیعت بول اُٹھی کہ اس جگہ سے بڑھکر اور کون مقام ہوگا۔ جہاں اہل دنیا آرام سے رہ سکتے ہوں۔ لکشمن جی سے بولے :-

سبزہ زار دیکھو کیفیت بہار دیکھو۔ واہ کیا پُرفضا مقام ہے۔ چترکوٹ نام ہے مگر سچ پوچھو تو بیکنٹھ دھام ہے۔ مَیں تو بس یہیں کچھ دنوں طبیعت بہلاؤنگا اور کہیں کی ٹھوکریں نہ کھاؤنگا۔ کوئی اچھی جگہ تلاش کرکے کُٹی بنالو کہ بوند سے بچاؤ ہے۔ رہی کھانے پینے کی سبیل وہ ایشور نے اچھی طرح خود ہی مہیا کردی ہے آؤ چلیں اب کوئی مقام دیکھ لیں جہاں ہر قسم کا سبھیتا ہو +

یہ فرما کر وہاں سے چلے اور والمیک[1] جی کے آشرم میں پہنچے۔ دونو طرف سے اخلاق کا برتاؤ ہُوا۔ ادھر سے ڈنڈوت ہوئی اُدھر سے آنکھیں بچھیں۔ آسن پر سری رامچندر جی رونق افروز ہوئے۔ مزاج پُرسی وغیرہ کے بعد رشی جی نے اسی مقام پر رونق افروزی کے لئے ارشاد کیا۔ سری رامچندر جی کی مرضی پہلے ہی سے یہی تھی لکشمن جی گئے لکڑی وغیرہ جمع کی۔ پھوس بٹور لائے اور بڑی نفاست سے ایک کُٹی تیار کرلی۔ دھرم شاستر کی پابندی کا خیال تھا نئی کُٹی میں یونہی کس طرح جاتے۔ لہذا لکشمن جی گئے۔ کالا ہرن مار لائے۔ پھل پھول اکٹھا کئے اور دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کرکے کُٹی میں بود و باش اختیار کی۔ رامچندر جی کی آمد آمد اور قیام کا آوازہ بلند ہُوا۔ رشیوں منیوں کا میلہ لگا رہنے لگا۔ رات دن دھرم کی باتیں تھیں اور ایشور بھجن کا لطف +

سرگ ۵۷

سومتر کی اجودھیا میں واپسی۔ اہل اجودھیا

[1] یہ والمیک جی مصنف رامائن نہیں۔ اس نام کے دوسرے رشی تھے والمیک جی مصنف رامائن پرچیتا کے فرزند تھے ان کی تپسیا کا مقام تمسا ندی کے ساحل پر تھا +

راجہ دسرتھ اور کوشلیا کی بے قراری

سری رامچندر جی نے چترکوٹ کی راہ لی۔ یہاں سومتر اور راجہ گوہ نقش قدم ہی کو دیکھ دیکھ کر کلیجہ ٹھنڈا کرتے رہے۔ راجہ گوہ تو مایوس ہو کر اپنے گھر واپس گیا۔ مگر سومتر کے قدم نہ ہلے۔ جب اونکھادوں نے خبر دی کہ سری رامچندر جی چترکوٹ کو تشریف لیگئے۔ اب یہاں ٹھیرنے سے کیا فائدہ۔ گھر جاؤ سب کو خبر دو خاص و عام تمہارا انتظار کرتے ہونگے۔ سری رامچندر جی نے کہدیا ہے کہ سمجھا بجھا کر لوٹا دینا +

سومتر کی ٹوٹی ہوئی اُمیدوں نے اب بالکل ہی جواب دیدیا وہ سری رامچندر جی کی یاد دل میں لئے اور تصویر تصور کو کلیجے سے لگائے ہوئے پھر اتو اجودھیا میں ہر طرف سناٹا پایا۔ جس اجودھیا میں آدھی رات کو بھی چہل پہل رہتی تھی اُس میں دن کو بھی اُداسی ہی اُداسی نظر آتی تھی۔ معلوم ہوتا تھا ایک اُجاڑ پورہ ہے جس میں بستی کا نام و نشان نہیں +

اجودھیا وہی تھی آبادی وہی تھی مگر بغیر رامچندر کے بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ شہر خاموشاں نظر کے سامنے ہے۔ سومتر کا جی نہ چاہتا تھا کہ اجودھیا کو اس حالت میں دیکھوں مگر کچھ رامچندر جی کی ہدایت کا پاس کچھ راجہ دسرتھ کی رفاقت کا خیال وہ جبراً قہراً گیا تو ہر طرف سے نرغہ ہوا جو آیا یہی پوچھتا اور یہی کہتا ہوا کہ سری رامچندر جی کو کہاں چھوڑ آئے۔ ہائے تم نے بھی دغا دی۔ اکیلے کیسے منہ دکھلایا گیا +

سومتر کے منہ سے بات نہ نکلتی تھی۔ ندامت سے سر جھکا جاتا تھا حیران کہ کیا کہوں۔ کیونکر کسی کے سامنے آنکھ اُٹھاؤں +

ادھر ایک ہجوم غفیر پیچھے پیچھے چلا آتا تھا۔ سب سر پر سوار تھے کہ بتائے جاؤ پھر آگے بڑھو۔ سومتر کی جان تضیق میں ہو گئی مجبوراً کہنا پڑا کہ

سری رامچندر جی تو گنگا اتر کر دکن کی طرف چل دئے میں نے لاکھ سر پٹکا مگر بیکار۔ میں ساتھ جاتا تھا مگر اُنہوں نے رفاقت بھی گوارا نہ کی۔ سو کھا ٹکا دیا +

جس وقت اہل شہر نے کیفیت سُنی زار زار رونے لگے ہر طرف صدائے نالہ و آہ بلند

ہوئی۔ گھر گھر کہرام مچ گیا۔ عورتیں کوٹھوں پر سر پیٹنے لگیں جو تھا ڈھاریں مار رہا تھا +
سومنتر سے نہ صورت دکھائی جاتی تھی نہ اجودھیا والوں کا ماتم دیکھا جاتا تھا۔
اُس نے اپنا منہ ڈھانپ لیا اور آنسو بہاتا ہوا راجہ دسرتھ کی قیامگاہ میں چل دیا +
سومنتر جس وقت آیا تمام رنواس میں رونا پیٹنا مچ گیا راجہ دسرتھ بھی
چلا چلا کر رونے لگے۔ پوچھا سومنتر کہاں ہے۔ رامچندر کو کہاں چھوڑ آیا +
اتنے ہی میں سومنتر پہنچا۔ راجہ روتے ہوئے اُٹھ دوڑے بازو پکڑ کر پوچھا
ارے میرے سرمایۂ زندگی کو کیا کیا۔ رامچندر کہاں ہیں ؟
سومنتر۔ مہاراج! ہائے کیا کہوں وہ تو چلے گئے +
راجہ دسرتھ کے لئے یہ فقرہ پیغامِ قضا سے کم نہ تھا وہ سُنتے ہی زمین پر گر
پڑے رانیاں روتی ہوئی دوڑ پڑیں اور اٹھا کر اپنے سہارے بٹھایا۔ آنچل جھلے
عطر سنگھایا منہ پر گلاب کے چھینٹے دیکر کچھ کچھ ہوش میں لائیں عرض کی +
ذرا دل سنبھالئے۔ سومنتر کی زبان سے پوری بات تو سُن لیجئے +
راجہ دسرتھ۔ بس اب سُن چکا زیادہ سُننے کی ضرورت نہیں۔ ہائے میں تو بے
موت مر گیا۔ اے موت جلد آ۔ اب تکلیف کی برداشت نہیں +
سری کوشلیا جی کو جو غم تھا اس کا ذکر کرنا فضول ہے وہ زار و قطار رو
رہی تھیں۔ راجہ دسرتھ کی حالت دیکھ کر اُنہوں نے سر زانوؤں پر رکھ لیا اور بولیں
مہاراج! طبیعت سنبھالئے جان گنوانے سے حاصل۔ ذرا سُن تو لیجئے
سومنتر جی کیا پیغام یا سندیسا لائے ہیں +
راجہ دسرتھ۔ ہائے کوشلیا جی تمہارا ایسا صابر دل کہاں سے لاؤں میرا تو مرغ
روح پرواز کئے جاتا ہے۔ اُف کیکئی تُو نے مار ڈالا۔ کہیں کا نہ رکھا +
کوشلیا جی۔ کیکئی جی اس وقت یہاں نہیں۔ آپ آنکھیں کھولئے سومنتر جی کی باتیں
سُن لیجئے آپ میرے دل کو پتھر خیال کرتے ہیں۔ کیا کہوں دم نہیں نکلتا اگر قابو میں
ہوتا تو رامچندر کے ساتھ سے اپنی مٹی [illegible] کرا لیتی۔ یہ کہتے ہی اُن کی آنکھوں سے آنسوؤں
کی جھڑی لگ گئی اور وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑیں۔ رانیوں کی چیخ سے رنواس گونج اٹھا
کیا رنواس اور کیا شہر ہر جگہ ایک قیامت سی برپا تھی جو تھا رو رو کر جان دُوبے دیتا تھا +

سرگ ۵۸

راجہ دسرتھ کا رامچندر جی کے فراق میں اظہار افسوس
سومتر سے پرسش حال۔ سومتر کی پیغام رسانی

جس وقت راجہ دسرتھ کے ہوش ذرا ٹھکانے ہوئے بولے:۔
ارے سومتر کہاں ہو بڑھاپے کی لاٹھی کیا کی۔ زندگی بھر کی کمائی کو کیا کر آئے۔ سومتر سامنے ہی ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔ اُس نے کہا:۔
مہاراج! خانہ زاد خدمت ہی میں حاضر ہے۔ بندگان عالی ذرا آنکھیں تو کھولیں۔
مہاراجہ دسرتھ سومتر کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے۔ روتے روتے پپوٹے سُوج گئے تھے۔ ابھی آنسوؤں کا تار بندھا تھا۔ ہاتھوں سے منہ پونچھتے ہوئے بولے۔
پیارے سومتر! رامچندر کو کیوں نہ ساتھ لائے۔ ہائے وہ درخت کے نیچے گھاس پھوس پر کیسے سوتے ہونگے۔ پتھر کا تکیہ کیا کچھ تکلیف نہ دیتا ہوگا۔ ہائے فرش زرنگار پر سونے والے زمین پر لیٹیں۔ آہ دل پر سانپ لوٹ رہا ہے روح لرزتی ہے کہ کبھی کوئی سانپ نہ سونگھ جائے۔ اُف آج وہی آنکھ کے تارے جنگل میں اکیلے پھر رہے ہیں۔ جن کی معمولی سواری کے وقت بھی لشکر جرار جلو میں رہتا تھا جن کے غلاموں کے ساتھ سواروں کے دستے کے دستے رہا کرتے تھے۔ سومتر بتاؤ تو رتھ سے اُترنے پر میرے رام جانکی کیونکر چل پائے جب تمہارا ساتھ چھوڑا تو ہم لوگوں کے لئے بھی کچھ کہا؟
سومتر۔ کیا عرض کروں گھگھی بندھی ہوئی ہے کچھ کہا نہیں جاتا۔ لاکھ ہاتھ جوڑے خوشامد کی۔ مگر اُن کی جو دُھن بندھی تھی وہی بندھی رہی۔ استقلال میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔ میری باتوں پر کان ہی نہ دھرے۔ نہ اُنہیں کچھ تکلیف کی پرواہ ہے نہ آرام کی خواہش۔ جھاڑیوں میں ننگے پاؤں چلے جا رہے ہیں۔ کانٹے چبھیں تو کیا۔ جنگلی جانور سامنے سے گزریں تو بلا سے۔ چلتے وقت بہت ہاتھ جوڑ کر مجھ سے فرمایا کہ خیریت کہدینا پتا جی کی تشفی کر دینا کہ کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے پتا جی خود فہمید ہیں ...

سمجھانے کی کیا ضرورت۔ وہ دھرم کے معاملات سے خوب واقف ہیں۔ تمام رمز ذہن نشین کر لینگے۔ اور اُن کو میری جدائی کا مطلق غم نہ ہوگا ÷

یہ فرما کر ماتاؤں کو پیغام دیا کہ میری طرف سے قدم بوس ہونا اور کہنا کہ دھرم کا نباہ آپ سب کے ہاتھ ہے۔ ہتوں سے کبھی غفلت نہ ہو جہاں ہتون نہیں ہوتا وہ گھر مرگھٹ سے بدتر ہے۔ پتی برتا استریوں کے لئے سیوا ہی جپ تپ ہے جو عورت خاوند کی خدمت سے اُکتاتی ہے اُس کو پرمیشور بھی نرک سے نہیں بچا سکتا۔ آپ بڑی ہیں آپ کو فہمائش کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ تاہم میں یہ خیال مضبوط کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کسی وقت پتا جی کی خدمت سے غافل نہ ہوں آپ اسی شغل میں دل بہلائینگی تو آپ کو میرا غم بھی نہ کھٹکیگا اور پتا جی کی طبیعت بھی بہلی رہیگی اور آپ کے اس پتی برت دھرم کی بدولت آپ کے قدموں سے دور بن باسی ہر طرح بیفکر رہینگے۔ ماتا کیکئی کے حقوق سے میں کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ وہ میری دھرم کی ماتا ہیں۔ اُنہوں نے مجھے دھرم کا راستہ بتایا۔ اُن کی طرف سے جو دل میں میل رکھیگا وہ گویا میرا دل دکھائیگا۔ بھرت کو میری جگہ سمجھئے۔ اُن پر وہی دست شفقت رہے جو مجھ پر تھا۔ اگر کوئی بات خلاف مزاج ہو تو بچہ سمجھ کر ٹال جائیگا ہم لوگ کچھ بھی کیوں نہ ہو جائیں پھر بھی آپ ہی کی گود کے دیوتا کہلاتے ہیں۔ بیٹا بڈھا بھی ہو جائے تو ماں باپ کی نظر میں بچہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ بھرت کو سمجھا دیجئے گا کہ خبردار ماتا کیکئی کی مرضی کے خلاف تنکا نہ ہلائیں۔ کچھ بُرا بھلا مانینگے تو مجھے صدمہ ہوگا۔ میں ماتا کیکئی کی بدنیتی سے صحرا نورد نہیں ہوا۔ میری سرنوشت ہی یوں لکھی تھی قسمت کے لکھے کو کون مٹا سکتا تھا ÷

سری رامچندر جی نے بھرت جی سے بھی بہت اظہار محبت کے بعد کہا ہے کہ بڑے شوق سے تخت حکومت کی رونق بڑھائیں۔ رعیت پروری کو تمام فرائض سے زیادہ ضروری سمجھیں۔ ماتا کیکئی کی رضا جوئی میں ذرا بھی فرق نہ ہونے پائے میری ماتا کوشلیا اور سمترا کو جو کچھ رنج و ملال ہے اُس کے دور کرنے کی کوشش کرتے رہیں جتنی وہ لیاقت ظاہر کرینگے اسی قدر میں ممنون ہونگا۔ یہ بھی اُن کی ماتائیں ہیں اس لئے اُن کی عزت میں میری اور بھرت کی عزت ہے۔ سبکی میں سبکی ÷

سری رامچندر جی نے نہ آنسو بہا بہا کر [illegible] پیغام بھیجا۔ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ دل پر ذرا بھی شکن ہے۔ ہاں لکشمن جی کو بڑا غصہ تھا وہ کہتے تھے کہ

چھوڑے گاؤں سے ناطہ کیا۔ راجہ دسرتھ ہمارے کون ہیں اگر کوئی ہوتے تو یوں کیکئی کے فیل لانے سے ہم لوگوں کو کیوں نکال باہر کرتے۔ یا تو ذرا ذرا سی بات میں بششٹ جی سے مشورہ وزیروں سے صلاح - یا وہ خودرائی کہ جو کیکئی نے پٹی پڑھلوی وہی برہما کا لکشر سمجھ بیٹھے - پتاجی نے سری رامچندر جی ایسے بہ صفت موصوف بیٹے کو جلاوطن کر کے شاستر کی خلاف ورزی کی - جو شاستر کے خلاف ہٹ دھرمی کرے وہ باپ ہی کیوں نہ ہو - اس سے ترک تعلق کرنا ہی دھرم ہے - ادھرمی باپ کا بیٹا کہلانے سے میں نے بھی یہی مناسب سمجھا کہ بن جنگل میں بڑے بھائی کی خدمتگزاری سے زندگی سپھل کروں - بڑے بھائی کو باپ کا مرتبہ حاصل ہے - بس مجھے اب راجہ دسرتھ سے کچھ سروکار نہیں سری رامچندر جی ہی کی خدمت کے لئے زندگی وقف کرونگا - راجہ دسرتھ رامچندر جی کو جلاوطن کر کے سمجھے ہی کہ اکیلا میرا راج تو سہی اجودھیا اجڑ جائے - سری رامچندر جی کے سوا اور کسی کو راج کرنے کی نوبت آئے تو نام نہ رکھوں ؛

مہاراج! لکشمن جی کی یہ باتیں ظاہرا ٹیڑھی تھیں مگر نہیں سچ پوچھئے تو کچھ انہوں نے کہا بہت ٹھیک کہا - آپ برا نہ مانیں آپنے پہلے کچھ بھی نہ سوچا اور کیکئی جی کے نشۂ محبت میں ایسے مدہوش ہوئے کہ عمر بھر کی نیک نامی میں بٹہ لگا لیا - سری جانکی جی کچھ کہنا چاہتی تھیں مگر ان کے منہ سے بات نہ نکلی - صرف عارض گلگوں پر بہتے ہوئے آنسو خبر دے رہے تھے کہ ان کو آپ کی اور ماتاؤں کی یاد تڑپا رہی ہے ؛

مَیں نے چاہا کہ گنگا کے پار بھی ساتھ جاؤں مگر سری رامچندر جی نے واپسی پر مجبور کیا - خود آگے چل دئے مجھے اکیلا چھوڑ دیا ہائے کیا کہوں دل پر کیا قلق ہے لکشمن جی آگے آگے تھے - درمیان میں جانکی پیچھے پیچھے سری رامچندر - جانکی جی پھر پھر کر میری طرف دیکھتی جاتی تھیں - اور چہرے پر آنسوؤں کے قطرے جھلک رہے تھے ؛

سرگ ۵۹

راجہ دسرتھ کا عالم غشی

سومنتر پھر بولا کہ مہاراج سری رامچندر جی کی جدائی کا غم ہم لوگوں کو کیا محسوس ہوگا

میں جدھر سے گزرا اُدھر کے درخت خشک ہو گئے۔ ندیوں کا پانی پایاب ہو گیا تمام ذیروحوں کے چہرے اُتر گئے تھے۔ بھوک پیاس جاتی رہی تھی۔ شیر شکار چھوڑ بیٹھے پرندوں کو نفرت ہو گئی ہر جگہ آپ ہی کی بدی سُنائی دیتی تھی کسی کے منہ میں ہاتھ نہ دیا جاتا تھا۔ واپسی کے وقت اہل اجودھیا نے مجھ تک صلواتیں سنائیں عورتیں کوسنے لگیں کہ کمبخت تو سری رامچندر کو کہاں چھوڑ کر اکیلا آیا۔ جو رنج مہارانی کوشلیا اور آپ کو ہے اہل شہر کو رتی بھر اس سے کم نہیں۔ سب کا کلیجہ تڑپ رہا ہے۔ آنسوؤں کی جھڑی بند ہی نہیں ہوتی ÷

راجہ دسرتھ۔ ہائے سومتر کیکئی نے بڑی دغا دی۔ افسوس میری ایسی عقل ماری گئی کہ اس معاملے کی کسی کو خبر نہ کی۔ نہ کسی سے کچھ مشورہ کیا۔ اور آخر ماتھے پر کلنک لگا ہی لیا۔ اب تو میں رنج و غم کے اتھاہ سمندر میں ڈوب رہا ہوں کوئی بچاؤ کی صورت نظر نہیں آتی۔ دیکھ لینا دم نکلنے میں کچھ کسر نہیں۔ کچھ لمحے تک دنیا کی ہوا کھانا اور بدھی ہے۔ سب لوگ دعا مانگو کہ جلدی سے روح نکل جائے ÷

یہ کہکر اُنہوں نے سینہ کوٹ کوٹ کر گریہ و زاری شروع کی تو ایسے بیہوش ہوئے کہ نبضیں چھوٹ گئیں۔ چہرے پر مُردنی چھا گئی۔ یہی معلوم ہونے لگا کہ بس آخری ہچکی کی کسر ہے۔ کوشلیا جی یہ حالت دیکھ کر سر پیٹنے لگیں۔ ان کو یہی گمان تھا کہ بس سُہاگ قسمت سے اُتر گیا ÷

سرگ ۶۰

سری کوشلیا جی کی بیقراری۔ سومنتر کے کلمات تشفی

کوشلیا جی سے راجہ دسرتھ کی حالت دیکھی نہ گئی۔ رو رو کر سومنتر سے بولیں:۔ ارے رامچندر کہاں ہیں مجھے بھی لے چلو۔ مجھ سے یہ غم کے پہاڑ نہیں اُٹھ سکتے میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہے۔ رامچندر ساتھ لے جانے کو نہ راضی ہوں تب بھی اچھا میں ایک نظر دیکھ کر وہیں کسی نہ کسی طرح جان نکال ڈالونگی ÷

سومنتر۔ مہارانی جی! آپ سری رامچندر جی کی طرف سے بیفکر رہیں ان پر تکلیف

کا اثر کیا۔ سری لکشمن اور جانکی کا خیال بھی فضول ہے اُن کو سری رامچندر جی کے ساتھ دکھ کہاں۔ رام اور جانکی دو نہیں ایک جان دو قالب ہیں جو جانکی ہیں وہی رام جو رام ہیں وہی جانکی۔ جس وقت پیدل چلے ہیں تو طبیعت بڑی خوش تھی۔ درختوں کی بہار سبزہ زار کی کیفیت دیکھتے۔ ندیوں تیرتھوں کا ذکر کرتے ہوئے بڑے آنند میں تھے آپ اس وقت مہاراج کی خدمت کو فرض سمجھیں دشمنوں کی حالت درست نہیں جس طرح رامچندر جی دھرم کی راہ میں ثابت قدم ہو گئے۔ اسی طرح آپ بھی پتی برت دھرم کا نباہ فرماویں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سری رامچندر جی کو نہ تکلیف برہنہ پائی نہ زحمت صحرا نوردی۔ اُن کا دھرم نگہبان ہے اور آپ کا اقبال محافظ +

سومتر نے اسی طرح بہت ڈھارس دینا چاہی۔ مگر ماں کی ماتا کچھ اور ہی چیز ہے وہ لاکھ چاہتی تھیں کہ دل سنبھلے مگر طبیعت نہ سنبھلنا تھی نہ سنبھلی اُن کے آنسو آنچل تر کرتے ہی رہے +

سرگ ۶۱

سری کوشلیا جی کی راجہ دسرتھ سے شکایت

کوشلیا جی رو رو کر راجہ دسرتھ سے بولیں کہ دنیا کا بھی عجیب ہی کارخانہ ہے اس کی انتہا اسی کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ جس وقت رامچندر جی میری گود میں ہوئے کون تھا جو میری قسمت کو سراہتا تھا مگر آج ہوا ہی پلٹ گئی سب میری قسمت پر حرف رکھنے لگے۔ افسوس میری تقدیر پھوٹ گئی۔ جس سیتا کی آنکھ خوش آواز باجوں کی نغمہ سرائی سے کھلتی تھی وہ جنگل کی تکلیفیں کیسے برداشت کر سکیگی۔ مجھے ڈر ہے کہ اُس کا نازک کلیجہ شیروں کی گرج۔ ہاتھیوں کی چنگھاڑ اور سیاروں کی کرخت آواز سے کہیں پھٹ نہ جائے۔ نرم نرم گدگدے تکئے جنگل میں کہاں سرہانے ہاتھ کے سوا اور کس کا سہارا ہوگا۔ بانہیں دکھینگی تو کیسے نیند آئیگی۔ ہے میں نہ جانتی تھی کہ میرا کلیجہ ایسا پتھر کا ہے جو بیٹے کی جدائی سے بھی چاک چاک نہیں ہوتا رامچندر دھرم شاستر کے پابند ہیں۔ جس سنگھاسن پر بھرت بیٹھینگے۔ اس پر وہ

قدم پھیں مجال ہے۔ شیر اپنے ہی مارے ہوئے شکار کو کھاتا ہے۔ دوسرے کے جوٹھے شکار کی طرف تُف بھی نہیں کرتا۔ آپنے دھرم کو طاق پر رکھکر بھرت کو راجگدی دی مگر یہ خیال نہ کیا کہ کھیت کا پھل ہا تھی کو کھلانے سے پھل تو جیسا کا تیسا بنا رہتا ہے مگر گودے کا نام و نشان نہیں رہتا۔ جو راج ادھرم سے ملے وہ بے مغز کا پھل ہے۔ شراب میں جب نمک پڑ گیا تو وہ سرور کہاں۔ سرکے کی کھٹائی دانت کھٹے کرتی ہے۔ آپنے اپنے راج کا یہی حال کر دیا مجھے تو یقین نہیں کہ جنگل سے لوٹ کر رامچندر تخت حکومت قبول کرینگے۔ ایک طرف تو آپنے راج تلک کی تیاریاں کیں خوشی کے شادیانے بجائے۔ دوسری طرف اُن کو جلاوطن کر دیا۔ یہ بات خود ہی سوچ لیجئے کہ کیسی نامناسب ہوئی۔ رامچندر چاہتے تو دنیا الٹ پلٹ کر دیتے۔ تینوں لوک اُن کے ایک اشارے سے زیر و زبر ہو سکتے تھے۔ پھر کیکئی میں کیا دم تھا کہ بھرت کے لئے تجویز سلطنت کرتی۔ مگر نہیں رامچندر کو دھرم کے خلاف چلنا منظور نہیں۔ اُنہوں نے آپکی رضا جوئی مقدم سمجھی اور چپ چاپ چلے گئے یہ نہ خیال کیجئیگا کہ وہ کسی کے خوف سے چل کھڑے ہوئے۔ اُن کی قدرت و طاقت سے کوئی بات باہر نہیں۔ نگاہ قہر سے دیکھ لیں تو سمندر خشک ہو جائے۔ جس طرح مچھلی اپنے بچے کو خود نگل جاتی ہے اُسی طرح آپنے اپنے کلیجے کے ٹکڑے رامچندر کو کھا لیا۔ مچھلی میں تو عقل نہیں ہوتی اُس پر الزام کیا مگر آپنے عقلمند اور دھرماتما ہوکر یہ بدسلوکی کی۔ اس سے بڑھکر ظلم اور کیا ہوگا۔ عورت کے سرمایۂ زندگی تین شخص ہیں۔ جبتک شادی نہیں ہوتی۔ تب تک والدین۔ شادی کے بعد خاوند اور فرزند۔ ماں باپ کی طرف سے تو مجھے جواب ہی ہے رہے آپ۔ مگر اب بڑھاپا ہو گیا اس عمر میں آپ سے کیا اُمید کی جائے۔ صرف رامچندر سے آس لگی تھی اُنہیں آپنے گھر سے نکال دیا۔ اب فرمائیے میں کس آس پر جیئوں۔ اگر یہ کہئے کہ تم بھی رامچندر کے ساتھ چلی جاؤ تو ایسا خیال شاستر کے خلاف ہے۔ پتی برت دھرم کا نباہ مجھ پر فرض ہے آپکے قدم چھوڑ کر یہاں سے ہل نہیں سکتی۔ عورت کی خاطر تواضع بچپن میں ماں باپ کرتے ہیں۔ جوانی میں خاوند۔ بڑھاپے میں فرزند۔ آپنے رامچندر کو بن باس کیا دیا مجھ کو حلال کر ڈالا۔ مجھی کو نہیں اور رانیوں کی گردن پر بھی چھری پھیری اور اہل اجودھیا کا بھی گلا کاٹا تین سو پچاس رانیوں کی ٹھنڈک ایک رامچندر ہی سے تھی یہ سب کی سب

جیتے جی مر گئیں۔ فقط ایک کیکیٔی رانی ہے جس کی زندگی ہوئی وہی اب چین کرے گی۔ راج پاٹ کے مزے اُسی کی قسمت میں ہو گئے +

اگر رامچندر میں کچھ بھی نقص ہوتا تو آپ یہ ظلم کر سکتے تھے۔ مگر نہ کوئی خطا نہ کوئی قصور اور اُس پر چودہ برس کی جلاوطنی۔ وہ تو مصیبت کے دن کاٹ لیجا ئینگے۔ مرن ہم سب کی ہے یا اہل شہر کی۔ آپ کو بھرت کا راج مبارک کیکیٔی کو رام کا اخراج +

راجہ دسرتھ خاموشی سے کوشلیا کی تقریر سنتے رہے اُن کے دل کی چوٹ پر اور بھی گہری چوٹ پڑ رہی تھی۔ وہ سوچتے تھے کہ ہائے میری عقل کو کیا ہو گیا۔ سمجھ پر کیونکر پتھر پڑ گئے۔ نہ جانے کوئی پاپ کیا تھا جس کا یہ پھل ملا جو کوشلیا رانی کبھی منہ سے حرف نہ نکالتی تھی وہ ادھرمی کہے۔ اس سے بڑھکر پاپ کا پھل اور کیا ہوگا +

سرگ ۶۲

راجہ دسرتھ اور مہارانی کوشلیا کی پردرد گفتگو

کوشلیا جی کی تقریر نے راجہ دسرتھ کو بہت بے چین کیا سوچنے لگے کہ میں نے کونسا پاپ کیا ہے۔ جس سے یہ مصیبت نازل ہوئی وہ دل میں کہنے لگے کہ بھاری مصیبت کو استقلال سے جھیلنا چاہئے۔ جب دولت ملے تو سب سے جھک کر ملنا لازمی ہے دل میں بہادری ہو تو میدان جنگ سے منہ چرانا فضول جب میں نے ادھرم کیا ہے تو کوشلیا جی کے کہنے کا بُرا ماننا کیا۔ جو وہ کہتی ہیں سچ کہتی ہیں۔ ان خیالات سے دل کو کسی قدر سمجھایا ہی تھا کہ پھر رامچندر جی کی یاد آئی۔ آنسو اُبل پڑے سرد آہ نکلی دھونکنی چلنے لگی۔ اس وقت راجہ دسرتھ کی جان تین مصیبتوں میں گرفتار تھی۔ پاپ کا خیال الگ کوشلیا کے رنج کا افسوس جدا۔ رامچندر جی کی جدائی کا غم سب پر طرہ۔ اُنہوں نے کوشلیا کے سامنے ہاتھ جوڑ دئے زمین کی طرف سر جھکا دیا اور بولے کہ

مہارانی! تم تو ہمیشہ دشمنوں پر بھی ترس کھاتی تھیں مگر آج کیا ہے جو مجھ جان بلب پر بھی رحم کی نظر نہیں۔ خاوند اندھا ہو۔ کوڑھی ہو۔ روگی ہو۔ بیوقوف ہو۔ جاہل مطلق ہو مگر اُسے پتی برتا استری پرمیشور ہی سمجھتی ہے تم ایسی عقلمند اور پتی برتا ہو کر مجھے سخت

سُست کہو تو تعجب ہے، جس مصیبت میں مَیں نے تمہیں پھنسایا۔ اس مصیبت میں مَیں گرفتار نہ ہوتا۔ تب خیر موقع شکایت تھا۔ میری تو عقل جاتی رہی ہوش جواب دے گئے پھر تمہاری اس وقت کی باتیں خود ہی سمجھ لو کہ یا تناک اثر پذیر ہیں۔ اس سے اگر معاف رکھو تو بڑا احسان ہو۔ جو تم سے جدا ہونے کو بیٹھا ہے۔ اس سے محبت نہ کرو تو مضائقہ نہیں ہمدردی کے خلاف باتیں تو نہ کہو ؛

کوشلیاجی کو راجہ دسرتھ کی حالت پر سخت افسوس آیا۔ اُن کے آنسو نکلنے لگے اور راجہ دسرتھ کے ہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر ماتھے سے لگائے۔ اور بے قرار ہو کر قدموں پر گر پڑیں۔ زبان سے یہ الفاظ نکلے ؛

پران ناتھ معاف کیجئیگا۔ یہ جو اسی میری کم بخت زبان نہ جانے کیا کیا بک گئی ہوش میں ہوتی تو کبھی گستاخی نہ ہو پاتی۔ آپ میرے سامنے ہاتھ جوڑ کر کانٹوں میں گھسیٹے یا نرک میں دھکیلتے ہیں۔ آپ کے قدموں کی خاک میری آنکھوں کا سرمہ اور دانتوں کی مسی ہے۔ مجھ سے بڑا قصور ہوا۔ میں آپ کی لونڈی ہوں مقتضائے انصاف یہ ہے کہ آپ مجھے ایک لونڈی سمجھ کر گستاخی کی سزا دیں۔ شاستر کا قول ہے کہ عورت کے سامنے ہاتھ جوڑنے سے شوہر اور عورت دونو نرک میں پڑتے ہیں۔ بیٹے کا وہ غم نہیں جس سے مرد ہو یا عورت حواس ٹھیک رکھ سکے۔ ایسی حالت میں جو کچھ گستاخی کر گئی قابل معافی ہے آپ اپنے ہی کو دیکھئے کیسے خونریز معرکوں میں جان تک کے لالے پڑے مگر آپ کے حوصلے ذلیت ہونا تھے نہ ہوئے۔ مگر رامچندرجی کی جدائی میں دیکھ لیجئے کیا حال ہے جب آپ ہی دل کو سنبھال نہیں سکتے تو میں عورت ذات کیونکر غم کا پہاڑ اُٹھاتے وقت نہ کراہوں۔ میں نے جو کچھ کہا وہ دل کی کراہت تھی۔ آپ اسے بے ادبی نہ تصور فرماویں

راجہ دسرتھ اور مہارانی کوشلیا کو پانچ راتیں اور چھ دن تڑپتے ہوئے گزرے تھے ایک لحہ بھر بھی آنکھ جھپکی ہو تو قسم ہے کے برابر۔ اب رات آئی کوشلیاجی کی عاجزی معذرت خواہی سے راجہ دسرتھ کو کچھ تسکین ہوئی اور رامچندرجی کے تصور میں سو گئے کوشلیاجی گھونٹی ہوئی بیٹھی رہیں نیند کا کوسوں پتہ نہ تھا یہ رات وہی رات تھی جس کی پہلی ہی مرتبہ رامچندرجی نے چترکوٹ پر دیکھی تھی۔ رات کیا تھی پہاڑ تھی۔ جو کوشلیاجی درد سر نہ کے کاٹے نہ کٹی۔ بڑی مشکلوں سے

سویرے کا منہ دیکھنا نصیب ہُوا +

سرگ ۶۳

راجہ دسرتھ کے پُردرد خیالات - ایام جوانی کی سرگذشت تیراندازی سرون کی افسوناک موت

راجہ دسرتھ کی آنکھ تو لگی مگر آنکھوں میں نیند کا قیام کہاں۔ رامچندر جی کے تصور نے چونکا دیا صحرا نوردان بادیہ غربت کی یاد میں دل تڑپ گیا بلک بلک کر رونے لگے۔ اسی حالت میں تڑپ تڑپ کر آدھی رات کر دی۔ جب روتے روتے جی بھر گیا تو کوشلیا جی سے بولے:-

مہارانی! نادانی کچھ بچپن اور دودھ پیتے بچے ہی پر منحصر نہیں۔ بڈھا بھی بے سوچے سمجھے کام کرے تو نا سمجھ بچے سے بدتر ہے۔ آم سے بڑھ کر کون درخت عمدہ ہوتا ہے اُس کے پھول تو خوبصورت نہیں ہوتے مگر پھل ایسے لذیذ ہوتے ہیں کہ دنیا کے سب ذائقے ہیچ۔ اسی کے خلاف پلاس کے پھول دیکھنے میں تو سرخ سرخ خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ مگر نہ پھول میں خوشبو نہ پھل میں مزہ۔ میں نے تمہاری خاطر داشت میں بے پرواہی سے کام لیا۔ گویا آم کا درخت تو کاٹ کے پھینک دیا۔ رامچندر ایسے خوش ذائقہ پھل کی قدر نہ کی۔ اور کیکئی کو دل دیکر پلاس کے بدبودار پھول کو سونگھنا منظور کیا۔ اس بیوقوفی پر میں خود آٹھ آٹھ آنسو روتا ہوں۔ افسوس میں نے شبد بھید منتر احمق سیکھا۔ اسی منتر نے مجھ کو کہیں کا نہ رکھا۔ اسی کی بدولت آج یہ دن دیکھنا نصیب ہُوا۔ چھوٹے بچے کو جس طرح امرت اور زہر کی تمیز نہیں ہوتی سانپ کو بھی وہ کھلونا سمجھ کر پکڑ لیتے ہیں اور سانپ اُنہیں ڈس لیتا ہے۔ کیکئی کی اُلفت میں اسی طرح بیوقوفی سے میں نے کام لیا۔ جس کا نتیجہ اس وقت بھگت رہا ہوں کیکئی نے ناگن بن کر مجھے ڈس لیا۔ بدن میں زہر چھٹک رہا ہے میری زندگی کی اب آس نہ مول ہے۔ ہائے باپ کو سرت جان کا گاہک ہُوا +

کوشلیا جی۔ کیسا پاپ اور شبد بھیدی منتر کی تاثیر کو رامچندر کے بن باس سے کیا تعلق؟
راجہ دسرتھ۔ ہائے کیا کہوں ایک روز شام کے وقت شکار کو نکلا سوچا کہ یہ جانوران صحرائی
کے پانی پینے کا وقت ہے۔ اس سے بڑھکر شکار کا دوسرا موقع نہیں۔ چنانچہ گھوڑا دوڑاتا
ہوا سرجو کے کنارے جا پہنچا۔ یہ زمانہ کچھ اور تھا۔ خواہشاتِ نفسانی غالب تھیں۔
غرور زوروں پر تھا۔ جس وقت میں پہنچا دور سے کوئی ایسی آواز سنائی دی جس سے
میں سمجھا کہ ہاتھی پانی پی رہا ہے فوراً ہی چٹکی سے تیر نکلا اور نشانے پر جم بیٹھا۔
پلک مارنے کی دیر ہوئی تھی کہ آواز کانوں میں آئی +

ہائے کس بیرحم نے رات کے وقت بیگناہ اور ناکردہ خطا پر تیر چلایا۔ میں نے
کسی کا کچھ بگاڑا بھی نہ تھا۔ افسوس ماں باپ کی خدمتگزاری کا الٹا پھل۔ او
بیدرد میں نے تو کبھی گرے پڑے پھلوں کے سوا کسی درخت کا کوئی پھل بھی
کبھی نہیں چھوا۔ او بیرحم جس کی جٹائیں بھی بار سر۔ اُس پر تیر جانستان کا وار
اگر کسی چور اُچکے ڈاکو نے تیر مارا ہے تو کس واسطے۔ یہاں گوشت پوست کے سوا
اور دھرا ہی کیا تھا۔ ہائے مفت جان گئی۔ زندگی کا کچھ غم نہیں۔ افسوس ہے
تو یہ کہ کس نے ایک بیگناہ کی جان لے لی جس کے اندھے ماں باپ ایک ایک
بوند پانی کو ترس رہے ہونگے۔ اُن بیکسوں کا دنیا میں کون ہے +

آہ میری وجہ سے اُن غریب اپاہجوں کی جان مفت جائیگی +

یہ آواز سُنتے ہی میں دھک سے رہ گیا۔ ہاتھ پاؤں تھر تھرا اُٹھے۔ تیر و کمان چھوٹ
کر گر پڑے۔ بدن پر کپکپی چڑھ گئی۔ فوراً دوڑا ہوا گیا۔ دیکھا کہ ایک تپسوی مرغ بسمل
کی طرح تڑپ رہا ہے اور خون کا فوارہ جاری۔ میرے پہنچتے ہی اُس نے مجھے آنکھیں
پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ اُس کی نظر سے مجھے چنگاریاں اُڑتی معلوم ہوتی تھیں اور خوف
ہوتا تھا کہ کہیں بدن نہ جل جائے۔ اس جاں بلب و زخم رسیدہ تپسوی کی زبان بند
ہو چلی تھی منہ سے آواز نہ نکلتی تھی بہرحال اُس نے آہستہ آہستہ کہنا شروع کیا کہ
آپ راجہ سہی۔ ملک آپ کا۔ راج آپ کا۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ بے خطا ایک غریب
کی جان کیوں لے لی۔ میں تو آپ کی عملداری کے ایک پھل چھونے کا بھی روادار نہیں
صرف اندھے ماں باپ کی زبان میں کانٹے پڑنے سے پانی لینے کے لئے یہاں چلا آیا۔ اسی

خطا پر آپ نے مجھے نشانہ تیر بنایا۔ اور دو اندھوں کی زندگی حرام کی۔ میں تو بالکل بیخطا تھا۔ گنہگار پر بھی راجوں کو ایسی بدعت لازم نہیں ہیں۔ نے اپنے بڈھے اور اندھے ماں باپ کو کاندھے پر لاد کر پا پیادہ تیرتھ برت کراتا تھا۔ افسوس میری ساری محنت اکارتھ ہوئی۔ اور ماں باپ سرون کا نام رٹ رٹ کر جان دیدینگے۔ ابھی تو اُن کو آس ہوگی کہ سرون پانی لئے آتا ہے۔ مگر کچھ انتظار کی بھی حد۔ مایوسی کی حالت میں نہ جانے کیا حال ہوگا۔ اس سے بہتر ہے کہ آپ اس پگڈنڈی پر سیدھے چلے جائیں اور اُن سے سارا حال کہکر اُن کی تشفی کریں۔ مجھے ڈر ہے کہ دیر ہونے پر کوئی بددعا نہ دے بیٹھیں۔ جس کا خمیازہ آپ کو کھینچنا پڑے۔ مہاراج مجھ کو سخت تکلیف ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جان سے کام پڑا ہے۔ اسلئے ذرا تکلیف کرکے سر سے بان کھینچ لیجئے کہ دل کی تڑپ مٹ جائے اور جان نکلتے وقت تکلیف نہ ہو +

میرے کلیجے میں اس تقریر نے ہزاروں چھریاں بھونک دیں۔ لاکھوں نشتر دل میں کاٹ کر گئے۔ میں تڑپ گیا۔ ایک تو ناکردہ گناہ پر تیر اندازی۔ دوسرے اُس کے ماں باپ کی بیکسی۔ تیسرے اُس کی تکلیف۔ چوتھے برہم ہتیا کا اندیشہ۔ ان سب باتوں نے میرے حواس منتشر کر دئے میں کچھ بول نہ سکا۔ بُت بنا کھڑا رہا میرے صورت اور قیافے سے سرون تاڑ گیا کہ کیا تردد ہے چنانچہ وہ خود بولا کہ مہاراج! آپ کی خطا نہیں تقدیر کی خطا ہے۔ آپ برہم ہتیا کا خوف دل سے نکال ڈالئے۔ نہ میں برہمن ہوں نہ چھتری نہ ویش۔ میری ماں شودر ہے اور باپ ویش۔ پس اندیشہ فضول۔ اب میرے ہونٹوں پر دم آرہا ہے تیر زخم سے نکال لیجئے اور ماں باپ کو ڈھارس دیجئے +

میں نے معافی مانگی اور قدم چھوئے تیر نکالا۔ ادھر تیر کی نوک باہر نکلی اُدھر اُس نے میری طرف ایک حسرت بھری نظر سے دیکھا اور دم توڑ دیا +

سرگ ۶۴

راجہ دسرتھ کی سرون کے ماں باپ سے گذارش

اُن کا رنج و غم۔ راجہ دسرتھ کو بددعا۔ پھر راجہ دسرتھ کا کوشلیا سے اظہارِ غم۔ دُنیا سے رخصت

راجہ دسرتھ نے فرمایا کہ تپشوی نے تو چولا چھوڑ کر اپنی مصیبتوں کا خاتمہ کر دیا اب مجھ کو بڑی فکر ہوئی کہ کیا کروں۔ سوچتے سوچتے یہ دھیان میں آیا کہ غریب و بیکس اندھوں کو پانی تو پلا دو۔ چنانچہ میں نے پانی کا گھڑا اُٹھایا اور سیدھا وہیں پہنچا جہاں وہ بے دست و پا اپنے نورِ نظر کے انتظار میں بیقرار ہو رہے تھے۔ ایک تو پیرانہ سالی۔ دوسرے حد درجہ کا ضعف۔ تیسرے پیاس کا چٹکا۔ چوتھے لختِ جگر کا انتظار۔ ان کی حالت دیکھی تو بے اختیار آنسو نکل پڑے۔ میں جب قریب پہنچا وہ غریب سمجھے کہ اُن کے کلیجے کا ٹکڑا آ گیا۔ دعائیں دے کر بولے کہ

عمر دراز۔ یاوت بخیر۔ آج تو تم نے خوب انتظار دکھایا۔ یہاں حلق میں کانٹے پڑ گئے۔ راہ دیکھتے دیکھتے اندھی آنکھیں تھک گئیں۔ لاؤ جلدی پانی حلق سوکھا جاتا ہے۔ ارے سرون آج منہ سے بولتا بھی نہیں تجھے کیا ہو گیا ہے وہاں سرون کہاں آخر دل کڑا کر کے مَیں نے کہا کہ مہاراج مَیں سرون نہیں ہوں دسرتھ ہوں۔ چھتری خاندان میں جنم ہوا ہے۔ اس وقت مَیں جس مصیبت میں پھنسا ہوں۔ ایشور دشمن کو بھی اس مصیبت سے سابقہ نہ ڈالے۔ آپ کو بھی آج جو مصیبت کا سامنا ہے۔ وہ آپ کو خواب و خیال میں بھی نہ ہوگا۔ یہ کہکر مَیں نے اپنی تیر اندازی اُس کی موت کی کیفیت گوش گزار کی اور یہ بھی کہہ دیا کہ سرون ہی کی ہدایت سے حاضر ہُوا ہوں۔ مجھ سے نادانستہ خطا ہوئی ہے آپ معاف کریں مَیں سرون کی خدمت اپنے ذمہ لونگا۔ آپ کو اپنے کاندھے پر سوار کر کے تیرتھ جاترا کراؤنگا اور ہر وقت خدمتگزاری کو سعادت سمجھونگا +

بیٹے کی موت سُنکر ماں باپ کی جو کیفیت ہوتی ہے اُسے کون نہیں جان سکتا۔ دونو اندھوں کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ جب رونے سے فرصت ملی تو بولے کہ

تم نے نادانستہ ہمارے بیٹے کو قتل کیا۔ اگر دانستہ ہوتا تو ما بھی[illegible]

سوراخ ہو جاتے۔ غنیمت یہ ہے کہ تم نے کوئی جھوٹ بات نہ بنائی۔ سب کچھ معاملہ سچ
سچ کہدیا۔ جو چھتری ہو اُسے جھوٹ نہ بولنا چاہئے۔ جہاں چھتری جھوٹ بولا نرک
میں گیا اب بس تم یہ کام کرو کہ سرون کے پاس لے چلو۔ آنکھیں اندھی ہیں تو کیا ہُوا۔
یہ تو دیکھ لینگے کہ غریب کہاں ماں باپ کے کلیجے سے جدا پڑا ہے۔ مَیں نے دونو کو
کاندھے پر اُٹھا لیا اور وہاں لے گیا۔ جہاں اُن کے لخت جگر کی لاش زمین پر پڑی
ہوئی تھی دونو اندھے ماں باپ اس قدر چیخ چیخ کر روئے کہ کلیجہ پھٹتا تھا۔ وہ
کہتے تھے کہ بیٹا اُٹھو کلیجے کو سکھ دو۔ تم اکیلے کہاں چلے۔ باپ ماں اندھے ہیں
ان بد قسمتوں کو کس کے آسرے چھوڑے جاتے ہو۔ اب ہمیں کون ٹکائیگا۔ کس
کے بھروسے پر ہماری زندگی ہوگی۔ تیرتھ جاترا کون کرائیگا۔ ہم تو اب ایک ایک
بوند پانی کو ترس ترس کر مر جائینگے۔ جمراج ہمارے کہنے کو کبھی نہیں ٹال سکتے۔
تمہاری تپسیا کے علاوہ ماں باپ کی خدمت سے وہ سرمایہ سعادت حاصل کیا
ہے جس کی برکت ہمیں بھی تمہارے پاس پہنچا دیگی۔ جمراج کو عذر ہوگا تو ہم اُنہیں
بھی قائل و معقول کر دینگے۔ اتنا کہکر اُنہوں نے بیٹے کی لاش کو تلانجلی دینے
کا انتظام کیا۔ اتنے ہی میں بمان آگیا اور سرون کو وہاں سے لے چلا۔ سرون
مردہ تھا۔ لاش بے جان تھی مگر بول اُٹھی کہ

ماں باپ کے بغیر نہ جاؤنگا۔ وہاں یہ نہ ہونگے تو کس کی خدمت سے
دلچسپی ہوگی +

سرون نے یہ کہا ہی تھا کہ بمان کہیں کا کہیں پہنچ گیا۔ اس وقت اُس کے
ماں باپ کو سخت رنج ہُوا۔ اسی عالم مایوسی میں اُنہوں نے بد دُعا دی کہ
راجہ دسرتھ جس طرح تم نے ہمیں بیٹے کا رنج دیا ہے۔ اُسی طرح تم کو بھی
ایشور بیٹے کا رنج دے +

اتنے کہتے ہی دونو کا مرغ روح پرواز کر گیا اور مَیں اپنی غلطی پر نادم ہوتا ہُوا
گھر آیا۔ اے مہارانی کوشلیا رامچندر کی جدائی بے بنیاد نہ تھی۔ سرون کے اندھے
ماں باپ کا سراپ اس وقت اثر پذیر ہُوا یقین جانو کہ مَیں بھی سرون کے ماں باپ
کی طرح گھڑی دو گھڑی کا مہمان ہوں ... ہونگا مجھے اس وقت کچھ نہیں

سوجھتا - آنکھیں پتھرا رہی ہیں - تم رامچندر کی ماں ہو ذرا ماتھے پر ہاتھ رکھ دو کہ پاپ کٹ جائیں میں بڑا بدنصیب ہوں - افسوس کہ رامچندر کی صورت دیکھنا قسمت سے اُٹھ گئی - رامچندر ایسے دھرماتما بیٹے کو بے قصور جلاوطن کرنے کا وہ پاپ ہے جو میری جان لئے بغیر نہ رہیگا - پیاری مہارانی جمدوت سر پر سوار ہیں - حکم ہے کہ اُٹھو چلو - ہائے رامچندر جی اس وقت آنکھوں کے سامنے نہیں بھلا ایک نظر صورت تو دیکھ لینے کے لئے مل جاتی - اچھی مہارانی تم سے - سُمترا سے اور رانیوں سے رخصت - سب کا کہا سُنا معاف ÷

یہ کہکر راجہ دسرتھ نے ایک چیخ ماری اور بے طاقتی کی حالت میں اس طرح عمروے مار کر جسم سے روح نکل گئی - ہاتھ پاؤں مٹی کا ایک ڈھیر ہو گئے ÷

سرگ ۶۵

راجہ دسرتھ کی وفات - رانیوں کی گریہ و زاری

راجہ دسرتھ کا پیمانۂ عمر چھلک چکا - وہ اب دُنیا سے اُٹھ گئے مگر کوشلیا جی کو یہی مغالطہ ہے کہ وہ حالتِ غشی میں ہیں - پھر حسب معمول ہوش میں آجائینگے - اسی عرصے میں آفتاب نمودار ہونے کا وقت آیا - گوشۂ مشرق میں سفیدۂ صبح کے ساتھ ہی سُرخی شفق نے خون آلودہ آنسوؤں کا رنگ دکھایا - بھاٹ اور بید خواں حسب معمول خوشی کے راگ اور دھرم کے منتر سُریلی آواز سے گانے لگے - غسل کے لئے سونے کے کلسوں میں پانی مہیا ہو گیا اور جو چیزیں ضروریات وغیرہ کی تھیں سب موجود ہو گئیں وزرائے سلطنت و اہل شہر درشنوں کے لئے جمع ہو گئے - رانیاں سمجھتی تھیں کہ راجہ دسرتھ کی آنکھ لگ گئی ہے - اُنہوں نے جگانے کی فکر کی مگر دیکھا تو چہرے پر مُردنی چھائی ہوئی ہے - سانس کا کہیں پتہ نہیں - ہر زبان سے چیخ نکل گئی - سب اپنا اپنا سر دُھننے لگیں - کوشلیا و سمترا کا بہت بُرا حال تھا - دونو بچھاڑیں کھاتی چیٹ چیٹ کر روتی تھیں - کیکئی بھی اس سوگ میں شامل ہوئی دوسری رانیاں مچھلی کی طرح تڑپتی تھیں - تمام رنواس میں کہرام مچا ہوا تھا ÷

سرگ ۶۶

راجہ دسرتھ کے ماتم میں مہارانی کوشلیا اور سمترا وغیرہ کی نوحہ زنی

راجہ دسرتھ کا سر مہارانی کوشلیا کے زانو پر ہے وہ چہرہ دیکھتی اور سر پیٹ پیٹ کر روتی جاتی ہیں دل میں آگ سلگ رہی ہے۔ زبان پر ہائے واویلا کے ساتھ آواز آرہی ہے کہ آہ! کیکئی نے ذرا سے راج کے لالچ میں اپنا دھرم خاک میں ملا دیا۔ مہاراج کی جان مفت میں لی۔ ہم سب کی زندگی برباد کی۔ اچھا مزے سے راج کریں خوب چین سے رہیں اب تو کوئی آنکس بھی نہیں رام لکشمن پہلے ہی اجودھیا چھوڑ گئے۔ پران ناتھ راجہ دسرتھ کا بھی دباؤ اُٹھ گیا۔ جو چاہے سیاہ و سفید کریں اختیار ہے۔ ہائے آج رگھوبنس پر پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اجودھیا میں جھاڑو پھر گئی سارے گھر کا صفایا ہوگیا۔ مَیں تو اسی وقت پران نکال کے رہونگی۔ میری زندگی کا اب لطف ہی کیا نہ رامچندر نہ مہاراج۔ بس اب سب مجھے ہنسی خوشی رخصت کردیں۔ مجھے دنیا سے کچھ واسطہ نہیں۔ آہ۔ جس وقت رامچندر کو خبر ہوئی اُن کے دل پر نہ جانے کیا گزرے جان دیدیں تو تعجب نہیں۔ جانکی جی سے یہ دکھ کیسے برداشت ہوگا جس وقت میری مصیبتوں کا خیال کرینگی تو دم توڑنے میں شک نہیں۔ لکشمن جی کو جب اپنے پتاجی کی جدائی اور سمترا ماتا کے رنج و غم کا خیال ہوگا تو ہائے نہ جانے وہ کیا کر گزریں جانکی جی نے جان دیدی تو سمجھ لو کہ جنکپور اجودھیا سے بدتر ہوگیا۔ راجہ جنک بڑھاپے میں اس صدمے کو برداشت نہ کرسکینگے۔ اُن کی جان جاتی ہے ہیرے کی نذر ہو جاتی ہے تلوار کی۔ بہرحال مَیں دیکھتی ہوں کہ دُنیا الٹ پلٹ ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ رگھوبنس کا خاتمہ قریب ہے۔ مَیں تو زندگی کو تلانجلی دے چکی۔ اب تو زندگی کی ضرورت ہی کیا۔ جس کا جنم بھر ساتھ رہا۔ اُسی کے ساتھ کیوں نہ جل جاؤں +

اسی طرح روتی پیٹتی ہوئی مہارانی کوشلیا مہاراجہ دسرتھ کی نعش سے

چمٹنے لگیں۔ اور رانیوں نے دوڑ کر پکڑ لیا۔ اور سب روتی ہوئی لپٹ گئیں وزیروں نے سوچا کہ ادھر تو کوشلیا ستی ہونے کو تیار ہیں۔ اُدھر کوئی کریا کرم کرنے والا نہیں اس لئے سب نے تجویز کی کہ لاش اُس وقت تک محفوظ رہے۔ جبتک راجکماروں میں سے کوئی آنہ جائے +

سب رانیاں روتی پیٹتی رہ گئیں۔ کوشلیا جی سے بھی جان نکالی نہ گئی وزیروں نے بششٹ جی کے حکم سے لاش کو حفاظت سے رکھا۔ سب رانیوں سے زیادہ کوشلیا و سمترا ہی زیادہ بیتاب تھیں۔ ان دونو کے بین تھے۔ آہ! مہاراج رام لکشمن تو پہلے ہی سے جدا ہو گئے۔ ہائے آپنے بھی ساتھ چھوڑ ہماری قسمتیں ککیئی کے ہاتھ میں سونپیں جس نے آپ کی جان لینے میں اُف نہ کی جسے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بن باس دیتے ہوئے ذرا ترس نہ آیا۔ وہ ہم لوگوں کے ساتھ جو کچھ بدسلوکی نہ کرے کم ہے۔ افسوس ہم لوگوں کی مٹی خراب ہو گئی۔ زندگی کا سب لطف مٹی ہو گیا۔ اجودھیا میں خاک اُڑنے لگی۔ ہر جگہ اُلّو بولنے لگا۔ جہاں دیکھو کتے لوٹ رہے ہیں۔ ہیہات اجودھیا ویران ہو گئی۔ رگھوبنس اُجڑ گیا +

سرگ ۶۷

مارکنڈے وغیرہ رشیوں کی آمد بششٹ جی سے انتظام سلطنت کی تحریک

رانیاں سارا دن اور ساری رات روتی پیٹتی رہیں۔ دوسرے روز مارکنڈے۔ بامدیو کاتیاین۔ جابالی اور متیرے رشی وغیرہ رونق افروز ہوئے اور بششٹ جی سے کہا کہ جو شدنی تھا وہ تو ہو چکا۔ ایشور کی مرضی میں کسی کا دخل کیا۔ ہر اچھا بلوان راجہ دسرتھ تو چل بسے۔ اب اسوقت اجودھیا سونی ہے۔ رامچندر جی اور لکشمن بن میں ہیں اُن کا لوٹنا معلوم۔ بھرت اور سترگھن نانہال میں ہیں۔ کوئی گھر پر نہیں پھر راج کا انتظام کیونکر ہو بے فرمانروائی سلطنت بے خاوند کی عورت ہے۔ تخت خالی رہنا بالکل ٹھیک نہیں جس وقت تک

کوئی راج سنگھاسن کی رونق نہ بڑھائیگا - ادھرم کی زیادتی ہوگی بیٹے باپ سے منحرف رہینگے۔ عورتیں خاوندوں سے سرکش ہونگی - بدمعاش پرائی عورتوں پر دست اندازی کرینگے جھوٹ کی گرم بازاری ہوگی - وید بستے میں بندھے پڑے رہینگے شاستروں کو کیڑوں سے سابقہ ہوگا - نہ باغوں کی رونق رہیگی نہ مندروں میں چہل پہل - شہدوں لچوں کا عروج ہوگا شریف پگڑی بچاتے پھرینگے - نہ علم کا چرچا ہوگا نہ ہنر کی قدر - تجارت مٹ جائیگی بیوپار سب خاک میں مل جائینگے - چوروں کی بن آئیگی ڈاکوؤں سے پونجی بچانا مشکل ہوگی جب دولت نہ رہیگی تو دان پُن کہاں ۔مفلس پیٹ جھینکینگے - ایشور کی یاد کون کریگا - جس طرح ہاتھی کے لئے انکس - اونٹ کے لئے نکیل - گھوڑے کے لئے کوڑا - لڑکوں کے لئے بھی استاد ضرور ہے اُسی طرح ملک کے لئے راجہ کا ہونا لازمی ہے - عورت بغیر سنگار اور زیور ولباس کے جس طرح کچھ نہیں - اسی طرح بغیر تاجدار کے سلطنت کی رونق نہیں ہوتی - راجہ ہو تو دھن دولت ہو - فوج ہو - سامان شان وشوکت ہو رعیت پرور ہو جس رعایا کا راجہ نہیں وہ اُن گائیوں کی طرح تکلیف اُٹھاتی ہے جس کا چرواہا نہ ہو راجہ راج کی آنکھ ہوتا ہے بے راجہ کا راج اندھے آدمی کے برابر ہے - اندر کو بیرچراغ برن ایک پل سے زیادہ نہیں دے سکتے - مگر راجہ سے سینکڑوں طرح کے فائدے ہوتے ہیں - بس اب راجہ دسرتھ کا غم والم چھوڑ کر اجودھیا کی رونق وآبادی کا سامان کیجئے یا تو بھرت دسترتھ کو بلا کر تخت حکومت پر بٹھائیے یا کسی برہمن وچھتری کو +

سرگ ٦٨

بھرت جی کی ننہال سے طلبی کا انتظام پیغامبروں کی روانگی

رشیوں کی تقریر سنکر بششٹ جی سمجھے کہ واقعی راج کا خالی پڑا رہنا درست نہیں - اُنہوں نے فرمایا کہ

مہاراجہ دسرتھ بھرت جی کو راج دے چکے - اُن کے ہوتے دوسرے کا

استحقاق کیا۔ میں اُن کو بُلواتا ہوں وہ دو ا مجھواروں میں یہاں پہنچ جائینگے سب نے تجویز پسند کی۔ پیغامبر روانہ ہوئے۔ اُن کو فہمائش کی گئی کہ فقط جلد لانے کی کوشش کریں۔ راجہ دسرتھ کی وفات۔ اور رامچندر جی کی صحرا نوردی کا ذکر کسی زبان پر نہ آنے پائے بھرت جی پردیس میں ہیں جس وقت وہ ان حادثات و واقعات جانسوز کو سنتے اُسی وقت سر پٹک پٹک کر مر جاتے اس جوشِ غم کو روکنے کے لئے بششٹ جی نے پیغامبروں کو دروغ مصلحت آمیز کی ہدایت کی۔ شاستروں کی یہی ہدایت یہی ہے کہ اگر جھوٹ بولنے سے کسی کی جان بچ جائے تو جھوٹ والے کو پاپ کے عوض ثواب ہوتا ہے +

ایک گائے جنگل میں چر رہی تھی۔ قصائی اُس کے پیچھے پیچھے ہوا۔ گائے بھاگی اور ایک رشی کے آشرم کی طرف سے گزری۔ قصائی نے رشی سے پوچھا کہ گائے کدھر گئی سچ سچ بتاؤ۔ رشی نے جواب دیا کہ ہاں بھاگتے تو ضرور دیکھا مگر یہ نہیں جانتا کہ کدھر گئی دیکھو شاید پچھم کی طرف نہ گئی ہو۔ رشی بالکل جھوٹ بولے تھے گائے اُتر کی طرف بھاگی تھی۔ مگر گائے کی جان بچانے کے ثواب کا پلہ جھوٹ سے ہزار درجہ بھاری تھا۔ اس لئے ان پر کوئی دھبہ نہ لگا۔ اسی طرح بششٹ جی نے بھی بھرت کی حفاظت زندگی کے خیال سے پیغامبروں کو نصیحت کی کہ رنج و ماتم کا کچھ اظہار نہ ہو صرف طلبی کے پیغام سے مدعا برآری کی جائے +

بششٹ جی نے بہت کچھ تحفہ تحائف دیکر پیغامبروں کو روانہ کیا۔ وہ روانہ ہوئے اور اپرتال دیش واقع مغرب۔ مالنی ندی۔ کورو جانگل دیش او کا ندی۔ سر کنڈا۔ کارنندا۔ ہیتو۔ چاپن۔ کلنگ دیش۔ اکشومتی۔ باہلیک دیش۔ مارواڑ دیش۔ سداماں پربت عرف گنار پربت سے گزر کر ستریج ندی (ستلج) کے پار ہوتے ہوئے ساتویں دن شام کو راجہ کیکے کی دارالسلطنت یعنی گر برج پور میں پہنچے۔ تھکے ماندے تھے۔ رات ایک مسافر خانہ میں بسر کی علی الصباح بھرت جی کے قدمبوس ہوئے +

سرگ ۶۹

بھرت جی کے خوابِ پریشان۔ تعبیر خواب سے اضطرابی

جس شب کو پیغامبر کیکے پور میں پہنچے۔ بھرت جی نے ایسے ایسے خواب پریشان

دیکھے کہ طبیعت سخت متفکر و متردد ہوئی۔ جس وقت صبح کو اُٹھے منہ بالکل اُترا ہوا تھا چہرے پر ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں۔ سبھا میں آئے تو لوگوں نے پریشانی کا سبب پوچھا اُداسی کی وجہ دریافت کی۔ بھرت جی بولے:۔

کیا کہوں۔ کل رات کو عجیب خواب دیکھے۔ خواب کیا تھے دل کے لئے نشتر تھے دیکھتا کیا ہوں کہ پتاجی کے جسم پر گوبر ملا ہوا ہے۔ پوشاک بالکل غلیظ اسی حالت میں وہ ایک پہاڑ سے گر پڑے اور گوبر اور پانی میں غوطے کھانے لگے۔ ذرا دیر میں معلوم ہوا کہ وہ وہاں سے نکل تو گئے مگر دوسری مصیبت سے سامنا ہوا۔ آگے چلے تو تیل کے گڑھے میں غوطہ کھایا۔ ذرا سی دیر میں دوسری کیفیت نظر آئی معلوم ہوا کہ پتاجی کی سواری کے ہاتھی کا دانت اُکھڑ گیا۔ زمین و آسمان پر اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ سات روز سے ہون کی آگ گل پڑی ہے۔ زمین بھی شق دکھائی دی۔ درخت بھی خشک نظر آئے۔ ایک خواب یہ بھی دیکھا کہ عورتیں پتاجی کے بال پکڑ پکڑ کر گھسیٹ رہی ہیں اور پتاجی گدھے پر سوار ہیں۔ گدھے کا رُخ جنوب کی طرف ہے۔ کچھ استریوں کا لباس تو سُرخ ہے اور سب کا نیلگوں۔ یہ خواب نہایت ہی خراب ہے اس کی تعبیر یا تو پتاجی یا سری رامچندر جی کے حق میں اچھی نہیں یا میرے حق میں۔ ضرور ان میں سے ایک نہ ایک کی جان پر گزریگی۔ خواب جھوٹے ضرور ہوتے ہیں۔ مگر ان کی اصلیت میں شک نہیں۔ کچھ نہ کچھ ضرور اصلیت ہوتی ہے۔ ہاں اپنی سمجھ خطا کرے تو اور بات ہے۔ میرے خواب جھوٹے نہیں معلوم ہوتے۔ دل گواہی دے رہا ہے کہ خیریت نہیں +

سرگ ۷۰

قاصدوں کی پیغام رسانی بھرت و شترگھن کی وطن کو واپسی

دوسرے روز نور کے تڑکے پیغامبر راجہ کیکے کے گڑھ پہنچے۔ راجہ کیکے جو دھاجیت (یعنی راجہ کیکے) اور بھرت جی کی قدمبوسی حاصل کی بششٹ جی کا پیغام سُنایا۔ تحائف پیش کئے۔ بھرت جی نے تحائف رکھواس میں بھجوا دئے۔ اور راجہ دسرتھ۔ رامچندر۔

جانکی۔ لکشمن۔ ماتا کوشلیا۔ سُمترا۔ کیکئی کی خیر و عافیت دریافت کی۔ اور پوچھا کس نے
کیا پیغام بھیجا ہے۔ پیغامبروں نے دروغ مصلحت آمیز کی پیروی کی اور ادب سے جواب دیا
کہ جی ہاں سب خیریت ہے۔ آپ کے قبضے میں لکشمی اور حکومت آگئی۔ چلئے بہت جلد بششٹ
جی نے بلایا ہے۔ بھرت جی اس گفتگو کے بعد راجہ کیکئے کی خدمت میں گئے پیغامبروں
کا پیغام سنا کر اجودھیا جانے کی اجازت مانگی۔ راجہ کیکئے نے اجازت دیکر ہاتھی۔ گھوڑے
رتھ۔ کمبل۔ ہرگ۔ چھالے۔ خچر۔ دو ہزار اشرفیوں کے علاوہ تحفے دئے اور کہا کہ راجہ دسرتھ
و رامچندر۔ لکشمن اور گورو بششٹ سے میرا پرنام کہنا۔ جودھاجیت نے بھی کچھ اور سوغات
دیکر رخصت کیا بھرت جی وہاں سے فوج کی حفاظت میں چلے اور اجودھیا میں پہنچے
اُن کو ابتک معلوم نہ تھا کہ اجودھیا میں کیا قیامت برپا ہو چکی ہے +

سرگ ۷۱

بھرت جی کی ننہال سے واپسی اور اجودھیا میں آمد

بھرت جی ننہال سے رخصت ہو کر پورب رُخ چلے۔ پہلے راستے میں سدامان ندی
پڑی وہاں سے حسب ذیل ندیاں عبور کرکے مقامات طے کرتے ہوئے اجودھیا میں پہنچے +
شتردیخ ندی۔ ایل دہانی ندی۔ سلاندی۔ سنفیہ کرشن نگر۔ سلابھاندی۔ جیرز رتھ
بیریکش ویش۔ سیگنی ندی۔ جمنا۔ بھاگیرتھی (گنگا)۔ کٹ کاشٹکاندی۔ تورن ندی۔ جمبوگرام
بیروتہ نگر۔ اجھانا نگر۔ سباہتی ندی۔ ہت پرسنک ندی۔ کسی وتی ندی۔ سالگرام ندی
بنت نگر۔ کلنگ نگر +

کلنگ نگر سے آگے ایک جنگل تھا وہاں سے بھرت جی تو رتھ کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے
چلے اور ساتھیوں سے کہدیا کہ آہستہ آہستہ آرام سے آئیں۔ بھرت جی کا رتھ ہوا ہوا دیکھا
کہ اجودھیا میں سناٹا ہے ان کی عقل دنگ ہو گئی کہ معاملہ کیا ہے نہ بگیہ نہ وید پاٹھ
بازاروں کی رونق نہ سڑکوں پر کسی کی آمد و رفت۔ خیال کیا کہ ہم چاروں بھائی ہوا خوری
کو نکلتے تھے۔ ہر سڑک پر مجمع عام ہو جاتا تھا۔ اب کسی آدمی کی صورت دکھائی نہیں دیتی اگر شاذ و
نادر کوئی سامنے سے گذرتا ہے تو بالکل مردہ۔ شام کا وقت اور تمام اودھ کی بہار ندارد ہو گیا

نہ مرغان نغمہ سنج چہچہاتے ہیں۔ نہ پھولوں کی مہک دماغ معطر کرتی ہے یہ وہ وقت تھا جب ہمیشہ نوبت نقارے بجتے تھے۔ آج ابھی سے اُلّو بولتے سنائی دیتے ہیں سیاروں کی کرخت آواز کانوں کے پردے پھاڑ رہی ہے۔ جس طرف سے گزرتا ہوں بدشگونی کے سوا کوئی تسلی بخش بات ہی نہیں ہوتی +

بھرت جی کو اجودھیا پہنچنے کی دھن تھی۔ وہ اُسی دھن میں داخل اجودھیا ہوئے وہاں سے لپکے ہوئے چلے تو اُس مقام پر آئے جہاں راجہ دسرتھ کی قیامگاہ تھی۔ دیکھا کہ دربان اُداس بیٹھے ہیں چہرہ اُتر گیا ہے پوچھا کہ

مہاراج کہاں ہیں؟

جواب۔ اندر تشریف لے جائیے +

سوال۔ کیوں سست کیوں ہو؟

جواب۔ بدقسمتی سے کہ آپ کے بغیر اجودھیا سونی تھی +

سوال۔ پتاجی کہاں ہیں؟

جواب۔ مہارانی کیکئی کے رنواس میں خبر مل جائیگی +

سوال۔ یہ سناٹا کیسا؟ مندروں میں سنکھ گھڑیال کی آواز۔ نہ شہر میں وہ پہلی سی چہل پہل +

جواب۔ پہلے رنواس میں ہو آئیے پھر تفتیش حال کیا جائیگا۔ آپکے بغیر اجودھیا کی یہ سب دُردشا ہو رہی ہے آپ ننہال میں جاتے یہیں رہتے تو اجودھیا ہم لوگوں کے لئے بیکنٹھ ہی ہوتی۔ مگر اب نرک ہو رہی ہے۔ محل میں تشریف لے جائیے۔ ماتائیں انتظار کر رہی ہونگی اور بات چیت پھر ہوگی +

سرگ ۲

بھرت جی کی کیکئی کے رنواس میں تشریف آوری پرسش حال کیکئی کی پہلو دار تقریر میں تشریح

واقعات۔ بھرت کو راجہ دسرتھ کی وفات اور سری رامچندر وغیرہ کی صحرانشینی کا علم۔ رنج و افسوس

بھرت جی سیدھے کیکئی کے رنواس میں داخل ہوئے۔ کیکئی نے دیکھا تو طلائی سنگھاسن سے اُٹھ دوڑی۔ بھرت جی دیکھتے ہیں تو رنواس بالکل سنسان ہر طرف سناٹا کیکئی کو آتے دیکھکر وہ بڑھے اور قدموں پر گر پڑے۔ کیکئی نے بڑی محبت سے چمٹا لیا اور سنگھاسن پر بیٹھ کر پوچھنے لگی +

کہو نانا ماما تو اچھے۔ رستے میں کتنے دن صرف ہوئے۔ رتھ پر آئے یا کسی اور سواری پر اور سب خیریت ہے؟

بھرت جی۔ سب خیریت سے ہیں۔ ساتویں دن یہاں پہنچا ہوں۔ نانا اور ماما نے بہت کچھ سوغات دی ہے وہ پیچھے آتی ہوگی۔ پیغامبروں نے کہا تھا کہ کھانا یہاں کھاؤ اور پانی اجودھیا میں پیو۔ اس لئے مَیں آگے چل پڑا۔ مگر آج یہ پتا جی کی خوابگاہ کیوں سونی ہے وہ کہاں تشریف رکھتے ہیں کیا ماتا کوشلیہ کے رنواس میں ہیں یا ماتا سمترا کے محل میں۔ مَیں اُن کے درشن کہاں کروں +

کیکئی نے سوچا کہ تنکا سا توڑ دینا درست نہیں۔ تقریر کا پہلو وہ رہے کہ بھرت جی کو رنج کم محسوس ہو۔ اور خوشی زیادہ۔ چنانچہ وہ بولی +

راحت جان دنیا کی ناپائداری تم اچھی طرح جانتے ہو۔ جو آیا ہے ایک دن ضرور جائیگا۔ زندگی موت کا پیش خیمہ ہے۔ جبتک دم ہے تب تک غنیمت ہے۔ مہاراج کا باغ جہاں کی سیر سے جی بھر گیا۔ دنیا میں آدمی کی زندگی و موت کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ زندگی میں نیکنامی یا بدنامی دھرم یا ادھرم کی عزت و دولت ملتی ہے مرنے بیکنٹھ یا نرک میں جگہ۔ ہمارے مہاراج بڑے دھرماتما اور راستبازی و صادق القول تھے چنانچہ اُنہوں نے اپنی زندگی میں ہر ایک بات نباہ کے دکھادی۔ اب تم اُن کے جانشین ہو پچھلی باتوں کا یاد کرنا ہی کیا۔ اب فکر چھوڑ دو اور راج سنبھالو +

کیکئی کی اس تقریر نے بھرت جی کا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے کردیا وہ منہ پیٹ پیٹ کر سینہ کوٹ کر رونے لگے اور پچھاڑ کر زمین پر گر پڑے۔ وہ ڈھاریں مار مار کر کہتے تھے کہ

ہائے اجودھیا اندھیر ہو گئی۔ اتھاہ سمندر سوکھ گیا۔ پتاجی کا سایہ نہیں تو اب زندگی سے کیا حاصل ہے۔ اُن کی خدمت ہم لوگوں سے ابھی تک کچھ نہ ہوئی۔ اب وہیں چل کر آنکھوں سے تلوے ملینگے۔ بس +

کیکئی نے بھرت کو حالت اضطراب میں دیکھ کر اُٹھا لیا اور آغوش محبت میں بٹھلا کر بولی راجہ بھرت تم دھرم سے واقف۔ زمانے کے عقلمندوں میں فرد اور تم کو یہ فکر۔ جو صاحب دانش صحبت یافتہ ہوتے ہیں۔ وہ فضول فکر کو سر پر نہیں لیتے شاستر دیکھو کیا کہتا ہے۔ اپنی نیکی اور فیض عام پر ہر حالت میں نظر رکھنا انسان کا فرض ہے۔ تم کو مندر اچل پہاڑ کی طرح مستقل مزاج رہنا چاہئے۔ راجاؤں کا دل کبھی پتھر اور کبھی موم ہو تو عقلمندی پر حرف آتا ہے۔ عقلمند وہی ہے جو مصیبت کے وقت استقلال رکھے۔ تکلیف کے بعد راحت کا کچھ مزہ ہی اور ہوتا ہے۔ اندھیری راتیں نہ ہوتیں تو دن کی روشنی کی قدر کچھ بھی نہ کی جاتی +

بھرت جی بھی عالم تفکر میں ناخن سے زمین کھودنے لگے۔ اُن کے آنسو بہ رہے تھے۔ چہرے کی تمتماہٹ حدت آفتاب کو مات کرتی تھی۔ اُنھوں نے پوچھا کہ خیر سب کی قسمتیں پھوٹ گئیں مگر یہ تو کہئے کہ مرض کون تھا۔ تکلیف کیا۔ آہ ایں اور ستروہن دو نو ایسے بدنصیب ہیں کہ پتا کے مرتے وقت دو آنسو بھی نہ ڈال سکے۔ ہائے نہ معلوم میں کس ساعت ناںہال کی طرف چلا تھا۔ خوش قسمت ہیں رامچندر اور لکشمن جو اپنے فرض سے ادا ہو گئے۔ کریا کرم سے سرمایہ سعادت حاصل کیا۔ ہائے جب میں سامنے آتا تھا پتاجی دوڑ کر کلیجے سے لگا لیتے تھے۔ آہ! بڑی دغا ہوئی۔ ناںہال جانا دشمن ہو گیا۔ اچھا ماتا پتا تو گئے۔ آپ کی نصیحت سر آنکھوں پر۔ رنج و غم فضول۔ اب بتایئے کہ ہمارے سایۂ سر سری رامچندر جی کہاں ہیں ان کا مرتبہ بھی پتاجی کے برابر ہے جب تک میں اُن کے قدم نہ دیکھونگا میرا غم غلط نہ ہوگا۔ پتاجی آپ سا صاحب قسمت کون ہوگا۔ دنیا کے سب سکھ اُٹھا گئے۔ ہم لوگوں کو سری رامچندر ایسے مربی بھائی کے سائے میں چھوڑا۔ آپ تو خیر اچھے گئے۔ مگر ہم لوگوں کو آخری دیدار سے بھی محروم رکھا۔ یہ بات آپ کی شفقت پدری سے بعید ہوئی۔ ماتا کیکئی افسوس یہ ہے کہ آپ نے بھی اُن کی بیماری کی حالت میں خبر نہ کی۔ بھلا ایک نظر دیکھ لینے دیا ہوتا۔ خدا یہ

تو بتائے کہ اُنہوں نے میری یاد کی تھی کہ نہیں +

کیکئی۔ پیارے کیا کہوں مہاراج کا دم ہائے رام ہائے سیتا۔ ہائے لکشمن کہتے کہتے ٹوٹ گیا۔ تمہاری نسبت تو وہ کچھ نہ کہتے تھے۔ اپنی قسمت کو روتے تھے دھرم پھانسی کو جھینکتے تھے۔ اُنہیں اور لوگوں کا رشک تھا کہ رامچندر کو دیکھ کر کلیجہ ٹھنڈا کرینگے۔ صرف مَیں ہی ایک بدنصیب ہوں +

بھرت۔ آپ کی بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ جو فقرہ ہے اُلجھا ہُوا۔ جس وقت پتاجی نے چولا چھوڑا۔ رامچندر جی کہاں تھے گھر میں یا کہیں باہر +

کیکئی۔ بیٹا! ہائے وہ ڈنڈک بن کو چلے گئے۔ لکشمن جی بھی اُن کے ساتھ ہیں۔ سیتا جی بھی پلے میں بندھی ہیں +

بھرت جی نے جونہیں یہ فقرہ سُنا اُن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اُنہوں نے پوچھا آخر وجہ۔ کوئی خطا۔ کوئی قصور۔ کیا اُن کے ہاتھ سے کوئی برہمن قتل ہو گیا۔ کیا کسی کی اُنہوں نے دولت مار لی۔ کوئی بے گناہ نشانہ تیر ستم ہُوا۔ کسی غیر عورت پر بدنیتی کا اظہار کیا کچھ کہئیے تو معاملہ کیا ہے +

کیکئی۔ قصور و خطا کی کوئی بات نہیں۔ رامچندر ایسے لائق اور دھرماتما سے کوئی جرم ہو کب ممکن ہے۔ تو سنو جو صاف صاف بات ہے مَیں تمہیں سناتی ہوں تم سارا رنج نہ بھول جاؤ تب کہنا۔ مَیں نے تمہاری بھلائی کے لئے زندگی کے سکھوں کی پرواہ نہ کی دنیا والوں کے کہنے سُننے کا خیال نہ کیا اور ایشور کا ہزار ہزار شکر کہ اس نے بات رکھ لی

بھرت۔ وہ کیا۔ باتوں کو طول نہ دیجئے۔ مختصر کہئے +

کیکئی۔ بس بات اتنی ہے کہ مہاراج رامچندر کا راج تلک کرتے تھے۔ مَیں نے تمہارے راج تلک اور رامچندر کے بن باس پر زور دیا۔ راجہ دسرتھ نے تمہیں راج دینا منظور کیا اور کسی طرح رامچندر بن باس کی راہ لیں۔ لکشمن اور جانکی کو ساتھ جانے دیا پہلے تو سب کو یوں آنکھوں سے دور کیا۔ پھر آپ بھی اُن کے رنج میں تڑپ تڑپ کر دنیا سے چل دیئے وہ رہے مہاراج کی ایک سخنی جو زبان سے کہدیا اُس میں کبھی فرق نہ ہونے پایا جان دیدی اور قول سے نہ پھرے۔ دھن ہو بھرت جن کے باپ ایسے دھرماتما ہو جن کا جس کبھی نہیں مٹ سکتا۔ تمہارے بھائی رامچندر کی تعریف نہ کرنا بھی بڑی بے انصافی ہے وہ کیسا

لائق بیٹا ہے اُس نے پتا کا بچن نباہنے کے لئے راج پاٹ گھربار کی کچھ پرواہ نہ کی اور فوراً ہی کیکئی کے گھر سے چل کھڑا ہوا۔ شاباش! پیارے بھرت یہ سب پاپڑ تمہاری ہی بھلائی کے لئے بیلے گئے ہیں تم منہ ہاتھ دھوؤ۔ فکر دور کرو۔ اب تمہارا فرض ہے کہ چین سے ملک داری کے مزے لوٹو۔ اور راجہ دسرتھ کی مٹی ٹھکانے لگا کر کے اُن کی روح کو سکھ دو۔

سرگ ۷۳

بھرت جی کا کیکئی کے خلاف جوش عتاب کلمات غضب آمیز

بھرت جی کو کیکئی کا ایک ایک لفظ تیرو نشتر معلوم ہوا وہ بولے:-

ہائے تم جیسی پاپن کے بطن سے پیدا ہو کر میری مٹی خراب ہوئی۔ تم نے میرے پتا کی جان لیکر اپنے سر پر پتی ہتیا کا پاپ لادا۔ سری رامچندر، لکشمن اور جانکی جی کو بن بھیجکر پتر ہتیا سر پر لی۔ اب میری ہتیا باقی ہے وہ جس وقت جان دیدونگا تب تمہیں معلوم ہوگی۔ آہ! تم نے ماتا کوشلیا اور سمترا کی بیقراری کس طرح دیکھی گئی وہ جان دیدینگی تو خون تمہارے ہی سر ہوگا۔ افسوس نہ معلوم پتا جی کو کیا خبط ہوگیا تھا کہ تمہارے ساتھ شادی کی۔ اگر وہ جانتے کہ تم اکشواکو بنس کا ناش کروگی تو کبھی تمہاری طرف نظر بھی نہ اُٹھاتے۔ میرے سارے کنبے کو تباہ و برباد کر کے مجھ سے میٹھی میٹھی باتیں کرتے شرم نہیں آتی تم سے منہ کیونکر دکھایا جاتا ہے۔ پتا جی مر جائیں اور تم زندہ بیٹھی رہو۔ تعجب ہے ایسے صدموں سے بھی تمہارے چہرے پر ذرا میل نہ ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ تمہارا سا پتھر کا کلیجہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ہائے ماتا تمہارا خون بالکل سفید ہوگیا۔ ذرا بھی محبت چھو نہیں گئی۔ پتا کو مار ڈالا۔ بھائیوں کو گھر سے نکالا۔ بھاوج کی یہ دُردشا کی۔ دوسری ماتاؤں کی زندگی کو موت سے بدتر کردیا۔ اس سے بڑھکر اور کوئی پاپ کیا ہو سکتا ہے۔ تم یہ سمجھتی ہوگی کہ بھرت راج کریگا منہ دھو رکھو۔ بھرت تو رامچندر کا خدمتگار ہے۔ وہ یا تو تمہارے سامنے ہی جان نکال کے تمہیں دوسروں کے دل دکھانے کا مزہ چکھائیگا۔ یا سری رامچندر جی کے قدموں میں رہیگا۔ کیا تم سری رامچندر جی کو پیار کرتی تھیں۔ ڈر ہے کہ کہیں رامچندر ناراض نہ ہوں ورنہ پتا جی کے پاس تمہیں بھی بھیج کر دم لیتا۔ ماتا جی ہائے تم عقل کہاں کھو بیٹھیں۔ تمہاری

سمجھ پر کیا پتھر پڑ گئے۔ راج کا مستحق بڑا بیٹا ہوتا ہے یا اور کوئی۔ تمہارے میکے میں کیا رواج نہیں؟ تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم نے ناحق رنگ میں بھنگ کر کے پاپ مول لیا اور ہمیشہ کے لئے روسیاہی منظور کی۔ جب تک دُنیا رہیگی ہر ایک یہی کہیگا کہ کیکئی نے بدذاتی سے اکشواک بنس کو تباہ کر ڈالا۔ مَیں ایسے ادھرم کی سلطنت پر تف بھی نہیں کرونگا۔ تمہاری پکائی کھچڑی تم کو مبارک۔ یہاں راج پاٹ کے بھوکے نہیں۔ تو سہی کہ تم سر پر ہاتھ رکھ کر روؤ اور مَیں راج پاٹ پر لات مار کر رامچندر جی کی خدمتگزاری صحرا نوردی کی مصیبتوں کو آشائش پر ترجیح دوں۔ واہ ماتا جی خوب میرے ساتھ سلوک کیا۔ اس سلوک کا معاوضہ اُسی وقت ملیگا جب مَیں بھی اجودھیا سے چلا کھڑا ہونگا۔ پھر آپ کو اختیار ہے کہ خوب چین سے خود ہی راج کرو۔ تم نے تو امرت کے دھوکے میں مجھے زہر دیدیا۔ اب میری زندگی کی خیر نہیں۔ یہ کہکر بھرت جی پھر بیٹھ کر زمین پر گر پڑے اور زور زور سے ہے پتا۔ ہے رام۔ ہے جانکی۔ ہے لکشمن کہہ کہہ کر رونے لگے۔ سُننے والوں کا کلیجہ پھٹتا مگر کیکئی کہتی تھی کہ

بیٹا آنسو پونچھو۔ اُٹھو۔ دنیا گھر بار سنبھالو۔ ہم تمہارے عوض بہت رو دھو چکی ہیں۔ تم اپنا کنول سا کلیجہ کیوں کملائے ڈالتے ہو +

سرگ ۷۴

بھرت جی کی کیکئی رانی کو لعنت ملامت

سری رامچندر جی کو منانے کا ارادہ

بھرت جی کا جوش غضب روکے نہ رُکتا تھا وہ کہنے لگے +

بس بھلا چاہتی ہو تو تم بھی بن کا راستہ لو۔ تم کو میری قسم ہے کہ میرے مرنے پر ایک آنسو نہ بہانا۔ اگر یہ کہو کہ کیونکر بن میں جاؤں۔ کوئی خطا۔ تو بتاؤ رامچندر جی ہی نے تمہارا کب کھیت اُجاڑا تھا۔ تم نے جو ستیاناسیں کی ہیں اُن کا پاپ مجھے بھوگنا پڑیگا اس سے بہتر ہے کہ اپنی جان دے کر تم سے پیچھا چھڑا لوں۔ جبتک مَیں جیتا

رہونگا لوگ اُنگلیاں اُٹھائینگے کہ اُسی دُشٹ کیکئی کا بیٹا ہے جس نے ایسے ایسے ادھرم کئے ہیں۔ مجھے تو تم نے کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں رکھا۔ سری رامچندر جی کے پاس جاؤں تو اُن کا دل فوراً بول اُٹھیگا کہ لو۔ روسیاہ کیکئی کا بیٹا آ گیا۔ مرجاؤں تو بھی سب کے سامنے سر نیچا رہیگا۔ سُرگ میں پتاجی کے دل کو تمہارا خیال میری طرف سے پھیر یگا۔ نرک میں لوگ تالیاں بجائینگے۔ لو کیکئی کے صاحبزادے تشریف لاتے ہیں۔ یہی دھرماتما مہاراجہ دسرتھ کے بیٹے اور اکشواکو بنس کے کلنک ہیں۔ شاستر میں پانچ قسم کے سخت گناہوں کی تشریح ہے:۔

برہم ہتیا۔ سونے کی چوری۔ شراب نوشی۔ گورو کی عورت سے ناجائز تعلق۔ ان افعال قبیحہ کے عادی لوگوں کی صحبت ؏

آج تک مَیں نے تمہارے ساتھ نہیں کھایا پیا۔ ایشور کا ہزار ہزار شکر مگر دنیا کے منہ پر کون ہاتھ رکھ سکتا ہے۔ یہ لوگ تو یہی سمجھینگے کہ کیکئی کے دودھ کی تاثیر تو کہیں نہیں جا سکتی۔ اور اس کا الزام مجھ پر آئیگا۔ بن میں منہ کالا کر کے جاتا ہوں تو تمام رشی منی دھر کائینگے کہ کس ماتا کے پیٹ سے جنم لیا۔ ماتاجی بس آج سے نہ تم ہماری ماتا نہ مَیں تمہارا بیٹا۔ نہ مجھے راج سے واسطہ نہ اجودھیا سے غرض تم نے کوشلیا اور سمترا ایسی ماتاؤں کی زندگی حرام کی۔ یہ دشمنی تو کوئی لاگن ناگن بھی نہیں کرتی۔ ہمارے نانا کیسے دھرماتما اُن کا نام بدنام کیا۔ سارے خاندان کی ناک کٹوا دالی اگر تمہارے جسم میں اُن کا خون ہوتا تو کبھی ادھرم نہ کرتیں۔ اگر پتاجی بیٹھے ہوتے سری رامچندر جی تشریف رکھتے تو مَیں بے تکلف اُسی وقت سر اُڑاتا۔ کچھ پروا نہ کرتا کہ بے سعادتی کا دھبہ لگے گا۔ لوگ ایک پاپ سے کانپتے ہیں مگر اتنے پاپ کرنے پر تمہارے دل پر ذرا بھی میل نہیں ایسی سختی تو پتھر میں بھی آج تک نہ دیکھی نہ سُنی +

بیٹے کے قالب کو باپ کا اصلی مادہ خون صرف پیشاب ہی سے حاصل ہوتا ہے مگر ماں کی رگ رگ کا خون اُس کے جسم میں پیوست ہوتا ہے۔ اسی لئے ماں کو باپ سے زیادہ بیٹا عزیز ہوتا ہے۔ چنانچہ مہاتماؤں نے اس معاملہ میں ایک نظیر دی ہے جو حسب ذیل ہے:۔

دو بیل ہل میں جُتے ہوئے تھے۔ ایک بڑا دوسرا چھوٹا۔ جوڑی برابر کی نہ تھی

اس لئے دونو کو تکلیف کا سامنا تھا۔ مگر جوتنے والے کو اپنے مطلب سے مطلب وہ دونو کو دو پہر تک جوتے رہا اور وہ غریب مارے خوف کے ہل چلایا کئے۔ سُربھی گائے نے یہ کیفیت دیکھی تو بیساختہ آنسو نکل آئے۔ جس وقت وہ رو رہی تھی اندر کا اُسی وقت اُدھر سے گزر ہوا۔ اتفاق کی بات کہ ایک دو آنسو کے قطرے ٹپک کر اندر پر گر پڑے۔ اندر نے نظر اُٹھائی تو سُربھی کو روتے پایا اندر ہاتھ جوڑے ہوئے سامنے آئے اور پوچھا کہ

کیوں خیر تو ہے رونے کا سبب۔ تم ایسی متبرک و مقدس کو دنیا عزت کرتی ہے۔ تمہارا گھی نہ ہو تو یگیہ وغیرہ کوئی اچھے کام نہ ہو سکیں۔ تمہیں دیکھ کر دیوتاؤں کا دل خوش ہوتا ہے۔ پھر تکلیف کی وجہ +

سُربھی۔ دو بیٹوں کے رنج سے دُکھی ہوں۔ ایک چھوٹا ہے ایک بڑا دونو ہل میں دو پہر تک سختی سے جوتے جاتے ہیں۔ بیچاروں کو جو تکلیف ہوتی ہے دیکھی نہیں جاتی۔ سب پاپیوں کو سورج کی کرن سوا ہا کرتی ہے مگر یہ پاپ سورج کی کرن کو بھی پھونک ڈالتا ہے۔ جوتنے والے کو غریبوں کی جان پر مطلق رحم نہیں آتا۔ میرے دونو بیٹے قصائی کے کھونٹے میں بندھے ہیں +

راجہ اندر کو اس بات سے سخت غصہ آیا۔ اُنہوں نے بددعا دی کہ جو شخص گئو اور بیل کو اس بیدردی سے تکلیف دیگا۔ اُس کو کبھی آسائش نہ ملیگی۔ ہاتھ ہر وقت تنگ رہیگا +

اے ماتا کیکئی! سُربھی کے بیشمار بیٹے تھے ایک دو کو تکلیف بھی ہوتی تو کیا تھا مگر نہیں دیکھئے راجہ اندر نے کیسا غصہ ظاہر کیا۔ ہماری ماتا کوشلیا کے صرف ایک سری رامچندر کلیجے کے ٹکڑے تھے اُن کو کلیجے سے جدا نظروں سے دور کر دیا اس سے بڑھ کر اور پاپ کیا ہوگا۔ اور اُس پاپ سے تمہاری گلو خلاصی کیونکر ہوگی۔ تم میری ماتا ہو اس لئے مَیں تمہارے پاپ دور کرنے کے لئے یہ تدبیر مناسب سمجھتا ہوں کہ رامچندر جی کو خود جا کر منا لاؤں۔ وہ راج کریں اور مَیں اُن کے عوض بن باس اس سے تمہاری بات بھی رہتی ہے اور پتاجی کی بھی۔ مگر مَیں خود راج کبھی نہ کرونگا۔ تم چاہو کہ راج پاٹ سکھ لوٹو یہ میرے جیتے جی ممکن نہیں۔ ماتا جی میری رائے تو یہ ہے کہ کچھ کھا کے سو

رہیں۔ اسی میں تمہارا فائدہ ہے دیکھو شاستر کہتا ہے کہ بڑے بھاری پاپ کرنیوالے کی نجات اُسی حالت میں ممکن ہے۔ جب وہ آگ میں جل جاوے یا گلے میں پھانسی لگاوے تم تو اس طرح عذاب سے چھوٹ سکتی ہو۔ مگر میں کیونکر جان بچاؤں میری نجات تو تب ہی ممکن ہے جب میں سری رامچندر جی کو یہاں لاکر اُن کی خدمتگزاری کا اعزاز حاصل کروں +

بھرت جی اس وقت اُس ہاتھی کی طرح بیقرار اور بدحواس تھے جس پر ہزاروں آنکس پڑ رہے ہوں۔ اُن کا غصہ چوٹ کھائے ناگ سے کہیں زیادہ تھا۔ اُن کی گرم آہوں سے چنگاریاں سی نکلتی معلوم ہوتی تھیں۔ کلیجہ سلگ رہا تھا۔ آنکھیں بیربہوٹی کی طرح لال۔ ہاتھ پاؤں میں جان نہ تھی۔ گرے اُٹھے بیٹھے اور پھر گرے۔ لاغری کی یہ حالت تھی کہ جسم کے زیور سنبھالے نہ سنبھلتے تھے۔ اگر ادھر گرا تو اُدھر جوشن +

سرگ ۷۵

بھرت کی بیقراری۔ کوشلیا اور بھرت کی درد انگیز گفتگو۔ رامچندر کو منانے کا مصمم ارادہ

بھرت جی دیر تک زمین پر پڑے رہے گو غشی کی حالت نہ تھی مگر در و دیوار کاٹتے معلوم ہوتے تھے۔ کیکئی ناگن محسوس ہوتی تھی کسی طرح دیکھا نہ جاتا تھا ایک دفعہ آنکھ کھولی تو سامنے کیکئی کو پایا۔ اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ بھرت کو آنکھیں کھولے دیکھ کر بولی :-

پیارے میں نے تمہارے لئے راج پاٹ کا سیہنا کیا اور تم مجھ سے ناراض معلوم ہوتے ہو۔ نیکی برباد گناہ لازم۔ جو ہو گیا ہو گیا۔ گئی گزری باتوں کا خیال ہی کیا۔ بھلا لیا گیا سکھائے۔ اب کا لیا دیکھو آئے۔ اُٹھو ہاتھ منہ دھلا دوں۔ تمہیں دیکھنے سے ذرا پچھلے دکھ بھولے تھے۔ کلیجے میں ٹھنڈک پڑ گئی تھی۔ مجھے کیا خیال تھا کہ نیکی کا بدلہ بدی ہوگا۔ میں کیا جانتی تھی کہ ننہال میں رہنے سے تم میری محبت چھوڑ دوگے میں تو ماتا سے بے چین۔ اور آپ کو کچھ پرواہ ہی نہیں کہ ماں کے

دل پر کیا صدمہ ہے +

کیکئی ابھی اور کچھ کہنے کو تھی کہ بھرت جی کی آمد آمد سُنکر وزرائے دولت و خیر خواہ سلطنت قدمبوسی کو حاضر ہوئے - کیکئی نے سب کو رنواس میں بلا لیا اور کہا ذرا آپ لوگ سمجھائیے - بھرت جی میرے سمجھانے سے کچھ نہیں سمجھتے +

بھرت جی کی آگ بھڑک اُٹھی بولے :-

او دشمنِ خاندان تُو ماں ہے تو کیا ہُوا - تجھ کو بُرا کہنا سُننا گو بے سعادتی اور گستاخی میں داخل ہو مگر میں تجھے ماں نہیں سمجھتا تُو اپنے کو میری ماں نہ سمجھ میری ماں اگر ڈائن بھی ہوتی تو تجھ سے اچھی تھی - راج تجھ کو مبارک - یہاں تو ٹھنی ہوئی ہے کہ سری رامچندر کے قدموں کو دیکھ کر جیئینگے - آہ - جس نے سری رامچندر - ماتا جانکی - بھائی لکشمن کو چودہ برس کا بن باس دے کر حد درجہ کی بیہ ردی و بیرحمی کا ثبوت دیا - جس نے اپنے خاوند کی زندگی و موت کی پرواہ نہ کی ایسی ماتا کو ماتا کہنا بھرت کو قبول نہیں - ہماری ماتا کوشلیا جی و سمترا جی ہیں - تُو رامچندر جی کو غیر سمجھی تو بس مجھے بھی تجھ سے کچھ تعلق نہیں +

یہ کہکر بھرت جی - ہائے بھائی رامچندر - ہائے ماتا جانکی - ہائے پیارے لکشمن ہائے پتا جی کہہ کہہ کر اس زور سے رونے لگے کہ دور دور تک گریہ وزاری کی آواز پہنچی کوشلیا جی اس دردناک آواز سے چونک پڑیں - سمترا جی سے بولیں + ہو نہو بھرت آ گئے مجھے تو انہیں کی سی آواز معلوم ہوتی ہے - چلو ذرا صورت تو دیکھ لوں +

کوشلیا جی بالکل کمزور ہو گئی تھیں - ہاتھ پاؤں کام نہ دیتے تھے مگر جوشِ محبت میں اُٹھیں - لونڈیوں نے ہاتھ پکڑ لیا - وہ اُسی طرف روانہ ہوئیں جدھر سے رونے کی آواز آئی تھی - اُدھر بھرت جی کو تو کیکئی سے ایسی نفرت ہوئی کہ اب اُن کا دل نہ چاہا کہ وہاں ٹھیریں - ماتا کوشلیا و سمترا کے درشنوں کا خیال انہیں وہاں سے لے چلا - سترگہن بھی آنسو بہاتے ہوئے ساتھ ہوئے دیکھا کہ کوشلیا آ رہی ہیں - آنکھیں اشکبار - دل بیقرار جسم زار - نہ آرائش نہ سنگار - دونوں کے دونوں دور ہی سے صورت دیکھکر پچھاڑ کھاتے ہوئے زمین پر گر پڑے - کوشلیا جی سے بھی نہ دیکھا گیا - اُن کو فوراً غش آ گیا تھوڑی دیر میں ہوش آیا

کوشلیا نے بھرت وستر ہن کو گود میں بٹھالیا - آنچل سے آنسو پونچھے اور بھرت سے کہا کہ بیٹا تمہاری ماتا کیکئی کا کچھ قصور نہیں - اُنہوں نے تمہیں راج دلوایا میری نظر میں تم اور رامچندر ایک ہو - ایشور گواہ ہے کہ مجھے تمہارے راج سے ویسی ہی خوشی ہے جیسی رامچندر کے راج سے ہوتی - مگر ہاں کچھ خیال ہے تو یہ کہ کیکئی جی نے رامچندر کے ساتھ بڑی بدسلوکی کی - اُن کو بڑی بے عزتی سے جلاوطن کیا - وہ مجھ سے اب بھی ناراض ہیں - صرف سمترا جی کے سبب سے میرا دل بہلتا ہے - وہ میری بڑی خدمت کرتی ہیں میں ہدایت کرتی ہوں کہ کبھی کوئی بات اپنی ماتا کیکئی کے خلاف نہ کرنا - جو وہ کہیں وہی کرنا تمہارا فرض ہے مگر میرا کہنا اتنا ماننا ہوگا کہ رامچندر کو یہاں واپس لاؤ - تمہارے پتا کی بدولت تمہارے راج میں مجھے کس بات کی کمی ہے - دولت - ثروت - ہاتھی - گھوڑے ہر طرح کے عیش و آرام سب موجود ہیں مگر رامچندر کے بغیر کچھ بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا - میرے ہاتھ پاؤں جواب دے گئے - بدن میں سکت نہیں صدموں نے مار ڈالا - کسی کام کا نہ رکھا - اس سے تمہیں تکلیف دیتی ہوں - اگر ہلا دلا جاتا تو گرتی پڑتی اُٹھتی بیٹھتی جس طرح ممکن ہوتا رامچندر کے پاس پہنچتی یوں دکھ نہ سہتی +

بھرت جی بیقرار ہو کر کوشلیا جی کے قدموں سے لپٹ گئے اور روتے ہوئے بولے - ماتا جی میں بے قصور ہوں آپ کی باتوں سے میرا دل ٹکڑے اُڑا جاتا ہے رحم کیجئے - اگر میری موجودگی میں سری رامچندر جی جنگل کا رُخ کرنے پاتے تو مجھ پر گئوہتیا سے زیادہ پاپ ہوتا - اگر مجھے خبر بھی ہوتی کہ کیکئی ماتا یہ ادھرم کرنے والی ہیں تو میں اُسی وقت جان دے دیتا اگر اس میں ذرا بھی فرق ہوتا تو جو پاپ وید شاستر کی خلاف ورزی - مالک کی نافرمانی کرنے کوئی سنکلپ کر کے پھر دان نہ دینے رن میں پیٹھ دکھانے میدان جنگ میں مرتے ہوئے کو مارنے - پنڈتوں اور سادھوؤں کے دھرم اُپدیش نہ ماننے - دیوتا اور رشی کو نہ پوجنے - گورو کی تعمیل ارشاد سے جی چُرانے - دوستی کی آڑ میں دشمنی کرنے - عیال و اطفال کی پرورش سے متنفر ہونے اظہار خواہش کے وقت عورت سے کنارہ کشی کرنے - اپاہجوں اور بیواؤں کی دلآزاری کرنے - مردے کی کھوپری لیکر بھیک مانگنے - شراب پینے - صبح کے وقت عیاشی

میں مشغول رہنے۔ فضول روپیہ برباد کرنے۔ کسی کے مکان میں آگ لگانے گرو کی استری سے صحبت کرنے۔ شام سے سونے۔ دھرم کو چھوڑنے۔ جھوٹا وعدہ کرتے جھوٹ بولنے۔ ادھرم پھیلانے۔ نیک کام میں خلل انداز ہوتے۔ بچھڑے کو گائے کے دودھ سے محروم رکھنے۔ پرائی عورت سے ہمبستر ہونے۔ رنگا سیار بنکر ڈھنگ بدیا کرتے۔ پیاسے کو پانی نہ پینے دینے۔ بیشنو اور اچاری سے ادھرم ہو جانے والے کو ہوتا ہے اس سے ننو گنے پاپ کا ہار گنے پھل مجھے ملے۔ اگر میں چاہتا بھی ہوں کہ سری رامچندر کو تخت حکومت نہ ملے یا وہ بن میں قیام کریں۔ ماتا جی آپ مجھے معاف کریں۔ سارا قصور ماتا کیکئی کا ہے۔ نہ ایسی ڈائن گھر میں ہوتی نہ یہ پھولی پھلی پھلواڑی اُجڑتی ٭

کوشلیا جی یہ تقریر سنکر بھباب بھبک کر رونے لگیں۔ اُنہوں نے بھرت جی کو چھاتی سے لگا لیا اور بولیں :-

ہے میں نے اپنے پیارے بھرت کے نازک دل کو دکھایا۔ میں کیکئی سے زیادہ ظالم قرار پائی۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اسی وقت پران نکال دوں۔ پیارے بھرت جو کچھ میں نے کہا ہے وہ معاف کرو اور کسی طرح رامچندر جی کو لوٹا لاؤ میں تمہاری ماں سے لونڈی ہو جاؤنگی ٭

بھرت جی نے قدم پکڑ لئے اور کہا

ماتا جی کیوں کانٹوں میں گھسیٹتی ہیں۔ بھرت سے یہ الفاظ سے نہیں جاتے ماتا اپنے بیٹے سے یوں باتیں کرے تو بیٹے کو اُسی وقت مرجانا چاہئیے۔ آپ بار بار اب کچھ نہ کہیں میں بن میں جاؤنگا۔ اور بھائی صاحب کو جس طرح بن سکیگا لاؤنگا۔ اگر بھرت کی زندگی میں آپ کو تکلیف ہوئی تو بھرت کی زندگی پر نفرت ٭

یہ کہتے ہی پھر بھرت جی بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ کوشلیا نے اٹھایا۔ اور کلیجے سے لگائے ہوئے بیٹھ گئیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آنچل جھلتی جاتی تھیں اور کہتی جاتی تھیں کہ

ارے بھرت آنکھ کھول تیری ماتا کوشلیا سے اب نہیں دیکھا جاتا۔ میں ایسے رنج و غم سے باز آئی۔ ہے میرے فرزندو اسے بچوں کو یہ دکھ او بے حیا زندگی کب پیچھا چھوڑیگی کچھ حد بھی ہے ٭

سرگ ۷۶

بھرت جی کی بیقراری بششٹ جی کی ہدایت سے کریاکرم

کوشلیاجی اور بھرت جی کو یہ رات پہاڑ ہوگئی۔ سویرا بڑی مشکل سے ہٹا۔ روتے روتے آنکھیں سوج گئیں پیٹتے چلاتے گلا بیٹھ گیا۔ صبح ہوتے ہی بششٹ جی تشریف لائے۔ اُنہوں نے ہاتھ منہ دھلایا اور کہا

بھرت! تم کیوں گھبراتے ہو۔ تمہاری نیکنامی کے ڈنکے بج رہے ہیں۔ جو ہے تمہارا یش گارہا ہے۔ تم پر کوئی حرف رکھ سکے کیا مجال قصور کیکیئی کا ہے۔ تم تو یہاں تھے بھی نہیں۔ دوسرے سب جانتے ہیں کہ تم جتنی کوشلیا دسمترا کی عزت کرتے ہو۔ اتنا کیکیئی کو نہیں مانتے۔ پھر اتنی پریشانی کیوں۔ اب طبیعت سنبھالو مہاراج کی لاش کے درشن کرو۔ وہ تمہارے دیکھنے کے لئے رکھی ہے۔ بہت دن ہوگئے۔ اب مٹی سنکار تھہ کردو ÷

بھرت جی فوراً اُٹھے۔ لاش کو دیکھا تو زردی چھا گئی تھی بششٹ جی سے پوچھا کہ سارے جسم پر زردی کیسی۔ جواب دیا کہ سرگ لوک میں جانے کی علامت ہے ÷

اب بھرت جی نے بمان تیار کرنے کا حکم دیا اور خود رونے لگے۔ زبان پر بین تھے ہائے پتاجی ہم لوگوں کو اکیلا چھوڑنا کیسا۔ نہ رامچندر نہ لکشمن نہ جانکی۔ اس حالت میں آپ کو کچھ نہ کچھ تو شفقت پدری کا خیال لازم تھا۔ آخر آپ مجھ کو کسے سونپ گئے۔ میں تو جانتا تھا کہ آپ کے نامۂ اعمال پر سیاہی کا دھبہ لگ گیا مگر نعش منہ سے بول رہی ہے کہ آپ سرگ کو تشریف لے گئے۔ بدن کا زرد ہونا میرے لئے اس امر کی غیبی شہادت ہوئی۔ آپ دھنیہ ہیں کہ اس حالت میں بھی آپ کو سرگ حاصل ہوا۔ مگر ہم لوگ بدنصیب ہیں کہ آپ کے سایہ الطاف سے محروم ہوگئے۔ کاش آپ ہم لوگوں کو بھی ساتھ لے چلتے۔ لیکن آپ نے جب جیتے جی ہم لوگوں کے دیکھنے کی خواہش نہ کی تو اب زیادہ کہنا فضول۔ مرتے وقت آپ نے ہم لوگوں کو بھلا دیا۔ ہمیں کیا خبر تھی کہ دنیا اُلٹ پلٹ ہوگی۔ ورنہ ہم نانہال کی طرف رُخ بھی نہ کرتے ÷

یہ کہکر بھرت جی نے زور زور سے رونا شروع کیا۔ اُن کا ایک ایک آنسو اُن کے دلی اضطراب کا مخبر تھا۔ بششٹ جی موجود تھے۔ اُنہوں نے بھرت جی کو گلے سے لگایا اور کہا کہ

اب مٹی سنسکار تھ کرنے کا وقت ہے۔ رونے دھونے کے لئے ساری عمر باقی ہے۔ اس لئے کریا کرم سے پہلے چھٹی کر لو۔ پھر رو پیٹ لینا +

بمان تیار تھا۔ راجہ دسرتھ کی لاش اس میں رکھی گئی۔ بھرت جی نے ہون کنڈ سے آگ لی۔ ملازم چندن اور دیودار کی لکڑی۔ گوگل۔ دھوپ۔ نئیلید وغیرہ لیکر ساتھ ہوئے۔ سچتے پر لاش جلائی گئی۔ گئودان اور سونے چاندی کے دان سے غریبوں غربا کو روپیہ پیسہ کی طرف سے بیفکری ہو گئی۔ لاش سرجو کے کنارے پر جل گئی خیرات بٹ چکی۔ تب بششٹ جی کی ہدایت کے موافق سب لوگ گھروں کو واپس ہوئے۔ دس دن تک ہر فرد بشر زمین پر سویا ان دنوں ایکادشی کرم ختم ہو گئے +

سرگ ۷۷

گرو بششٹ جی کی بھرت جی کو غم غلط کرنیکی فہمائش

ایکادشی کرم ہو جانے پر بارھویں دن بھرت جی نے خوب دان پُن کیا۔ زر۔ زیور۔ جواہر۔ نقد۔ جنس۔ پوشاک۔ لباس۔ گئو۔ بیل۔ لونڈی۔ غلام۔ برہمنوں کو نذر دئے تیرھویں روز راجہ دسرتھ کے صدمۂ فرقت میں رونا پیٹنا شروع کیا وہ کہتے تھے ہائے پتاجی! آپ بھی گئے۔ سری رامچندر کو بھی جدا کر دیا۔ کوشلیا ماتا کی زندگی سری رامچندر جی ہی کے سبب سے تھی۔ افسوس اب وہ کیسے جیئینگی۔ آپنے یہ بھی خیال کیا کہ آخر اب اُن کی زندگی کیونکر ہوگی۔ جس لاش کے جلانے پر زمین سرخ ہو جائے تو سمجھ لینا چاہئیے کہ مرنے والے کو سرگ نصیب ہو۔ زرد ہو تو مکت ہوئی اور سیاہ رنگ ہو تو جاننا چاہئیے کہ نرک میں جگہ ملی۔ راجہ دسرتھ جہاں جلے تھے وہاں کی لال لال زمین دیکھ کر بھرت کو حیرت ہوئی کہ مکت کے بدلے سرگ کیسا۔ اس فکر میں اُن کو سخت رنج ہوا۔ اُنہوں

نے رو رو کر راجہ دسرتھ کی نیکیاں گنانا شروع کیں۔ وہ دعا مانگنے لگے کہ زمین پھٹ جائے تو میں بھی سما جاؤں مگر یہ کمبخت بھی دشمن ہے۔ اس وقت رفاقت نہ کریگی خیر اسے بھی جانے دو۔ مرنا اختیاری ہے آگ تو جسم کو قبول کریگی +

بششٹ جی پاس آئے گلے سے لگایا اور کہا:۔

ہیں بھرت! تم سمجھدار ہو کے ایسے خیالات دل میں لاتے ہو۔ آج تیرھواں روز ہے۔ ماتم سے فراغت ہو گئی۔ کپڑے بدلو کریا دان کرو۔ رنج محنت تکلیف نقصان فائدہ موت۔ زندگی تو ہمیشہ انسان کے ساتھ ہیں۔ ان کی فکر ہی کیا۔ راجہ دسرتھ تو چل بسے اب اُن کا آنا معلوم۔ سنو! میں ایک روایت بیان کرتا ہوں +

بیاس جی کے ایک شاگرد کی عمر بارہ برس کی تھی۔ اس سن میں وہ تمام علوم وفنون میں اُستاد زمانہ ہو گیا۔ وید شاستر سب ازبر ہو گئے۔ کسی روز شاگرد نے دریافت کیا کہ مہاراج اور کوئی علم باقی رہ گیا ہو تو وہ بھی سکھا دیجئے۔ بیاس جی نے اس معاملے میں غور کیا تو معلوم ہُوا کہ آج سے تیسرے دن اس کی خیریت نہیں ضرور مر جائیگا۔ اُن کو سخت فکر پیدا ہوئی۔ اور شاگرد کے لئے جمراج کے پاس پہنچے۔ جمراج نے بڑے صدق عقیدت سے استقبال کیا اور پوچھا کہ "تکلیف کا باعث"

بیاس جی۔ یہ میرا شاگرد ہے اس کی زندگی قائم رہے۔ آپ مہربانی فرما دیں +

جمراج۔ میں آپ کی تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں۔ مگر کیا عرض کروں کہ میرا کچھ قابو نہیں۔ یہ معاملہ موت کے اختیار میں ہے +

بیاس جی یہاں سے اُٹھے۔ جمراج کو بھی ساتھ لئے ہوئے موت کے پاس پہنچے اور حرف مطلب زبان پر لائے۔ موت بولی کہ لوگ مجھے مفت بدنام کرتے ہیں میں کسی کی جان نہیں لیتی۔ یہ کام پراربدھ کا ہے آئیے میں آپ کو اُسکے پاس پہنچادوں + سب کے سب پراربدھ کے پاس گئے۔ اور وہی بات چھیڑی۔ یہ لوگ تو آگے بڑھ گئے۔ یہاں چوکھٹ کی ٹھوکر سے شاگرد کا خاتمہ ہو گیا۔ پراربدھ نے بیاس جی سے کہا:۔

آپ نے کس کی سفارش کرنے کے لئے تکلیف گوارا کی ہے +

بیاس جی- اپنے شاگرد رشید کی زندگی چاہتا ہوں +

پرار بدھ - افسوس کہ آپ نے آنے میں دیر کردی پہلے معلوم ہوتا تو کچھ انتظام کردیا جاتا- اب افسوس آپ اُس وقت تشریف لائے- جب آپ کے شاگرد کا کام تمام ہوچکا +

یہ سنتے ہی بیاس جی کے ہوش اُڑ گئے- جیوں ہی پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں- رو پڑے- ہائے شاگرد- ساتھ ہی سخت غصہ آیا آنکھیں لال ہوگئیں اور بولے کہ

او پرار بدھ- خبردار سنبھل- اگر پرار بدھ نہیں ٹل سکتی تو میری بددعا کے مٹانے والا بھی تین لوک میں کوئی نہیں +

پرار بدھ- آپ کی تابع احکام ہوں- آپ جو کچھ فرمائیں بہت صحیح- مگر ذرا غور فرمائیے آپ کے شاگرد کی موت تیسرے ہی دن تھی یا نہیں- کہئے- ہاں پھر آپ پہلے سے کیوں نہ تشریف لائے- اس کے علاوہ دیکھئے یہ کتاب پھر چاہے بددعا دیجئے یا معافی +

پرار بدھ نے کتاب سامنے رکھ دی اُس میں درج تھا کہ شاگرد کی موت اُسی مقام پر ہے جہاں اُس کا چولا چھوٹا +

اب تو بیاس جی قائل ہوئے- پرار بدھ نے کہا:-

مہاراج اس کی موت خود یہاں اس بہانے سے لائی- اس میں کسی کا کیا قصور +

بیاس جی بہت پچھتائے اور کہنے لگے کہ

غلطی میری ہی تھی- اگر میں یہاں نہ لاتا تو میرے عزیز شاگرد کی جان نہ جاتی- یہ روایت بیان فرما کر بششٹ جی نے فرمایا کہ

بھرت جی پرار بدھ سے کسی کا بس نہیں- شدنی سے کسی کا چارہ نہیں اب صبر کرو + رنج وغم بھلاؤ اور باتوں میں دل بہلاؤ- بہت ماتم ہوچکا- آپکو ہلکان کرنے سے کچھ حاصل نہیں +

سرگ ۷۸

سری سترگھن جی کا منتھرا پر عتاب

بشششٹ جی کی فہمائش بھرت جی کے دل پر اثر پذیر ہوئی - وہ گھر میں چلے آئے اور اس فکر میں ہوئے کہ کیونکر جلدی سے پہنچوں اور سری رامچندر جی کو واپس لاؤں - اتنے ہی میں سترہن جی نے کہا کہ

بھائی صاحب! سری رامچندر جی کے نام سے ہر خاص و عام کی مقصد براری ہوتی ہے - پھر ہم تو اُن کے چھوٹے بھائی ہی ہیں - ہماری کامیابی میں کیا شک ممکن نہیں کہ وہ ہماری گذارش قبول نہ فرمائیں مجھے بڑی حیرت ہے، کہ سری رامچندر جی نے بن باس کیونکر منظور کیا - شاستر میں ہدایت ہے، کہ انسان کبھی عورت کی زبان پر عمل نہ کرے - راجہ دسرتھ ماتا کیکئی کے کہنے میں آ گئے - اُنہوں نے سخت غلطی کی - سری رامچندر جی نے بھی شاستر کا قول پیش نظر نہ رکھا - اور تو اور لکشمن جی کو کیا ہو گیا وہ بھی چپ لگائے رہے - اور کچھ منہ سے نہ بولے - لازم تو یہ تھا کہ راجہ دسرتھ کو سزا دی جاتی کہ پرن کا مزہ معلوم ہوتا ؛

سترہن جی کی تیوریاں چڑھی ہوئی تھیں - بھوؤں پر بل پڑے ہوئے تھے ابھی تقریر ختم نہ ہوئی تھی کہ منتھرا سامنے سے گزری - منتھرا اس وقت معمولی منتھرا نہ تھی - سر سے پاؤں تک جواہرات میں غرق - پوشاک و لباس نہایت نفیس سولوں سنگار فوراً علےٰ نور وہ بے تکلف بڑھنے لگی تو پاسبانوں نے دوڑ کر پکڑ لیا اور کہا کہ کہاں بے پوچھے گچھے جاتی ہے - جبتک حکم نہ ہو گا نہ جانے پائیگی ؛

منتھرا کے دماغ عرش پر تھے وہ کسی کو نظر میں کب لانے والی تھی - اُس نے دو چار او کھیاں سُنا کر آنچل چھڑانا چاہا - مگر وہاں کون سُنتا تھا - وہ کہتی تھی کہ میں اُنہیں گودیوں کے کھلائے مہاراجہ بھرت پر نچھاور ہوتے جاتی ہوں - دربان کہتے تھے کہ جا بیٹھ تیرا منہ بھرت جی کو نہ دیکھنے دینگے تو وہ بدذات ہے، جس نے سری رامچندر جی سیتا جی - اور سری لکشمن جی کو گھر سے نکلوایا - ہمارے مہاراج تیری ہی لگائی بجھائی کی بدولت ہمارے سر سے اُٹھ گئے - منتھرا اس وقت اکیلی نہ تھی اور خواصیں بھی بنی ٹھنی ہمراہ تھیں - جونہیں پاسبانوں نے اُسے پکڑا اور سب نو دو گیارہ ہو گئیں یہ اکیلی چلاتی رہ گئی - پاسبانوں نے نہ چلانے کی پرواہ کی نہ ہائے واویلا کی - اُس نے سخت زبانی کی تو سر ہو گئے - اچھی طرح اک چپتی پڑ گئی ؛

ستر ہن جی کو جس وقت معلوم ہؤا کہ سارا بس اسی کا بویا ہؤا ہے۔ غصے سے اُٹھے اور چونڈا پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے بھرت جی کے پاس لائے۔ سارا سنگار بگڑ گیا زیور و لباس کی مٹی پلید ہو گئی +

کیکئی سے رہا نہ گیا یہ چھڑانے کے لئے دوڑی۔ مگر ستر ہن نے ایسی ڈانٹ بتائی کہ دم فنا ہو گیا۔ ڈر گئی کہ کہیں منتھرا کی سی درگت میری بھی نہ ہو جائے وہ ڈر کے مارے بھرت جی کی دہائی دینے لگی۔ بھرت جی نے ستر ہن سے کہا:۔

بھائی مرد عورت پر ہاتھ نہیں چلاتے چھوڑ دو کمبخت کو۔ کیا کہوں شاستر میں ممانعت ہے ورنہ منتھرا کیا میں ماتا کیکئی کا بھی سر اُڑائے بغیر نہ رہتا۔ سری رامچندر جی کے خلاف مزاج ہم لوگ کوئی بات کریں تو کب مناسب ہے۔ منتھرا کو سزا ضرور دو یہ کمبخت اسی قابل ہے مگر مرے کو مارنا ہی کیا۔ یہ اس وقت ہی مردے سے بدتر ہو گئی۔ دوسرے جب سری رامچندر ہی طرح دے گئے تو ہمیں اُنہیں کی پیروی کرنا لازم ہے۔ بھرت جی کی تقریر نے ستر ہن جی کا غصہ فرو کیا۔ اُنہوں نے منتھرا کو چھوڑ دیا۔ اُس کی جان بچی تو اُٹھ کر بھاگی۔ کیکئی کے منہ میں دانت کہاں تھے کہ کچھ بول سکتی۔ ہاں چپکے چپکے کچھ کان میں کہدیا جس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ

لڑکے ہیں کمسن ہیں ان کے کہنے سُننے کا بُرا ماننا ہی کیا +

سرگ ۷۹

بھرت جی کا سری رامچندر جی کی خدمت میں جانیکا عزم

راجہ دسرتھ کی کریا کرم کو چودہ روز گزرے وزرائے سلطنت و ارکان دولت نے بھرت جی کی قدمبوسی کا شرف حاصل کر کے گذارش کی کہ

راجہ دسرتھ اب نہیں تخت سلطنت خالی ہے۔ اُنہوں نے سری رامچندر جی کو بن باس دیا۔ اور آپ کو راج دیا۔ اب آپ اہل اجودھیا کو سایۂ عاطفت میں لیجئے بے فرمانروا کا ملک بے باغبان کا باغ ہوتا ہے جو خاوند کے بغیر عورت کی حالت ہوتی ہے

اس سے بدتر اُس راج کی جس کا کوئی راجہ نہ ہو +

بھرت جی نے جواب دیا کہ

مَیں پہلے ہی تخت وتاج کو تلانجلی دے چکا ہوں مجھے راج پاٹ سے کیا کام
مَیں بڑے بھائی کا حق چھین کر دین و دنیا میں روسیاہ ہونا نہیں چاہتا۔ اس راج
کے مالک سری رامچندر ہیں۔ اُن کو مَیں جس طرح بنے گا لاؤنگا وہ سب کے راجہ ہونگے
مَیں یا تو اُن کی غلامی میں رہونگا۔ یا اُن کے عوض چودہ برس بن باس میں رہ کر ماتا
کیکئی کے تمام منصوبے توڑونگا۔ آپ لوگ میرے راج کی فکر نہ کریں۔ بلکہ تمام
راجگدی کے سامان بن میں پہنچائیں۔ فوج کو بھی حکم ہو کہ ہمراہی کو تیار ہو معمار
اور بیلدار راستے کی صفائی کے لئے مقرر کئے جائیں۔ آج ہی سب انتظام ہو
جانے۔ ہتھیلی پر سرسوں نہ جمی تو سخت عتاب ہوگا۔ منادی کردی جائے کہ جنگل
ہی میں سری رامچندر جی کی راجگدی کا جشن ہوگا +

سرگ ۸۰

تیاری سفر

بھرت جی کے حکم کی دیر تھی۔ ہزار ہا بڑھئی معمار بیلدار جُٹ گئے۔ راستے صاف
ہوئے چڑھاؤ اتار برابر کیا گیا۔ کہیں درخت چھانٹے گئے کہیں جھاڑیاں صاف کی گئیں
ندیوں پر پُل باندھے گئے۔ گہرائیاں مٹی سے پاٹی گئیں۔ اندارے اور تالاب تیار کرد ئے
گئے۔ جابجا منزلیں اور نشستگاہیں بنائی گئیں۔ چبوترے تعمیر ہوئے درختوں اور
دیواروں پر جھنڈیاں نصب کی گئیں۔ سڑک صاف ستھری ہوگئی۔ اور بھرت
جی اُس ساعت نیک کے منتظر ہوئے جو روانگی کے لئے مقرر ہوئی تھی +

سرگ ۸۱

بھرت جی کی راجہ دسرتھ کے دربار میں رونق افروزی

نور کا تڑکا ہے بھرت جی آرامگاہ میں محو استراحت ہیں۔ بیداری کا وقت ہے
در و دیوار پر یکایک نوبت و روشن چوکی بجنے لگی۔ برہمن اور بھاٹ بڑی سُریلی آواز سے
وید منتر پڑھنے اور جس گانے لگے۔ بھرت جی کی آنکھ کھلی اور بولے کہ

کوئی خوشی کا موقعہ ہے۔ فوراً باجے بند ہوں۔ برہمنوں اور بھاٹوں کو حکم
ہُوا کہ خاموش رہیں۔ فضول دماغ نہ اڑائیں +

یہ فرما کر سترگھن جی سے فرمایا کہ دیکھو ان سب کی عقل کو کیا ہو گیا ہے کہاں
تو پتاجی کا ماتم۔ کہاں سری رامچندر جی کی مفارقت کا صدمہ۔ کہاں یہ ساز عشرت
بیوقوف اتنا نہیں سمجھتے کہ ہم لوگوں کا دل اور دکھتا ہے۔ یہ کہتے ہوئے آرامگاہ
سے نکلے۔ سب کو چشم غضب سے تنبیہ کی اور سیدھے وہاں گئے جہاں راجہ دسرتھ کا
سنگھاسن اُن کی جدائی میں اظہار ماتم کر رہا تھا۔ اس وقت تمام ارکان دولت
ڈنڈوت کو حاضر تھے۔ سب رانیاں روتی ہوئی بھرت جی کے استقبال کو اُٹھ کھڑی
ہوئیں۔ بششٹ جی نے اشارہ کیا کہ سنگھاسن کے قریب طلائی کرسی پر تشریف
رکھیں۔ بھرت جی نے اُن کے اشارے پر کچھ التفات نہ کیا اور کُشا آسن پر
بیٹھ گئے۔ ہر طرف سے جے بھرت جے بھرت کی آواز آنے لگی +

سرگ ۸۲

سری رامچندر جی کے لانے کی غرض سے بھرت جی کی روانگی

جب دربار لگ گیا تو بششٹ جی نے فرمایا :-

سری بھرت جی! راجہ دسرتھ آپ کے پتا دنیوی عیش و عشرت سے سیر ہو کر آپ کو راج
پاٹ سونپ گئے۔ آپ کا راج لکشمی کا گھر ہے اس کو سُرگ سے مثال دینا مبالغہ
نہیں۔ ایسا راج آپ ہی ایسے دھرماتماؤں کے لائق ہے۔ آفرین ہے سری رامچندر
جی کو جنہوں نے اپنی سعادتمندی سے اپنے پتاجی کے ارشاد کی تعمیل کی اور راہ
وفاداری میں بے تکلف قدم زن ہوئے۔ آپ بھی سری رامچندر جی کے لائق بھائی ہیں
اور راجہ دسرتھ کے اطاعتگذار فرزند ہیں جس طرح سری رامچندر جی نے مہاراج

کا حکم مانا۔ اُسی طرح آپ پر بھی تعمیل ارشاد فرض ہے۔ آپ کو مہاراج ہی کا حکم نہیں بلکہ سری رامچندر جی کا بھی ارشاد ہے کہ تخت سلطنت کو جلوس میمنت مانوس سے رونق دیں۔ رانی کیکئی کی مرضی سب پر طرہ۔ گویا آپکے لئے تین بزرگوں کی تجویز سے مسند حکومت تجویز ہوئی ہے۔ اگر کسی کا منشا بھی نہ ہوتا تو آپ مصیبت کے وقت ملک و رعایا کی حفاظت و پرورش کے یوہیں ذمہ وار ہیں دور دور کے تاجدار تحفہ تحائف لئے ہوئے رونق دربار ہیں اُن کی سوغات قبول کیجئے اور اُجڑی ہوئی اجودھیا پر رحم فرمائیے +

بھرت جی کو تخت و تاج کی ہوس ہی نہ تھی۔ اُنہوں نے فرمایا کہ آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر مگر مہاراج خطا معاف مَیں تعمیل ارشاد نہیں کرسکتا بیشک آپ کا حکم نہ ماننا بے سعادتی ہے مگر اس وقت مجھے اس کا کچھ خیال نہیں یہاں تو دل میں ٹھنی ہے کہ سری رامچندر جی کے پاس جاؤنگا اُن کو لاؤنگا اور سنگھاسن پر بٹھاؤنگا تب کچھ کرونگا۔ گورو جی مہاراج اپنے مقدس و معزز خاندان میں کیسے کیسے واجب التعظیم فرمانروا گزرے ہیں۔ راجہ دلیپ۔ راجہ نہکہ وغیرہ کے برابر دنیا کا کون تاجدار ہوگا۔ اُن کے راج سنگھاسن پر سری رامچندر جی کے ہوتے مَیں قدم رکھوں ممکن نہیں۔ مجھے سلطنت سے دست کشی منظور۔ روسیاہی گوارا نہیں بیشک ماتا کیکئی نے مہر مادری کے خلاف برتاؤ کیا مگر مَیں تینوں لوک کے مالک سری رامچندر جی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے اُن کی کارروائی سے اتفاق ہے نہ خیالات سے ہمدردی +

رامچندر جی کے چرنوں کی سوگند نہ مجھے کچھ خبر تھی کہ اجودھیا میں کیا ہو رہا ہے مَیں سری رامچندر جی کا خدمتگزار ہوں۔ خدمتگزار کو تخت و تاج سے کیا کام تمام جلوس تاجداری اُن کی امانت ہے اس میں مَیں خیانت نہیں کرسکتا میری زندگی کا لطف اور خوردی کا شرف یہی ہے کہ مَیں اُن کو بلا لاؤں اگر وہ نہ آئیں تو قدموں میں رہ کر خدمتگزاری سے سعادت ابدی حاصل کروں۔ آپ لوگ یہ خیال نہ فرمائیں کہ اس معاملے میں بھرت کی زبان لحاظ و ادب سے بند ہو جائیگی۔ نہیں نہیں مَیں خوب مباحثہ کرکے اُنہیں معقول کرونگا اور بہر حال واپس لاکر دم لونگا۔ مَیں پیش خیمہ روانہ کرچکا۔ اب نہیں ٹھہر سکتا۔ جس کو ساتھ چلنا ہو چلے۔ گورو جی مہاراج اب صرف آپکے ارشاد کا انتظار ہے +

سامعین پر بھرت جی کے جوش خون کا بہت کچھ اثر ہُوا۔ ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔ ہر طرف سے صدا آنے لگی +

آفرین بھرت جی۔ شاباش بھرت جی +

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

دھنیہ ہو۔ دھنیہ ہو +

بششٹ جی بھرت جی کی سعادتمندیوں سے حد درجہ خوش ہوئے اُنہوں نے فرمایا عمر دراز زندہ باش۔ مَیں سعادتمندوں کی بات کو کبھی دکھہ نہیں سکتا رامچندر جی کی رضا جوئی والدین کے خلاف جب مَیں کچھ نہ بول سکا تو تم سے کیا کہوں ایشور تمہاری نیت صاف رکھے۔ شوق سے جاؤ اور کام بناؤ +

بششٹ جی کی منشاے خاطر معلوم ہوتے ہی بھرت جی نے سومنتر سے ارشاد کیا:۔ تم میرے پتاجی کے سارتھی ہو۔ جلد چلنے کا سامان کرو۔ جس کو ساتھ چلنا ہو وہ بھی انتظام کرے۔ سومنتر نے منادی کرادی اور سارے اہل شہر۔ کیا زن و مرد کیا خورد و کلاں کیا پیر و جواں۔ سب گھروں سے چل پڑے۔ ہاتھیوں۔ گھوڑوں رتھوں۔ پالکیوں۔ نالکیوں سے راستے اٹ گئے۔ پیدل چلنے والوں کی بھیڑ سے یک نظر کو قدم بھر چلنا دو بھر تھا +

بھرت جی کو عجلت منظور تھی۔ اسلئے اُنہوں نے رتھ کسوایا وہ خوش تھے کہ اب سری رامچندر جی اجودھیا میں آئے۔ اسلئے اُنہوں نے خوشی کے باجے بھی بجوائے اور اہل شہر کو اجازت دیدی کہ شوق سے گاتے بجاتے چلیں اب رنج کا موقع نہیں خوشی کا موقع ہے

سرگ ۸۳

بھرت جی کا مع اہل شہر سرنگ بیر پور دارالسلطنت نکھاد میں قیام۔ پہلی منزل

بھرت جی کے ساتھ بہت بھیڑ تھی۔ نَو ہزار ہاتھی۔ ساٹھ ہزار رتھ۔ ایک لاکھ

گھوڑے تو گنے ہوئے تھے۔لشکر بیشمار مزید براں۔اہل شہر المضاعف۔کوشلیا سمترا اور کیکئی ایک رتھ پر سوار تھیں کیکئی دل میں پچھتاتی تھی کہ مفت منہ پر سیاہی لگائی نتیجہ کچھ نہ ہُوا۔اب رامچندر کو کیونکر منہ دکھاؤنگی۔اور سب کو خوشی تھی کہ سری رامچندر جی کے درشن ہونگے۔جانکی جی ملینگی۔لکشمن جی کا دیدار حاصل ہوگا۔بھرت جی سب کو لوٹا لائینگے۔اجودھیا کی قسمت جاگیگی +

تمام کاروباری آدمی کاروبار بند کر کے ساتھ چلے جاتے تھے۔سنار۔لوہار۔عطار۔چرمکار۔نائی باری۔دھوبی۔بید۔سبزی فروش۔درزی۔نٹ۔کہار۔غرضیکہ ہر پیشہ ور ہمراہ تھا۔استاد۔شاگرد۔برہمن۔چھتری۔ویش۔شودر سب کے سب ٹولیاں باندھے جا رہے تھے۔ہر ایک کی پوشاک بدلی ہوئی تھی۔ہاتھیوں پر چندان کا تلک زینت دے رہا تھا۔وضع سادہ اور بے تکلف تھی۔نمائش سامان بالکل ندارد۔بھرت جی کا ارادہ تھا کہ سری رامچندر جی کے پاس پہنچکر دم لیں۔مگر نہیں کچھ اہل شہر کی پیادہ روی کی تکلیف کے خیال کچھ گنگا جی کی دلفریب کیفیت کی دلچسپی نے انہیں سرنگ بیر پور میں روک لیا۔سب لوگ وہاں قیام پذیر ہوئے اور بھرت جی نے مقدس تیرتھ پر مہاراجہ دسرتھ کے بردان سے فراغت حاصل کر کے۔رات سری رامچندر جی کی قدمبوسی کے اشتیاق میں بسر کی۔سرنگ بیر پور وہی مقام ہے۔جہاں راجہ گوہ نکھاد مسند آرا تھا +

سرگ ۸۴

بھرت جی کی آمد سے راجہ گوہ نکھاد کو آگاہی توسمّا۔قدمبوسی

نکھاد کو جب بھرت کی آمد معلوم ہوئی۔وہ گھر سے نکلا۔دیکھا تو ایک خلقت شور و غل مچاتی چلی آرہی ہے۔فوج کا بھی کچھ شمار نہیں۔اُس کو وہم ہُوا کہ فوج کثیر کی ہمراہی کیا معنے۔ضرور دال میں کالا کالا ہے۔لوگوں کا یہ خیال غلط کہ بھرت سری رامچندر جی کے منانے کو جاتے ہیں۔منانے کے لئے جانے کے وقت۔لاؤ لشکر کی کیا ضرورت۔معلوم ہوتا ہے کہ منہ میں رام بغل میں اینٹوں کا معاملہ ہے۔بھرت ضرور سیر کے حسن و کرم فرما سری رامچندر

ساتھ دشمنی سے پیش آئینگے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم لوگوں کی زندگی میں وہ یہاں سے آگے نہ بڑھ سکیں۔ اس لئے اپنے اہل قوم سے کہا کہ

ذرا ہوشیار ہو جاؤ۔ بھرت کی نیت درست نہیں معلوم ہوتی۔ دیکھو فوج کے دَل اُمنڈے چلے آتے ہیں۔ مجھے ان کی طرف سے دو مجمعی نہیں۔ یہ کیکئی کے بیٹے ہیں جنہوں نے سری رامچندر کا سب راج پاٹ لیکر بن کو روانہ کیا۔ اُڑتی پڑتی سُنی ہے کہ منانے جاتے ہیں مگر راجوں کی نیت کا کچھ اعتبار نہیں معلوم نہیں کہ دل میں کیا ہے۔ اب ان کو راج پاٹ مل گیا فوج ان کی سلطنت ان کی سب راج کے اہلکار ان کی کہتے ہیں۔ پھر اب کیا کمی ہے۔ مگر جو کیکئی کا جیتا ہو اُس سے امید وفا نہیں۔ بھرت جی نے سوچا ہوگا کہ چودہ برس کا راج ہُوا تو کیا نہ ہُوا تو کیا۔ راج وہی ہے جو مدعیوں کی عدم موجودگی میں بے غل وغش کیا جائے۔ جبتک سری رامچندر جی موجود ہیں بھرت جی برائے نام راجہ رہینگے۔ ان کی ڈونڈی اس طرح کہاں پٹ سکتی ہے جیو رے طور سے اپنا اثر کرے۔ اگر بھرت فوج نہ لاتے تو اندیشے کی کوئی بات نہ تھی۔ یہ فوجی نمائش آخر کس لئے ہے۔ ضرور کیکئی نے بھرت جی کو بھی کچھ پٹی پڑھا دی ہے اور اسی کے کہنے پر بھرت جی لاؤ لشکر کے ساتھ چترکوٹ کی طرف بڑھ رہے ہیں میں سری رامچندر جی کا ہواخواہ ہوں پہلے یہاں دو دو ہاتھ ہو جائینگے تب بھرت جی کو آگے بڑھنا نصیب ہوگا بھلا یہی ہے کہ ہمیں خاک پر سلائیں یا ہم سری رامچندر جی کی خیر اندیشی میں کام آئیں۔ اے اہل قوم۔ اے سرنگ بیر پور باسیو ہتھیاروں سے لیس ہو جاؤ۔ وقت نازک ہے معاملہ ٹیڑھا ہے مگر باشد۔ لطف تب ہے کہ ہم لوگوں کے سری رامچندر جی کو کمان میں تیر جوڑنے کی تکلیف نہ ہو۔ یہ بھی خوب خیال رہے کہ گھبراہٹ ہر حال میں بُری ہوتی ہے بے سوچے سمجھے جس نے کام کیا اُس کو پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اسلئے میری رائے یہ ہے کہ تم سب لوگ یہاں کمر کس رکھو۔ میں ذرا دیکھ آؤں کہ رنگ کیا اور صورت معاملہ کیا ہے۔ دشمنی کا خیال ہے یا وفاداری کا جوش +

یہ کہکر نکھاد خاص ارکان دولت کے ہمراہ سامان دعوت لیکر بھرت جی کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ سومتر کو شناخت تھی اُس نے دور ہی سے دیکھ کر کہا کہ

بھرت جی! یہ راجہ گوہ نکھادوں کا سرتاج آپکے سری رامچندر جی کا بڑا بھگت ہے گو بڑھاپا ہے مگر روحانی طاقت میں دوسرا نظیر نہ نکلیگا۔ سری رامچندر جی کی بہت کچھ خدمت کی۔ اب آپ کی قدمبوسی کو آرہا ہے +

بھرت جی نے فوراً کارکناں سلطنت کو پیشوائی کے لئے بھیجا وہ ہاتھوں ہاتھ لائے بھرت جی نے استقبال کیا تعظیم دی اور راجوں کی طرح عزت سے بٹھا کر کہا کہ آپ کو تکلیف کرنے کی کیا ضرورت تھی آپنے اس وقت ملاقات کرکے شرمندہ کیا میرے پتاجی دنیا سے چل بسے۔ سری رامچندر جی کا سایہ ہمارے سر پر تھا۔ مگر وہ بھی بن کو روانہ ہو گئے۔ مَیں تحفہ تحائف کے لائق نہیں نہ میرا اعزاز وہ ہے جس کے لحاظ سے آپنے زحمت گوارا کی۔ مَیں سری رامچندر جی کا ایک ادنے خادم ہوں۔ اُن کو لینے کے لئے جاتا ہوں۔ جو تحفہ تحائف ہونگے۔ وہ اُن کے پیشکش کیجئے۔ اُن کے خدمتگزاروں کو اُن سے کیا واسطہ +

نکھاد۔ آپکے خیالات کا شکر یہ آپ کی لیاقت کو آفرین۔ مگر یہاں تو سالگرام سے مطلب ہے۔ بڑا بیٹا ہو تو کیا چھوٹا ہو تو کیا مَیں کچھ سوغات نہیں لایا صرف شکایت کرنے آیا ہوں کہ خیر خواہاں دولت کو نزول مرکب اقبال کی کیوں خبر نہ دی گئی کہ کچھ خدمتگزاری کر سکتے۔ جب آپ کی طرف سے بے التفاتی دیکھی تو ہاتھوں پر سرسوں جما کر کچھ پانی پینے کے واسطے آیا ہوں "گر قبول اُفتد زہے عز و شرف" "برگ سبز است تحفۂ درویش"۔ آپ تو دھرم اور شاستر اور راج نیت کے واقف کار ہیں آپ کو مَیں کوئی رمز بتاؤں۔ بھلا آپ ہی فرمائیے کہ گرو۔ بید راجہ کے پاس خالی جانے کی کس شاستر میں ہدایت ہے۔ اب مَیں قدمبوس ہُوا ہوں۔ آپ کو مناسب ہے کہ ما حضر قبول فرمائیے اور کم از کم آج کی رات خدمتگزاری کا موقع دیجئے +

سرگ ۸۵

بھرت جی کی تقریر پُر تاثیر سے راجہ گوہ نکھاد کا رفع شک

بھرت جی نکھاد کا منشاے اصلی سمجھ گئے کہ دل ٹٹولنے آیا ہے اُنہوں نے اس سے فرمایا آپ بڑے خوش نصیب ہیں۔ میرے سائیہ سری رامچندر جی کی رفاقت اور بھگتی کے فیض نے آپ کو سرتاج زمانہ بنا دیا۔ کہاں آپ ہمارے سرمائیہ ناز۔ کہاں مَیں سری رامچندر جی کی خاک پا "چہ نسبت خاک را با عالم پاک" آپ کی مسافر نوازی

اتنی ہی کیا کم ہے کہ درشن دیئے - زیادہ احسانات کی کیا ضرورت - ہاں بھاردواج رشی کے آشرم کا پتہ دیجئے تو مزید احسان +

نکھاد - (ہاتھ جوڑ کے) مہاراج جی آپ کیوں کانٹوں میں گھسیٹتے ہیں میں آپکے پاؤں کی جوتی کے برابر نہیں - آپ آپ ہی ہیں - غلام غلام ہی - میرے ملازم سری رامچندر جی کی جستجو میں جاتے ہیں میں بھی خود فرودگاہ کا پتہ لگاتا ہوں - مگر اتنی فوج کثیر کیلئے راستہ ٹھیک نہیں علاوہ بریں شک ہوتا ہے کہ شاید اس بیشمار لشکر کی ہمراہی صاف دلی سے نہ ہو - یہ شک مٹ جائے تو میں آپ کو بے تکلف منزل مقصود تک پہنچا دوں +

بھرت جی - آپ کا گمان ممکن ہے کہ بیجا نہ ہو - کیونکہ آپ کی بات میں دخل دینے کی لیاقت نہیں رکھتا - اگر کہوں کہ خیال ہی خیال اور وہم ہی وہم ہے تو اتنی گستاخی نہیں کر سکتا کیونکہ آپ کو سری رامچندر جی کا رتبہ دے چکا ہوں - سری رامچندر جی میرے برادر معظم مربی خاندان ہیں تخت سلطنت خالی پڑا ہے میں سر کے بل راہ وفاداری میں چلا ہوں ارادہ یہ ہے کہ قدموں پر سر رکھکر واپس لے آؤں - ایشور گواہ ہے کہ کچھ بدنیتی نہیں صفائی قلب سے منانے کا عزم ہے +

نکھاد - آفرین بھرت جی آپ کی سعادتمندی کی کس زبان سے تعریف کروں - لائق بھائیوں کا کام یہی ہے - آپ کا سا دھرماتما دوسرا کون ہو سکتا ہے +

ان باتوں میں رات ہو گئی - نکھاد کے توہمات دور ہوئے - بھرت جی آرام کو گئے مگر رامچندر جی کے تصور نے پلک نہ جھپکنے دی - راجہ نکھاد دھنش بان لیکر چاروں طرف پھرنے لگا اُس وقت بھرت جی کے رونے کی آواز آئی نکھاد دوڑا ہوا پاس آیا اور بڑی محبت سے فہمائش کرنے لگا کہ اب رونے دھونے کا کیا کام چلئے آپ کو لئے چلتا ہوں سری رامچندر جی کے درشن کیجئے +

سرگ ۸۶

بھرت جی کو سری رامچندر جی کے قیام سفر کی کیفیت اور لکشمن جی کے خیالات نکھاد کی زبانی آگاہی

نکھاد کی فہمائش اثر پذیر ہوئی - بھرت جی کے آنسو پوچھ گئے پوچھا کہ سری رامچندر

جی نے یہاں کہاں قیام فرمایا تھا +

لکھاد - اسی مقام پر - آپ کو نیند نہیں آتی - لیجئے مَیں بچھونا لایا ہوں - اس پر آرام کیجئے - سری رامچندر جی سے بڑھ کر مجھے کسی کی اُلفت نہیں آپ اُن کے بھائی ہیں بس سمجھ لیجئے کہ سارا راج پاٹ دھن دولت سری رامچندر جی ہی کا عطیہ ہے - اگر کوئی شخص سری رامچندر جی سے عداوت کرے تو مجھ سے بڑھ کر اس کا کوئی دشمن نہیں - کیسا ہی عظیم لشکر چڑھائی کرے مَیں بغیر خاک پر سلائے نہ رہوں - اُس مقام پر سری لکشمن جی نے بھی زمین سے پیٹھ نہیں لگائی - مَیں نے بہت سمجھایا مگر اُنہوں نے اس جواب سے معقول کیا کہ

مَیں سری رامچندر و جانکی جی کے برابر نہیں سو سکتا - جب وہ زمین پر محو استراحت ہیں - تو مَیں کہاں لیٹوں لکشمن جی کو راجہ دسرتھ کی بے مہری کا نہایت افسوس تھا - وہ فرماتے تھے کہ

کہاں تو جب تپ سے سری رامچندر جی کی پیدائش کے لئے آرزو - کہاں اُنہیں کے ساتھ یہ بدسلوکی ممکن نہیں کہ اس ادھم سے اُن کی جان بچے - وہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتے - کیکئی تو البتہ نہ مریگی - مگر کوشلیا جی و ماتا سمترا سے بھی مایوس ہوں - وہ کچھ ہی دنوں کی مہمان ہیں +

لکشمن جی کو بیحد رنج تھا - کہ راجہ دسرتھ کے دم توڑتے وقت سری رامچندر جی اور سری جانکی جی اور خود بھی پاس نہ ہونگے - باقی لوگ آخری دیدار حاصل کر سکینگے رات انہیں باتوں میں کٹ گئی - صبح ہوتے ہی سری رامچندر جی نے جٹا بنائی پوشاک اُتاری گنگا کے پار اُترے حالانکہ بانارشیوں کا تھا - مگر ہاتھ میں تیر و کمان کی زینت بہت ہی نظر فریب تھی چہرے کا جلال کہہ رہا تھا کہ اب دشمنوں کی خیر نہیں جو زور پر آیا نشانہ تیر اجل ہوا +

سرگ ۸۷

بھرت جی کا عالم بیہوشی - کوشلیا جی وغیرہ کی

گریہ وزاری - بعدہ درستی حواس - نکھاد کی گفتگو

جس وقت بھرت جی نے نکھاد کی تقریر سُنی - اُنہوں نے سری رامچندر جی کا دھیان کیا تصور نے وہ سانولی صورت اور موہنی مورت پیش نظر کردی - پھر صحرانوردی کی تکلیفات کا خیال آیا تو آنکھوں سے آنسو نکل پڑے - سری لکشمن جی کی گفتگو نے دل پر ایک گہری چوٹ پہنچائی وہ عالم بیقراری میں بیہوش ہو گئے - نکھاد نے یہ کیفیت دیکھی تو بدن پر جوڑی سی چڑھ گئی - ہاتھ پاؤں تھر تھرانے لگے کچھ کرتے دھرتے نہ بنا - ستر ہن جی نے جھپٹ کر بھرت جی کا سر زانوے ادب پر رکھ لیا اور چیخ چیخ کر رونے لگے - ستر ہن جی کی گریہ وزاری سے تمام اہل شہر سر دھننے لگے - دردناک چیخوں نے رانیوں کی نیند اُچٹا دی - طرح طرح کے صدمات سے اُن کے بدن میں دم کہاں تھا مگر سب روتی ہوئی دوڑ پڑیں - کوشلیا جی نے بھرت اور ستر ہن کو کلیجے سے لگا لیا اور روتی ہوئی بولیں +

پران پیارے بھرت - آنکھ کھولو - کہو تو مزاج کی کیا کیفیت ہے - دیکھو تو تمہاری ماتا کوشلیا کس حال میں ہے - اس سے تمہارا دکھ دیکھا نہیں جاتا - سری رامچندر جی جب سے گئے تمہاری کوشلیا ماتا موت کی مہمان تھی مگر جب سے تمہیں دیکھا اُس کی زندگی ہو گئی - میرے لاڈلے بیٹوں پر ہائے یہ مصیبتیں - اور زندگی تجھ پر زوف ہے - پیارے بھرت ابھی تو اچھے تھے پل بھر میں کیا ہو گیا - کیا کوئی رامچندر جی کی بات سُنی - کچھ لکشمن نے تو تم کو بُرا بھلا نہیں کہا کہ تمہاری طبیعت بگڑ گئی - بیٹا ہوش سنبھالو - سچ سچ بتا دو کہ تمہیں کس بات کا دکھ ہُوا - چُپ رہو گے تو ابھی کلیجے میں خنجر بھونک لونگی +

کوشلیا کی بیقراری حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی - بھرت جی نے آواز سُنی تو آنکھیں کھول دیں اور بولے :-

ماتا جی مَیں اچھا ہوں - کوئی فکر کی بات نہیں آپ ذرا ذرا سی باتوں پر اتنا رنج و غم نہ کیا کیجئے - ہم لوگوں کو دکھ ہوتا ہے - مجھے نہ سری رامچندر جی نے کچھ کہا نہ لکشمن جی نے - صرف تکالیف سفر کا خیال آ گیا - اور کچھ نہیں - ماتا کوشلیا کو ڈھارس دیکر بھرت جی نے نکھاد سے فرمایا :-

ہاں وہ بات تو ادھوری رہ گئی - سری رامچندر جی وغیرہ یہاں آئے تو کیا کھایا کیا پیا - کہاں اُٹھے بیٹھے - کس جگہ سوئے +

نکھوا دو۔ جب ذات مقدس یہاں رونق افروز ہوئی ہیں۔ نے کند مول پھل پیش کئے خود بدولت نے صرف ہاتھ لگا دیا اور فرمایا کہ

جب گھر کی سب دولت چھوڑ دی تو کسی کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت دوسرے چھتری کا یہ دھرم نہیں کہ یوں پرایا کھانا کھائے۔ خلاصہ یہ کہ کسی نے کوئی چیز منہ سے نہ لگائی۔ سری رامچندر و جانکی جی نے صرف گنگا جل پر بسر کی۔ لکشمن جی نے گنگا جل بھی نہ چھوا۔ یہ دیکھئے اسی جگہ اُنہوں نے آرام فرمایا تھا۔ لکشمن جی نے اپنی بھاوج کے چرن دھو کر ماتھے سے لگائے اور چمڑے کی کوچ پہنکر حفاظت کے لئے گشت کرتے رہے۔ میں اور میرے لشکر نے بھی ساری رات پہرہ دیا۔

سرگ ۸۸

بھرت جی اور ماتاؤں کا سری رامچندر جی کا مقام استراحت دیکھکر اظہار غم بھرت جی کا جوش وفاداری

بھرت جی اُٹھے ماتاؤں کو ساتھ لیکر وہیں زمین کا سجدہ کیا۔ جہاں سری رامچندر جی محو استراحت ہوئے تھے۔ ماتاؤں سے بولے۔

جن سری رامچندر جی کے لئے راجہ دسرتھ نے نہ معلوم کتنی تپشیا کی جن کے قدموں کو سیتا جی سر پہ رکھنا فخر سمجھتی ہیں جن کے زیر قدم مخمل زر کار بچھا رہتا تھا اُنہیں کے سونے کی جگہ یہ ہے۔ افسوس جس کا ایوان کان زر و جواہر اُسی کے لئے صحرا نشینی جن کی بیداری کے وقت بید خوانی اور نغمہ سنجی ہُوا کرتی تھی۔ اُن کو جانوران صحرائی کی صدا سے ہنگام سابقہ۔ واہ ری پراربدھ تجھ سے کسی کا بس نہیں۔ جو ایک عالم کو راحت دے اسی کو زحمت۔ آہ! پتا جی خود تو فکر دل سے دامن چھڑا گئے۔ ہم لوگوں کے لئے مصیبتوں کا سامنا کر دیا۔ اجودھیا لاوارث ہو گئی۔ صدمات نے بہادران فوج کا کچومر نکال دیا۔ تلواریں بے دم ہو گئیں۔ کمانیں کمر شکستہ۔ اب تو جس دشمن کا جی چاہے چڑھ دوڑے مگر دشمن بھی ڈرتے ہیں کہ کیکئی کے ادھرم سے حاصل کئے ہوئے راج پر نیت ڈالنے سے کہیں ادھرم

کا سارا بوجھ اُنہیں کے سر نہ پڑ جائے +

یہ سب باتیں کہکر اُنہوں نے قسم کھائی کہ آج سے مَیں بھی زمین ہی پر سوؤنگا کند مول پھل کے سوا اور کچھ کھاؤں تو دھرم کی سوگندھ۔ پوشاک بھی اسی وقت اُتار رکھے دیتا ہوں۔ تو سبھی راچندر جی سے دو نے برت رکھوں۔ وہاں سری راچندر جی کی خدمت سے لکشمن جی کو عظمت ہے۔ یہاں میری خدمت سترہن جی کرینگے۔ سری راچندر جی واپس آئے تب تو خیر۔ ورنہ میرا بانا بھی وہی ہوگا +

سرگ ۸۹

بھرت جی کا مع لشکر دریائے گنگا سے عبور

صبح کو بھرت جی نے نکھاد سے فرمایا کہ

اب رخصت کیجئے گنگا پار جانا ہے۔ آپ بھی کچھ مدد کریں +

نکھاد کو جب بھرت جی کی طرف سے توہمات تھے۔ وہ سب سامان جنگ لیس کر چکا تھا۔ حکم پاتے ہی پانچسو ناویں کھڑی کرادیں ایک ناؤ ہار پھولوں سے آراستہ تھی اُس پر رانیوں کے ساتھ بھرت سترہن سوار ہوئے۔ نکھاد بھی اُسی میں جا بیٹھا باقی لوگ اور ناؤں پر چلے کچھ لوگوں نے گھرنیوں سے کام نکالا تھوڑی ہی دیر میں سارا لشکر گنگا جی کے اُس پار پہنچ گیا۔ وہاں بھرت جی کو بھاردواج جی کی قدمبوسی کا اشتیاق ہوا۔ اُنھوں نے فوج وہیں چھوڑ دی اور خاص خاص لوگوں کو ساتھ لئے ہوئے اُس مقام پر پہنچے جہاں سے بھاردواج کا آشرم اچھی طرح نظر آتا تھا +

سرگ ۹۰

بھاردواج جی کے درشن۔ رشی جی کا بھرت جی پر عتاب۔ پھر نظر عنایت

بھرت جی نے یہاں شاہی پوشاک اُتاری۔ جٹا بنائی اور وزراء سے سلطنت

کو ایک کوس کے فاصلے پر چھوڑ کر صرف بششٹ جی اور سترہن جی کی ہمراہی میں بھاردواج
جی کے آشرم کی طرف رُخ کیا۔ بھاردواج جی نے جونہیں بششٹ جی کو دیکھا اُٹھ کر تعظیم دی۔
بھرت وسترہن قدموں پر گر پڑے۔ بھاردواج رشی نے آسن بچھا دیا۔ کند مول پھل سے تواضع کی
بھاردواج جی غیب دان تھے۔ اُن کو کس بات کا علم نہ تھا۔ مگر دنیا دکھاوے
کو انہوں نے اجودھیا کی خیر و عافیت پوچھ کر بھرت جی سے کہا

تمہیں تو راج ملا ہے۔ یہاں آنے کی وجہ؟

بھرت جی کچھ جواب نہ دے سکے خاموش رہے تو بھاردواج کی آنکھیں
غصے سے سرخ ہو گئیں اور فرمایا کہ

تمہاری ماں کیکئی نے بڑا ادھرم کیا ہے۔ ایسی دشمنی کبھی کوئی سوتیلی
ماں نہیں کر سکتی۔ تم اُس کیکئی کے بیٹے ہو۔ تمہاری نیت کا بھی کچھ ٹھیک نہیں
مجھے خوف ہے کہ فوج و لشکر سے سری رامچندر کو کہیں دُکھ نہ دو +

بھرت جی رو پڑے منہ سے بات نہ نکلتی تھی مگر بڑی جرأت کر کے بولے۔
مہاراج آپ کا ایسا خیال میری بدقسمتی کا کیا ٹھکانا۔ مَیں بچپن سے ننھیال
میں کیکئی سے نہ ملاقات نہ نامہ و پیغام۔ مجھے کیکئی کے ارادوں کی کچھ خبر نہ تھی
یہاں آ کر دیکھا تو دُنیا ہی اُلٹ پلٹ پائی۔ پتا جی مجھے راج دے گئے تو کیا ہوا۔
مَیں بھی تو قبول کروں۔ مَیں تو اب سری رامچندر جی کے واپس لانے کو جاتا ہوں۔
یا تو اُن کی غلامی بن میں کرونگا یا اجودھیا میں +

بھاردواج۔ میرے کہنے کا بُرا نہ ماننا۔ مَیں دیکھتا تھا کہ تمہارے خیالات کس قسم
کے ہیں۔ تم کو شاباش کہ اپنے دھرماتما بزرگوں ہی کی طرح دھرم کو عزیز رکھتے اور
بزرگی کا لحاظ رکھتے ہو +

سرگ ۹۱

بھاردواج رشی کے آشرم میں بھرت اور اہل لشکر کی دعوت

بھاردواج جی نے بھرت جی کے سامنے کند مول پھل ڈھیر کر دئے اور فرمایا کہ

برگ سبز است تحفۂ درویش۔ جل پان کرو

بھرت جی۔ مہاراج کا دیا ہوا سب کچھ موجود ہے کسی بات کی کمی نہیں۔ میں اُلٹی دعوت کیونکر قبول کروں۔ دوسرے اور لوگوں نے معلوم نہیں کہ کچھ کھایا پیا یا کیا +

بھاردواج رشی۔ تو پھر فوج وغیرہ کو کیوں پیچھے چھوڑ دیا ساتھ کیوں نہ لئے آئے +

بھرت جی۔ صرف ادب کے خیال سے۔ رشیوں کے درشن کو جانا اور ساتھ لاؤ لشکر ساتھ رکھنا کب روا ہے۔ کہاں آپ گوشہ نشین عافیت گزیں۔ کہاں آدمیوں کا ریلا۔ اہل فوج کا میلا۔ کوئی ہاتھی بگڑ جائے۔ گھوڑا راس توڑا کر بھاگے تو تکلیف کے سوا اور کیا تھا آپ کو کوئی بات ناگوار ہو جاتی تو ذرا سے سراپ میں ہم لوگوں کا کہیں ٹھکانا نہ تھا +

بھاردواج جی۔ یہ بن کوئی ایسا ویسا نہیں بہت بڑا ہے۔ کسی سے کہو کر سارے لشکر کو بلا لائے +

یہ فرما کر رشی جی اگنی کُنڈ کے مقام پر تشریف لے گئے اور اپنی جوگ شکتی سے بسوکرماں سے گزارش کی کہ

جلدی ہتھیلی پر سرسوں جمائیں جنگل میں مکانات۔ باغ باولی۔ تالاب فوراً تیار کر دیں۔ پانی کی ندیوں میں دودھ دہی شربت گنے کا رس بہنے لگے۔ گندھربوں اور اپسراؤں کو ناچ گانے کی اجازت ہو۔ جنگل درختوں سے صاف ہو جائے پھل پھول آپ اور چندرماں جی لئے موجود رہیں۔ دیوتا لوگ چھپن بھوگ تیار رکھیں۔ اندر اور دیوتا سب اہل لشکر اور اہل اجودھیا کو اپنے ہاتھوں سے مالا پہنائیں +

اظہار خواہش کی دیر تھی۔ بسوکرماں نے سب کام ٹھیک ٹھاک کر دئے۔ تمام جنگل صاف ہو گیا۔ چاروں طرف خوشبو پھیل گئی۔ نرم و سرد ہوائیں پھولوں کی مہک سے دماغ معطر کرنے لگیں۔ سارا لشکر جنگل میں آ گیا بیشمار آدمیوں کو رہنے سہنے کے لئے مکان تیار اور سامان آسائش بھی ملے۔ باجوں کی خوش کُن آواز آنے لگی۔ گندھربوں اور اپسراؤں نے رقص و سرود شروع کر دیا۔ اندر بنفس نفیس بھرت جی کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو کر حکم کے منتظر ہوئے تمام اہل لشکر کو حیرت ہوئی کہ پل مارتے یہ کیا سے کیا ہو گیا۔ سب لوگ بھاردواج کے کشف و کمالات کی تعریف میں تر زبان تھے۔ پانچ کوس تک عمارتیں ہی عمارتیں تھیں۔ آم۔ انار انگور وغیرہ کے درخت گوندنی کی طرح لدے ہوئے نظر آتے تھے۔ دودھ دہی وغیرہ کی نہریں جاری ہو گئیں

فیلخانے ۔ اصطبل ۔ رتھ خانے ۔ سب تیار ۔ مکان نہایت عالیشان ۔ آرائش قابل دید ۔ بند نواروں سے ہر در و دیوار کی رونق ۔ سفیدی نظر فریب ۔ گلکاریاں عمدہ سے عمدہ ۔ ہر جگہ فرش مکلف ۔ خوابگاہیں عمدہ طور سے آراستہ ۔ رسوئیوں میں ایک سے ایک لذیذ کھانے تیار ۔ ہر ذائقہ کی غذائیں موجود ۔

بھاردواج جی اندر کے ساتھ بھرت جی کے پاس آئے اور بولے کہ سب سامان دیکھ لیجئے اور جس چیز کی ضرورت ہو کہد یجئے ۔ بھرت جی ہاتھ جوڑ کر ساتھ ہوئے ۔ دیکھا تو آنکھیں کھل گئیں عقل حیران کیا معاملہ ہے ۔ یہ عالم خواب ہے یا عالم بیداری جنگل ایک دم میں کیسے ایک پُر فضا شہر بن گیا ۔ بھاردواج ان کو ایک ایسے مکان میں لے گئے ۔ جہاں ایک جڑاؤ سنگھاسن بچھا ہوا تھا ۔ سنگھاسن کے چاروں طرف دیوتاؤں کی نشست اوپر چتر ۔

جاتے ہی راجہ اندر نے عرض کی :-

تشریف رکھئے ۔

بھاردواج ۔ بے تکلف بیٹھئے یہ آپ ہی کے لئے تیار ہے ۔

بھرت جی نے سر ادب سے جھکا کر چنور ہاتھ میں لے لیا ۔ اور سری رامچندر جی کا دھیان کر کے سنگھاسن پر جھلنے لگے ۔ تمام وزیر و ارکان سلطنت باقاعدہ کھڑے ہو گئے برہما جی کے اشارے سے بیس بیس ہزار عورتیں بھرت جی کی خدمت کے واسطے برہم لوک کبیر پوری اور امراوتی سے حاضر ہو گئیں ۔ مردنگ ۔ بین ۔ سارنگی کی دلنواز آوازوں سے جنگل گونج اُٹھا ۔ برہم لوک وغیرہ کی عورتیں کسی کو عطر سنگھانے کسی کے پاؤں دبانے لگیں ۔ کوئی پنکھا جھلتی کوئی پسینہ پونچھتی پانی پلاتی تھی ۔ ہاتھی ۔ گھوڑوں ۔ بیل ۔ اونٹوں کی خدمت کے لئے ہزارہا آدمی متعین ہو گئے ۔ ہر جانور کے سامنے تا لکھانوں کا ڈھیر ہو گیا ۔

خدمتی عورتوں کو بڑا آنند آیا وہ کہنے لگیں کہ اس سے بڑھ کر کسی لوک میں اور کیا سامان آرائش ہو گا ۔ جب کھانے کا وقت آیا بھاردواج کے اشارے پر سب لوگ شریک دعوت ہوئے اہل اجودھیا کی ضیافت ایک مقام پر تھی ۔ نکھاد کی فوج کے لئے دوسری جگہ نشست کا انتظام تھا ۔ اس کے لئے سامان دعوت بھی جدا تھا یعنی قلیہ ۔ قورمہ ۔ لوبیا اور مونگ کی دال وغیرہ ۔ شربت کے تالاب بھرے ہوئے تھے ۔ دودھ ۔ دہی کی نہریں جاری تھیں کسی چیز کی کمی

تھی۔ سب نے خوب ڈٹ کر کھایا۔ کوئی چیز دوبارہ مانگنے کی ضرورت نہ پڑی۔ ایک دفعہ کے
پروسنے ہی میں بہت کچھ بچ رہا۔ کھانے پینے سے فراغت ہوتے ہی۔ پان۔ کھڑاؤں
آئینہ۔ سرمہ کنگھی وغیرہ تمام ضروری چیزیں ہر ایک کے پاس پہنچ گئیں۔ کسی کو یہ
موقع نہ ملا کہ کسی چیز کے واسطے حرف مطلب زبان پر لائے۔ دعوت ایسی پر تکلف
تھی کہ کھاتے پیتے سویرا ہو گیا۔ تمام لشکر میں بھاردواج رشی کے اعجاز کی دھوم
مچ گئی۔ جو تھا واہ واہ کرتا تھا۔

سرگ ۹۲

بھاردواج رشی کے آشرم سے بھرت جی وغیرہ کی رخصت

جب صبح ہو گئی آفتاب کی شعاعیں گوشۂ مشرق سے پھیل پھیل کر دنیا کو عالم نور بنانے
لگیں تو بھرت جی نے حاضر ہو کر بھاردواج جی کے قدموں پر سر رکھا اور عرض کی:۔
مہاراج! آپ کی بزرگانہ توجہ کا کہاں تک شکریہ ادا کیا جائے۔ آپ نے سارے لشکر
اور کل اجودھیا کو اپنے کشف و کرامات سے حیران کر دیا۔ اس خوبی سے دعوت کی کہ فیاض
تو انسان۔ ہاتھی۔ گھوڑے تک آسودہ ہو گئے۔ جو چیز مجھے کبھی بھی میسر نہیں ہوئی تھی
آپ نے کھلائی۔ اب اجازت دیجئے کہ ہم لوگ سری رامچندر جی کی خدمت میں حاضر
ہو کر وہ غرض پوری کریں جس کی بدولت آپ کے درشن نصیب ہوئے۔

بھاردواج۔ جدا کرنے کو تو جی نہیں چاہتا مگر روکنے کا بھی موقع نہیں۔ اچھا
جاؤ کام سدھ کرو۔

بھرت جی۔ سری رامچندر جی کے درشن کہاں ہونگے۔

بھاردواج۔ رامچندر جی یہاں سے دس کوس پر جو جن بن میں مندا کنی ندی کے
کنارے چترکوٹ پر مقیم ہیں۔ وہ ایک کٹی میں بیٹھے ہونگے۔ وہاں محل اور ایوان کا خواب نہ
دیکھنا۔ جب جمنا جی پر پہنچنا تو جنوب کی طرف مڑ کر پھر داہنے ہاتھ کو چلے جانا۔ وہاں
سری رامچندر جی کے درشن مل جائینگے۔

جب رانیوں نے رخصت کی کیفیت سُنی تو بھاردواج جی کے درشنوں کا اشتیاق بڑھا

کوشلیا کے بدن میں طاقت نہ تھی۔ رانی سمترا اُن کا ہاتھ تھام رشی جی کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ کیکئی بھی ساتھ آئی۔ سب نے ڈنڈوت کی۔ پاؤں چھوئے اور دور ہی میں سر جھکا کر بیٹھ گئیں +

بھردواج جی نے بھرت جی سے دریافت کیا کہ

یہ رانیاں کون کون ہیں پہچنوا دو +

بھرت جی۔ یہ کوشلیا جی میری سب سے بزرگ ماتا ہیں۔ سری رامچندر جی نے انہیں کے دودھ سے پرورش پائی ہے۔ ان کے پاس مہارانی سمترا تشریف رکھتی ہیں جن کی آنکھوں کو لکشمن اور شترگھن ایسے نور نظر ملے ہیں۔ تیسری ماتا کا ذکر کرتے ہوئے میں اپنی بدقسمتی کو جھینپتا ہوں۔ یہی ذات شریف مجھ بدقسمت کی ماں ہیں جنہوں نے سری رامچندر جی کو بن باس دیا۔ پتا جی کی جان لی۔ اجودھیا اُجاڑی ہم لوگوں کے منہ پر کالک لگائی +

یہ کہتے کہتے بھرت جی کو حرارت آگئی۔ اُن کی آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ جوشِ غضب میں کچھ اور کہنا چاہتے تھے کہ بھاردواج جی قطع کلام کرنے کی غرض سے بول اُٹھے

بھرت جی! آج سے کیکئی کو کبھی سخت سُست نہ کہنا۔ تمہاری ماتا کا کچھ قصور نہیں جو کچھ کیا ہے وہ سب سرسوتی نے۔ ورنہ اس کی کیا مجال تھی کہ کچھ منہ سے بولتی۔ سری رامچندر جی کا بن باس میں جانا لازمی تھا۔ وہ بن باس اختیار نہ کرتے تو راکھشسوں کی سرکوبی کا اور کیا انتظام ہو سکتا۔ جو کچھ ہوا ہے وہ خود رامچندر جی ہی کی مرضی کے مطابق ہوا ہے اس میں ترمیم نہیں ہو سکتی۔ اچھا اب رخصت۔ سری رامچندر جی سے اشیرباد کہہ دینا۔ سب لوگ کمربستہ کھڑے تھے۔ سواریاں تیار تھیں۔ بھرت جی قدم چھو کر چلے ایک رتھ پر رانیاں سوار ہوئیں۔ انبوہ عظیم بن سے روانہ ہوا۔ سب لوگ منتظر تھے کہ جلد پہنچیں اور رامچندر جانکی اور لکشمن کے قدم دیکھیں +

سرگ ۹۳

بھرت جی کی چترکوٹ کے قریب رسائی

سری رامچندر جی کی فرودگاہ کی تلاش

بھرت جی چترکوٹ کی طرف روانہ ہوئے۔ اُن کے ساتھ بھیڑ بھاڑ دیکھ کر تمام
جانوران صحرائی اِدھر اُدھر دبک رہے یا جان لیکر کہیں اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ کوہ پیکر
ہاتھیوں کی صورت دیکھکر جنگلی ہاتھیوں کا کلیجہ دہلتا تھا۔ ہرن گھوڑوں کی چاپ نہ
سہہ سکتے تھے۔ اب یہ رہروان منزل وفاداری چلتے چلتے اس ٹھکانے پر پہنچے
جہاں کا بھاردواج رشی اور نکھاد نے پتہ دیا تھا۔ چترکوٹ نظر آنے لگا +

مندا گنی کی لہریں نظر آنے لگیں ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکوں سے پھول زمین پر
بچھ گئے۔ دیکھا کہ مور مست ہو کر ناچ رہے ہیں۔ مرغان خوشنوا کو نغمہ سنجی کے سوا کچھ خبر
نہیں۔ ہرنوں اور ہرنیوں کی جھیلوں کا مزہ عجیب دلکش تھا۔ بھرت جی کو اس مقام کی
فضا بہت دلچسپ معلوم ہوئی۔ چنانچہ وہ تو وہیں ٹھیر گئے اور خدام درگاہ کو حکم ہوا کہ
سری رامچندر جی کی قیامگاہ تلاش کریں حکم کی تعمیل ہوئی۔ ہزارہا خادم بارگاہ اِدھر اُدھر
روانہ ہوئے۔ ایک جماعت کو ایک طرف دھواں اُٹھتے ہوئے نظر آیا وہ لوٹے اور بھرت جی سے عرض کی

مہاراج! ایک طرف دھواں اُٹھ رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سری رامچندر جی وہیں
رونق افروز ہیں۔ سامنے جانا خلاف ادب سمجھا اس لئے واپس آئے مگر ہزار رشی سوائے
سری رامچندر جی کے سوا اور کوئی نہیں۔ بھرت جی خوش ہو گئے۔ سب سے کہا کہ اچھا
ٹھیر و میں خود پتہ لگاتا ہوں۔ یہ فرما کر وہ اُٹھے۔ سومنتر اور دھرت برہمن کو ساتھ لیکر
چل کھڑے ہوئے۔ یہاں اہل فوج گھبرائے کہ ایسا نہ ہو بھرت جی اکیلے مل آئیں اور
ہم سب درشنوں سے محروم رہیں +

سرگ ۹۴

سری رامچندر جی اور سری جانکی جی کی سیرِ چترکوٹ

چترکوٹ کے تمام رشی سری رامچندر جی کی خاطرداشت کو مقدم سمجھتے تھے رامچندر
جی کو جانکی جی کا دل بہلانے کے لئے سیر و تفریح سے کام تھا۔ اس کیفیت کو دیکھکر اندر اور
اندرانی سری رامچندر جی اور سری جانکی جی کی قسمت کو سراہتے اور محبت کو

ترستے تھے۔ چترکوٹ حالانکہ ایک پہاڑ تھا مگر سری رامچندر جی کے فیض قدوم سے
اس کی رونق اجودھیا سے بدرجہا بڑھ گئی تھی۔ اجودھیا میں اونچے اونچے محل تھے
تو چترکوٹ پر سربفلک چوٹیاں وہاں گلی کوچے میں آئینہ کی طرح صفائی تھی۔ تو یہاں
ندیوں کے صاف شفاف پانی کی لہروں میں بجلی کی سی چمک دمک۔ اجودھیا میں
ہر مکان کان جواہر تھا تو چترکوٹ کی ایک ایک چوٹی میں جواہرات کے ڈھیر لگے ہوئے تھے
سری رامچندر جی چترکوٹ کے مردوں عورتوں کی کلیلیں دیکھ دیکھ کر عش عش
کرتے تھے۔ ان کا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہوجاتا تھا کہ واہ کیا لطف محبت ہے جسے
زندگی کا مزہ درکار ہو تو ان لوگوں کی تقلید کرے ؛

سری رامچندر جی ایسے ایسے نظارہ دلفریب سے خوش ہو کر جانکی جی سے بولے کہ
ہملا بن باس بھی لطف سے خالی نہیں ایک پنتھ دو کاج کی مثل ایسے ہی
موقع پر بولتے ہیں۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ بھرت کو تخت سلطنت نصیب ہوا۔ اور
مجھے رضا جوئی والدین کا اعزاز۔ بن باس کے لئے بڑی تقدیر چاہئے ہر شخص کو یہ سعادت
نہیں ملتی۔ صرف ہمارے بزرگوں نے ہی صحرا نشینی سے افتخار ابدی حاصل کیا ہے
اجودھیا میں صرف چار برن کے لوگوں سے ربط وضبط تھا۔ چترکوٹ پر سفید، زرد
نیلگوں اور سرخ چاروں رنگ کے ذیروح وغیر ذیروح سے رشتہ والفت مضبوط ہوگیا
چترکوٹ معمولی پہاڑ نہیں جس طرح دودھ سے گھی نکلتا ہے۔ اسی طرح برہما نے
زمین سے اس پہاڑ کو نمودار کیا ہے ؛

سرگ ۹۵

چترکوٹ پر سری رامچندر اور سری جانکی جی کی سیر لکشمن جی کے ہاتھوں سے ہرنوں کا شکار۔ گوشت کی کووں کو تقسیم جنیت کی شرارت سزا

سری رامچندر جی کا سلسلہ سخن جاری ہے کہ اے جانکی جی یہ مندا کنی ندی

بڑی مقدس ہیں اُن کے درشنوں سے بڑے بڑے پاپ دھو جاتے ہیں۔ اشنان کا پھل اور بھی زیادہ ہے۔ مجھے اب اجودھیا کا خیال بھی نہیں آتا۔ نہ راج کا کچھ دھیان ہے۔ میں تو یہی چاہتا ہوں کہ یہاں موجیں کروں۔ اس سے اچھا مقام اور کون ہوگا۔ ذرا سامنے دیکھو ندی میں کیا لطف نظر آرہا ہے۔ شیر چیتے۔ بندر چہلیں کرتے اور ڈوبتے ابھرتے ہیں۔ کوئی پانی پیتا ہے کوئی اور ہی موجیں اُڑا رہا ہے۔ باتیں کرتے اور طرح طرح کی کیفیتیں دکھاتے ہوئے سری رامچندر جی ایک سلا پر جا بیٹھے اور جانکی جی سے بولے کہ

لچھمن جی کی لیاقت دیکھو کہ کس طرح ہماری تمہاری خدمت کرتے ہیں۔ ہمارا تمہارا بھی یہی فرض ہے کہ ان کو بھی جان سے زیادہ چاہتے رہیں۔ ابھی تقریر ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک بندر سامنے آکر ناچنے لگا۔ رامچندر وہاں سے ٹل گئے اور آشوک باٹکا میں آبیٹھے اور یہیں روزمرہ سیر و تفریح کی دلچسپیاں منظور خاطر رہتی تھیں۔ ایک روز سری رامچندر جی مندا کنی ندی کے کنارے ایک سلا پر رونق افروز تھے۔ سری جانکی جی بھی بائیں طرف تشریف رکھتی تھیں کہ لچھمن جی وارد ہوئے۔ اُنہوں نے دس ہرن رامچندر جی کے سامنے ڈال دئے اور عرض کی آج اتفاق سے یہ شکار ہاتھ آگئے۔ سری رامچندر جی نے شاباش دی اور جوش مسرت سے کہا کہ آج تو بہت گوشت ڈھیر ہے دیوتاؤں کی ضیافت ہونا چاہئے۔ یہ کہکر آپ نے نام بنام حصہ تقسیم کرنا شروع کیا اور جانکی جی سے فرمایا کہ

تھوڑا گوشت تم اپنے ہاتھ سے چیل کوؤں کو دے دو +

جانکی جی نے گوشت کاٹ کاٹ کر بانٹنا شروع کیا۔ ہزاروں کوے جمع ہوگئے انہیں کوؤں کی سنگت میں جنیت بھی شامل ہوگیا اور گوشت کھانے کی بجائے نظر بچا کر جانکی جی کے سینے پر اس زور سے چونچ ماری کہ خون بہنے لگا اس وقت جانکی جی کے غصہ کی حد نہ تھی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے آگ بگولا ہوگئیں +

سری رامچندر جی نے دیکھا تو جنیت کی حرکت سے سخت ناراض ہوئے اُنہوں نے کوؤں کو اُڑانا شروع کیا اور کوے تو اُڑ گئے مگر جنیت وہیں ڈٹا رہا یہی نہیں بلکہ جس وقت ذرا نظر چوکتی جانکی جی پر حملہ کر بیٹھتا۔ رامچندر جی اس کی شرارتوں کو برداشت نہ کرسکے۔ اُسی وقت سینک کی کمان بنا کر سینک کا ایک سر کیا تیر بنا کر پیچھا کیا تو

آگ برسنے لگی۔ جنیت بھاگا تینوں لوگوں میں پناہ مانگی مگر تیر نے پیچھا نہ چھوڑا جنیت کے
چھکے چھوٹ گئے۔ زندگی کی خبر نہ رہی۔ سری رامچندر جی کی دہائی دیتا ہوا قدموں پر آگرا
عذر خواہی کی۔ معافی مانگی۔ جان کی امان مانگی۔ پناہ چاہی۔

سری رامچندر جی کو رحم آگیا۔ اُنھوں نے طرح دی مگر کہا کہ میں جان بخشی کرسکتا
ہوں لیکن وار خالی نہیں جاسکتا۔ تیر جب کمان سے نکل گیا تو اُسے سامنے پڑے
بغیر لوٹنے کی قسم ہے۔ اگر جان کی امان چاہتے ہو تو ایک عضو سے ہاتھ دھو لو اس کے
بغیر کسی طرح مفر نہیں ایک عضو اس کی نذر کرو گے تب نجات ہوگی۔

جنیت نے جب خوب سمجھ لیا کہ بغیر ایک عضو سے ہاتھ دھوئے بچاؤ نہیں
تو اُس نے سوچا کہ آنکھیں دو ہیں اگر ایک نہ ہو تو دوسری سے کام چل جائیگا اس
نے درخواست کی کہ بائیں آنکھ حاضر ہے قبول کیجئے۔ یہ کہتے ہی تیر آنکھ پر جم بیٹھا۔
اور دیدہ نکال کر زمین پر ڈال دیا۔ جنیت روتا پیٹتا اُڑ بھاگا اور دیوتاؤں سے کہا
کہ آپ سب نے خوب دُرگت بنوائی۔

کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری

سرگ ۹۶

بھرت جی کے لشکر کی آمد سے لچھمن جی کو اطلاع۔ لچھمن جی کا جوش غضب

جنیت سزایاب ہو چکا سری رامچندر جی اور سری جانکی جی چترکوٹ کی سیر
دیکھنے لگے ایک مرتبہ اُتر کی رُخ ہوا تو گرد و غبار چھایا ہوا پایا۔ اور بھیڑ بھاڑ کی سی
آواز کانوں میں آنے لگی۔ کبھی ہاتھیوں کی چنگھاڑ سنائی دیتی تھی کبھی گھوڑوں کی
ہنہناہٹ سری رامچندر جی نے لکشمن جی سے فرمایا کہ

یہ غل وشور کیسا سنائی دیتا ہے۔ وہ دیکھو جنگلی ہاتھی۔ ہرن۔ بندر۔ ریچھ
اور نابینے چیتے گو شیر بھی دم دبائے بھاگے چلے آتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا

یہ کیا معاملہ ہے۔ کہیں کوئی عظیم الشان راجہ تو شکار کھیلتا ہُوا ادھر نہیں آ پہنچا
دیکھنا بات کیا ہے
میری لکھشمن جی ایک شال کے درخت پر چڑھ گئے نظر دوڑا کر دیکھا تو ایک لشکر
کا لشکر آتا ہوا دکھائی دیا۔ گھوڑے ہاتھیوں کی قطاروں کا شمار نہ تھا۔ پیدلوں
کے پرے گنے نہ جاتے تھے۔ رتھ ادھر ہزار معلوم ہوتے تھے۔ ہاتھیوں اور
رتھوں پر جھنڈے لہرا رہے تھے معلوم ہوتا تھا کہ جنگی ٹھاٹ باٹ ہیں ؛
لکشمن جی درخت پر سے پکارے :-
بھائی صاحب ہوشیار ہو جائیے۔ بھرت بیشمار لشکر لئے ہوئے چلے آ رہے
ہیں۔ خونریزی میں کچھ شک نہیں۔ یہ کہکر وہ فوراً اُترے اور بولے کہ
راج مل گیا۔ حکومت مل گئی۔ اب بھی بھرت کو چین نہیں۔ ہم لوگوں کی جان
لینے یہاں بھی آ پہنچا۔ آہا اب میں سمجھا۔ بھرت کو خیال ہوگا کہ چودہ برس کا راج کیا
تو کیا نہ کیا تو کیا۔ پھر تو انزاشٹ مرک نام کی کہاوت سچ ہوگی۔ اس لئے فوجی طاقت
سے کام لیکر رامچندر جی کا کیوں نہ خاتمہ کرکے دلجمعی سے من مانی حکومت کروں
تُف ہے ایسے کو۔ اس کمبخت کو کبھی سیری نہیں ہوتی۔ دس کے عوض بیس ملیں
تب بھی یہی ہوس ہوتی ہے کہ ہے دوگنے چوگنے نہ ہوئے۔ اس فوجی طاقت کی
نمائش سے یہاں کوئی رعب میں آنے والا نہیں۔ سورج کی شعاعوں سے چمکنے والے
ہتھیاروں کی حقیقت جگنو کی روشنی اور چنگاری کی چمک سے زیادہ نہیں سمجھتے۔ جو
کچھ ہم پر گزری وہ صرف بھرت کے سبب سے گزری۔ اب یہاں بھی چین سے بیٹھے نہیں
دیکھ سکتا۔ تو بہت اچھا ابھی سارا گھمنڈ دور کئے دیتا ہوں کیکئی کو بھی تب ہی مزہ معلوم
ہوگا جب بھرت کے سوانے سر پیٹنے کی نوبت آئیگی۔ آپ کو دھنش پر بان چڑھانے میں تامل
ہے تو مجھ کو حکم دیجئے کہ سارے لشکر کا سر اُڑا دوں آپ فقط سیر دیکھئے کیونکہ میرے ہتھ خون
کی ندیاں بہاتے ہیں۔ اگر دامن کوہ پر سیلاب نہ ڈوب جائے تب کہیئگا میں تو سمجھتا ہوں
کہ جانوران صحرائی کی تقدیر جاگی ہے۔ ایشور نے اُن کے لئے نرم چارہ بھیج دیا۔ دو
چار روز تو اُن کو پیٹ کی فکر نہ ہوگی۔ اتنی لاشیں لاکھوں جانوروں کی ضیافت
طبع کے لئے کافی ہیں ؛

سرگ ۹۷

بھرت جی کی رامچندر جی کے اشتیاق ملاقات میں بیچینی

جس وقت بھرت جی فوج سے آگے بڑھے اُن کو وہم ہوا کہ میں نے گرو بشسٹ اور ماتاؤں کو تو پیچھے چھوڑ دیا کہیں اس کا نتیجہ یہ نہ ہو کہ سری رامچندر جی کا درشن ہی نصیب نہ ہو سکے۔ یہ سوچکر سترہن جی سے فرمایا:۔

میں تو آگے چلتا ہوں تم سب کو لیکر آؤ۔ دیر نہ کرو ؞

نکھاد جی سے فرمایا کہ

تم اپنی فوج سمیت آگے جاؤ دیکھو سری رامچندر جی کہاں تشریف رکھتے ہیں جبتک میں درشن نہ کر لونگا مجھے چین نہ ہوگا۔ ہم لوگوں کی زندگی بیفضول ہے کہ سری رامچندر جی کے قدموں سے جدا ہو گئے۔ خوش نصیب ہیں لچھمن جی جن کو اُن مبارک قدموں میں رہنے کا شرف حاصل ہؤا۔ اے سترہن جس وقت میں قدموں پر سر نہ رکھ لوں اُس وقت میری زندگی کو دھکار ہے لکھشمن جی اور سیتا جی کی خوش نصیبی کا ذکر تو درکنار مجھے چترکوٹ کی خوش قسمتی پر رشک آتا ہے جہاں بھگوان رامچندر جی نے بود و باش اختیار کی ہیں ان درختوں کی خوش قسمتی کو سراہتا ہوں جو دیوتاؤں سے بھی زیادہ خوش نصیب ہیں۔ ان کو اچھے اچھے رشیوں منیوں سے افضل جگہ مل گئی

یہ فرما کر وہ رتھ سے اُتر پڑے اور پیدل اس جنگل میں چلے جہاں درختوں نے تل رکھنے کی جگہ باقی نہ چھوڑی تھی وہاں پہنچکر انہوں نے دیکھنا شروع کیا کہ دھواں کس مقام پر اُٹھ رہا ہے مگر درختوں کی آڑ سے کچھ نہ دکھائی دیا آخر وہ ایک اونچے درخت پر چڑھ گئے وہاں سے وہ دھواں نظر آئی جو سری رامچندر جی کے جائے قیام کی خبر دے رہی تھی۔ اس دھوئیں نے بھرت جی کا دل خوش کر دیا وہ سمجھ گئے کہ شکل مراد اسی مقام پر ہے ؞

سرگ ۹۸

بھرت جی کی چترکوٹ کے قریب جنگل میں رسائی

بھرت جی لشکر کو پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھے سترہن جی سے فرمایا کہ تم گرو بشسٹ اور

ماتاؤں کے ساتھ بہت جلد آؤ۔ نکھاد سے ارشاد ہوا کہ آگے آگے چلو میں پاپیادہ آتا ہوں یہ کہہ کر بھرت جی رتھ پر سے اُتر پڑے اور جانکی جی اور لکشمن جی کی خوش قسمتی بنوں کے ذی روحوں اور غیر ذی روحوں کی قسمت کو سراہتے اپنی تقدیر کو مصر کالتے زندگی کو برا بھلا کہتے گھنے گھنے جنگل میں جا پہنچے۔ وہاں سے دھوآں اُٹھتا ہوا نظر آیا خوش ہو گئے کہ بس منزل مقصود پر رسائی ہو گئی۔ ضرور سری رامچندر جی اس مقام پر رونق افروز ہیں بھرت جی اور لوگوں کے خیال سے اس وقت تک آہستہ چل رہے تھے۔ چنانچہ نکھاد اور ستر ہن جی بھی اُن کے پاس جا پہنچے۔ اور سب کو خوشی ہوئی کہ اب سری رامچندر جی کے قدموں پر سر رکھنے کا فخر حاصل ہوگا ؞

سرگ ۹۹

بھرت جی کی سری رامچندر جی کے آشرم میں تشریف بری

بھرت جی نے ستر ہن جی سے فرمایا کہ تم سب ماتاؤں کو لیکر آہستہ آہستہ آؤ میں اب قدم بڑھاتا ہوں یہ کہتے ہی اُنہوں نے چال تیز کر دی نکھاد اور ستر ہن جی بھی لپکے جدھر سے گزر ہوا رشیوں کے مقدس آشرم نظر آئے ایشور میں لین مہرشیوں کے درشنوں سے جنم سپھل کرتے ہوئے سیدھے چلے تو سری رامچندر جی کی کٹی نظر آئی۔ دیکھا تو ہون کی لکڑیوں کا انبار لگا ہوا ہے۔ مندا گنی سے کٹی تک ایک بہت صاف ستھری سڑک بنی ہوئی ہے۔ سڑک کے دو نو طرف زرد کپڑے کی جھنڈیاں نصب ہیں یہ دلی سری لکشمن جی کی وجہ سے تھی۔ اُنہوں نے جھنڈیوں کے نشانات سے ان لوگوں کو راستے کی مشکلات سے محفوظ کیا تھا۔ جو ندی سے جل لانے کے وقت تکلیف اُٹھایا کرتے تھے بھرت جی نے مندا گنی ندی میں ہاتھ منہ دھویا اور سومنتر سے بولے کہ ایشور مجھے کامیاب کرے۔ سری رامچندر جی میری درخواست قبول فرمائیں بھرت جی دریا کے پار اُترے دیکھا کہ کُش کا آسن بچھا ہوا ہے استر و شستر درختوں پر ٹنگے ہوئے ہیں۔ آگ لوٹ رہی ہے سری رامچندر جی تپشویوں کے بھیس میں بھوج پتر کُش آسن پر بیٹھے ہیں جانکی جی کو بائیں طرف بیٹھے ہوئے دیکھ کر آنکھوں میں آنسوں بھر آئے۔ سری رامچندر جی بھوج پتر پہنے ہوئے تھے مگر چہرے پر آفتاب جیسا

کا سا جلال تھا۔ کنول ایسی آنکھیں چاند ستاروں کی طرح چمک رہی تھیں یہ نظارہ بھرت جی کے دل پر اس قدر موثر ہوا کہ بے اختیار رو پڑے دل ہی میں تہیا کہ وہ تقریر کروں گا کہ سری رامچندر جی کو جواب دیتے نہ بن پڑے۔ وہ منطق لڑاؤں کہ کچھ بول نہ سکیں مگر جونہی اُن کے جسم مقدس کو خاک آلودہ دیکھا سارے منصوبے دل کے دل ہی میں رہ گئے۔ لاکھ جرأت کی کہ زبان کو جنبش دینا چاہتے تھے۔ مگر ہر خیال منہ پر خود ہی مہر لگا لیتا تھا۔ بولنے کی طاقت نہ تھی۔ سری جٹا بدن کی کھبھوت بھوج پتر کے لباس نے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا وہ بے خودی طاری ہوئی کہ سری رامچندر جی کو آنکھوں کے سامنے ہی سمجھ کر اپنی دانست میں قدموں پر گر پڑے۔ مگر وہاں رامچندر کہاں وہ کبھی ابھی صدہا قدم کے فاصلے پر تھے۔ سری رامچندر جی کے قدم ہاتھ نہ آنے سے جو کچھ بھرت جی کو صدمہ ہوا خارج از بیان ہے وہ بھر بیتاب ہو کر لپکے اور دوڑ کر سری رامچندر جی کے قدموں پر لوٹنے لگے بھرت جی کی بیقراری حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ سری رامچندر جی نے لاکھ دل کو سنبھالا مگر نہ سنبھلا وہ بھی بھرت جی کو گلے سے لگا کر زار زار رونے لگے اتنے ہی میں ستر ہن اور لکھمن نے قدمبوسی حاصل کی اور چاروں بھائی ایک دوسرے سے جوش محبت میں بغلگیر ہو کر اس طرح روئے کہ دیر تک ان کی آنکھوں سے بھی ساون بھادوں کی سی جھڑی لگ گئی +

سرگ ۱۰۰

سری رامچندر جی اور بھرت جی کی ملاقات سری رامچندر جی کی نصیحت خیز تقریر۔ اہل دنیا کیلئے ایک عمدہ نصیحت نامہ

بھرت صدمات گذشتہ سے سخت کمزور ہو گئے تھے کسل سفر الگ۔ رامچندر جی نے دوڑ کر انہیں گود میں اُٹھا لیا سینے سے لگایا۔ بھرت کی ہچکی لگی ہوئی تھی وہ بول نہ سکتے تھے سری رامچندر جی نے جو تقریر کی اُس کا لفظی مضمون یہ تھا +

پیارے بھرت! اچھے تو ہو۔ پتا جی نے راج سنگھاسن دیدیا۔ اُن کا مزاج تو تندرست ہے۔ تم اُن کو چھوڑ کر یہاں کیسے آئے اُنکی خدمت لازم تھی اتنے دنوں کے بعد نانہال

ہے اگر انہیں کو نقصان ہوا تو پھر اہل زمانہ کے نباہ کی صورت ہی کیا ہے۔ بیواؤں۔ یتیموں۔ لنگڑے۔ لولے لنجے۔ اندھے۔ گونگے۔ اپاہجوں کی پرورش خصوصیت کے ساتھ والئے سلطنت پر فرض ہے۔ گو ظاہر سب بے عجز ہیں۔ مگر فرمانروائے عہد کو انکی پرورش اپنے ولیعہد سے مقدم سمجھنا چاہیئے۔ عورتوں کی عزت کرنا ہر مرد کا فرض ہے۔ مگر اس کے لئے بھی جائز موقع اور جائز اصول مقرر کئے گئے ہیں۔ ان کی باتوں کا اعتبار کرنے وقت اپنی عقل سے بھی کام لینا چاہیئے۔ رنڈیوں کسبیوں کی صحبت میں بیٹھ کر اگر کوئی راجگی کا دعوے کرسکے تو محض باطل ہے اس صحبت بد سے اگر راج نباہ نہ ہوا تو انتہا سے زیادہ بے عزتی ہے راجہ کو بہت ہوشیار اور مستعد ہونا چاہیئے۔ خود ادھر ادھر گھومے اہل شہر کے حالات دیکھے۔ لوگوں کے خیالات سُنے اور اُس سے اندازہ لگائے کہ رعایا کی رائے موافق ہے یا خلاف۔ راجہ اگر کہیں جائے تو پیشتر سے سامان رسد وغیرہ کا انتظام یا خود کرے یا وہاں کی رعایا کو حکم دے۔ جہاں جانا مقصود ہے وقتاً فوقتاً قلعے دیکھے۔ محافظت کے سامان ملاحظہ کرے۔ جس بات میں کمی و بیشی کی ضرورت پائے اُسکے انتظام میں کبھی غافل نہ ہو۔ دولت بغیر کوئی کام نہیں بنتا۔ پس اس کی حفاظت ہر طرح مقدم ہے۔ جو اس کے صرف میں احتیاط مدنظر نہیں رکھتا وہ ایک دن ٹکڑے کو محتاج ہو جاتا ہے۔ اس لئے فضول خرچی نامناسب اور احتیاط واجب۔ حاجتمندوں اور مفلوک کا رد سوال بھی خلاف۔ رنڈیوں کسبیوں کو اظہار فیاضی سے مالامال کرنا داخل عذاب ہے عالمان زمانہ سے روز انہ کچھ سننا فائدہ بخش۔ سلطنت کے زوال کی صورتیں ان باتوں سے ہوتی ہیں۔ اچھی طرح گرہ باندھلو +

گرو سے مخالفت۔ غصہ۔ امور مملکت سے دل برداشتگی۔ سنجیدہ کے کاموں میں تساہل و سہل انگاری۔ کاہلی و سستی۔ خواہشات نفسانی کی اطاعت خودغرضی عاقبت اندیشی۔ خوف عقبےٰ سے بے پرواہی۔ بیوقوف وزیروں کی وزارت۔ رازداری کے فوائد سے لاعلمی۔ بد اعمالی۔ بدافعالی۔ بدکرداری۔ بد اطواری۔ آوارہ گردی +

ان سب باتوں کے علاوہ والئے ملک کو حسب ذیل لوگوں کی صحبت سے قطعی پرہیز کرنا چاہیئے۔ بچہ۔ بوڑھا۔ مریض۔ رذیل۔ ہیز نامرد۔ نامرد کے رفیق۔ لالچی۔ لالچی کے دوست۔ اوداسی فقیر۔ عیاش وغیرہ۔ دیوتاؤں اور برہمنوں کے منکر رفاقت

کرنے والا - دلدر یعنی اہل الوجود - شاکر قسمت - حرام خور - برہنہ جسم - خود پسند - بد دل باشندگانِ مقام ناپاک - کم عمر - عیال و اطفال سے متنفر ÷

ایسے ایسے لوگوں کی صحبت جہاں ہوئی وہاں راج پاٹ کی خیر نہیں - اب ذرا اور سنو - دس چیزیں وہ ہیں جن کی طرف والئے ملک کو ہر وقت رغبت نہ کرنا چاہئے موقع موقع پر مضائقہ نہیں - چنانچہ سنو میں مجملاً بیان کرتا ہوں ÷

۱ - زینت و آرائش ہر وقت درست نہیں - خاص موقع پر آراستگی لازمی ہے ÷

۲ - جوا خراب کام ہے مگر تفریحاً کبھی کھیل لیا جائے تو کوئی ہرج نہیں ÷

۳ - دن کا سونا ہمیشہ مضر - سونے کا ٹھیک وقت آدھی رات ہے ÷

۴ - مرد دوست کی کوئی بات دریافت کرنے کے لئے کوئی الزام لگانا درست ورنہ ممنوع ÷

۵ - عورت کی صحبت ہمیشہ ناجائز - خواہش اولاد کے لئے ہو تو مضائقہ نہیں ÷

۶ - ناچ گانا روزانہ خلاف - کبھی کبھی تفریحاً ضروری ہے - خصوصاً کسی خوشی کے موقع پر ÷

۷ - کسی جگہ پر بے مطلب جانا فضول - کام سے جانا مناسب ÷

۸ - غصہ ہمیشہ خراب - صرف موقع جنگ پر جائز ÷

۹ - جھوٹ گناہ - مگر لڑائی کے وقت حصول فتح کے لئے درست - کسی کی جان بچانے کے لئے داخل ثواب ÷

۱۰ - عورت سے بگاڑنا ممنوع - ہاں چشم نمائی کے وقت لازمی ÷

ان باتوں کا تم کو بھی خیال رکھنا چاہئے تا کہ سلطنت کے کاروبار میں خلل نہ واقع ہو - اب تم کو یہ سمجھاتا ہوں - کہ قلعوں کی تعمیر کن کن مقامات پر ہونا چاہئے سنو ÷

۱ - دریا کے کنارے ÷

۲ - پہاڑ پر یا کہیں قریب ÷

۳ - ویرانے میں جہاں آبادی آس پاس نہ ہو ÷

۴ - اُس مقام پر جہاں زراعت نہ ہوتی ہو ÷

۵ - گھنے جنگل میں یا وہاں جہاں گھاس پھوس جھاڑ جھنکار بکثرت ہو ÷

اصول ملک گیری ظالمانہ درست نہیں - اگر کسی ملک میں ابتری ہو تو رعایا کی پرورش
دوست گیری کے خیال سے پہلے نا جائز ملک کو فہمائش کرنا چاہئے راجہ کے پاس
دولت نہ ہو تو زر و جواہر دیکر اُسے اور رعایا کو گرویدۂ احسان بنانا لازم ہے اگر پھر بھی وہ
حواس میں نہ آئے تو ارکان سلطنت سے سازش کر کے اُس سلطنت پر قبضہ کر لینے سے
کوئی ہرج نہیں - اگر غلام مالک کا اطاعت گزار نہ ہو اور مالک غلام کے ساتھ جھگڑا
تو دونو مستحق سزا ہیں - راجہ کو ہر وقت رعایا کی دلجوئی لازم ہے اس میں کبھی وقت غفلت
نہ چاہیئے - مقامات جنگ کا ملاحظہ اور وہاں کا ضروری انتظام جس نے کیا اس کے
وقت پر دھوکا کھانے میں شک نہیں - سامان رسد و فوج کا انتظام ہر وقت ملحوظ
نظر رکھنا ضروری ہے اور سو بات کی یہ بات ہے کہ جس سے ملنا اس سے جھک
کر - خاکساری عجب چیز ہے یہ دشمن کو بھی دوست و غلام بنا دیتی ہے بزرگوں
کی نصیحت ہے کہ جو ان خرابیوں سے پاک رہا اس کی سلطنت کو کبھی
زوال نہیں ؛

غصہ - عداوت - غیبت و بدگوئی - سخت زبانی - طفل آزادی - لالچ - الکحت
بیجا - سزائے جسمانی +

لڑائی میں کبھی دل نہ ہارنا نہ فتح سے دلجمعی کرنا چاہئے - جبتک لڑائی رہے ہمت
ہارنا کبھی جائز نہیں - فتح کے بعد یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ بس میدان مار لیا - اگر میدان
جنگ میں کچھ بنائے نہ بن سکے تو مجبوری کے وقت پیٹھ دکھلانے اور جان بچانے
میں بھی کچھ مضائقہ نہیں - راجہ کی زندگی کا ماحصل یہ ہے کہ جپ تپ کرے ملک
پُن کرے - ہر خاص و عام کے ساتھ سلوک کرے کہ اُس کی عظمت ہر صفحۂ دل پر
نقش ہو - تمہیں ایشور نے راج دیا ہے بتاؤ کہ تم نے کرم کانڈ دھرم نیت موکش بدیا
میں کس کس کے اصول ذہن نشین کئے - راج نیت کے اصولوں میں میل ملاپ لڑائی جھگڑا
مستعدی و حملہ آوری طرح دہی استقلال آزاداری - قابوئے نفس یہ سب باتیں مقدم ہیں دشمن کا خواہ
وہ عاجزی کرے خواہ پناہ میں آئے خواہ تکلیف میں ہو اعتبار نہ کرنا چاہئے کیونکہ پانی خواہ گرم
یا سرد دونو حالتوں میں آگ بجھانے کے لئے کافی ہے - فرمانروا کا فرض ہے کہ دشمنوں
کی ہر ایک چال پر نظر رکھے کہ آیا وہ فوجی انتظام کرنے بجز منتر سے نفرت کی کوشش مجبوروں کو خاص

لیاقت سے یہ پتا چاہیے کہ کون ہوا خواہ سلطنت ہے کون بدخواہ۔ چوروں اور ڈاکوؤں کی حرکت سے خبردار رہنا اُن کا اعلےٰ فرض جب لڑائی کا موقع ہو تو خاندانی لوگوں کو سب سے آگے رکھنا لازم ہے دوسروں کو اُن کے پیچھے۔ فوج میں اپنے ہموطن جان نثار کرتے ہیں پردیسی لوگوں سے یہ اُمید نہیں وہ سیدان جنگ میں پیٹھ دکھاتے ہیں راجہ کا دھرم ہے کہ مجرم کو سزا دے اور لائق لوگوں کی قدردانی و عزت افزائی فرمائے اگر کسی مشورے کی ضرورت ہو تو کم سے کم تین تین بزرگوں سے مشورہ لے مگر الگ الگ۔ جب تینوں کا اتفاق رائے ہو جائے تو جو کام ہو وہ کر اُٹھانا چاہیے ورنہ نہیں وید شاستر کے پڑھنے والے اور پرمیشور کا دھیان کرنے والے دھرم کے قدردان راجہ کی عمر بڑھتی ہے اس کا کوئی کام اٹک نہیں سکتا مجال کیا کہ کامیابی مقصد میں ذرا بھی فرق ہو۔ جو شاستر سے واقف نہیں اُن کو لوک بیوہار مد نظر رکھنا چاہیے۔ اُنہیں وہی کام کرنا لازم ہے جو اُن کے بزرگان سلف کرتے آئے ہیں ÷ پیارے بھرت کہو جو دھرم میں نے بتاتے ہیں اُن کو تم عمل میں لاتے ہو یا نہیں کچھ راجہ پر فرض نہیں جو ان اصولوں کی پابندی کرتا ہے وہ اگر غریب بھی ہو تو راجہ سے ہزار درجہ اچھا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ اس کو سرگ ضرور ملیگا ÷

سرگ ۱۰۱

بھرت جی کی تخت آرائی کے لئے درخواست

سری رامچندر جی کا انکار

سری رامچندر جی عالم الغیب تھے اُن سے کون بات چھپی تھی۔ مگر تہیں دنیاوی ظاہر داری کے خیال سے انہوں نے بھرت کو اپنی تقریر سے ایسا بہلا دیا کہ گویا اُن دسرتھ کے مرنے کی کیفیت معلوم ہی نہیں۔ نصیحتوں کی باتیں کر کے انہوں نے پھر پوچھا کہ راج سنگھاسن چھوڑ کے اور فقیرانہ لباس پہن کر آنے کی وجہ؟ نہ سر پر تاج نہ چھتر۔ کیا راج پتا جی کے بھروسے پر چھوڑ آئے ہو

بھرت کی زبان نہ کھلتی تھی۔ منہ پر قفل لگا ہوا تھا۔ مگر دل کو مضبوط کر کے روتے

ہوئے بولے کہ ہائے بھائی میں تو مٹ گیا۔ آپ ادھر چلے آئے۔ پتا جی نے وہاں آپ کے فراق میں جان دیدی۔ اجودھیا ماتم سرا ہوگئی۔ رعایا غمزدہ ہے افسوس ماتا کیکئی نے بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا۔ آہ! اجودھیا کی صورت دیکھی نہیں جاتی۔ میں زندگی کی بیچارگی سے اب تک نہ مرہ رہا ہوں۔ ماتا کیکئی نے جیسا کیا اُس کا پھل پایا۔ اُن کو کافی سزا مل گئی۔ بیوہ عورت کے لئے زندگی موت سے بدتر ہے مگر غریب ناحق گیہوں کے ساتھ گھن کی طرح پس گیا نہ کسی کے لینے میں نہ کسی کے دینے میں مفت بدنامی کا ٹھیکرا میرے سر پھوٹا۔ ماتا کیکئی کی وجہ سے داغ یتیمی الگ حاصل ہوا۔ اور آپ الگ ہم لوگوں کی سرپرستی سے دستکش ہوگئے۔ اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں درخواست یہ ہے کہ تخت سلطنت پر جلوس فرمایئے۔ ماتائیں بھی یہی آرزو لیکر آرہی ہیں اس وقت سلطنت بیوہ ہو رہی ہے آپ پر تاج رکھینگے تو پھر اُس کو سوہاگ نصیب ہو جائیگا۔ آپ کا خود قول ہے کہ جو بات قدیم سے ہوتی چلی آئی ہے۔ اسی کی پابندی دھرم ہے۔ بہت صحیح بہت درست پھر بس تشریف لے چلیے۔ ہمارے خاندان میں راج کا استحقاق بڑے بیٹے ہی کو ہوتا ہے دوسروں کو نہیں۔ آپ کچھ حیلہ و حجت نہ فرمائیں بس آپ چلے چلیں۔ بھرت آپ کی مہربانیوں کے بھروسے پر حاضر ہوا ہے۔ اگر آپ درخواست قبول نہ فرمائینگے تو سمجھونگا کہ پتا کے بعد آپ نے بھی دست شفقت سر سے اُٹھا لیا یہ کہہ کر بھرت جی زار زار رونے لگے قدموں پر گر پڑے اور یہی چاہتے تھے کہ ان کے قدموں کو سر پر رکھے ہوئے اجودھیا میں پہنچا دوں رامچندر جی نے اُٹھ کر گلے سے لگا لیا اور بولے کہ۔

میں عقلمند ہو کر اتنی بیوقوفی۔ آفتاب پر کہیں خاک پڑتی ہے تم کو ان معاملات سے تعلق ہی کیا۔ رہیں ماتا کیکئی اُن کی شان میں خبردار کوئی گستاخی کا کلمہ نہ نکالنا ورنہ میں سخت ناراض ہونگا۔ تم عقلمند ہو کر بیوقوفی کی باتیں کروگے تو مجھے دکھ ہوگا۔ تم بیٹے ہوکہ باپ کا درجہ پرمیشور کے برابر مانا گیا ہے۔ بیٹے کا فرض ہے کہ باپ کے حکم کی تعمیل کرے مجھے فخر ہے کہ صرف پتا جی ہی کا ارشاد نہیں ہوا بلکہ ماتا کیکئی نے بھی ہدایت کی۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ میں بن باس کے لئے تیار ہو کر سعادت ابدی حاصل کر رہا ہوں تم کو بھی ماتا اور پتا نے اجودھیا کا راج دیا ہے تمہیں میرے لائق بھائی کی حیثیت میں لازم ہے کہ راج کرکے ماتا اور پتا کے حکم کی تعمیل کرو پتا کا حکم اس سبب سے بھی واجب التعمیل ہے کہ وہ بادشاہ تھے

راجہ پرمیشور ہوتا ہے۔ اس کے حکم کی خلاف ورزی کرنا کبھی اور کسی طرح مناسب نہیں
ان سب باتوں کے علاوہ میرا بھی حکم کچھ وزن رکھتا ہے بس اب ہم بن باسیوں کی طرف
سے مل جاؤ۔ ہم لوگوں کو پرمیشور کے حوالے کرو۔ اور تم راج سنگھاسن پر جلوس
کر کے غمزدہ رعایا کے زخم پر پھاہا رکھو۔

سرگ ۱۰۲

بھرت جی کا اظہار عاجزی راجہ دسرتھ کی وفات حسرت آیات کی اطلاع دہی

بھرت جی قدم پکڑ کر بولے۔ کہ

آپ مجھے اجودھیا کا راجہ کیوں سمجھتے ہیں۔ میں تو آپ کے غلاموں کا غلام اور حد درجہ
کا پاپی ہوں۔ پاپی کی قسمت میں راج کہاں۔ راج تو دھرماتماؤں کو ملا کرتا ہے علاوہ
بریں یہ تو غور فرمائیے۔ کہ آپ کے ہوتے میرا استحقاق ہی کیا ہے۔ شروع سے آج
تک کبھی بڑے بیٹے کی موجودگی میں چھوٹے بیٹے کو راج نہیں ملا پھر آپ یہ
انوکھی اور نیا انوکھی بات کیوں جائز فرماتے ہیں۔ بیشک آپ کو تپشیا سے
بہت عمدہ پھل ملیگا۔ مگر یہ بھی سمجھ لیجئے کہ راجہ پرمیشور کہلاتا ہے۔
پس آپ پرمیشور کی پدوی حاصل کریں۔ آپ کا اگلا تپ کیا کم ہے۔
جو اور تپشیا کی خواہش ہے بھائی صاحب پتاجی کا سایہ سر سے اُٹھ
گیا۔ وہ آپ اور سیتا ماتا کے غم میں سرگ کو تشریف لے گئے۔ اب ہم لوگوں کی
زندگی تو آپ ہی کے سپرد ہے۔ اس حالت یتیمی میں آپ قدموں سے جدا کریں
تو بزرگی کے خلاف ہے۔ آپ کو شاید خیال ہے کہ پتاجی کا انتقال صحیح نہیں۔
میں فقرہ بناتا ہوں۔ نہیں بھائی صاحب سب ماتائیں ایک ماتا کیکئی کی بدولت
بیوہ ہو گئیں۔ میں اور ستروہن جی کریاکرم اور شرادھ بھی کر چکے۔ آپ کا
بھی فرض ہے کہ ترپن اور پنڈ دان کر کے فرض ضروری سے سبکدوش ہوں
پتا جگ میں تمام بیٹوں کو پتر کرم کرنا ضروری ہے۔ ہاں کلجگ میں صرف
ایک ہی بیٹے پر یہ فرض محدود ہے۔

سرگ ۱۰۳

شری رامچندر جی کا راجہ دسرتھ کی وفات پر ماتم۔ پنڈ دان

بھرت جی کی تقریر سے سری رامچندر جی کو جونہیں راجہ دسرتھ کی وفات کا علم و یقین ہو گیا پٹ سے زمین پر گر پڑے۔ بھرت جی اور ستر ہن جی روتے ہوئے دوڑ کر پانی لائے منہ پر چھینٹا دیا۔ دامن جھلا تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا آنسو بہاتے ہوئے اٹھ بیٹھے اور کہنے لگے کہ۔

او موت تجھے چودہ برس بھی صبر نہ ہوا میری رضا جوئی والدین پر دھبہ رکھنے کے لئے تو اتنی جلدی آمری۔ آہ! پتا جی آپ سرگ باس نہیں ہوئے ہم لوگوں کو جیتے جی مار گئے۔ افسوس مجھ سے کچھ خدمت نہ ہو سکی۔ او زندگی تجھ پر تف ہے بھرت اور ستر ہن کی خوش نصیبی پر رشک آتا ہے۔ انہوں نے شرادھ ترپن کر کے فرض سے سبکدوشی حاصل کی۔ مجھ پر پتا جی کا قرض باقی رہ گیا۔

اتنا فرما کر سری جانکی جی سے فرمایا۔

ہائے آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ دنیا تاریک نظر آئی ہے۔ پتا جی اٹھ گئے ہمیں تمہیں آخری دیدار سے بھی محروم رکھا۔

سیتا جی بھی بے ساختہ جگر خراش شکر رو پڑیں۔ سری رامچندر جی بھی سر پکڑ کر آنسو بہانے لگے۔ سارے جنگل میں سناٹا چھا گیا۔ چرند پرند سب کے کلیجے پر گھن کی چوٹ لگی۔ تھوڑی دیر پچھاڑیں کھا کر سری رامچندر جی نے پنڈ دان کے لئے ارادہ ظاہر فرمایا خود بدولت مند اکنی ندی پر پہنچے جنگل میں اور سامان ہی کیا تھا لکشمن جی صرف انگور اور بیر لائے۔ سری رامچندر جی نے ترپن اور پنڈ دان کیا۔ بعدہٗ بھرت اور ستر ہن کے بازو پکڑ کر راجہ دسرتھ کی دائمی مفارقت کے غم میں ایسی گریہ و زاری کی کہ سننے والوں کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا تھا۔ اتنے ہی میں بھرت جی کی فوج آ پہنچی۔ چرند و پرند ہجوم عام دیکھ کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ بھرت جی کے ہمراہیوں نے سری رامچندر جی کو دور سے دیکھ کر پرنام اور ڈنڈوت کی انبوہ کثیر کی آمد نے تھوڑی دیر کے لئے بیتابانہ ماتم برہم کر دیا

سرگ ۱۰۴

سری رامچندر جی کی ماتاؤں اور بششٹ جی سے ملاقات

بششٹ جی سب رانیوں کے ساتھ مندا گنی کے پار اُترے یہاں کوشلیا جی نے کچھ پنڈ دان کا سامان ہوا ہوا پایا ۔ پوچھا یہ کون مقام ہے یہاں یہ سامان کیسا +
بششٹ جی ۔ معلوم ہوتا ہے کہ سری رامچندر جی نے اس مقام پر مہاراجہ دسرتھ کو پنڈ دئے ہیں +

کوشلیا پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں اور بولیں کہ ۔
ہائے جو مہاراجہ دسرتھ تمام دُنیا کی نعمتوں سے سیر تھے اُن کے لئے پنڈ کا یہ سامان او رکلیجے ! کیوں پھٹ نہیں جاتا ۔ او جان جسم سے کیوں نکل نہیں جاتی سمترا جی کو بھی سخت قلق ہوا مگر وہ کوشلیا جی کو سنبھالے ہوئے تھیں اسلئے انہوں نے دل پر جبر کر کے رلائی روکی اور ڈھارس دی کہ مہارانی جی اب طبیعت نہ بگاڑیئے چل کر رامچندر جی کو دیکھئے رونے کو تو زندگی بھر پڑی ہے کوشلیا جی روتی اور سمترا جی سمجھاتی جاتی تھیں اتنے میں سری رامچندر جی نے ماتاؤں کا رتھ دیکھا وہ بڑی تیزی سے لپکے اور جاتے ہی ان کے قدموں پر گر پڑے ۔ سب رانیاں فوراً ہی رتھ سے اُتر پڑیں اور سری رامچندر جی کے جسم پر پڑی ہوئی دھول صاف کرنے لگیں کوشلیا جی چیخ چیخ کر رو رہی تھیں ا ور کہتی جا رہی تھیں کہ آہ ! اجودھیا کے وارث تاج وتخت کا یہ حال ۔ مہاراجہ سرتھ کی بہو ۔ مہاراجہ جنک کی بیٹی اور رامچندر جی کی استری کی یہ کیفیت ۔ مہاراج بڑے خوش نصیب تھے جن کو یہ حالت زار دیکھنا نصیب ہوئی ۔ میری قسمت پھوٹی ہے ایسے لول لاڈلوں کو مصیبت جھیلتے دیکھ کر بھی چھاتی نہیں پھٹتی زمین جگہ نہیں دیتی کہ سما جاؤں +

ادھر یہ گریہ وزاری تھی ادھر بششٹ جی تشریف لے آئے سری رامچندر جی نے دوڑ کر قدم پکڑ لئے نتوں سے آنکھیں ملیں سب کو بٹھایا بھرت جی رامچندر جی کے سامنے ہاتھ جوڑے زمین پر بیٹھ گئے ۔ ہر شخص کو انتظار ہوا کہ دیکھیں ملاقات کا نتیجہ کیا نکلتا ہے کیونکہ ادھر بھرت جی کی پرتگیا ہے کہ سری رامچندر جی کو واپس لیجاؤں گا ادھر سری رامچندر جی چودہ

برس کے بن باس کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں +

سرگ ۱۰۵

بھرت جی اور سری رامچندر جی کی تقریر

شام کا وقت قریب تھا اس لئے تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد سب لوگ سندھیا وغیرہ میں مشغول ہوئے لبعدہ پھر سری رامچندر جی کی خدمت میں جمع ہو کر بھرت جی سے ملتجی ہوئے۔ کہ اب تذکرہ چھیڑیں۔ بھرت جی خود ہی بیتاب ہو رہے تھے مگر رعب اور ندامت کی وجہ سے منہ نہ کھلتا تھا۔ آخر بڑے ضبط سے بولے +

ماتا کیکئی کا شکریہ۔ آپ کو بن میں نکالا۔ پتا جی کو دنیا سے رخصت کیا اجودھیا سونی کر دی۔ ماتاؤں کو بیوگی کا داغ دیا۔ ہم لوگوں کو گردشیں میں لٹایا اور خود بھی صدمۂ بیوگی سے دنیا بھر کی ذلت پاگئیں۔ آپ پتا جی کے حکم کی تعمیل فرما چکے ماتا کیکئی کی بات بھی پوری ہو گئی اب ہم لوگوں پر ہاتھ رکھئے اور تخت سلطنت کو جلوس میمنت مانوس سے رونق بخشئے۔ مجھ میں ایسے بار عظیم اٹھانے کی قدرت نہیں نہ میں حق تلفی کو منظور کر سکتا ہوں تخت و تاج کو مجھ سے کیا نسبت سلطنت سے مجھ کو کیا علاقہ۔ اگر آپ تپشیا کو فضیلت دینا منظور فرماتے ہیں تو ذرا دھرم شاستر پر نظر ڈالئے۔ دیکھئے وہ کیا کہتا ہے۔ دھرم شاستر کا قول ہے کہ انسانی قالب کا فخر یہی ہے کہ دوسروں کی پرورش و حفاظت کرے اگر یہ نہیں تو زندگی فضول ہم لوگ بے سر پرست ہیں اس لئے آپ کا فرض ہے کہ پرورش فرمایئے سایہ عاطفت میں جگہ دیجئے اگر آپ چھوٹوں کی سرپرستی نہ فرمائینگے تو تپشیا بالکل فضول ہوگی اور سرزمین کو کھود کر دوسرے زرخیز ملک کی مٹی سے قابل زراعت کرنا اندر کے باغ کے بار آور پودے لگانا تو مناسب ہے مگر جس وقت کو وہ اس باغیچہ کو اجاڑے تو کیسے رنج کی بات ہے۔ مہاراجہ دسرتھ نے اسی راج پاٹ کے لئے بڑی بڑی تپشیا کرکے آپ کا دیدار حاصل کیا جب حکمرانی کا موقع آیا تو ماتا کیکئی نے ہر ایک کی امیدیں ایکدم سے خاک میں ملا دیں اگر پتا جی دنیا میں ہوتے تب خیر آپ نہ لوٹتے مگر اب تو آپ کا بن باس اختیار کرنا گو ہم لوگوں کو

سرپرستی سے محروم رکھنا ہے تمام دنیا کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں کہ بھرت کے جانے سے سری رامچندر جی کا سایۂ عاطفت نصیب ہوگا۔ کون ہے جسے آپ کی فرمانروائی کی خواہش نہیں + سری رامچندر جی۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ میرے بن باس اور پتاجی کی وفات سے تم کو سخت تکلیف ہوئی اہلِ اجودھیا کو صدمۂ جانکاہ ہؤا گو تم سب کی محبت قابلِ قدر ہے مگر میرے خیال میں کچھ غلطی بھی ہے عقلمندوں کو فضول تردوات سے دور رہنا چاہئے صبر و استقلال ہو تو سخت سے سخت مصیبت کچھ بھی معلوم نہیں ہوتی۔ دیکھو دنیا میں جو کچھ ہے وہ یا تو ایشور ہے یا جیو مگر ایشور زبردست اور جیو کمزور ایشور کو ہمیشہ آنند رہتا ہے اور جیو کبھی سکھ بھوگتا ہے کبھی دکھ۔ ایشور کا ہر جسم میں جلوہ ہوتا ہے اور یہی جیو کو نیک اور بد افعال کی جزا و سزا دیتا ہے جس طرح انسان جانور کے گلے میں پھندا ڈالکر ادھر ادھر لئے پھرتا ہے اسی طرح اعمال انسانی قالب کو اپنی مرضی پر چلاتے ہیں چنانچہ میرا بن باس بھی بے اصول نہیں پراربدھ بڑی زبردست ہے یہ جس کو چاہے جس طرح نچائے اسی پراربدھ نے تم کو بھی صدمۂ جگر خراش دے رکھا ہے تم بار بار کیکئی ماتا پر الزام رکھتے ہو کیکئی ماتا کچھ ایشور نہیں وہ بھی پراربدھ سے بے بس تھیں اس لئے جو کچھ ہؤا وہ سمجھ لو کہ شدنی تھا۔ کسی کا کچھ قصور نہیں ایشور کی مرضی ہی یوں تھی شاستر کا اصول ہے کہ بلندی جانے والا کبھی نہ کبھی ضرور نیچے گرتا ہے تم راج کے عوض بن باس ہی اداس ہو ایک روز تم دیکھو گے کہ جس چیز کو ماں باپ نے بڑی محبت سے پالا۔ آج جس کی طاقتوں پر تم ناز کرتے ہو وہ آناً فاناً میں مٹی ہو جائیگا تم نے پکے پکائے پھل درخت سے گرکر چور چور ہوتے دیکھے ہونگے یہی حالت کسی نہ کسی روز اس جسم کی بھی ہو جاتی ہے جس کا لوہا فولاد بھی مانتا ہے اور جسے اپنے زعم میں موت کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہوتی دیکھو تمام ذیروحوں کی ترکیب جسمانی بالکل یکساں ہوتی ہے وہی گوشت وہی پوست وہی خون و استخوان حالانکہ ذرا بھی فرق نہیں مگر سب پر فوق انسان ہی کو حاصل ہوتا ہے انسانی قالب تمام ذیروحوں کے قالب جسمانی پر فائق ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے بڑی قسمت چاہئے۔ حالانکہ اس قالب کی حفاظت کے لئے انسان سب کچھ کوشش کرتا ہے مگر ٹوٹا پھوٹا مکان تو مرمت سے ہی دیر پا ہو جاتا ہے لیکن اسے قیام نہیں وہ بناہیں جتنے عزیز و اقارب ہیں سب اسی وقت تک ساتھ دیتے ہیں جب تک سانس آتی جاتی ہے۔ ادھر دم نکلا ادھر سب

بیگانے بیگانے ہوگئے کوئی دم بھر مکان میں رکھنے کا روادار نہیں ہوتا سب سمجھتے ہیں کہ
دن رات گزرنا دشمن زندگی ہے جو وقت گیا پھر پلٹ کر نہیں آتا گنگا کے سے پانی کی طرح
اِدھر آیا اُدھر بہ گیا اسی طرح جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور مریگا جب تک سورج ہے تب تک دن
رہتا ہے جہاں سورج غروب ہوا رات ہوگئی اسی طرح جب تک اعمال کے موافق آواگون
کا سلسلہ جاری ہے تب تک کبھی خوشی کا دن رہیگا اور کبھی غم کی مصیبت یا کبھی کوئی پیکر
خاکی اور کبھی کوئی قالب عنصری - گرمی کے موسم میں پانی سوکھنا شروع ہوتا ہے اور پھر
خشک ہوجاتا ہے اسی طرح جوانی کے ایام گزرنے گزرتے آخر وہ وقت آجاتا ہے جس کا آج
ہم ماتم کر رہے ہیں سو تم اس وقت پتا جی کو رو رہے ہو آج تک میرے بزرگ نہ جانے کن کن کو رو
چکے - اور اب ہم سب کی باری ہے - ایک روز ہم تم بھی خاک پر سو رہے ہونگے اور لوگوں کو وہی
صدمہ ہوگا جو اس وقت مجھے اور تمہیں ہے باپ ماں کہاں بہن عورت سب زندگی بھر کے
ساتھی ہیں - مرنے کے بعد کوئی کسی کا شریک حال نہیں نہ وطن ہی رفاقت کرتا ہے نہ زر بس
موت کہیں پیچھا نہیں چھوڑتی - ہر وقت ساتھ رہتی ہے - جس وقت موقع ملا پنجرے
کا پنچھی اُڑا لے گئی - اگر موت سے نجات درکار ہو تو انسان کا فرض ہے - کہ ایشور کی
یاد میں محو ہو کر جیو کو آتما اور پرماتما سے وصل کرے - جب تک موکش حاصل نہ ہوگی تب
تک نہ زندگی سے مفر ہوگا نہ موت سے اہل دنیا پردہ میں سوار ہے کہ بس کچھ کہا نہیں جاتا -
سلطنت میری گھر بار میرا - بچے میرے جورو میری - میری میری تو سب کہتے ہیں مگر یہاں کوئی چیز
کسی کی نہیں - ایشور کا مال ہے جسکو چاہے دے جس سے چاہے چھینے - اہل زمانہ کی بیوقوفی کا کہاں
تک ذکر کیا جائے - رات کے بعد سورج طلوع ہوا تو خوش ہو گئے کہ دن آیا - آنکھوں کو
روشنی حاصل ہوئی - مگر کسی کو یہ خیال نہیں کہ اتنی عمر گھٹ گئی - ایک دن ہی پر منحصر نہیں
دن کے وقت رات کا خیال ہے - گرمی میں سردی کی آرزو - برسات میں بسنت کی
خواہش - اسی طرح عمر گزر جاتی ہے اور لوگوں کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا دن کے بعد
رات کی اور رات کے بعد دن کی آرزو میں زندگی گنوا بیٹھتے ہیں - بھرت جی تم ہوشمند
ہو دانش پسند ہو - دنیا کی فضولیات میں نہ پڑو - پتا جی تمہیں راج دیا ہاتھ آئی
ہوئی دولت کو گنوانا بھی حماقت ہے - میں ہرگز ہرگز واپس نہ جاؤنگا لوگ مرنیوالے کو
نہیں روتے بلکہ اُن کو اُس دن کا خیال ہے جب انہیں بھی دنیا چھوڑنا پڑیگی - جو

آنسو نکلتا ہے جو مرنے والے سے کہتا ہے کہ تم چلو ہم بھی پیچھے سے آتے ہیں۔ بھلا آج ہمارے دادے پڑدادے کہاں ہیں بزرگوں کے بزرگوں کا پتہ ونشان کیا ہے کچھ بھی نہیں جب یہ ہے تو پھر کسی کا سوچ کیا۔ میں تو ایشور کی کرپا سے زندہ بیٹھا ہوں پھر زندہ کے لئے افسوس کرنا کیا معنے۔ سوچ کی چیز اگر کوئی ہے تو ثواب۔ نیکی۔ ناموری۔ ان کے لئے آنسو بہائے تب تو انسان عقلمند ہے ورنہ بیوقوف۔ ہمارے پتاجی مرگئے ضرور غم ہے۔ مگر وہ نام کو زندہ کر گئے جس چھوڑ گئے۔ پھر زیادہ رنج و فکر کی کیا بات۔ انسان کا فرض ہے کہ رنج و راحت کو ہمیشہ یکساں سمجھے۔ پس اب تم دنیاوی خیالات کو ترک کرکے راج پاٹ سے غم غلط کرو۔ رعایا پریشان ہے اس کی اشک شوئی تمہارے بغیر کوئی نہیں کرسکتا۔ میں اب واپس نہیں جاسکتا۔ ماتا اور پتا نے مجھے یہ چولا عطا کیا۔ ان کے احسانات سے میں کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتا۔ لیکن والدین کے حکم کی تعمیل میں نقص واقع ہوا تو میری زندگی پر لعنت ہے۔ پتاجی کے دھرم کو دیکھو کہ مجھ ایسے اور تم ایسے بیٹوں کو چھوڑدیا۔ اپنی جان دیدی اور دھرم سے رو گردان نہ ہوئے۔ ایسے دھرماتما باپ کی اولاد ہو کر اگر میں بات پر قائم نہ رہوں۔ تو ننگ خاندان کہلانے کے سوا اور کیا فائدہ میسر ہوسکتا ہے تم بھی دھرماتما باپ کی اولاد ہو اس لئے میری نصیحت یہ ہے کہ میری طرح پتا کے حکم کو ہزار جان سے مانو۔ گلزار سلطنت کو آبیاری فیض سے سرسبز و شاداب کرو۔

سرگ ۱۰۶

سری رامچندر جی کی خدمت میں بھرت جی کی گزارش حال

بھرت جی مؤدبانہ لہجے میں سخن پرداز ہوئے۔ کہ

آپ کا فرمانا بہت درست مگر سوچئے تو آپ کے سوا کسے کام۔ کرودھ۔ لوبھ مد (خواہشات نفسانی غصہ لالچ غرور) کو مغلوب رکھنے کی طاقت ہے تمام رشی متفق ہیں کہ صرف آپ کی تقلید اور پیروی کرنے سے آدمی دیوتا ہوسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دکھ سکھ زندگی کا رنج بیکار ہے۔ مگر یہ تو فرمایئے کہ کوئی آپ کی سی عقل

صاحب کہاں سے لائے۔ اگر آپ کی سی عقل اوروں میں بھی ہوتی تو دنیا کا انتظام نہ چلتا
سب لوگ مہاتما ہی مہاتما ہوتے۔ نرک بیکنٹھ جزا و سزا رنج و راحت کا جھنجھٹ ہی نہ
رہتا۔ آپ اپنے کو کچھ نہ سمجھیں۔ دُور اندیش لوگ تو جانتے ہیں کہ آپ کون ہیں۔ وید شاستر
نے کیس کے دھرم وغیرہ کی تعریف میں طب اللسانی کی ہے۔ نراکار۔ نربکار۔ آنند
سروپ کس کا خطاب ہے آپ کا قول ہے کہ دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہے۔ زندگی و موت
کوئی چیز نہیں۔ جب یہ ہے تو آپ پتا جی کا واقع دلخراش سنکر کیوں رو پڑے۔
جب آپ ہی کو دُنیا دی اُلفت سے لگاؤ ہے تو دوسرے کیونکر صدمات کو ضبط کر
سکتے ہیں۔ میں مکان پر نہ تھا۔ اگر ننہال سے وقت پر آ گیا ہوتا تو ماتا کیکئی کبھی
ادھرم کرنے کا موقع اور پتا جی کو دھرم کی زنجیر میں جکڑنے نہ پاتیں۔ اس وقت
میرے دل کی کیفیت دگرگوں ہے دل یہی چاہتا ہے۔ کہ گلے پر تلوار پھیر دوں۔ بلا
سے دھرم ہو یا ادھرم۔ مگر پھر بھی دھرم ہاتھ روکتا ہے آپ کی ناراضگی کا بھی خوف
ہے مجبور ہوں پتا جی کا بڑھاپا تھا۔ بڑھاپے میں عقل زائل ہو جاتی ہے۔ اِس
عمر میں بات کا اعتبار کیا۔ خصوصاً جب ایسی مت ماری گئی کہ انسان دھرم کے
وقت کام کے قابو میں ہو جائے۔ نیک و بد نہ سمجھے ماں باپ کے حکم کی تعمیل ہر فرد
بشر پر ضرور فرض ہے۔ مگر جس کی عقل خبط ہو ایسے والدین کی بات پر عمل کرنا
کبھی جائز نہیں۔ حکم وہی ماننا چاہئے جو خوشی کی حالت میں ہو پس کیکئی جی کے دباؤ
سے جو حکم مجبوراً دیا گیا اس کی پابندی کبھی کسی پر لازم نہیں پتا جی کی کبھی خواہش نہ
تھی۔ کہ آپ صحرا نورد ہوں یہ نہ ہوتا تو وہ راج تلک کی تیاریاں کیوں کرتے۔
پس آپ شاستر کی ہدایت مانیں اور اس بات پر عمل فرماویں جو نہ دل سے مدنظر تھی۔ اگر
آپ اس کے خلاف عمل درآمد کرینگے تو آپ کو پاپ ہوگا اور پتا جی کی روح عذاب
میں گرفتار ہوگی۔ آپ کو جیسا ماں باپ کی رضا جوئی اور نیک نامی کا اس قدر خیال
ہے تو ماتا کیکئی کی بدنامی کی طرف کیوں نظر نہیں۔ ہر شخص ماتا کیکئی کو برا کہتا ہے
ہر زبان سے مذمت سُن لیجئے۔ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ آپ کی ماتا کی روسیاہی دن
بروز بڑھتی ہی جائے۔ آپ کا فرض ہے کہ والدین کو نرک سے بچائیے۔ اُن کی پیشانی
سے کلنک مٹائیے۔ بیشک چھتری کا دھرم ہے کہ کام کرو دھ وغیرہ دشمنوں کو جیت کر

ناموری کے جھنڈے گاڑے مگر یہ تو کہئے کہ آپ چھتری ہو کر فقیری کو کس اصول سے جائز خیال فرماتے ہیں اور اہل زمانہ کی پرورش حفاظت سے ہاتھ کھینچ کر بنوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ تپشیا کی غرض تو یہی ہے کہ سرگ ملے اور عمدہ سے عمدہ نعمتیں دستیاب ہوں دیوتاؤں اور رشیوں کا درشن نصیب ہو۔ کیا یہ سب باتیں اجودھیا میں موجود نہیں۔ سرگ میں یہاں سے زیادہ اور کیا رکھا ہوا ہے۔ سرگ کا حال کسے معلوم نہ جانے ہے بھی یا نہیں مگر اجودھیا آنکھوں کے سامنے موجود ہے یہاں کی نعمتیں ہر جگہ ڈھیر ملتی ہیں۔ شاستر بتاتا ہے کہ پہلے گرہست دھرم کی پابندی لازم ہے پھر برہمچریہ بانپرست۔ سنیاس وغیرہ کی۔ آپ کیوں نیچے پر باقاعدہ نہیں چڑھتے اور سیڑھیاں چھوڑ کر اوپر کی سیڑھی پر چڑھنا کون عقلمند جائز سمجھیگا۔ ہمارے بزرگ کے سب کے سب بڑھاپے میں تارک الدنیا ہوئے ہیں۔ کوئی شروع جوانی سے گھر بار چھوڑ نہیں بیٹھا پس آپ کا بن باس وید شاستر کے بھی برخلاف ہے اور خاندانی رواج سے بھی ناروا جتنے آشرم ہیں۔ سب پر شاستروں نے گرہست آشرم کو ترجیح دی ہے۔ دان پن خیرات زکوٰۃ۔ مسافر پروری۔ مہماں نوازی۔ رشی پوجن۔ اور جگیہ وغیرہ ہزاروں قسم کے نیک کام اسی آشرم کی بدولت ہوتے ہیں۔ مجھے حیرت ہے کہ آپ اس مقدس دھرم سے پہلوتہی فرما کر اہل زمانہ کی امیدوں پر خاک ڈالنا دھرم سمجھتے ہیں۔ اگر آپ کو کندمول پھل سے شوق ہے تو تخت سلطنت پر کیا یہ جنگلی چیزیں دستیاب نہیں ہو سکتیں۔ یہاں رہنے سے اس حکم کی بھی تعمیل ممکن ہے کہ پتا کے بعد بڑا بھائی چھوٹے بھائیوں کی پرورش و پرداخت کرے اب زیادہ سمع خراشی کرنا داخل گستاخی سمجھتا ہوں۔ اس لئے درخواست ہے کہ اس مقدس چترکوٹ پر آپ تاج سلطنت قبول فرمادیں۔ گرو وششٹ سومنت وزیر اور تمام ارکان دولت و باشندگان اجودھیا موجود ہیں۔ آپ کو دشمنوں کی سرکوبی منظور ہو تو فوج کو ہمراہی کا اشارہ ہو۔ جان نثار حاضر ہیں آپ نے تپشیا کو مقدس سمجھ رکھا ہے مگر ذرا دھیان کیجئے۔ جب تک انسان پتر رن۔ دیو رن۔ اور رشی رن سے سبکدوش نہ ہو جائے۔ تب تک تپشیا کا حکم ہی کہاں ہے پتر رن اولاد سے۔ رشی رن جگیہ سے اور دیو رن برہم بھوج سے بے باق ہوتا ہے۔ آپ خود بتلائیے کہ آپ کو کس فرض سے نجات مل

بیکی۔ یہ بھی غور کیجئے کہ آپ کی تخت نشینی کی آرزو میں کون کون خیرخواہ دست بدعا ہے اُنکے دل میں کیا کیا امیدیں تھیں۔ اس وقت آپ کی صحرا نشینی سے سب کی حسرتوں کا خون ہو رہا ہے۔ آپ کو ذرا بھی حق دوستی کا خیال نہیں۔ صاف صاف لکھا ہے کہ بھگتوں پر مصیبتیں نازل ہونے سے آپ کو آرام نہیں ملتا۔ کبھی مچھ کچھ اوتار میں واقع مصائب ہوئے۔ کہیں بارہ اوتار کا جلوہ دکھا کر بھگتوں کی جان بچائی اس وقت کیا ہے کہ وہ نظر عنایت ہی نہیں محبت کے عوض دشمنی کا خیال جاگزیں ہے ✤

اس طرح کی بہت سی باتیں کہہ کر بھرت جی نے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور پریم کے آنسوؤں سے قدموں کی خاک دھونے لگے۔ مگر سری رامچندر جی نے کسی بات کا جواب نہ دیا۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ ایک چپ میں ہزار بلائیں ٹلتی ہیں۔ ایسی باتوں کا جواب دینا ہی کیا ✤

حاضرین اس خاموشی سے مایوس ہوئے۔ اُن کی آنکھیں آنسوؤں کا دریا بہانے لگیں۔ بعض استقلال اور دھرم کے قائل ہوئے۔ بعضوں کو خیال تھا کہ ابھی چپ ہے وقت دیکھیں کیا ہو ✤

سرگ ۱۰۷

سری رامچندر جی کی بھرت جی کو فہمائش

بھرت جی کی تقریر سے ان کی دلی محبت ٹپکتی تھی۔ ایک ایک آنسو بیقراری کی خبر دیتا تھا۔ وہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر سوچے کہ اگر میں کچھ جواب نہیں دیتا۔ تو لوگوں کو یقین ہو جائیگا۔ کہ بھرت جی کی تقریر لاجواب تھی۔ اب ہمراز ان پر لانا ضروری ہے۔ چنانچہ گوہر افشانی فرمانے لگے۔ کہ

بھرت جی تمہارے پتا راجہ دسرتھ ایسے دھرماتما تھے اور تم ماتا کیکئی ایسی عالی خاندان مہارانی کے بطن سے عالم وجود میں آئے۔ تمہارے عقل و فراست کا کیا کہنا تم نے جو کچھ کہا بہت درست اور واجبی ہے۔ مگر تم سے ایک ذکر کرتا ہوں جس کی تم کو اور گرو وششٹ کو ضرور خبر ہوگی۔ سنو:۔

جس وقت پتاجی اور ماتا کیکئی کی شادی کا معاملہ درپیش تھا۔ راجہ کیکے نے اس
شرط پر شادی منظور کی تھی کہ ماتا کیکئی کی اولاد وارث تخت و تاج ہو پتاجی سن
رسیدہ تھے۔ اولاد کی خواہش میں انہوں نے شرط منظور کی اور تین مرتبہ اقرار کر کے
ماتا کیکئی کو رانی اس کی زینت بنایا۔ اس وقت اُن پر کوئی خواہش نفسانی غالب
نہ تھی۔ نہ کسی بات کا لالچ تھا۔ نہ یہ بات کوئی سسرال کے مذاق کی تھی۔ اس لئے
سمجھنے کی بات ہے کہ راج کا استحقاق تب مجھے نہیں بلکہ تمہیں ہے۔ کیونکہ جب میں بھی
دنیا میں نہ تھا۔ تب پتاجی زبان ہار چکے۔ اور تمہیں راج دے چکے ہیں۔ اس کو
بھی جانے دو دیوتاؤں اور راکشسوں کی لڑائی کا حال کسے معلوم نہیں اُس موقع
پر ماتا کیکئی ہی کا کام تھا۔ کہ انہوں نے پتاجی کی جان بچائی جس کے صلے میں پتاجی
نے ماتا کیکئی سے دو قول ہارے جب یہ صورت ہے تو تمہارے سوا دوسرے کو تخت
سلطنت پر قدم رکھنے کا حق یا منصب نہیں اگر یہ کہو کہ کیکئی ماتا کی ضد سے مجبور
ہو کر پتاجی نے ادھرم ہی کیا تب بھی شاستر مجھے ہدایت کرتا ہے کہ بیٹا وہی ہے
جو باپ کو ادھرم کی دلدل سے نکالے اور اس کا بیڑا پار کر دے میں ایک تو پتاجی
سے کہہ چکا ہوں کہ آپ کے قول پر عمل کرونگا دوسرے ماتا کیکئی کے سامنے بھی
رضاجوئی و فرمانبرداری کا تہیہ کیا ہے پھر کس طرح زبان پلٹوں۔ قول سے پھر کر
دنیا میں روسیاہی گوارا کروں۔ میرا قدم دھرم کی راہ سے کسی طرح ڈگمگا نہیں سکتا
میری ہدایت ہے کہ تم بھی اسی راہ میں ثابت قدم رہو تمہیں جتنی یہاں دیر ہوتی ہے
اُسی قدر زیادہ ادھرم پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ پتاجی یہاں موجود نہیں مگر تمہارے
واپس نہ جانے سے ادھرم کی جو ترقی ہو رہی ہے اس سے اُن کی روح کو سرگ
میں بھی سخت صدمہ ہوگا۔ بیٹا وہی سعادتمند ہے جو باپ کو نرک سے نکال کر
سرگ میں پہنچائے۔ پنڈدان اور ترپن سے اس کی روح کو عذاب سے چھڑائے
لائق بیٹے پتا کے نام پر باولی۔ باغ کنوئیں وغیرہ بنا کر روح کو ثواب پہنچانے اور
دنیا میں اپنا اور بزرگوں کا نام روشن کرتے ہیں بیٹے کے لئے اس دھرم سے بڑھ
کر اور کوئی دھرم نہیں۔ چنانچہ مجھے اور تمہیں دونوں کو اُن کی بات رکھنا ہزار کام سے
زیادہ مقدم سمجھنا چاہیئے۔ تم اجودھیا میں یا سلطنت سر پہ لو تمہاری خدمت کے لئے

سومنتر جی موجود ہیں۔ مَیں جنگلوں کا راج کرتا ہوں میری خدمت کے لئے تمہاری بجائے جانکی جی اور تمہارے بھائی لکشمن جی ہمراہ رہینگے۔ تم کسی طرح کی فکر نہ کرو۔ مجھے یہاں تم سے زیادہ آرام رہیگا۔ میری سلطنت تمہاری حکومت سے بہت زیادہ وسیع ہے جنگل کے درخت چھتر کا کام دینگے۔ پہاڑ چٹانیں اندر آسن کو مات کرینگی۔ تم خود اجودھیا اور سُرگ کا مقابلہ کرتے ہو۔ پھر میرے عظیم الشان راج میں خلل ڈالنا تمہاری برادرانہ محبت کے خلاف ہے۔ اجودھیا میں تم رشیوں کی خدمت کرو۔ میں بن میں تم اہل زمانہ کی پرورش و نگہداشت کا بیڑا اٹھاؤ۔ مَیں صحرائیوں کی۔ دونو کا پلہ برابر ہے نہ ادھر زیادہ نہ ادھر کم +

سرگ ۱۰۸

سری رامچندر جی کے رد جواب کے واسطے جابالی پروہت کی منطق

راجہ دسرتھ کے پروہت جابالی جی بھی اس وقت موجود تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ سری رامچندر کسی طرح راضی نہیں ہوتے۔ بھرت جی کو معقول کئے دیتے ہیں تو بناوٹ سے تیوریاں چڑھالیں۔ ناک بھوں ٹیڑھی کر کے اپنا من گھڑت شاستر پڑھنے لگے بولے کہ

واہ رامچندر جی آپ تو بڑے ہی عقلمند نکلے مگر بھرت جی کو بہلا لیجئے ہم لوگوں کے سامنے آپ کا شاستر طاق پر ہی رکھا رہیگا۔ آپ رشی کا بانا اختیار کئے ہوں اس بانے کی لاج رکھئے تو ساری آپ کی منطق گاؤ خورد ہو جائیگی۔ بھلا کہیں رشی بھی جھوٹ بولتے ہیں بھلا بتائیے تو دنیا میں کس کا کون ہے۔ باپ بیٹا۔ بھائی بہن۔ جورو۔ لڑکا کسے کہتے ہیں۔ ماں کے پیٹ سے آدمی ضرور پیدا ہوتا ہے۔ مگر وہ اکیلا دنیا میں آیا اکیلا چل بسا۔ آپ کسی کو بتا دیجئے کہ وہ کیلا آیا اور دو کیلا ساتھ گیا۔ نہ زندگی کوئی چیز ہے نہ موت۔ مسافر خانے میں مسافر آتے ہیں کچھ ٹھیرتے ہیں کچھ چلے جاتے ہیں۔ ماتا کی کوکھ بھی ایک مسافر خانہ ہے جس کو آنا ہؤا آیا۔ جس کو جانا ہؤا چلی دیا۔ سرائے سے کبھی مسافر نے الفت کی ہے نہ مسافر سے کوئی اُلفت کرتا ہے کہاوت ہے کہ "جوگی کس کے میت" راہگیروں سے کیس کو محبت۔ بھرت جی نے جو کچھ کہا بالکل ٹھیک کہا۔ اس کا جواب کسی کے پاس نہیں۔ آپ فضول اِدھر اُدھر کی ہانکتے ہیں۔ بات

کو الجھاتے ہیں۔ اصل مطلب پر نہیں جمتے۔ لوک بیوہار اور خاندانی رواج کو بھرت جی نے جس لیاقت سے ثابت کیا۔ آفریں۔ ان کا قول بہت درست ہے کہ جبر یا مجبوری سے جو کچھ بات کہی جائے۔ اس پر اعتبار کرنا عقلمندوں کا کام نہیں۔ اہلِ فراست کا فرض ہے کہ دل کی بات ٹٹولیں اور ضمیر خالص کا منشاء اصلی سمجھیں۔ بعض وقت انسان حالت غیظ و غضب۔ عالم فکر و تردد میں حواس باختہ ہو کر کچھ کا کچھ کہہ بیٹا ہے اُسے دانشمند لوگ نظر انداز کر دیتے ہیں خیال میں بھی نہیں لاتے تمہاری اجودھیا کی آجکل وہی حالت ہے جس کا رونا بیوا ئیں روتی ہیں۔ راجہ دسرتھ کس اصُول سے تمہارے پتا تھے۔ دنیا میں نہ کوئی کسی کا باپ ہوتا ہے نہ بیٹا۔ ہزار دفعہ بیٹا باپ ہوتا ہے اور باپ بیٹا۔ اسی طرح ہر عزیز اور رشتہ دار کا حال سمجھ لو پھر تمہیں راجہ دسرتھ کی ذراسی بات پر راج چھوڑنا اور لاکھوں باشندگان اجودھیا عزیز اقارب۔ فوج ولشکر کا دل دکھانا کبھی لازم نہیں اگر یہ خیال ہو کہ باپ کے نطفے اور ماں کے خون سے پیکر عنصری بنتا ہے پرورش پاتا ہے تو یہ بھی کوئی بات نہیں سلسلہ کائنات یوہیں چلا آتا ہے پھل پھولوں کے والدین درخت ہوتے ہیں بھلا کوئی پھل پھول بھی درخت کو ماں باپ کی عزت دیتا ہے۔ جانوروں کی بھی بجنسہ یہی حالت ہے کوئی پہچانتا بھی نہیں کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ یہ میرا باپ۔ یہ ماں۔ یہ بہن آپ کی منطق ہی نرالی ہے۔ راجہ دسرتھ کو پتا پتا کہہ کر مفت راج کا ستیاناس مارتے اور ایک عالم کو دکھ دیتے ہو جس نے دولت پاکر جسم کو تکلیف دی اُن کو زندگی بھر چین نہیں وہ برسی ہوئی تھالی پر لات مار کر الیشور کی ناشکری اور حُسن کشی کرتے ہیں۔ شرادھ۔ پنڈدان۔ پترکرم کا بھی میں قائل نہیں۔ ایسی باتیں بھرت جی کے بہلانے کو کافی ہیں لیکن ہم ایسوں کو آپ بیوقوف نہیں بنا سکتے۔ بھلا بتایئے پتروں کو بھی آپ نے کچھ کھاتے پیتے دیکھا ہے۔ دیکھا ہو تو کبھی مجھے بھی دکھا دیجئے میں تو یہی جانتا ہوں کہ جو کچھ پتروں کے نام سے کھانا پرسا گیا اُلفتے ڈکار گئے۔ پتروں کو کچھ پہنچا ہو۔ تو آپ جانیں۔ پتر تو مر گئے۔ دنیا میں نہیں آپ یہاں کسی زندہ کے نام پر کسی شخص کو کھانا کھلا کر آزمایش کر لیجئے دیکھوں کس کا پیٹ بھرتا ہے جب زندگی میں کسی دور کے آدمی کو دوسرے کے کھانے سے زبان تک کا ذائقہ نہیں ملتا تو

مردہ کو کھلانے سے کب سیری ممکن ہے میں تو جگیہ کو بھی اسی مد فضول میں شامل کرتا ہوں۔
اس تقریب میں بھی کبھی دیکھنے میں نہ آیا کہ ناج۔ گھی دودھ۔ دہی وغیرہ دیوتاؤں
کے پیٹ میں پہنچا ہو مجھ کو معلوم ہے تو صرف یہ کہ برہمن سب چٹ کر گئے اور جگیہ کرنے
والے کا روپیہ مُفت مٹی میں مل گیا۔ میں تو ظاہری باتوں کا قائل ہوں جو نظر نہیں آتا۔
اس کو مطلق نہیں مانتا اسی لئے آپ سے کہتا ہوں کہ اپنی منطق نہ رکھئے زیادہ باتیں
نہ بنائیے۔ آنکھوں دیکھی باتوں پر عمل کیجئے۔ بھرت کو کھلا وہ نہ دیکھئے چپ چپاتے
گھر چلئے اور راج کیجئے۔ بس اور کوئی غرض نہیں ؞

سرگ ۱۰۹

جابالی کی گفتگو پر سری رامچندر جی کی برہمی و چشم نمائی

جابالی کی بے تکی ہانک پر سری رامچندر جی کو سخت طیش آیا عالم غضب میں بولے آپ
پروہت ہیں تو کیا ہؤا۔ مگر معلوم ہؤا کہ آپ کو عقل چھو نہیں گئی شاستر سے آپ بالکل
کورے ہیں مجھے تعجب ہے کہ آپ کو پتا جی نے کیا سمجھ کر یہاں کی پدوی دے دی آپ
پرتیکش یعنی ظاہری باتوں کے قائل ہیں بہت مناسب ہے آپ کا مذہب ناستک ہے
مجھے خوشی ہے کہ آپ دیوتوں کی دلآزاری سے متنفر ہیں مگر ذرا یہ تو بتائیے۔ کہ
پانی کے ساتھ کتنے کیڑے آپ ہر روز ہضم کر کے خونریزیاں کرتے ہیں دیوتاؤں اور
پتروں کو آپ نے کھاتے نہیں دیکھا ٹھیک اور بہت ہی ٹھیک مگر مہربانی کر کے یہ بتائیے
کہ آپ نے کبھی اس کو بھی دیکھا جس نے آپ کو آنکھ۔ کان۔ ناک وغیرہ دئے گلشن کائنات میں
مختلف رنگ آمیزیاں کیں آپ کو نور دیا ماہتاب کو روشنی بخشی وغیرہ وغیرہ۔ عاقلاں را اشارہ
کافی است۔ جب آپ نے ایشور کو نہیں دیکھا تو یقین ہے کہ آپ اس ذات مقدس
کے وجود کے بھی قائل نہ ہونگے۔ پنڈوں کا پتروں کو نہ پہنچنا بھی عجب ہی خیال
ہے سنئے ایک واقعہ سناتا ہوں۔

سورداس براہمن کا فرزند ایک جگہ تپسیا پر جٹ گیا ہمت بندھی ہوئی تھی
تپ مقبول ہؤا برہما خود تشریف لائے اور پوچھا "کیا خواہش کیا ور دے"۔

برہمن۔ جو مانگوں ہی تب بجے تو عرض کروں۔ یوں بات کھونا منظور نہیں +

برھما۔ جو تقدیر میں ہوگا ضرور دونگا +

برہمن۔ جب یہ ہے تو آپ کا احسان۔ آپ سے درخواست کرنے کی ضرورت جو قسمت میں ہوگا وہ ہر طرح مل رہیگا۔

برھما۔ میں قسمت سے زیادہ تو نہیں دے سکتا ہاں اتنا کر سکتا ہوں۔ جو زندگی بھر کے لئے وقف ہے وہ ایک مرتبہ دیدوں +

برہمن۔ مجھے یک لخت مانگنے کی ضرورت نہیں آپ حسب ضرورت دیدیا کریں بس

برھماجی۔ اچھا جو مرضی کہہ کر نظر سے غائب ہوگئے اور برھماجی کے یہاں سے حصہ رسدہ روز آنے لگی جب سرمایہ قسمت میں سے صرف پانچ روپے باقی بچ رہے۔ تو برھماجی نے وہ بھی ہاتھ پر رکھ دئے۔ اور کہا لو۔ حساب بیباق +

برہمن نے روپے لے لئے اور اُسی وقت دان کر کے ہاتھ جھاڑ دیا اس دان کی برکت اتنا اثر دکھا گئی کہ فوراً برہمن کو آدھا اندر آسن مل گیا اور اس رنگ سے تمام دیوتا اور راجہ اندر گھبرا اُٹھے +

اندر کو غصہ آیا اُسی وقت اندر آسن سے دھکیل دیا برہمن گرا تو زمین پر چت اتنے ہی میں برھم لوک والوں نے شور وغل مچایا کہ یہ ادھرم کیسا دان کی فضیلت اندر نے مٹا دی۔ برھماجی کو براہمن کے دان کا خیال آیا اور انہوں نے اُسے برھم لوک میں جگہ عطا فرمائی +

یہ ذکر سنا کر سری رامچندر جی نے فرمایا کہ جابالی جی سمجھے دان کی برکت ہے براہمن نے دان تو نہ جانے کس کو دیا تھا مگر اُس کے ثواب کو دیکھئے کہ برھم لوک میں جگہ مل گئی یہ تو شاستروں کی بات ہے اب ذرا دنیاوی باتوں پر نظر ڈالئے ولدر اور پاپی لوگوں کی عزت اہل دنیا کبھی نہیں کرتے وجہ یہ کہ ان کے قول وفعل وید شاستر کے خلاف ہوتے ہیں انہیں کے مقابلہ میں ان اشخاص کی خاص عزت کی جاتی ہے۔ جن جن کے طریقے عمدہ اوصاف نیک ہوتے ہیں بد اعمالیوں کی بد افعالیوں کی پاداش میں بدنامی کا دھبہ نصیب ہوتا ہے نیک افعالیوں کو نیک اعمالیوں کے صلے میں عزت و مغفرت حاصل ہوتی ہے کسی چیز کو گرم پانی میں کبھی چھوڑدو تو پکتے ہی پکنا ہے فوراً نہیں پک

جانادرخت کولاکھ رات دن سینچو مگر وقت مقررہ ہی پر پھلتا ہے یہی حالت نیک کرموں کی ہے ان کا پھل دوسرے جنموں میں ملتا ہے آپ اپنے ہی کو دیکھیے پتاجی کے یہاں اس مرتبہ اعلیٰ کو پہنچے ہوئے ہیں تمام نعمتیں ہر وقت موجود محل و محلے کی کمی نہیں عمدہ عمدہ لباس ڈھیر۔ اس کا سبب جانتے ہو کہ کیا ہے فقط وہی اگلے جنم کا پن پرتاپ ورنہ آپ نے پتاجی کو اپنے کہنے نہ سونپ دئیے تھے کہ اس بن سے نکال کر آپ کو زرو جواہر سے لادتے رہیں۔

مجھے حیرت ہے کہ جب آپکی عقل و فراست کا یہ حال ہے تو آپ کے مشورے سے اتنے دنوں کیونکر راج کا کاروبار چلا۔ ایسے مشیروں کی رائے سے تو سلطنت کی مٹی برباد ہو جانا چاہئے۔ ایسے بیہودہ اور مہمل اندیشہ سے اگر انسان کا ستیاناس نہ ہو تو سمجھ لیجئے کہ دن رات ہو گیا اور رات دن جابالی جی سوچئے۔ باپ ایک ہوتا ہے اور بیٹے کئی آپ بتا سکتے ہیں کہ سب بیٹوں کو کبھی برابر کا راج حاصل ہوا ہے سب کی زندگی کے سکھ دکھ اور زندگی و موت کے حالات یکساں ہی ہوتے ہیں امیری وغریبی میں کوئی کم اور زیادہ نہیں ہوتا۔ میں تو جانتا ہوں کہ اگر ایک بیٹا امیر ہے تو ایک مفلس ایک عالم ہے تو ایک جاہل ایک دھرماتما ہے تو دوسرا ادھرمی۔ یہ فرق صرف اگلے جنموں کے پھل سے ہوتا ہے۔ اس میں باپ کے دھرم کرم اور ایک ہی خون کی تاثیر سے کچھ ردو بدل نہیں ہو سکتا۔ جابالی جی آپ شاستر گھرانے میں رکھئے یہاں نہ جھوٹ بولنے کی عادت ہے نہ جھوٹ بات سننے سے رغبت میں جو کچھ کہہ چکا کہہ چکا۔ جو کر چکا کر چکا۔ نہ زبان پلٹنے والی ہے نہ قدم راہ راست سے ڈگمگانے والے مجھے راج پاٹ کی تمنا نہیں یہ لالچ اور کسی کو دیجئے میں بہت سے لالچیوں خود غرضوں اور ادھرمیوں کے حالات سے واقف ہوں جو آپ سے زیادہ راجاؤں کو اپنی ظاہری محبت کے جال میں پھسلاتے اور خوشامدانہ باتوں کے پھندے میں گرفتار رکھتے ہیں۔ مگر یہاں ایسے لوگوں کو دور ہی سے پرنام ہے بھرت جی نے بھی ایک یہ دلیل پیش کی تھی کہ راج کے پہلے کسی بزرگ نے تپسیا نہیں کی۔ مگر میں راجہ ماندھاتا کا نام نظیراً پیش کرتا ہوں انہوں نے تپ کے بعد راج کیا ہے۔

راج کے لئے لوگوں میں مردم آزاری و خونریزی سے سامنا رہتا ہے جھوٹ کے بغیر بھی کام
نہیں چلتا اس لئے۔ میں تپسیا کو راج سے مقدم سمجھتا ہوں اگر تپسیا پوری ہو گئی۔
تو راج ملنا کیا محال ہے تخت سلطنت خود دوڑ کر قدم چوم لیگا۔ جابالی جی آپ کا یہ
خیال بھی کہ جگیہ کا حصہ دیوتاؤں تک نہیں پہنچتا غلط در غلط ہے کیوں صاحب ہوا
اور آگ۔ سورج اور چاند کچھ دیوتاؤں کو پہنچاتے ہیں یا نہیں کسی ملک کو فرض
کر لیجئے زمین ایک خاک ایک آب و ہوا کی تاثیر ایک مگر کھیتوں کی پیداوار یکساں نہیں
ہوتی۔ کوئی کھیت غلہ سے پٹ جاتا ہے کسی میں ناج پیدا ہوتا ہے تو بہت کم اس کا
سبب یہ ہے کہ جگیہ نہ ہونے سے دیوتا لوگ اپنا اپنا حصہ انہیں کھیتوں سے لے لیتے
ہیں ورنہ ایک ہی جگہ زراعت میں کمی و بیشی کیا معنی۔ جگیہ کی فضیلت کا کیا بیان ہوا
ایک سو جگیہ کر لینے سے اندر جی کی پدوی حاصل کر لینا ہر انسان کے اختیار میں ہے
بشرطیکہ ہمت باندھے جن کو ہم لوگ سیارے سمجھتے ہیں وہ دیوتا ہیں۔ مگر کس کی نظر
میں جس کی عقل کی آنکھوں پر پٹی نہیں بندھی ہے اے جابالی جی مجھے تمہاری گفتگو
سخت ناگوار معلوم ہوئی تمہیں ایسے براہمن آستک اور ناستک دونوں دھرموں کی
مٹی پلید کرتے ہیں مجھے پہلے پتا جی کی ذات سے حیرت تھی کہ وہ عقلمند ہو کر کیا کر
بیٹھے آج یقین ہوا کہ یہ سب کارستانی آپ ہی کی ذات شریف تھی جو لوگ ٹھیک
اُپاسنا نہیں کرتے واجبی ہدایتیں نہیں دیتے ان کو سرگ میں جگہ نہیں ملتی آپ بھی اپنے
خیالات سے یقین رکھیں کہ سرگ میں آپ کے لئے ذرا بھی گنجائش نہیں پتا جی آپ
آپ کی ہی زبان سے کتھائیں سنا کرتے تھے ضرور آپ نے کوئی ایسا منتر کان
میں پھونک دیا۔ کہ ان کی عقل جاتی رہی۔ کچھ آپ پر ہی موقوف نہیں آپ ایسا ناستک
براہمن جس راج یا جس گھرانے میں ہوگا۔ میں اس کی تباہی و بربادی کے واسطے
بلند آواز سے پیشین گوئی کرتا ہوں۔ ذرا بھی فرق ہو تو میں روسیاہ آپ ایسا
ناستک گردن زدنی ہے معلوم نہیں کہ آپ پتا جی کی تیغ غضب سے کیونکر بچ رہے
خیر گئی گزری باتوں کا ذکر کیا۔ اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ کے اگلے
دن لد گئے اگر بھرت جی آپ کی عزت و منزلت کرینگے شریک صحبت رکھینگے۔ تو
[illegible] یانگے۔ آج سے آپ کی حرج بھی بارگاہ ندارد۔ آنتر اشتخہ مردک

نام۔ سری رامچندر جی کی غضب آلود تقریر سن کر جابالی کی روح فنا ہوگئی سارا جسم تھر تھر کانپنے لگا ہاتھ جوڑ کر بولے +

ان دانائیں ناستک نہیں۔ ایشور گواہ ہے کہ یہ گفتگو بدنیتی سے نہ تھی۔ آپ بھرت جی کی درخواست سُن ان سُنی کئے دیتے تھے۔ اس لئے میں نے آپ کو واپس لے چلنے کے واسطے تقریر کا یہ پہلو اختیار کیا آپ ادھرم خیال فرماتے ہیں تو میں معافی مانگتا ہوں۔ میری غرض اصلی یہ تھی کہ کسی طرح آپ کا قلب پھیروں اگر ادھرم کا ذرا بھی خیال ہو تو روسیاہ +

سرگ ۱۱۰

بششٹ جی کی جابالی پروہت سے تقریر

بششٹ جی سری رامچندر جی کی طرز گفتگو سے جوش غضب تاڑ گئے لہذا انہوں نے بڑی عاجزی سے کہا کہ

سری رامچندر جی! آپ ناراض نہ ہوں۔ جابالی ناستک نہیں انہوں نے صرف بناوٹ سے یہ باتیں گھڑی ہیں ان کا خیال تھا کہ شاید آپ اسی رنگ سخن سے اپنے خیالات پلٹ سکینگے۔ جو کسی مصیبت یا رنج و تکلیف میں ہو اول جلول بک جاتے اس بات کا عقلمند برا نہیں مانتے آپ اب تکلیف نہ کریں میں جابالی جی کو سمجھائے دیتا ہوں وہ رمز کیا ہے +

یہ فرما کر بششٹ جی جابالی سے مخاطب ہوئے کہ سنو دنیا کیا ہے اس کی اصلیت کیا اور رگھوبنس میں کون کون دھرماتما گزرے۔

دنیا میں پہلے جل ماتی کے سوا اور کچھ نہ تھا ایشور نے اپنی ناف سے برن لور برہما کو پیدا کیا تو برہما سے دیوتا وغیرہ ظہور میں آئے۔ پہلے زمین کا نام و نشان نہ تھا جب ایشور کی قدرت کاملہ سے زمین منجمد ہوئی تو پرماتما نے کچھ روپ کا جلوہ دکھا کر کرہ زمین کا بار عظیم پشت اقدس پر اٹھا لیا۔ اور اب سلسلہ آفرینش شروع ہوا جسکی تفصیل یہ ہے۔

برھما سے مریچ مریچ سے کشیپ
کشیپ سے سورج سورج سے منو
منو سے بیوست بیوست سے اکشواکو بانی اجودھیا
اکشواکو سے کوکشی کوکشی سے بانڈا۔
بانڈا سے اتربنہ دان کے عہد سلطنت میں کبھی گرانی نہ ہوئی
اتربنہ سے پرتھو وچھترا انہیں نے ایجاد کیا اور نسل وقوم
اسی وجہ سے چھتری کہلائی +
پرتھو سے ترسنکو دیوہی راجہ تھے جو بششٹ جی کے فرزند
کی بددعا سے چنڈال ہو گئے تھے۔ اور زندگی کی حالت میں سرگ پہنچکر وہاں سے دھکیل
دئے گئے تھے + ترسنکو سے دھندماں
دھندماں سے ماندھاتا (جو بچپن ہی میں تپسیا کے لئے صحرانشین ہو گئے تھے)
چونکہ اس خاندان میں فرزند اکبر ہی کو تاج وتخت کا استحقاق حاصل ہے انہوں نے بڑے
بیٹے بھرت کو جانشین کیا۔ ماندھاتا کا ایک فرزند سوسندھ بھی تھا جو راج کے سکھ
چھوڑکر جنگل میں گوشہ گزیں ہوا۔ اس کے دو بیٹے تھے (۱) دھروسندھ (۲) پرسین
جیت پرسین جیت کے بیٹے کا نام بھی بھرت ہوا۔ یہ بڑا بہادر اور شیردل راجہ تھا لڑائی میں
اسکی کوئی ٹکر نہ لے سکتا تھا۔ اس کی ہمتیں شیروں کا پتہ پھاڑتی تھیں اس کے بیٹے کا
نام است تھا۔ اس کے دھرم کی ایک زمانہ میں دھوم ہے مگر کسی وجہ سے اس کے مخالفوں
نے اس پر چڑھائی کردی یہ اس وقت کمزور تھا لہذا راج پاٹ چھوڑ کر بن کی طرف چل دیا
اور وہاں تپسیا شروع کردی تھوڑے دنوں کے بعد تپسیا سپھل ہوئی یعنی تپ بل سے سارے دشمن
نکال باہر کئے راجہ است کی دو رانیوں میں ایک کو بھیول رشی نے بیٹے کا بردان دیا۔
جب وہ حاملہ ہوئی تو دوسری رانی نے سوتیا ڈاہ سے زہر دیا زہر نے کلیجے میں
کاٹ کرنا شروع کیا تو وہ رانی جیون رشی کے پاس دوڑ گئی۔ رشی نے کہا کچھ پرواہ نہیں
ایشور کی مایا دیکھو۔ تب سنجیت بیٹا ایسا طاقتور پیدا ہوا جسکا کوئی مقابلہ نہ کر سکے۔
میعاد مقررہ کے بعد راجہ سگر کی ولادت ہوئی۔ جنہوں نے اپنے فرزند کلاں اسمنجس کو
بداعمالیوں کی پاداش میں ملک بدر کیا اسی اسمنجس کے فرزند انشمان ہوئے جنہوں

نے تخت سلطنت پایا اور پھر سلسلہ حسب و نسب یوں جاری ہوا ۔

دلیپ	فرزند السنومال	اگن برن	فرزند سدھ رشن
بھاگیرتھ	فرزند دلیپ یہی اکاش سے گنگا جی کو لائے انہیں کے نام سے گنگا جی کو بھاگیرتی کا خطاب حاصل ہوا	سیگھر	" اگن برن
		پرسوسک	" سیگھر
		امبریک	" پرسوسک
		نہکہ	" امبریک اجہ نہکہ قالب خاکی سے اندر ہو گئے تھے اور پھر واپس آگئے
سگوستہ	فرزند بھاگیرتھ		
کلماکھ	فرزند سگوستہ		
سنکھسن	فرزند کلماکھ دیوتوں کی لڑائی میں دیتوں پر فتحیاب ہوئے	نابھاگ	" نہکہ
سوورشن	فرزند سنکھس	ججاتی	" نابھاگ
		اج	" ججاتی
		دسرتھ	" اج

جتنے نام میں نے گنائے سب وہ بزرگ تھے جنہوں نے دھرم کی ہمیشہ پابندی کی۔ خوشی کی بات ہے کہ ہمارے سری رامچندر جی اور بھرت جی کو بھی انہیں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ دھرم کا خیال ہے اس وقت راج کا معاملہ درپیش ہے ایں ریتے ہیں جہانتک سورج بنس کے رواج پر غور کرتا ہوں تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ حکومت کا استحقاق بڑے بھائی کے ہوتے چھوٹے کو حاصل نہیں میری عقل تو یہی کہتی ہے کہ اب اختیار سری رامچندر جی کے ہے نشیب و فراز سوچ کر جو مصلحت سمجھیں وہ کریں ان سے زیادہ میری عقل میں رسائی کہاں۔ میرا تو یہی خیال ہے کہ راج پاٹ سے منہ نہ موڑنا چاہئے ۔

بششٹ جی کے الفاظ کچھ تھے مطلب کچھ جن کا لب لباب سمجھنا چاہئے کہ ان کو سری رامچندر جی کی مرضی سے سروکار تھا وہ جانتے تھے کہ کیا شدنی ہے ان کو اطلاع تھی کہ بن باس کا مدعا کیا ہے۔ وہ واقف تھے۔ کہ جب تک سری رامچندر جی بن میں نہ رہینگے۔ راچھسوں کی جڑ نہ کٹیگی۔

سرگ ۱۱۱

بششٹ جی کا اپدیش۔ بھرت کا تہیہ۔ سری رامچندر جی کی فہمائش

سری بششٹ جی نے اب پہلو کا دوسرا رُخ بدلا وہ بولے۔

سری رامچندر جی! گرو تین قسم کے ہوتے ہیں ایک ودیا پڑھانے والا۔ دوسرا پتا۔ تیسرا ماں +

ان میں ودیا گرو اور ماتا کا درجہ سب سے افضل ہے اس کا سبب مخفی نہیں۔ باپ صرف ایک مرتبہ قالب عنصری عطا کر دیتا ہے مگر ماں ۹-۱۰ مہینے حمل کی تکلیف اور زچگی کی مصیبت پرورش کی زحمتیں اُٹھا کر بیٹے کو قابل اور لائق بناتی ہے ودیا گرو کو اس لئے فضیلت ہے کہ اس کی تعلیم و تربیت حیوان کو انسان اور انسان کو دیوتا تک بنا دیتی ہے جیسا لائق گرو ہوگا ویسی ہی اعلےٰ لیاقتیں شاگرد میں موجود ہو جائینگی +

میری تقریر کا نفس مطلب یہ ہے کہ آپ کے پتا جی بیشک واجب التعظیم تھے اور ہمیشہ رہینگے مگر مجھے اور کوشلیا جی کو قدرتی اعزاز حاصل ہے اس کو مدنظر رکھ کر آپ میری اور اپنی ماتا کوشلیا کی منشاء سے خاطر کو مقدم سمجھیں +

سری رامچندر جی۔ آپ کا فرمانا بہت صحیح میرا منہ نہیں کہ آپ کی بات دُلکھ سکوں مگر اس قدر زبان کھولنے کی جرأت کرنے میں مضائقہ نہیں سمجھتا کہ بیٹا کبھی ماں باپ کے حقوق سے سبکدوش نہیں ہو سکتا نہ اس کی مجال ہے کہ سرتابی یا عدول حکمی کر سکے ماتا اور پتا بیٹے کی پرورش میں نہ دن کو دن نہ رات کو رات سمجھتے ہیں۔ کھانا پینا۔ سونا۔ جاگنا حرام ہوتا ہے۔ بیٹا جوان کیا بڈھا بھی ہو جائے تب بھی ماں باپ کو اسکے آرام و آسائش کے مقابلے میں رنج و راحت کی فکر اور پروا نہیں ہوتی۔ ایسے والدین کی فرمانبرداری میں ذرا بھی دریغ کرے تو بیٹے کی زندگی پر تین حرف اس کا جنم فضول اگر وہ پیٹ ہی میں مرجاتا تو بہتر تھا ماں کے حمل کو بدنام کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی بھرت جی اس تقریر سے سمجھ گئے کہ نقش مراد کرسی پر نہ بیٹھیگا +

سری رامچندر جی نے جب بششٹ جی کی زبان بند کر دی تو اب کون امید ہے

پس انہوں نے سومنتر سے کہا۔
اٹھو! کشا لاکر بچھاؤ جب تک سری رامچندر جی راضی نہ ہونگے۔ اسی کشا آسن پر زندگی کے دن گزارونگا۔ دھرم شاستر نو کاشی کو مکتی کی جگہ بتاتا ہے مگر میں چترکوٹ میں زندگی کے عذابوں سے چھوٹنے کا تہیہ کرتا ہوں +
بھرت جی کے چہرے پر اس وقت جوش غضب کے ساتھ مایوسانہ حالت کی ترقی کے آثار رنج پیدا تھے۔ سومنتر دل میں ڈرا کہ کہیں کشا آسن بچھانے سے کوئی اور گُل نہ کھل جائے اور پھر یہ مثل صادق ہو جائے +
آدھی چھوڑ ساری کو دھائے ایسا ڈوبے تھاہ نہ پائے
بھرت جی بات کے دھنی ہیں چترکوٹ پر ہی رک جائیں تو اجودھیا اور بھی سنسان ہو جائے اس لئے وہ تعمیل ارشاد سے جھجکا۔ مگر بھرت جی کب رُکنے والے تھے وہ خود اُٹھے کشا لائے آسن بچھائے اور جم بیٹھے سب بولے کہ بس اب بھرت جی سے بھی ہاتھ دھو لو۔ بھرت جی نے یہیں دھونی رمانے کی ٹھان لی +
سری رامچندر جی یہ بچوں کی سی ضد کیسی۔ آخر میرا کچھ قصور عقلمند ہو کر ایسی بیجا ہٹ تم چھتری ہو۔ راجہ ہو تمہیں برہمنوں کے سے استھان سے مطلب اٹھو کہنا مانو۔ اجودھیا میں جاؤ۔ اور شوق سے راج کرو۔ تمہارا دھرم یہی ہے۔
بھرت۔ ہائے میں کس کے آگے سر دھے ماروں اتنی صورتیں بیٹھی ہیں مہاتماؤں کا میلہ لگا ہوا ہے مگر کوئی منہ سے نہیں پھوٹتا۔ کسی نے میری بات کی تائید میں زبان نہ کھولی سری رامچندر جی کی گفتگو سب سنتے ہیں کسی میں دم نہیں کہ تردید کرسکے کیا سب ایمان کھو بیٹھے کسی کو ست دھرم کا پاس نہیں۔ اگر ایمان کوئی چیز ہے تو سب بتادیں کہ راستی پر کون ہے منطق کس کی درست ہے میں غلطی پر ہوں یا سری رامچندر جی +
حاضرین نے ایک زبان ہو کر کہا +
بھرت جی آپ کا فرمانا بھی درست اور سری رامچندر جی کی بھی ثابت قدمی جائز نہ ہم لوگ آپ کی گفتگو میں دخل در معقولات دے سکے نہ ہم سری رامچندر جی کو دھرم کی راہ سے ہٹانے کی کوئی وجہ دیکھتے ہیں ہاں اگر خلاف مزاج نہ ہو تو آپ کشا آسن سے الگ ہٹ بیٹھئے کیونکہ چھتری کا یہ دھرم نہیں۔

سری رامچندر جی ۔ بھرت! اب تو تمہاری سمجھ میں آیا کہ میں خطا پر نہیں سُن لیا مہاتماؤں نے کیا فرمایا۔

پیارے بھرت! مجھ پر پتا جی کی تعمیل ارشاد فرض ہے اور تم کو بھی رضا جوئی لازم چھتری کو کوئی ایسی بات نہ کرنا چاہئے جو دھرم کے اصولوں سے جائز نہ ہو۔ کُش آسن چھوڑ دو اور ادھر آؤ ۔

بھرت جی آنکھوں میں آنسو بھر کر الگ کھسک بیٹھے مگر بولے کہ

آپکی تعمیل ارشاد میں تو کچھ عذر نہیں لیکن یاد رکھیئےگا کہ جیتے جی تخت حکومت پر قدم نہ رکھونگا لیکیئی ماتا ایکا کریں ان کی بات مانونگا تو گنہگار آپ شوق سے بن باس کریں آپکا یہ غلام بھی چودہ برس آپ ہی کی سی زندگی بسر کریگا عیش و آسائش پاس پھٹکیں کیا مجال ۔

سری رامچندر جی ۔ عزیز از جان بھرت! تم نے میرا کہنا مانا۔ عمرت دراز۔ زندہ باش۔ سعادتمند ایسے ہی ہوتے ہیں اب اپنا اور میرا فرض بھی سمجھ لو کیا ہے دنیا اسی بات پر اتفاق کریگی کہ والدین کی تعمیل ارشاد مقدم ہے۔ پس مجھے چترکوٹ پر چھوڑ دو اور خود حکومت کرو تم تو فہیم اور عقلمند ہو دھرم کی کوئی نتہ تم سے پوشیدہ نہیں مزاج میں تحمل اور رحم بھی ہے اسلئے وہ کام کرو جس سے پتا جی کی روح کو بھی خوشی حاصل ہو اور میں بھی بن باس کی حالت میں فکروں سے چھٹی پاؤں چودہ برس کس گنتی میں ہیں زندگی کے نزدیک جگوں کا زمانہ اور بھی گزرے معلوم نہیں ہوتا اس لئے اب تم میرا کہا سنا معاف کرکے گھر پلٹ جاؤ اجودھیا کو شان فرمانروائی سے رونق دو رعایا تمہارا بغیر پریشان ہے اب نہیں سب کام چھوڑ کر رعیت پروری کا خیال چاہئے اور بس ۔

سرگ ۱۱۲

مختلف لوگوں کی تقریریں دیوتاؤں کی رونق افروزی سری رامچندر جی کے بن باس اور بھرت جی کی واپسی اجودھیا کا تصفیہ

سری رامچندر جی اور بھرت جی کی تقریر پر دیوتا لوگ بھی کان لگائے ہوئے تھے دونو کے طرز بیان اور اصول بحث سے انکے دل کا کنول کھلا جاتا ہے آخر ایک دفعہ آفرین و مرحبا کا شور بلند

ہُوا حاضرین نے اوپر نگاہ اُٹھائی تو اندر وغیرہ آکاش سے اترتے نظر آئے اور دیکھتے دیکھتے چشم زدن میں وہیں موجود ہو گئے سب نے سری رامچندر جی اور بھرت جی کی تعریف کی اور بھرت جی سے بولے +

چھوٹے بڑوں کا کہنا مانتے ہیں اُدھر راجہ سرتھ کا ارشاد ہے اِدھر سری رامچندر جی کی ہدایت بس اب تمہارا فرض ہے کہ اپنے پتا کی بات رکھو اور اُن کا ہر طرح سے اُدھار کرو۔ سری رامچندر جی اپنے پتا کے فرض سے سبکدوش ہو گئے راجہ سرتھ سرگ میں رونق افروز اور ہم لوگوں کے مہمان ہیں۔ اس وقت تو ہم ان کی خدمتگذاری کرتے ہیں مگر جو ہمیں معلوم ہوا کہ تم نے سری رامچندر جی کی بات نہ مانی۔ سمجھ لو کہ وہ پھر سرگ میں نہیں دنیا میں کہیں پڑے ہونگے +

دیوتاؤں کی گفتگو سے سری رامچندر جی کی طبیعت پھڑک گئی۔ جا بالی سے مخاطب ہو کر بولے کہ۔

برہمن دیوتا کچھ آپ نے ملاحظہ فرمایا آپ تو دیوتاؤں کے قائل نہ تھے خیال تھا کہ لوگوں نے فرضی نام گھڑ لئے ہیں اب کہئے آنکھیں کھلیں یا نہیں۔

بھرت جی کو دیوتاؤں کے سر پر دیکھنے کی تاب کہاں تھی اُن کا جسم تھر تھر کانپنے لگا۔ زبان کھل گئی۔ بات منہ سے نہ نکلتی تھی۔ آخر دل کڑا کر کے بولے۔

سایہ سر سری رامچندر جی۔ میں سب کی بات سچ سمجھتا ہوں مگر اپنا اپنا اعتقاد ہے۔ اب آپ مہربانی فرما کر بششٹ جی اور ماتا کوشلیا سے جو کچھ کہلا دیجئے اُسی پر عمل کرونگا اگر وہ کہہ دیں کہ اکشواک بنس میں بڑا بیٹا راج سے محروم رہتا ہے تو میں ہارا۔ پھر زبان کھولوں تو گنہگار۔ اس کے علاوہ رعایا اور اہل فوج کی رائے بھی لینا چاہئے کہ اُن کے نزدیک تاج وتخت کس کو ملنا چاہئے۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ سب آپکی فرمانروائی کے خواہاں ہیں میرے لئے کسی کی رائے نہیں۔ چنانچہ میں خود اپنا بھی مخالف ہوں وجہ یہ ہے کہ اجودھیا کا راج وہ سنبھالے جس کا تین لوک میں کوئی مدمقابل نہ ہو اور اہل زمانہ کی عمدہ طور سے پرورش وحفاظت کر سکے۔ اتنی لیاقت مجھ میں کہاں میں تو خود آپکی دستگیری اور نظر پرورش کا محتاج ہوں۔ چنانچہ لیجئے یہ سر آپ کے قدموں پر ہے اگر گردن پر تلوار بھی پھیر دیجئے تو بہتر سمجھیگا۔ کہ آپ نے ابدی زندگی عطا فرمائی +

سری رامچندر جی کے جوش محبت نے اس وقت انکو بے قابو کر دیا۔ انہوں نے بھرت جی

کو گلے سے لگا لیا اور زالوزیر بٹھا کر بولے۔

بازوے قوی! میری خوشی کرو عنان سلطنت ہاتھ میں لیلو۔ جس وقت تم نے راج سنگھاسن پر قدم رکھا۔ تینوں لوک تمہارے قدموں کے تلے آگئے تمام دیوتا تمہارے محافظ ہونگے بزرگان خاندان ترقی دولت اقبال کے لئے دعائیں دینگے دیکھو ستو کی کچھ بساط نہیں ایک ذرا سا بچہ جب چاہے بے تکلف توڑ سکتا ہے۔ مگر یہی جہاں اور ڈور سے بٹ لئے گئے پھر اُن کی مضبوطی کا کیا کہنا ہاتھی کی بھی طاقت نہیں کہ سینکڑوں جھٹکوں سے بھی توڑ سکے اسی طرح جب تم لائق وزیروں کے اتفاق رائے سے سلطنت کرو گے تو تمام دنیا پانی بھریگی۔ کسی کی مجال نہ ہوگی کہ سر اُٹھا سکے پس تمہیں مناسب ہے۔ کہ پتا جی کی وصیت اور ماتا کیکئی کے ارشاد پر عمل کرو۔ اور میرے واپس لیجانے کا خیال چھوڑ دو۔ کیونکہ پہاڑ ٹل جائیں۔ سمندر خشک ہو جائے۔ چاند سے چنگاریاں نکلیں۔ آفتاب پورب میں غروب اور پچھم میں طلوع ہو سب ممکن۔ مگر میرا قول سے پھرنا محض خلاف قیاس ہے تم کو خیال ہے کہ ماتا کیکئی نے تریا چرتر کا ایک کرشمہ دکھایا۔ نہیں نہیں دیوتا لوگ موجود ہیں۔ پوچھ دیکھو کہ ساری مایا انہیں کی رچی ہوئی ہے یا کسی اور کی ؟

دیوتاؤں نے سری رامچندر جی کے بیان کی تائید و تصدیق کی اور بھرت جی سے فرمایا کہ

سری رامچندر جی بزرگ ہیں تمہارا یہی دھرم ہے کہ جو یہ کہیں تسلیم و منظور کرو ؟

بھرت جی۔ مجھے عدول حکمی کسی طرح گوارا نہیں مگر اپنے قابو بھر ان خیالات کو دل سے دُور نہ ہونے دونگا۔ جو یہاں کھینچ لائے۔ آپ لوگ لاکھ سری رامچندر جی کی سی کہیں اُن کی ہاں میں ہاں ملائیں۔ مگر میری دلجمعی اُس وقت تک نہ ہوگی جب تک سری رامچندر ماتا کوشلیا سے دو دو باتیں نہ کرلیں ؟

کوشلیا جی پاس ہی بیٹھی ہوئی تھیں فوراً بول اُٹھیں کہ

ہاں تو تب ہی خوش ہونگی جب میرے بیٹے دھرم کا نباہ کریں ؟

یہ فقرہ گول مول تھا۔ بھرت جی بغلیں بجانے لگے۔ کہ لیں ماتا کوشلیا نے لاکھ روپیہ کی ایک ہی بات کہہ دی۔ بیشک دھرم یہ ہے کہ اولاد اکبر مالک تاج و تخت ہو۔ ادھر سری رامچندر جی کے دانت نکل آئے۔ کہ ماتا جی نے دو ٹوک فیصلہ کر دیا۔ بیشک میرا دھرم یہی ہے کہ پتا جی کے دھرم کی

پابندی کروں +

دونو طرف جوش خوشی کے اثر سے لمحہ دو لمحہ خاموشی رہی ہر ایک کو انتظار تھا۔ کہ دیکھیں کس طرف سے اظہار خیالات میں پیش قدمی ہوتی ہے مگر بھرت جی کو خاموش دیکھ کر سری رامچندر جی ہاتھ جوڑ کر ماتا کوشلیا سے بولے کہ آپ کا فرمانا بہت درست تھا۔ مگر بھرت جی کے ذہن میں اس کا مطلب کچھ اور ہے اس لئے صاف صاف بے رو رعایت فرما دیں کہ

مجھے کیا کرنا لازم ہے اور بھرت کو کیا ؟ آپ اس وقت جو کہیں دھرم ایمان سے نہ میری مروت کریں نہ بھرت کا لحاظ۔ آپ واقف ہیں کہ ماتا کے دھرم سے بیٹے کا کلیان ہوتا ہے۔ اور استری کی پتی برتا سے خاوند کی نجات۔ پس آپ میرے اور بھرت جی کے مفید حال حکم ناطق فرما دیں یہی فیصلہ ہے اور یہی اتنی بحث مباحثہ کا لب لباب +

کوشلیا جی دل میں سوچتی تھیں کہ کیا کہوں ادھر بھی دھرم ہے ادھر بھی دھرم میں کہوں تو کیا آخر سوچتے سوچتے بولیں کہ میں اور تو کچھ نہیں جانتی۔ تمہاری کھڑاؤں لیتی آئی ہوں لے پاؤں سے چھو دو تو حجت ختم ہو جائے +

سری رامچندر جی نے بڑی خوشی سے کھڑاؤں لے کر پاؤں سے چھو دیں اور بھرت جی کے سامنے رکھ کر بولے کہ۔

بس ماتا جی نے فیصلہ کر دیا۔ اب طول کلام کی گنجائش باقی نہیں +

بھرت جی نے قدموں پر سر جھکا کر کھڑاؤں سر پر رکھ لیں اور فرمایا کہ آج سے کند مول پھل کے سوا اور کچھ کھاؤں تو زبان کٹ کر گر پڑے فرش راحت پر سوؤں تو آنکھیں پھوٹ جائیں میں نے آپ کا حکم مانا ہے تو یہ بھی خوب یاد رکھیئےگا کہ اگر ایسی میں چودہ برس سے ایک پل نہ دیر ہو ورنہ بھرت کا دیدار نصیب نہ ہوگا +

سری رامچندر جی نے بھرت جی اور سترہن جی کو سینے سے لگایا اور فرمایا کہ۔ خبردار! میری ماتا کیکئی کے خلاف کوئی لفظ زبان سے نہ نکلے ورنہ بھرت کی قسم مجھے سخت رنج ہوگا۔ اچھا سب ماتائیں۔ سب اہل اجودھیا تمہارے سپرد ہیں۔ سب کو اچھی طرح رکھنا +

یہ فرما کر سری رام چندر سری جانکی جی اور سری لچھمن جی ماتاؤں کے قدمبوس ہوئے انہوں نے بھی گلے سے لگایا۔ بھرت جی بار بار قدم چھو کر رونے لگے رانیوں نے بھی چلا چلا کر سر پیٹنا شروع کیا۔ سری رام چندر جی یہ حالت دیکھ کر کٹی میں چل دئے اندر ہی سے پکار کر کہا۔ کہ۔

بھرت جی ماتا کی باتوں کا بُرا نہ ماننا۔ ان کی خاطر مدارات ویسی ہی رہے۔ جیسی پتا جی کی زندگی میں تھی۔ میں نے انہیں جو کچھ کہا تھا۔ اس کو صفحہ دل سے دھو ڈالو۔

سرگ ۱۱۳

بھرت جی کی اجودھیا کو روانگی

سری رام چندر جی نے سب کو رخصت کر دیا تمام اہل اجودھیا بھرت جی سے لے کر اہل فوج تک مند اکنی ندی میں اشنان کر کے بھاردواج رشی کے آشرم میں وارد ہوئے۔ ساری کیفیت سنائی بھاردواج جی نے بھرت جی کی لیاقت و سعادت کی بہت کچھ تعریف کی۔ اس کے بعد بھرت جی راہی اجودھیا ہوئے۔

سرگ ۱۱۴

بھرت جی کی اجودھیا میں تشریف آوری

بھرت جی اجودھیا میں رونق افروز ہوتے دیکھا کہ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا ہے اجودھیا کی حالت اس وقت بجنسہٖ ہی جیسی چاند کے بغیر رہنی نچھتر کی تپسیا بگڑنے سے گیانی آدمی کے سہج کی۔ دان نہ دینے سے گرہست کی پاپ پاپی کو اور سرزمین میں بیج کی بے سورج کے دن کی بے چراغ کے گھر کی لڑائی سے بھاگنے والے چھتری کی نشے کے اُتار پر خرابی کی یہ سناٹے کی حالت دیکھتے ہوئے وہ مہاراجہ دسرتھ کی آرام گاہ میں تشریف لے گئے۔ در و دیوار پر تاریکی غم چھائی ہوئی پائی معلوم ہوتا تھا کہ باغ میں بہت جس اس کا

موسم چھایا ہوا ہے کچھ یہیں پر فرض نہیں جس طرف نظر گئی ایک دردناک نظارہ پیش نظر ہوا۔ آنسو نکل پڑے دل پر سناٹا چھا گیا آنسو بہا بہا کر ماتاؤں کو رنواس میں پہنچایا بعد خود سوچنے لگے کہ اپنے رہنے کا سمبھینا کیا جائے۔ راج محل بود و باش کے لائق نہیں۔ کوئی اور ٹھکانا کرنا چاہئے ÷

سرگ ۱۱۵

بھرت جی نندی گرام میں تپشیا کے لئے گوشہ گزین

بھرت جی کی خدمت میں تمام ارکان سلطنت حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا۔ کہ آپ انتظام حکومت میں دل لگائیں۔ میں نندی گرام میں زندگی کے دن کاٹونگا راجہ دسرتھ کا سایہ باقی نہیں سری رامچندر نے بھی دامن دولت سے جدا کیا۔ پس اب گوشہ نشینی کے سوا اور کسی بات سے سروکار نہیں ÷

تمام حاضرین محفل کی زبان سے آفرین و مرحبا کی صدا بلند ہو گئی۔ سب نے بھرت جی کے حسن لیاقت و جوش عقیدت کو سراہا ہر ایک بولا۔ کہ

آپ دھنیہ ہیں۔ سری رامچندر جی کا نام نامی وہ ہے جس کو ورد کرنے سے نجات کچھ بھی مشکل نہیں کیسا ہی پاپی ہو بے توقف تر جائیگا۔ دل کی مرادیں برآنا کچھ مشکل نہیں ÷

بھرت جی سب کے اتفاق رائے کا شکریہ ادا کر کے اُٹھ کھڑے ہوئے سیدھے شاہی نشست گاہ میں آئے راج سنگھاسن کو کھڑاؤں سے زینت بخشی خود چنور جھلنا شروع کیا سترہن جی چھتر لے کر کھڑے ہو گئے۔ بھرت جی نے بششٹ جی سے گزارش کی کہ جو راج کا کام ہو انہیں مقدس کھڑاؤں کے سامنے مجھ سے کچھ تعلق نہیں ÷

بششٹ جی نے احکام نافذ کرنے حکم کی پابندی ہونے لگی۔ بھرت جی روز نہانے کے بعد کھڑاؤں کی پوجا کرنے اور پھر نندی گرام میں سری رامچندر جی سے لو لگائے رہتے تھے اور جو کوئی تحائف بھیجتا کھڑاؤں کی نذر ہوتا ÷

سرگ ۱۱۶

سری رامچندر جی کی چترکوٹ سے رخصت

سری رامچندر جی چیت شدی دسمی کو چترکوٹ پر رونق افروز ہوئے تھے اس کے دو روز بعد یعنی پورنماشی کو راجہ دسرتھ نے دُنیا سے منہ موڑا بھرت جی کے چلے جانے پر رشیوں کو بڑی مایوسی ہوئی وہ جانتے تھے کہ سری رامچندر جی اب یہاں نہ ٹھیرینگے ساری رونق جاتی رہیگی۔ بساکھ اور جیٹھ گزرنے پر برسات آ گئی سری رامچندر جی نے اس موسم خوشگوار کی بہار وہیں دیکھی بعدہٗ آگے کا قصد کیا رشیوں کو ان سے اور ان کو رشیوں سے محبت ہو گئی تھی۔ ساتھ چھوڑنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ مگر دھن کچھ اور تھی لہٰذا ایک روز سب رشیوں کو موجود پا کر فرمایا +

اتنے دنوں تک آپ سب مہاتماؤں کو تکلیف دی اب جی چاہتا ہے کہ اِدھر اُدھر کی سیر سے جی بہلے آپ اجازت دیں کہ ڈنڈک بن کی سیر کر آؤں +

اور رشیوں سے تو آنکھوں میں آنسو بھر لانے کے سوا کچھ کہتے سُنتے نہ بنا ایک سن رسیدہ اور باکمال رشی نے یوں زبان کھولی +

آپ کیوں ہم لوگوں کو بناتے ہیں ہم لوگوں کی اجازت ہی کیا آپ اپنی مرضی کے مالک ہیں جو دل میں سمائیگی وہی کرینگے۔ بیچارے بھرت نے سر ٹپک مارا مگر آپ کے دل میں رحم نہ آیا۔ آپ کی طوطا چشمی۔ نہیں نہیں۔ چشم مروّت سے ڈر ہے کہ کسی روز آپ جانکی جی کے ساتھ بھی یہی سلوک نہ کر بیٹھیں۔ آپ کسی کے روکنے سے رکنے والے نہیں مگر اتنا سمجھائے دیتا ہوں کہ یہاں سے بڑھ کر ان راچھسوں کا عمل دخل ہے جو آدمی کو کچا نگل جائیں اور ڈکار نہ لیں ان کی صورتیں دیکھے تو آدمی کی روح قبض ہو جائے پھر ایسے جنگلوں میں جانکی جی کا لے جانا کب مناسب ہے آپ ایسے کھر کا نام سُنا ہوگا بڑا زبردست راچھس اور رشیوں کے لئے تو سچ مچ کال ہی ہے ادھر تپسی کو دیکھا اُدھر چٹ ہڈیاں چبا لیں بہ سحر و بیرنگ میں بھی اپنے وقت کا استاد کامل اور بیرحمی و خونریزی میں ب المثل ہے کو اِشور اوتار ہیں اگر اِشور خود بھی مقابل ہو جائے تو گھر بنے والا نہیں پہلے تو بدبخت

تھی وہ خیریتی ہی۔ جب سے آپ نے جنگل میں قدم رکھا اُس نے زمین سر پر اُٹھالی ہے۔ ہون کنڈ مٹی سے پاٹ دئے دھونیوں پر پانی ڈال دیا۔ آشرموں میں آگ لگا دی۔ تپون سنسان کر دئے رشیوں میں مقابلے کا دم کہاں۔ سراپ دیتے ہیں تو تپسیا کا بل گھٹتا ہے اس لئے وہ اپنے اپنے آشرم چھوڑ بھاگے اور اس جگہ آ ٹھہرے بھروسا یہ تھا کہ آپ کی وجہ سے امن رہیگا مگر آپ ہم سب کو دغا بتاتے ہیں یہ بات ٹھیک نہیں یا تو جانے کا نام نہ لیجئے یا ہم سب کو بھی ساتھ لے چلئے +

سری رامچندر جی نے لفظ لفظ سُن لیا مگر جواب کچھ نہ دیا ایک ایک رشی کے قدم چھو کر دکن کی طرف چل پڑے رشی مصلحت جانتے تھے انہوں نے پھر روکنا ٹوکنا مناسب نہ سمجھا اور اپنے اپنے آشرموں کو چلے گئے +

سرگ ۱۱۷

سری رام چندر جی کی اتری مُنی کے آشرم میں جلوہ افروزی انسویا جی کے پتی برت دھرم کے ذکر میں جانکی جی سے گفتگو

سری رامچندر جی چترکوٹ سے چل کر ہزار ہا رشیوں منیوں کے درشن کرتے ہوئے اترے مُنی کے آشرم میں وارد ہوئے مُنی بڑے کامل اور صاحب کشف و کرامات تھے انہوں نے سری رامچندر جی کی بہت خاطر و تواضع کی ہر ایک برتاؤ سے محبت پدری کا اظہار تھا۔ نظرِ اُلفت سے اُلفت خون کی بو آتی تھی اترے رشی نے انسویا جی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:۔

یہ میری استری ہیں انسویا نام ہے پتی برت دھرم میں ان کا نظیر نہیں دھرم قدموں پر نثار رہتا ہے ایک زمانے میں دس برس تک بارش نہ ہوئی۔ زمین گرم توے کی طرح جلنے لگی اس وقت انہیں نے پاتال گنگا کھود کر اہل زمانہ کو تکلیفات سے محفوظ کیا۔ انہوں نے دس ہزار برس تک تپسیا کی گر واہ رے مزاج کی نیکی آج تک کسی رشی کی تپسیا میں فرق پڑنے نہ دیا کچھ عرصہ ہوا ایک رشی کسی عورت سے بگڑ بیٹھے۔

اور بد دعا دے دی کہ رات بھر میں مرجائے عورت زندگی سے نا بوس ان کے پاس آئی
انہوں نے اس کو ڈھارس دی اور کہہ دیا کہ۔
جب دن ہی ہوگی نہیں تو تمہیں مار یگا کون +
ان کی تپسیا کا وہ اثر ہوا کہ دس دن گزر گئے اور رات نہ کٹی تب تو آدمی اور
رشی کیا دیوتا تک گھبرا اُٹھے۔ دہائی دی کہ انسویا جی یہ غضب ہے رحم کرو ترس
کھاؤ +
انسویا جی نے جواب دیا کہ میرے کہنے سے عورت مرکر جی اُٹھے تب تو سورج
نکل سکتا ہے۔ ورنہ رات ہی رہیگی +
دیوتاؤں نے شرط منظور کی۔ عورت مرکر اُسی وقت زندہ ہوگئی آفتاب نکلا اور
وہ تاریکی مٹ گئی جس نے آنکھوں کے سامنے کالا کمبل تان رکھا تھا۔
سری رامچندر جی نے دور ہی سے انسویا جی کو ڈنڈوت کی اور جانکی جی
سے کہا کہ درشن کر آؤ +
جانکی جی ہاتھ جوڑے ہوئے پہنچیں۔ قدم چھوئے اور نظر عنایت چاہی +
انسویا جی کی عمر نہ جانے کتنی تھی۔ بال چاندی کا تار۔ تو تھے ہی۔ بدن میں صرف پوست
ہی پوست باقی تھا۔ ہاتھ پاؤں بید کی طرح کانپتے تھے انہوں نے بڑی محبت سے
جانکی جی کو پاس بٹھالیا اور یوں گوہر افشانی فرمائی +
جنک نندنی شاباش! سہاگ اچل۔ یادی اٹل رہیں تمہارے پتی بھرت دھرم سے بیحد
خوش ہوئی سچ مچ ستی تمہارے پاؤں کا دھوون بھی نہیں تم نے اپنے پتی (خاوند) کی
خدمتگزاری کے شوق میں ماں باپ۔ بھائی بند سب چھوڑ دئیے بہت اچھا کیا پتی برتا
استریوں کا یہی فرض ہے کہ گھر باہر دیس پردیس ہر جگہ شوہر کے قدموں میں ہے خاوند
بوڑھا۔ لولا۔ لنگڑا۔ اپاہج۔ روگی بھی۔ کوڑھی۔ جاہل مفلس خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔
عورت اسی کو پرمیشور جانے کبھی نظر حقارت سے نہ دیکھے نہ عدول حکمی کرے۔ جو
عورت خاوند سے بیزار اور خواہش نفسانی سے مغلوب ہوکر آوارہ مزاج ہوجاتی ہے
اس کی دنیا میں الگ رسوائی ہوتی ہے اور عاقبت میں الگ خرابی رہیں تمہیں دیکھ
کر بہت خوش ہوئی۔ تمہارے دھرم کی کیا بات ہے تمہیں کا اوتار ہے کہ تم دنیا میں

پتی برت دھرم کا جھنڈا گاڑ رہی ہو۔ تمہارا نام سننے سے اور تو اور آوارہ عورتیں بھی جامہ عصمت ہو جائینگی۔

سرگ ۱۱۸

پتی برت دھرم کی عظمت سری سیتا جی کی زبانی۔ انسویا جی کی دعا و دیگر حالات

جانکی جی نے انسویا جی کی محبت آمیز نصیحت خیز گفتگو کا شکریہ ادا کر کے گذارش کی کہ ماتا آپ ایسی واجب التعظیم دیویوں کے قدموں کی برکت سے مجھے بھی پتی برت دھرم کے اصول معلوم ہو گئے ہیں۔ بیشک استری کے لئے کوئی دھرم ہے تو یہی۔ میری رائے میں تو پرمیشور اور پتی میں کچھ فرق نہیں دونو ایک ہی ہیں۔ میرے پران ناتھ بھی دوسری استری کو ماتا کے برابر سمجھتے ہیں جب میرا بیاہ ہوا تو انتخاب میری ماتا نے اس دھرم کا ایک ایک اصول میرے دل پر نقش کر دیا تھا۔ اُن کی نصیحت تھی کہ عورت اس طرح مرد کی رفاقت کرے جس طرح سایہ جسم کے ساتھ رہتا ہے۔ یا روہنی چندرماں کے ساتھ۔

جانکی جی کی تقریر سے انسویا جی خوش ہو گئیں چھاتی سے لگا لیا اور بولیں۔ جنک کماری جی کچھ بردان مانگو۔ تمہاری پتی برت دھرم سے میں بہت خوش ہوئی +

جانکی جی۔ ایشور نے مجھے ایسا پتی دیا پھر مجھے دنیا کی اور کسی چیز سے کیا واسطہ +

انسویا اس معقول جواب سے پھڑک اُٹھیں انہوں نے دل ہی دل میں دعا دی۔ کہ پتی برت دھرم میں اپنی آپ نظیر ہو +

اس کے بعد انہوں نے کچھ پھولوں کے زیور اور ہار سامنے رکھ دئے اور کہا۔ لو یہ پہنو۔ دعا دیتی ہوں کہ رامچندر جی کی محبت تمہارے دل میں قائم رہے +

جانکی جی۔ مجھے لینے میں کچھ عذر نہیں۔ مگر یہ الٹی بات ہوتی ہے کیونکہ کچھ پھل پھول پیش کرنے کا حق مجھ کو حاصل تھا۔ نہ کہ آپ کو +

انسویا جی۔ یہ کچھ نذرانہ یا پیشکش نہیں ہے بلکہ محبتانہ رسم کا برتاؤ ہے اسکے قبول کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں +

جانکی جی نے ہار اور زیور لے کر ماتھے سے لگائے اور شکریہ ادا کیا اسکے بعد انسویا جی نے

میں تمہارے جنم اور دھنش جگیہ کی کیفیت سننا چاہتی ہوں تکلیف نہ ہو تو مختصر کیفیت
بیان کرو ÷
جانکی جی - ایک سال جنک پور میں قحط پڑا تھا پتاجی نے جگیہ کیا جس وقت ہل چلانے کی
نوبت آئی میں زمین سے نکلی وہ خوشی خوشی مجھے گھر لائے یہاں آکاش بانی ہوئی کہ -
مہالکشمی تمہارے گھر میں ہے اس کو اچھی طرح پرورش کرنا۔ تمہارا نام اسکی بدولت
ہمیشہ زندہ رہیگا۔ میں نے بڑی ناز و نعمت سے پرورش پائی جب شادی کے قابل ہوئی تو
پتاجی نے آکاش بانی کے موافق سویمبر رچا۔ شادی شیو کے دھنش توڑنے پر منحصر کی گئی سویمبر
میں تمام دنیا کے تاجدار آئے مگر کسی سے دھنش نے جنبش تک نہ کی۔ جب پتاجی مایوس ہو گئے
تو بسوامتر جی پہنچے سری رامچندر جی نے دھنش چھوتے ہی توڑ دیا اس کے بعد میری
شادی ہوئی اور میری بہن اورملا لچھمن جی کے ساتھ بیاہی گئی ÷

سرگ ۱۱۹

اتری منی کے آشرم سے سری رامچندر جی کی رخصت

انسویا جی کی باتوں میں شام ہو گئی انہوں نے جانکی جی سے فرمایا۔
اب جاؤ زیادہ رات جانے میں سری رامچندر جی کو انتظار ہوگا ÷
جانکی جی نے قدم چھوئے اور سری رامچندر جی کی خدمت میں پہنچیں ضروریات
سے فراغت کر کے سری رامچندر اور جانکی جی نے آرام فرمایا۔ صبح کو اتری منی سے
رخصت حاصل کی اتری منی نے راچھسوں کی سرکوبی کی تحریک کر کے رخصت
دی سری رامچندر جی نے قدم بڑھایا۔ جہاں کی کیفیت تیسرے کانڈ میں نذر ناظرین
ہوگی ÷

اجودھیا کانڈ ختم شد